رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۵۴ رسالہ صوفی ماہِ جولائی ۱۹۳۱ء

صوفی

مقامِ اشاعت پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مدیر مسئول محمد الدین اعوان

ڈائرکٹر آف پالیسی۔ ملک محمد اسلم خان صاحب ایم۔ اے (کینٹب)
فیلو رائل سوسائٹی آف آرٹس بیرسٹر ایٹ لاء گجرات

سالانہ قیمت کاغذ قسم اول
تین روپے

سالانہ قیمت کاغذ قسم دوم
دو روپے

قیمت فی پرچہ چار آنے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۵۴ رسالہ صوفی ماہ جولائی ۱۹۳۱ء

صوفی

مقام اشاعت پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مدیر مسئول محمد الدین اعوان

ڈائرکٹر آف پالیسی - ملک محمد اسلم خان صاحب ایم - اے (کینٹب)

فیلو رائل سوسائٹی آف آرٹس بیرسٹر ایٹ لاء گجرات

سالانہ قیمت کاغذ قسم اول
تین روپے

سالانہ قیمت کاغذ قسم دوم
دو روپے

قیمت فی پرچہ چار آنے

اکسیر عنبری

اکسیر عنبری میں خدا کے فضل و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں۔ جن کے حاصل کرنے کے واسطے اہلِ ملک لاکھوں روپے یورپ۔ اور نیز جھوٹے اشتہار بازوں کی نذر کر رہے ہیں۔ خداوند کریم کی عنایت سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اکسیر عنبری کا تجربہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی کرنا منظور نہیں اور نہ اس کے پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ یہ جوانی کی روح اور بڑھاپے کی جان ہے۔ عورتوں۔ بچوں اور لڑکیوں کی کمزوری کی حالت میں اس کو استعمال کیا گیا۔ اور نتیجہ نہایت تسلی بخش نکلا ہے۔ مردوں کے امراض مثل کثرتِ احتلام و جریان و سرعت وغیرہ کو نافع ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں، و بچپن کی شادی سے جب انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے تو اکسیر عنبری نئی زندگی بخشتا ہے۔ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ اور مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور فرحت پہنچتی ہے کہ گویا قادرِ مطلق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل۔ بے چینی دل۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ پراگندہ خیالی۔ سانس کا پھولنا وغیرہ امراض کے واسطے ایک سچا اور قابلِ اعتماد تریاق ہے۔ جس کے استعمال سے دیرینہ کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ ججوں۔ منصفوں۔ تحصیلداروں۔ رئیسوں اور جاگیرداروں وغیرہ کو یہ مونس رفیق جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی چار روپے (للعہ ر) تین شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

طلائے نادر یہ طلاء مقوی اور ازالہ کی غلط کاریوں کے ازالہ کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے زیادہ تعریف خلافِ تہذیب ہے۔ قیمت فی شیشی للعہ ر اکسیر عنبری کے ہمراہ اس کا استعمال سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔

طلائے خاص یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اس میں کستوری ہے صرف امیروں کے لئے قیمت فی شیشی پانچ روپے (۵؍ر)

نوٹ! ان دواؤں کے تمام خطوط بصیغہ راز رکھے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق کوئی سرٹیفکیٹ چھاپنا یا شائع کرنا تو ایک طرف کسی غیر شخص کو دکھایا بھی نہیں جاتا اس لئے ان کے متعلق سرٹیفکیٹ درج نہیں کئے جاتے۔

ملنے کا پتہ:- **مینجر کارخانہ آبِ حیات پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب**

فہرست مضامین رسالہ صوفی

جلد ۴۶	بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء مطابق ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۰ھ	نمبر ۱

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	ہوالباقی	محترمہ ح-ب صاحبہ	۴
۲	شذرات واشارات	ضیاء الملک ملا رموزی صاحب	۵
۳	غزل	مولینا باسط صاحب بسوانی	۶
۴	جداگانہ نیابت	جناب حسن شہید صاحب سہروردی ایم-اے	۷
۵	ہم دم	جناب امجد صاحب حیدرآبادی	۱۳
۶	[illegible]	مولینا روش صاحب صدیقی	۱۴
۷	جذباتِ حقیقت	محترمہ دختر چوہدری بدرالدین صاحب قیصری	۲۶
۸	میدان پانی پت	جناب منظور حسین صاحب منظور بی-اے	۲۷
۹	مذہب اور سائنس	(ڈاکٹر سڈنی بیری) مترجمہ اسرائیل احمد صاحب بی-اے	۲۹
۱۰	محشرستانِ کانپور	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۳۲
۱۱	والکشِ انسانی کا پتلا	(والٹر) مترجمہ ملک عزیز عالم صاحب	۳۳
۱۲	رباعیات طالب	جناب طالب صاحب باغپتی	۳۷
۱۳	تقاضائے وفا	جناب جلال الدین صاحب اکبر	۳۸
۱۴	تصوف کی آڈریس	جناب مرزا اعظم بیگ صاحب چغتائی بی-اے	۳۹
۱۵	احسن الکلام	جناب احسن صاحب	۴۲
۱۶	عندلیب	جناب باسط صاحب بسوانی	۴۲
۱۷	ہندو مسلم	مولوی سر محمد یعقوب صاحب	۴۳
۱۸	جداگانہ نیابت	ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب ایم-اے	۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صُوفی

ہُوالبَاقی

ادا دِل کو خوشی آتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی
ابد تک بات جاتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی

محبّت کی جو ہے خواہش کسی سے مت محبّت کر
محبّت راس آتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی

ہمیں کچھ ہیں ہمیں کچھ ہیں فقط لاشے ہیں سب باقی
صدا ہم کو سُناتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی

نہیں کچھ چیز تُو اے ماسوا ہم کیا کریں تجھ کو
ادا دل کو لُبھاتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی

بھلا ایسی طبیعت کیا کہ مٹ جانا طبیعت ہو
طبیعت ہم کو بھاتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی

ہوا تحقیق قُرب اُس کا ہے زینہ کامرانی کا
جُدائی اب ستاتی ہے ہمیشہ رہنے والے کی

(ح ۔ پ)

شذرات و اشارات

از ضیاء الملک مُلّا رموزی صاحب فاضل الٰہیات ایم آر اے ایس (لنڈن)

وہ جو کہا ہے کہ ؎

کلاہ گوشہ مُلّا بآفتاب رسید

سو آج اُس خدائے غالب و رحمان کا شکر جس کے بعد از کائنات عالم نبی کی غلامی کے صدقے سے مُلّا رموزی کو یہ توفیق ارزانی ہوتی تھی۔

"صُوفی" اور "مُلّا رموزی" کی عزّت افزائی ۔ بارگاہِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ سے انعام

حضرت نقیبِ بغداد کا مکتوب گرامی ۔ حضرت سجّادہ نشین بارگاہ کا ارشاد

کہ وہ "صُوفی" کے ذریعے اُس کے دین اور اُس کے پرستاروں کی خدمت میں بغیر کسی اندیشے اور تامّل کے مصروف تھا، اور کچھ شک نہیں کہ اُس کی اس پُرجوش خدمت میں "صُوفی" کے خادم اسلام مالک حضرت گرامی مولینا ملک محمد الدین اعوان رئیس پنڈی بہاؤ الدین اور اُن کے نُورِ نظر برادرم ملک محمد اسلم خاں ایم، اے، کینٹب، بار ایٹ لاء کے خلوصِ خدمت کو بہت زیادہ دخل رہا۔ پس اس سلسلۂ خدمت گذاری میں "صُوفی" اور "مُلّا رموزی" کو متعدد مرتبہ مایوسی، افسردگی، دل شکنی اور یاس کا برباد کُن مقابلہ کرنا پڑا، مگر الحمد للہ کہ ان حالات میں بھی جب کبھی بھی نظر پڑتی تھی تو آسمانوں سے اونچی منزلت والی کتاب یعنی قرآنِ عزیز کے اس نُکتے پر کہ وسنزید المحسنین۔ یہ وہ آسمانی دعدہ تھا جو ہم دلگرفتہ خدام کا سہارا بنا ہوا تھا ورنہ ہندوستانی مسلمان تو اپنے دین کے خدام کو جو صلہ دیا کرتے ہیں اور ابنائے شہر ایسوں کو جس طرح مُنہ چڑایا کرتے ہیں اُس کی ذِلت و دنائت کو کوئی پُوچھے ارباب خرد و اصحاب کار سے، مگر تعلیماتِ اسلامی کے حکمت آرا نکات و بصائر پر نظر رکھنے والوں کی پختگی بالآخر نہ طفلانِ شہر کی ہائے وہو سے متاثر ہوتی نہ دلوں پر ضرب لگانیوالے ناقدر دان بھائیوں کی بے اعتنائی کو خاطر میں لاتی اور یہ اس لئے کہ خدام کے سامنے خدمت ایسا مقدس و مکرم مقصد ہوا کرتا ہے نہ کہ اشخاص و افراد۔

پس آج وہ سعادت بخش گھڑی آگئی جب "صُوفی" اور "مُلّا رموزی" کی حقیر تر خدمات اُس گرامی مرتبت بارگاہ سے نوازی گئیں جو صدیوں سے بے قیاس و بیشمار اِنسانوں کی عقیدت و شیفتگی اور احترامات کی پیشکش کا مرکز بنی ہوئی ہے، جہاں شاہانِ کشور کُشا بصد حشمت و طمطراق بھی جھک کر چلتے ہیں اور جس کے ادب و احترام کے لئے مُسلمانوں کی طرح کفار و مشرکین کے دلوں میں بھی جگہ ہے، جو مصدرِ فیض و برکت ہے اور منبعِ رُشد و صلاح جہاں پہنچکر اربابِ حکمت و فراست بھی قلب و دماغ کی تاریکیوں اور کثافتوں کو دُور پاتے ہیں اور اصحابِ سطوت و کبریائی بھی سبق لیتے ہیں خدا شناسی و خدا پرستی کا، پس ایسے آسمانی پایہ مرکز و مقام سے نسبت رکھنے والوں کے مراتب کا اندازہ اگر آسان ہے تو معلوم کیجے کہ بارگاہ حضرتِ عالی مقام غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور حضرت نقیب بغداد کا "صُوفی" اور "مُلّا رموزی" کی ناچیز خدمات کو اپنے اپنے گرامی ناموں کے ذریعہ سراہنا فی الاصل وہ انعام ہے جسکی قیمت اور بلند پائیگی کو اہل اللہ وارباب قرآن ہی کچھ خوب جان سکتے ہیں، منشی، فاضلوں، اور بی، ایس، سی، لوگوں کے بس کی بات نہیں۔

حضرتِ گرامی مرتبت سجّادہ نشین ادام اللہ اجلالہٗ کا ارشاد عالی ہے کہ:۔

"صُوفی" ماشاء اللہ ابتدا ہی سے سر بلند ہے مگر جب سے مُلّا رموزی صاحب کے شذرات درج ہونا شروع ہوئے ہیں اس میں چار چاند لگ گئے ہیں، یہ شذرات خائنین مِلّت کے لئے نمک بر زخم اور فدائیانِ ملّت کیلئے اکسیر سے کم نہیں"۔

اس کے بعد حضرتِ گرامی سیّد محمود حسام الدین نقیب بغداد کا ارشاد ہمایونی یہ ہے :۔

"چونکہ رسالہ "صوفی" میرے ایک معزز دوست کے ذریعہ میری نظر سے گزرتا ہے، جس کے مضامین کو غور سے سمجھنے کے بعد ان کے قیمتی اور مفید ہونے کا اندازہ ہوتا ہے، خصوصاً مُلّا رموزی صاحب کے شذرات نہایت بہتر ہوتے ہیں"۔

یہ گرامی نامے حضرات سید محمد حنیف انصاری پرائیویٹ سیکرٹری و مولوی غلام محمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرات نقیب بغداد و سجادہ نشین حضرت ۶ مئی ۱۹۲۰ء کو پہنچائے گئے ہیں، ان الطاف ناموں میں رسالہ صوفی کی تدوین و ترتیب کیلئے بھی بعض قابل احترام مشورے عطا ہوتے ہیں جن کیلئے ادب سے التماس ہے کہ "صوفی" انشاءاللہ گراں پایہ مشوروں پر لفظ لفظ عمل کریگا۔ اور اپنی اس سعادت پر ہمیشہ نازاں رہیگا کہ اسے عالم اسلام کی ایسی جلیل القدر ہستیوں کا مشورہ حاصل ہے۔ آخر میں مُلّا رموزی، مدیر صوفی اور کارکنان صوفی ممدوحین کی خدمت اقدس میں جذبات شکر گزاری کے ساتھ عرض پرداز ہیں کہ ہم ناچیز خدام کی پرجوش عقیدتیں بطریق فاتحہ مسنون اس گرامی منزلت بارگاہ تک پہنچا دیجیے جو آرام گاہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

غزل

از مولینا باسط صاحب لبعانی

ماہ گہ بدر و گہ ہلال شود — مظہر شانِ ذوالجلال شود
زیر پایت اگر دلے آید — صورتِ سبزہ پائمال شود
مے بخور زاہدا بفصلِ بہار — کندریں عہد ایں حلال شود
جلوۂ حسن ذرۂ ناچیز — پرتوِ مہر بے مثال شود
از خرامِ تو فتنۂ دوراں — فتنۂ حشر پائمال شود
اہل دل را بگوشۂ جانہا — محفلِ حال و بزم قال شود

باسط امروز شیخ وقت بدور
غرق دریائے انفعال شود

جُداگانہ نیابت

از جناب حسن شہید صاحب سُہروردی ایم۔اے۔بی۔ایس۔سی۔(آ) بی۔سی۔ایل۔ بیرسٹرایٹ لاء وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی

(مندرجہ ذیل تقریر حسن شہید صاحب سُہروردی نے آل بنگال مُسلم کانفرنس منعقدہ کلکتہ میں بہ حیثیت صدر استقبالیہ کمیٹی کی۔ اس کا ترجمہ کسی اخبار میں ہماری نظر سے نہیں گذرا اور اس میں جُداگانہ نیابت کے متعلق اس قابلیت سے بحث کی گئی ہے کہ ہم اس تقریر کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ مدیر)

برادرانِ اسلام!

مجلس استقبالیہ آل بنگال مُسلم کانفرنس کی جانب سے میں آپ حضرات کا یہاں دلی استقبال کرتا ہوں۔ یہ کانفرنس مُسلمانانِ بنگال کی بیداری کی ایک بہت زبردست دلیل ہے، اور اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ مُسلمانانِ بنگال کو اس امر کا کامل احساس ہے کہ وہ اپنی سیاسی زندگی کے ایک نہایت نازک وقت میں سے گذر رہے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ کانفرنس کی دعوت بہت عجلت میں ہوئی اور اس کے سلسلہ میں پروپیگنڈا وغیرہ بھی بہت کم ہوا۔ آپ حضرات بنگال کے کونے کونے سے اس امر کے لئے تشریف لائے ہیں کہ غور کریں کہ مُسلم بنگال کا رویّہ وقتِ موجودہ اور مستقبل میں کیا ہونا چاہئے۔ اور بحالاتِ موجودہ ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم مسئلہ پر غور کریں ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے ہم حب الوطنی کے اس سرشار، اپنے قائدِ اعظم اور اسلام کے اس سپاہی مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار کو وہ خراجِ تحسین وتعظیم ادا کریں، جو کہ ہماری طرف سے انہیں واجب الادا ہے۔ خدائے جل و برتر نے ان کو مسجدِ اقصیٰ میں مدفن بخشا۔ مولینا کی زندگی اسلام کی عالمگیر وسعت کا ایک مظہر تھی اور ان کی موت اِتحادِ مُسلمین کا۔ وہ قربانی، ہمت، مستقل مزاجی، کام کرتے رہنے کی انتھک طاقت، اور زبردست وفاداری کی ایک یادگار مثال پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اور ہمیں یہ سبق سکھا گئے ہیں کہ ہم اسلام اور اپنے ملک ہی کے لئے زندہ رہیں اور ان کے لئے ہی مریں۔ یہ ہماری لاعلاج بدقسمتی ہے کہ مولینا مرحوم آج یہاں موجود نہیں ہیں کہ اس نازک وقت میں جب خطرات کی کالی بدلیاں ہمیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں وہ ہماری رہنمائی کرتے، لیکن مجھے یقین ہے کہ شہادت کی موت مرے ہیں اور اُن کی رُوح اور ان کی سپرٹ زندہ ہیں۔ ان کی رُوح اس مجمع میں ہمارے ساتھ ہے، ہمیں دُعا کرنی چاہئے کہ خدا ہمیں وہی نور نصیب کرے جو کہ مولینا رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس موجود ہوتے تو ہمیں مُنوّر کرتا۔

بہرحال یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ ہمیں آج خادم کعبہ، شیرِ اسلام مولینا شوکت علی کے استقبال کا فخر حاصل ہے۔ مولینا پہاڑ کی سی راسخ العزمی رکھتے ہیں اور ابتلا اور آزمائش کے امتحان میں بارہا پُورے اُتر چکے ہیں۔ ہم پورے پورے اعتماد کے ساتھ انہیں اپنا جرنیل بنانے کیلئے طیار ہیں، اور اُن کے زیرکمان ہمیں کسی خطرہ کا ڈر نہیں۔ ہمارے ہاں ایسے آدمیوں کی کثرت ہے جو کہ زبردست مُقرّر ہیں اور بہت عقلمند ہیں یا جنہیں بحث مباحثہ اور سفارت میں خاص مہارت ہے، لیکن مولینا وہاں کامیاب ہوتے ہیں جہاں اور سب ناکام رہ جاتے ہیں۔ مولینا ایک عملی انسان ہیں۔ اور وہ انسان میں اعتماد اور جوش کی ایک نئی رُوح پھونک دیتے ہیں۔ اور اگر مولینا اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لیکر راہ رواں ہوتے ہیں تو حضرات کیا میں آپ لوگوں کی طرف سے انہیں حمایت اور وفاداری کا ہدیہ پیش نہیں کرسکتا؟

حضرات، حالات بہت نازک ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ جو ہمارے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ نئے دستورِ عمل میں اسلامی تہذیب کے تحفظ کا بہترین طریقہ کیا ہوسکتا ہے۔ اگر ہمیں اپنے آبا واجداد کا شاندار ورثہ ترک کردینا پڑے تو بہ حیثیتِ افراد ہندوستان میں رہنا ہمارے کس کام کا ہے؟ جو تصادم ہندوستان کی دونوں اقوام کے درمیان نظر آتا ہے وہ دو مختلف تہذیبوں کے تصادم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور مُسلمانوں کو یہ کامل یقین ہوچکا ہے کہ اسلامی تہذیب کے بہترین محافظ مُسلمان ہی ہوسکتے ہیں۔ اور مُسلمان بھی وہ جو کہ ہندوؤں کے زیرِ اثر نہ ہوں۔ بالفاظِ دیگر

اسلامی تہذیب کی حفاظت جداگانہ انتخاب کے سیاسی حربہ ہی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی ایسی وجوہات ہیں یا کہ نہیں ہیں جو کہ اس تحفظِ تہذیب کو ضروری قرار دیں؟ اگر ہم دوسرے ممالک پر نظر ڈالیں اور یہ دیکھیں کہ عوام الناس جب اپنے ہی مذہب سے برگشتہ ہوجائیں تو ان سے کیا کیا زیادتیاں سرزد ہوسکتی ہیں، اور کس کس ڈھب سے وہ اپنے ہی تمدنی خیالات کی ہلاکت کا ذریعہ بنتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوجائیگا کہ جب حکومت جمہوری ہو اور ملک میں کثرت غیر مذاہب والوں کی ہو تو جماعتی فرائض کے بغیر ہماری تہذیب کے بقاء کی کیا اُمید ہوسکتی ہے۔ خود ہندو راہنماؤں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ عدم تعاون کی تحریک میں شامل ہونے سے پیشتر ہمارے رہنماؤں علی برادران وغیرہ سے وعدے لیکر اپنے دل کی تسلی کرلیں۔

حضرات! مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب ترک کردینے کی ترغیب دینے کی انتہائی کوشش کی جارہی ہے مسلمان یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ موجودہ وقت میں جبکہ دونوں قوموں کو ایک دوسرے کی طرف سے انتہائی بدظنی ہے، آپس میں اعتماد نہیں، اور ایک دوسرے کی مخالفت کررہی ہیں تو مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب ترک کردینے کی اس ترغیب کے معنی کیا ہیں۔ مسلمان یہ سوچتا اور چوکنا ہوجاتا ہے۔ نہرو رپورٹ میں جہاں مسلمانوں کا ذکر ہے وہاں تو جداگانہ انتخاب کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اقلیت کو جداگانہ انتخاب سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اسی رپورٹ میں جہاں سکھوں کا ذکر کیا گیا ہے وہاں سکھوں کو مبارکباد دی گئی ہے کہ جداگانہ انتخاب سے جو فوائد پہنچتے ہیں انہیں وہ چھوڑنے کے لئے رضامند ہوگئے ہیں۔ ہمارے رہنما کہتے ہیں کہ ہندو ہمارے تیرہ[13] مطالبات تسلیم کرنے کیلئے طیار ہیں۔ اول تو اُن کی آمادگی اس قدر مشروط ہے کہ میں یہ تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں کہ ہمارے مطالبات میں سے تیرہ[13] انہیں منظور ہوسکتے ہیں۔ لیکن اگر ان کی آمادگی کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس پر اتنی نہ پورا ہوسکنے والی پابندیاں عائد کردی گئی ہیں کہ وہ آمادگی نہیں رہتی۔ بہرحال ہندو انتخاب کے مسئلہ پر کیوں اس قدر زور دیتے ہیں۔ کیا وہ ہم سے زیادہ دونوں قوموں کی آشتی کے خواہشمند ہیں؟ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہیں کہ ہندو تقریباً ہر جگہ اکثریت میں ہیں۔ اور سوائے چند جگہوں کے اگر وہ اقلیت میں بھی ہیں تو اقلیت ایسی نہیں کہ ان کی طرف سے بے التفاتی کی جاسکے مسلمانوں کو ہر جگہ صلح و آشتی کے لئے زیادہ مضطرب ہونا چاہیئے بھی اور وہ ہیں بھی۔

کہا جاتا ہے کہ نیابت جداگانہ ہو تو جس قوم کا حلقۂ انتخاب ہو اسکے مخصوص قومی جذبات مشتعل کرنے اور اسکی مخصوص قومی ہمدردی کی طرف اپیل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے، اور نیابت مشترکہ ہو تو یہ بات نہیں ہوتی۔ ہمارا تجربہ اس کے بالکل متضاد ہے۔ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب میں جہاں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلہ میں یا ایک ہندو دوسرے ہندو کے مقابلہ میں کھڑا ہوا۔ اس بات کی ضرورت بالکل پیدا ہی نہیں ہوسکتی کہ مسلمان اُمیدوار اپنے مسلمان ہونیکی وجہ سے مسلمانوں کے ووٹ مانگے، اور ہندو اُمیدوار اپنے ہندو ہونیکی وجہ سے ہندوؤں کے ووٹ۔ مسلمان اُمیدوار مسلمانوں کے قومی جذبات کو اُبھارنے اور ہندو اُمیدوار ہندوؤں کے قومی جذبات کو اُبھارنے کی کوشش نہیں کرتا۔ گو اس میں شک نہیں کہ ہر دو اپنی اپنی قوم کی خدمت کے وعدے کرتے ہیں۔ اسکے برعکس جہاں نیابت مشترکہ تھی وہاں الیکشنوں کے موقعہ پر اس قدر بین الاقوامی شکر رنجیاں پیدا ہوئیں اور ہر دو اقوام کے جذبات کو اس قدر اُبھارا گیا کہ صوبجات متحدہ اور بہار میں تو ہندو مسلم فساد ہوگئے اور بنگال میں یہ حالت ہے کہ ہندو مسلمان کو کبھی ووٹ نہیں دیتا اور مسلمان ہندو کو[1]۔ خود نہرو رپورٹ میں "بنگال کے مسلمانوں" سے ——— اور دراصل صرف مشرقی بنگال کے مسلمانوں سے گویہ بات کہی نہیں گئی ——— یہ اپیل کیگئی ہے کہ وہ جداگانہ انتخاب ترک کرکے مشترکہ انتخاب کے حامی بنجاویں اور اس اپیل کی حمایت میں جو دلیل پیش کیگئی ہے اُسکی بُنیاد یہی بین الاقوامی مخالفت ہے۔ اعداد و شمار دے کر ان پر یہ واضح کرنے کی

---

[1] اجمیر مارواڑہ سے جہاں مشترکہ انتخاب ہے کبھی کوئی مسلمان اُمیدوار اسمبلی کی ممبری کیلئے کامیاب نہیں ہوا۔ ہمارے دوست مسٹر یاسین نوری بیرسٹر اس حلقہ کی طرف سے کھڑے ہوئے اور حالانکہ وہ بلحاظِ قابلیت و سیاست فہمی بہترین اُمیدوار تھے وہ محض اپنے مسلمان ہونیکی وجہ سے ناکام رہے۔ ان کے بعد ایک اور مسلمان صاحب کھڑے ہوئے تھے وہ بھی ہندو اُمیدوار کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ دہلی میں آصف علی صاحب بیرسٹر گو کہ وہ کانگرس کے ایک بہت سرگرم کارکن میں ایک ہندو اُمیدوار کے مقابلہ میں ناکام رہے اور خود کانگرس کے رضاکاروں نے اس بنا پر اُن کی مخالفت کی کہ وہ مسلمان ہیں۔ گجرات میں اور نمبر یہ میں مشترکہ انتخاب ہے۔ وہاں سے آجتک کوئی مسلمان کامیاب نہیں ہوا۔ اور یہ سب محض اس وجہ سے کہ ایک قوم کے لوگ دوسری قوم والوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ (مترجم)

کوشش کیگئی ہے کہ مشترکہ نیابت ان کے ذاتی مفاد کو محفوظ رکھتے ہوئے ان کے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ بہت بڑی اکثریت میں ہیں اور ہمیشہ ہندو اُمیدوار ونکو مسلمان ووٹوں کے ذریعہ سے شکست دے سکیں گے۔

میرے خیال میں تجربے نے یہ بات حد سے زیادہ واضح کردی ہے کہ مشترکہ انتخابات بجائے اس کے کہ وہ بین الاقوامی یکجہتی پیدا کریں، بین الاقوامی تعلقات کو حد سے زیادہ کشیدہ کر دیتے ہیں۔ اور جو کوئی شخص اس حقیقت سے انکار کرتا ہے اس نے واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں۔

جہاں ایک قوم کی دوسری پر بہت زیادہ اکثریت ہو وہاں تو مشترکہ انتخاب تعلقات کو حد سے زیادہ کشیدہ بنا دیتا ہے۔ وہاں اکثریت والی قوم کے اُمیدوار کو یہ حاجت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اقلیت کے ووٹ دہندگان سے ووٹوں کا خواستگار ہو۔ اپنی قوم کے جذبات اور تعصبات کو اکسا کر اُسے دوسری قوم کے اُمیدوار کو شکست دینے کی پوری پوری اُمید ہو سکتی ہے۔ مشرقی بنگال کے متعدد مسلمانوں نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ وہاں یہ بات بہت کم دیکھنے میں آتی ہے کہ ہندو رائے دہندوں نے اپنی رائے مسلم اُمیدوار کے حق میں دی ہو۔

اگر حلقہ ہائے انتخاب مشترکہ ہوں اور ہر قوم کے لئے نشستوں کی تخصیص کردیجائے تو حالات گو اسقدر بُرے نہ ہونگے لیکن پھر بھی وہ بہت کافی بُرے ہونگے۔ اس معاملہ میں ہمیں کوئی ایسے تجربات حاصل نہیں ہیں جو ہماری رہنمائی کرسکیں۔ شہروں میں شاید بعض جگہ ایسا ہوا ہو کہ سب رائے دہندگان نے کسی ایک ہی قوم کے اُمیدوار کو مل کر ووٹ دیئے ہوں لیکن یہ بات اگر دلیل کے طور پر پیش کیجائے تو غلط فہمی پر مبنی ہوگی کیونکہ وہاں حلقہ ہائے انتخاب بہت محدود ہیں۔ دوسرے یہ بحث محض ایک علمی بحث سے زیادہ حیثیت نہ رکھے گی کیونکہ ہندو نشستوں کی تخصیص کی مخالفت پر بھی اسقدر تلے ہوئے ہیں جتنے کہ جداگانہ انتخاب کی مخالفت پر۔ لیکن بفرضِ محال اگر اس بات کو تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ہندو نشستوں کی تخصیص پر راضی ہوجائیں گے تو یہ امر غور طلب ہے کہ ہمارے معاشری تعلقات کیا ہیں۔ دیہات میں ممکن ہے کہ ہم ایک دوسرے کو شہروں کی نسبت بہتر جانتے ہوں[1]۔ لیکن پھر بھی دونوں قوموں کے درمیان جو خلیج حائل ہے وہ بہت وسیع ہے۔ تعلقات اتنے معاشری نہیں جتنے کہ کاروباری ہیں۔ اور اس لئے مشترکہ نیابت کی صورت میں جہاں کہیں بھی منظم ہندو جماعتیں مشغول کار ہونگی مسلمان اُمیدوار اگر کوئی اپیل ہندو رائے دہندگان سے کرینگے تو اسکی کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ اور مسلم اُمیدواروں کی صرف وہی اپیلیں کامیاب ہوسکیں گی جن کی منظم ہندو جماعت بھی حمایت کریگی۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر منظم ہندو جماعت نے کسی مسلمان اُمیدوار کی مخالفت کی تو وہ ایک بھی ہندو رائے دہندہ کا ووٹ حاصل کرسکے گا؟ یہ بات ظاہر ہے کہ جہاں ایک قوم کی زیادہ اکثریت ہے وہاں رائے دہندگان کے ساتھ مفاہمت کی تو کوئی حاجت ہی نہیں ہوگی۔ اور جہاں دونوں قوموں کے رائے دہندگان کی تعداد میں زیادہ فرق نہیں وہاں بھی کامیابی کی زیادہ اُمید اُسی اُمیدوار کو ہوسکے گی جو بہترین طریقہ پر اپنی قوم کو تو دھوکہ دے لے اور دوسری قوم کے ہاتھوں اپنے آپ کو فروخت کردے۔

نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مشترکہ انتخاب کا اصول منطقی لحاظ سے بھی غلط ہے۔ اور یہ کسی طرح سے بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مشترکہ انتخاب بلا تخصیص نشستگان سے بہتر ہے۔ دونوں صورتوں میں بین الاقوامی تصادم اور کشیدگی ناگزیر ہیں۔ اول الذکر انتخاب میں کم از کم یہ بات تو ہوگی کہ ایسے ہندو اور مسلمان میدان میں آئیں گے جو چاہے ٹھیک رستہ پہ چلیں چاہے غلط رستہ پر جو کچھ کریں گے کھلے طور پر کرینگے۔ اور مؤخر الذکر کی صورت میں ایسے لوگ جو کہ دوسری قوم کی تمام جائز و ناجائز خواہشات کی مطابقت کیلئے آمادہ ہونگے اور چالوں اور دھوکہ بازی سے کام لیکر کامیاب ہونگے۔ ہر معاملہ کے متعلق جو دلائل ہیں وہ اس قدر فرسودہ ہوچکی ہیں کہ ایک ایسے شخص کی زبان سے جو کسی زمانہ میں سیاسیات کی صف اول میں تھا اور جو خود بھی مسلمان ہے (یعنی مولانا ابو الکلام آزاد) یہ بات سُن کر انسان کو حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس بات کا منتظر ہے کہ کوئی شخص دلائل دیکر اُسے جداگانہ انتخاب کا قائل کردے۔ اگر ہم اسکی دیانتداری کو مشتبہ نہ لائیں تو اسکی لاعلمی پر ہمیں رحم کرنا پڑیگا اور اس بات پر اظہارِ تاسف کرنا چاہیئے کہ مسلمانانِ ہند کے معاملات کی طرف سے اس نے اس قدر علیحدگی اختیار کئے رکھی ہے۔ جداگانہ انتخاب اس لئے بہتر ہیں کہ ان کے ذریعہ سے بین الاقوامی مخالفتوں کی طرف اپیل کرنیکی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ہندو اور مسلم رائے دہندگان اور منظم ہندو اور مسلم جماعتیں ایک دوسرے کے ساتھ متصادم نہیں ہوتیں۔ جداگانہ انتخاب کے ذریعہ سے ہم ایسے آدمی بھیج سکیں گے جو کہ اپنے حلقہ ہائے انتخاب کی سفارت زیادہ ایمانداری کے ساتھ، زیادہ منصفانہ طریقہ پر اور اپنی ہمسایہ اقوام کے حقوق کا زیادہ لحاظ رکھتے ہوئے

---

[1] پنجاب میں دیہات کی مسلمان آبادی ہندوؤں کی اس حد تک مقروض ہے۔ اور ہندو مہاجن اُن سے ایسی ایسی بے ایمانیاں روزمرہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر وہ دوسری قوم کو بہتر طور پر سمجھ سکے بھی ہیں تو اس بہتر واقفیت سے ممکن نہیں کہ سوائے نفرت اور حقارت کے کوئی جذبہ پیدا ہوا ہو۔

کر سکیں گے۔ اور انہیں وہ غلاپن اور منصوبہ بازیوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ جداگانہ انتخاب کے ذریعہ سے ایسے آدمی بھیجے جائیں گے جو کہ کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں وغیرہ میں دوسرے ممبران کے ساتھ بہتر طور پر تعاون کر سکیں گے، اور جن کا تعاون زیادہ قابل قدر اور زیادہ وزندار ہوگا۔ اس باہمی بدظنی اور بے اعتمادی کے زمانے میں جب فریب دے دیکر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوششیں کی جاتی ہیں، ایسے آدمیوں کا ہونا نہایت ضروری ہے جو کہ آسانی سے دھوکے اور خوشامد میں نہ آئیں اور ایسے آدمیوں کے حصول کا واحد ذریعہ جداگانہ انتخاب ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی قوی دلائل ہیں کہ جبتک ایک دوسری قوم کے جس کا رویہ مخاصمانہ اور تنگ نظر ہے جس کے خیالات وسیع نہیں ہیں اور جو حسد اور بدگمانی سے بھری ہے ہمارے اوپر حکومت کرنے کا خطرہ باقی ہو اس وقت تک انتخاب جداگانہ ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندو نظام حکومت پر قبضہ پالینے کی فکر میں ہیں، اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے بھی روادار نہیں۔ اس نظام حکومت کے ذریعہ سے اور ان تمام ذرائع سے جن پر نظام حکومت پر قبضہ پالینے سے ان کا قابو ہو جائیگا وہ چاہتے ہیں کہ جو اجارے ان کو اس وقت حاصل ہیں ان کو دائمی بنا لیں۔ ان حالات میں وہ مسلمانوں سے کیسے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ مسلمان اپنی تہذیب کا مستقبل ان کے ہاتھوں میں سونپ دیں گے۔ اونچی ذات والے ہندوؤں نے جب اپنے ہم مذہب بھائیوں کو بھی انکے حقوق سے محروم رکھا ہے تو ان سے ایک غیر قوم کے لوگوں کے لئے کس انصاف کی توقع کیجاتی ہے۔ خصوصاً جب وہ قوم ان سے بدظن بھی ہے اور جس سے ان کے تعلقات سخت کشیدہ بھی ہیں۔

جب ہندو من حیث القوم وسیع النظر ہو جائیں، ان کو باہمی صلح و آشتی اور زیادہ سپرٹ کی ضرورت کا احساس ہو جائے۔ ہمیں انکے وعدوں پر زیادہ اعتماد ہو سکے، اور ہم یہ دیکھنے لگیں کہ ہندو مہا سبھا جب ہندوستانی قوم کا ذکر کرتی ہے تو اس کا مطلب صرف ہندو ہی نہیں بلکہ مسلمان بھی ہیں[1]۔ تو وہ وقت اس معاملہ پر غور کرنے کیلئے موزوں ہوگا کہ کیا باہمی تحمل اور بردباری اور باہمی عزت کے اس درجہ تک پہنچ چکے ہیں یا کہ نہیں کہ ایک شخص اپنے آپ کو صرف ہندو تہذیب یا صرف مسلمان تہذیب کا نمائندہ کہنے کی بجائے اپنے آپ کو دونوں تہذیبوں کی صلح کا نمائندہ کہہ سکے۔

آج ہم کو کیا نقشہ پیش نظر ہے؟ ہندوؤں اور مسلمانوں نے اپنے آپ کو مختلف خیموں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ہندو متحد ہیں[2] اور اپنے آپ کو حامیان قومیت کہتے ہیں۔ چونکہ ملک میں ان کی اکثریت ہے اس لئے ان کے لئے قومیت اور ہندو اکثریت کی حکومت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ وہ اپنے آپ کو "ہندوستان سے محبت کرنے والے" ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن در اصل وہ ہندوستان سے اسی طریقہ سے "محبت کرتے" ہیں جیسے کہ انسان اس دولت کے ساتھ محبت کرتا ہے جو کہ اس نے دوسروں سے لوٹ لی ہو اور اور کسی کے ساتھ تقسیم نہ کرنا چاہتے۔ مسلمانوں کو منقسم ظاہر کیا جاتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہندوؤں کی بے انتہا دولت اور موجودہ وقت میں روپیہ پیسہ کے معاملہ میں انکی انتہائی فیاضی کے باوجود بھی مسلمانوں سے صرف ایک نہایت ہی قلیل تعداد اپنی قوم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ گاندھی نے مسلمانوں کو دام میں لانے کے لئے بہت فیاضانہ لہجہ میں مسلمانوں سے کہا کہ وہ اس بات کے لئے طیار ہے کہ جو کچھ بھی مسلمان مانگنا چاہیں انہیں دے دے اور جو کچھ باقی بچے وہ ہندوؤں کے لئے قبول کر لے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اسکی بات پر زیادہ توجہ نہ کی۔ کیونکہ اسے بہت جلد ہی اپنے الفاظ کو واپس لے لینے کی ضرورت محسوس ہوتی جب وہ ہندو مہا سبھائیوں سے جنہوں نے وحشت میں آ کر اُسے تار بھیجے کہ وہ بغیر اُن کے شورہ کے مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا تصفیہ نہ کرے اس نے اپنا لہجہ بہت زیادہ نرم کر لیا اور کہنے لگا کہ وہ مسلمانوں کے کوئی ایسے مطالبات قبول کرنے کے لئے طیار نہیں جو کہ بالکل یا تقریباً تقریباً متحدہ نہ ہوں[3]۔ اور اس بات کا

---

[1] ہمارے خیال میں اس کے ساتھ ساتھ ان امور کا اضافہ بھی ہونا چاہیئے تھا کہ:۔
"جبتک مسلمان من حیث القوم ہندوؤں کی مقروضیت سے نجات نہ پالیں۔ اور تجارتی لحاظ سے مسلمان ہندوؤں کے بالکل برابر نہ ہو لیں۔ اور ہمارے ملک میں ہر شخص کے حقوق شہریت کیلئے چاہے وہ اونچی ذات کا ہو یا چھوٹی ذات کا، اور امیر ہو یا غریب، ہندو یا مسلمان، عزت پیدا نہ ہو جائے جو کہ ہندوؤں میں تو بالکل مفقود ہے۔"

[2] اگر مسلمانوں کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ متحد نہیں تو ہندو بھی متحد نہیں ہیں۔ صوبہ سرحد کے ہندو مشترکہ انتخاب کے بالکل مخالف ہیں اور جداگانہ انتخاب پر زور دیتے ہیں۔ جہاں ہندو بہت اقلیت میں ہیں وہ جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں۔

[3] گاندھی نے دہلی میں ۱۴ اپریل کو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ساتھ گفتگو کے بعد ایک اخبار کے نمائندہ کو مندرجہ ذیل الفاظ کہے:۔
"میں ہندو مسلمان سوال کا کوئی تصفیہ قبول کرنے کیلئے طیار نہیں ہوں جسکی بنیاد "کمیونلزم" پر ہو اور جس کے متعلق اسکی حمایت کنندہ جماعت کا بالکل متفق نہ ہو۔" وہاں "تقریباً" کا لفظ بھی نہیں کہا گیا۔

فیصلہ کرنے والا کون ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات کو تقریباً تقریباً متحدہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ غالباً کانگرس جس میں صرف گنتی کے چند مسلمان ہیں۔ یا ہندو اخبارات جو کانگرسی مسلمانوں کے چار پانچ کے مجمع کو کانگرسی مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع کہکر مسلمانوں کے خلاف پروپگینڈا کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ "مہاتما" کی چال کامیاب نہیں ہوئی کیونکہ جو داؤ اس نے کھیلنا چاہا وہ مسلمانوں کو بہت جلد نظر آگیا۔ اور دم "تفرقہ ڈال کے حکومت کرو" والے اس مشہور داؤ سے بھی زیادہ بُرا تھا جس کا الزام وہ انگریزوں کے سر تھوپا کرتا ہے۔ کیونکہ "مہاتما" اپنے تنخواہ یافتہ آدمیوں کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے بیان کے جوکہ اُسکے پیرودوں کی طرف ایک اشارہ تھا فوراً ہی بعد چند مسلمان کانگرس کے حلقہ بگوشوں میں نظر آنے لگے اور ایسے ایسے لوگوں نے جنہیں کہ پبلک جلسوں میں اپنا مُنہ بھی دکھانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی کانگرس کی تحریک میں نام نہاد مُسلم "قوم پرست" بن کر کام کرنا شروع کر دیا۔ "مہاتما" نے پریس رپورٹوں اور اپنے مُسلم حلقہ بگوشوں کو اپنے اردگرد پاکر پھولا نہ سمایا۔ ان حلقہ بگوشوں کو اگر وہ گاندھی کے ساتھ اپنا رسوخ قائم رکھنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ نئے واقعات پر نظر ڈالنے دیں۔ ہندو مہاسبھا نے انہیں تقریباً تقریباً یہ یقین دلا دیا ہوا تھا کہ وہ اپنے نقطۂ نگاہ پر مسلمانوں کو مجبوری رضامند کرنے میں تقریباً تقریباً بالکل کامیاب ہوگئی ہے۔ چنانچہ اسی یقین نے ان میں اتنی بیباکی پیدا کر دی کہ انہوں نے مخبر قوم مولینا شوکت علی کو الٹی میٹم دیا کہ مولینا اپنے موقف پر قائم رہے تو "مسلمان" ان کی پیروی چھوڑ دیں گے۔ بعد میں جو کچھ ہوا اس سے گاندھی پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ اس کی دھمکیاں کیسی کھوکھلی تھیں اور ضرور ہے کہ اسکی آنکھیں کھول دی ہوں گی۔

گاندھی کی اسی قسم کی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ اسکے سوا راج کے تصور میں یہ بات داخل ہے کہ سوا راج قائم ہوا تو دونوں قومونکی آپس میں اتنی جنگ ہوگی کہ یا تو ایک قوم ہمیشہ کے لئے برباد ہو جائیگی اور یا دونوں تھک کر بس کر دینگی۔ ابھی تک کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی تھی کہ اس قسم کے شرارت آمیز خیالات دل میں لائے یا کم از کم ان کا اظہار کرے۔ اور ہماری تمام کوششوں کے تحت میں یہ سیاسی اصول کام کر رہا تھا کہ قسمت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ ہندو اور مسلمان دوش بدوش رہیں۔ دونوں قوموں میں سے کوئی بھی دوسری کو ملیا میٹ نہیں کر سکتی اور غرناطہ کا سبق ہندوستان میں دُہرایا نہیں جا سکتا۔ اور ہم جتنی جلدی بھی اپنے تفرقہ کو مٹانے کی کوشش کریں اُتنا ہی اچھا ہے۔ لیکن "مہاتما" نے سیاسیات میں ایک نیا سبق دینا شروع کر دیا ہے۔ اس نے یہ تجویز بھی پیش کر دی ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کو ملیا میٹ کر دینے کی کوشش کرے۔ اس کا مطلب اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ ہندوؤں کو ہدایت کی جاوے کہ فوراً اپنے آپ کو اس آنے والے وقت کے لئے طیار کرنا شروع کر دیں۔ بدیں حالات ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ "مہاتما" کی کانگرس کانپور میں اس خانہ جنگی کی ابتدا کر دے۔ میرا خیال ہے کہ مہاتما جتنی جلدی بھی یہ جنگجویانہ روش ترک کر دے۔ جو بُرے نتائج اس روش سے اب تک پیدا ہو چکے ہیں انکی اصلاح کی کوشش کرے اور پھر ایک رُوحانی سوامی بن جائے، اتنی جلدی ہی یہ مسئلہ حل ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ اس کی دھمکی نے چند مسلمانوں کو واقعی ڈرا دیا ہو۔ اور وہ بدیں وجوہات ہی ہندوؤں کی شرائط پر رضامند ہوگئے ہوں لیکن میں "مہاتما" کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اسکے الفاظ کا اثر عام مسلمانوں پر اس کے بالکل برعکس ہوا ہے۔ اور اس کی ہمارے درمیان تفرقہ کا بیج بونے کی کوشش نے ہم کو پہلے سے بھی زیادہ متحد کر دیا ہے اور ہمیں ان خطرات سے متنبہ کر دیا ہے جن کی ہم کو مستقبل میں توقع ہوسکتی ہے۔ مسلمانوں میں جو تھوڑا بہت اختلاف رائے باقی ہے وہ قابل افسوس ہے۔ لیکن دونوں فریقوں کے اصول میں جو فرق ہے وہ صرف ایک ہی بات پر ہے۔ کیونکہ جو لوگ اپنے آپ کو "قوم پرست مسلمان" کہتے ہیں وہ بھی مسٹر جناح کے چودہ نکات میں سے تیرہ کے تو حق میں ہیں اور صرف چودھویں یعنی جُداگانہ انتخاب سے انہیں اختلاف ہے[1]۔

---

[1] جب گاندھی نے دیکھا کہ مسلمانوں کی اکثریت بلا شُبہ جُداگانہ انتخاب کے حق میں ہے تو اُس نے اب یہ مطالبہ کیا ہے کہ مسلمان اور سکھ متحدہ مطالبہ کریں۔ مسلمانوں کا مسئلہ سارے ہندوستان کا مسئلہ ہے اور سکھوں کا مسئلہ صرف پنجاب تک محدود ہے۔ دونوں سوالوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ نیز سکھ اور ہندو ایک ہی چیز ہیں۔ باپ ہندو ہو تو بیٹا سکھ ہوتا ہے۔ خسر سکھ ہوتا ہے اور داماد ہندو۔ دونوں بالکل ایک ہی چیز ہیں۔ سکھوں کو ایک علیحدہ گروہ ظاہر کرنا محض گاندھی اور کانگرس کی ایک سیاسی چال ہے جس سے مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت نہ کرنے کے لئے ایک عذر پیش کرتے رہنا مقصود ہے۔ (نوٹ نمبر ۲ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

اس حقیقت سے تجاوز کرتے ہوئے کہ مسلمانوں میں ان لوگوں کی آواز کوئی وزن نہیں رکھتی۔ گو کہ ہندو دیلیں کی ذرہ نوازیوں نے ان کی آواز کو بہت دور دور تک پہنچا دیا ہے۔ یہ یقین بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ان تیرہ نکات کے تسلیم کرانے پر زور دیں گے۔ ہم کو تسلی ہونی چاہیئے کہ وہ ان تیرہ نکات کو تسلیم کرنے پر زور دینا چاہتے ہیں اور سندھ اور صوبۂ سرحد کو مالی مشکلات کا عذر پیش کر کے جداگانہ خود مختار صوبے بنانے کی مخالفت ہندوؤں کی طرف سے صرف اس وجہ سے ہے کہ ہندو مسلم مخالفت کی وجہ سے وہ نہیں چاہتے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں خود مختار حکومت ہو۔ اگر تیرہ نکات کو مکمل طور پر تسلیم کر لیا جائے تو ہم غور کریں گے کہ ہندوؤں کے دل اس درجہ بدل گئے ہیں یا نہیں کہ مشترکہ انتخاب کو خطرناک نہ سمجھا جائے۔ تو میرا پختہ عقیدہ ہے کہ آپس میں بد گمانی ہو یا نہ ہو جداگانہ انتخاب۔ حالت میں بہتر اور زیادہ معقول اصول پر مبنی ہے اور اس میں ان قبیح نتائج کے پیدا ہونے کا ذرہ برابر بھی خدشہ نہ ہو۔ جن کہ خدشہ مشترکہ نیابت بلا ہو گا۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کا پر زعم دعویٰ کہ ہم "قوم پرست مسلمان" ہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستان کی اوران پہلے اور کہیں خواہش بہت ہو رہا ہے ہیں ہیں۔ ہم ان سے ہزار درجہ زیادہ ہندوستان کی آزادی کے خواہاں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں ہندوستان حقیقی معنوں میں آزاد اور خوش ملک ہے۔ ترقی کرے اور فرقہ دارانہ مخالفتوں کا اڈہ دینا رہے جو کہ مخلوط انتخاب کی صورت میں وہ بنا رہیگا۔ اسی وجہ سے کہ ہماری خواہش ہے کہ ہندوستان سوراجی نظام حکومت کے قیام کے بعد ایسی جگہ بن جائے جہاں صرف مُردہ انسانوں کی ہڈیاں رکھی جائیں ہم چاہتے ہیں کہ نئے دستور عمل میں ہمارے تحفظ کے لئے ہمیں ہمارے طلب کردہ حقوق دیئے جائیں۔ اگر کوئی قوم پست گروہ ہندوستان میں موجود ہے تو وہ ہمارا ہے کیونکہ ہم ہندوستان کو ایک قوم بنانا چاہتے ہیں، نہ کہ ایک ایسی جگہ جہاں ایک طاقتور گروہ دوسرے کمزور گروہوں پر حکومت کرے۔ اور جس میں چھوت اور اچھوت اقوام کی آئے دن آپس میں خانہ جنگیاں ہوا کریں۔ ہندو مسلمان سے لڑائے۔ ہندوستانی انگریز سے۔ اور سرمایہ دار مزدور سے۔ یہ نہایت افسوسناک امر ہے کہ چند صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور مسلمان اپنے حقوق کی ٹھیک طور پر حفاظت کر سکتے ہیں۔ دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کی طرف سے جو کہ اقلیت میں ہیں بے توجہی ہے۔ اور گلا ہے گلا ہے مخلوط انتخاب کے حق میں آواز اٹھائی جاتی ہے جو ان صوبجات کے مسلمانوں کے لئے فائدہ کی چیز ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ کو زبانی وعدے دے دے کر اسی طرح سے غلط راستہ پر لگایا گیا ہے۔ ایک طرف تو ہندو سرحد کے مسلمانوں سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کوشش کرینگے کہ صوبۂ سرحد کو بھی نئی اصلاحات ملیں۔ اور دوسری طرف جب بھی ہندو حکومت کے ہاں جاتے ہیں تو انہیں مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرے گھونپنے کی کوشش کرتے ہیں اور صوبہ سرحد کو اصلاحات دیئے جانے کی مخالفت کرتے ہیں۔ اسی طرح سے مشرقی بنگال کے چند مسلمان اضلاع اگر صرف اپنے ذاتی مفاد کو ملحوظ رکھیں تو انہیں شاید مشترکہ نیابت سے کوئی گزند نہ پہنچ سکے۔ لوکل باڈیز میں مسلمانوں کی کامیابی سے وہ یہی نتیجہ نکالتے ہیں گو کہ میرے خیال میں یہ شاید بالکل صحیح نہیں۔ بہرحال وہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس معاملہ کو زیادہ وسیع نظروں سے دیکھتے ہوئے اور مسلم بنگال اور مسلم انڈیا کے مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہوں نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو مفاد انہیں مشترکہ انتخاب سے حاصل ہو سکتا تھا اسے وہ قربان کرنے کے لئے طیار ہیں۔

اب ہمیں اپنے آپ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ گو مسلمانانِ بنگال تعداد میں ہندوؤں سے زیادہ ہیں ہماری کوئی قابل ذکر منظم جماعت بنگال میں موجود نہیں۔ چند حضرات نے اس قسم کی منظم جماعتوں کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی ہے اور تحسین کے مستحق ہیں لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہماری ایک منظم سیاسی جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو کہ کانگرس کی ٹکر کی ہو۔ صوبہ بھر میں ہر جگہ اسکی شاخیں ہوں اور جو مسلمانوں کے مفاد کا تحفظ کر سکے۔ وہ ایک ایسی منظم جماعت ہونی چاہیئے جو کہ کام کر سکتی ہو اور صرف سوئی ہی نہ رہے۔ اور جس میں جان موجود ہو۔ حضرات میں آپ سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱) ۲ اگر گاندھی اور کانگرس کے مسلمانوں سے چودہ مطالبات کا تقاضا کر کے صرف مسلمانوں کا ٹالنا اور ان میں تفرقہ کا بیج بونا مقصد نہیں تھا تو کیوں انہوں نے ان تیرہ مطالبات کو جن کے متعلق دونوں فریق متحد تھے قبول نہیں کر لیا اور کیا کہ تیرہ کا ہم فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ چودھویں کے متعلق آپ حضرات بالکل متفق ہو لیں۔ پھر ہم سے اس کے متعلق بھی تصفیہ کر لیں۔ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ چونکہ سات صوبوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی وہاں ہندو حکومت کریں سندھ سمیت پانچ صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو انہیں تیرہ نکات کا ایک حصہ ہے۔ لیکن ہندوؤں نے اس مطالبہ کے متعلق بھی بالکل خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان نئے آئینی حکومت میں کچھ بھی حاصل نہ کریں اور سب کچھ ہندوؤں کو ہی ملے۔ علی ہذا القیاس مسلمان کہتے ہیں کہ جس ووٹ دہندگان میں ہر قوم کے ووٹروں کی تعداد اس قوم کی آبادی کے تناسب سے ہونی چاہیئے۔ ہندو ان مطالبات کے متعلق جن پر تمام مسلمان متفق ہیں بالکل کچھ نہیں کہتے۔

اپیل کرتا ہوں کہ اگر آپ اس ملک میں عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اس قسم کی منظم جماعت کو معرض وجود میں لانے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ مسلم بنگال کی پوزیشن ایسی ہے کہ اگر وہ منظم ہوجائے تو دوسرے صوبجات کے مسلمانوں کو بھی بچا سکتا ہے۔ جو کہ سخت مشکلات کے مقابلہ میں بھی اسلامی تہذیب کے بقاء کے لئے لڑ رہے ہیں۔ کیا یہ امر قابل رحم نہیں کہ ہم اپنے آپ کو بھی نہ بچا سکتے ہوں۔ برادران میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اختلافات کو مٹا دیں۔ ہمیں اپنی آواز کو فوراً منظم کرنا چاہئے۔ تاکہ ہماری آواز اور ہمارے کارنامے آئندہ دستور عمل (کانسٹی ٹیوشن) کو ایسی شکل دے سکیں کہ اسلام کی اور ہمارے ملک کی شان دوگنی ہوجائے۔ وَاِنَّ اللہَ مَعَنَا۔

ہمدم

از جناب امجد صاحب حیدرآبادی

ابتک تو ہے دل فروز آتے جاتے ہے رُوحِ رواں ہنوز، آتے جاتے
اس سانس کا آنا جانا آخر کب تک تھک جائیگا ایک روز، آتے جاتے

تعمیر وجود ہے فنا پر قائم دیوارِ حیات ہے، قضا پر قائم
دَم کے دَم سے ہے تن کی نقل و حرکت یہ کوہ عظیم ہے، ہوا پر قائم

اس سانس کی قدر کچھ نہ جانی میں نے بیکار گنوائی زندگانی میں نے
منزل کو پہونچنے کا یہی رستہ تھا اس تارِ نفس میں راز سربستہ تھا

بندوں پہ ہے کون رحم کھانے والا ہر دم کی مُصیبت سے بچانے والا
تسکین جگر کے لئے ہر سانس کے ساتھ کون اُس کے سوا ہے آنے جانے والا

ہے دَم کے قدم سے کارزارِ ہستی دَم کے دَم سے ہے اعتبارِ ہستی
لو سانس ذرا سوچ سمجھ کر حضرت! اُڑتا ہے تنفس سے غبارِ ہستی

ہاں، دم ہی سے ہم دم کا پتہ ملتا ہے اس دَم کا سِرا قدم سے جا ملتا ہے
ہمدم، اسی جنسِ دم سے ہاتھ آتا ہے وہ دم ہی کے دَم قدم سے ہاتھ آتا ہے

گر تارِ نفس تارِ نظر سے رل جائے دل کا پژمردہ غنچہ فوراً کھل جائے
دَم کو سرِ شمشیر دو دم کہتے ہیں سررشتۂ اسرارِ قدم کہتے ہیں
دَم کے دَم سے ہے ساری ہم ہم کی صدا یہ اِک دَم ہے کہ جس کو ہم کہتے ہیں

قرطبہ

از مولانا روش صدیقی جوالاپوری

قرونِ وسطیٰ میں دُنیا کے اس باوقار شہر کو جو عدیم النظیر ترقی حاصل ہوئی وہ صفحاتِ تاریخ میں ہمیشہ درخشاں رہیگی۔ جس زمانے میں یورپ جہالت و بربریت کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ خدا کی وسیع سرزمین کا یہ حصّہ تہذیب و تمدن کی برکتوں سے معمور ہو رہا تھا۔ کوئی شک نہیں کہ ارضِ مغرب کی فضائیں ایک عصرِ طویل تک علم و عرفان تہذیب و تقدیس کی شعاعوں سے دُور ہی رہتیں اگر یورپ کے مغربی گوشہ سے اسلامی تمدن کا آفتاب بلند نہ ہوتا۔

قرطبہ ——— خلافتِ ہسپانیہ کا دارالحکومت، وہی مقدس قرطبہ جسے یورپ کے متعدد مورخین نے "سرچشمۂ علوم و فنون" کے مبارک لقب سے یاد کیا ہے ۱۱۱ھ کے عہدِ زریں میں خلافتِ امویہ کے زیرِنگیں ہوا، یہ وہی زمانہ تھا کہ اموی خاندان کا نامور فرمانروا عبدالملک تختِ خلافت پر متمکن تھا۔

قرطبہ میں عربوں کا داخلہ امن و تہذیب کے پردے میں خدا کی رحمتوں کا نزول تھا برکت، وسعادت کے چشمے پھوٹے اور ارضِ اندلس کو سیراب کرتے ہوئے یورپ کے ریگزاروں تک جا پہونچے۔

خلافتِ امویہ کے گورنروں نے اپنے اپنے عہدِ حکومت میں قرطبہ کی عظمت و مرتبت کو منتہائے کمال پر پہنچا دیا یہانتک کہ جب فاتح اعظم عبدالرحمٰن الداخل نے قرطبہ کی زمامِ حکومت اپنے زبردست ہاتھوں میں سنبھالی تو اُس وقت یہ شہر یورپ کے عظیم ترین دارالخلافوں کے مقابلے میں افضلیّت کا سچا دعویٰ کرسکتا تھا۔

عبدالرحمٰن اول کا داخلہ ۷۵۶ء مطابق ۱۳۸ھ ایک نئے دور کا آغاز تھا۔ قرطبہ کی اعلیٰ ترین ترقیوں کا دروازہ یہیں کھلتا ہے۔ یہی وہ عبدالرحمٰن ہے کہ جس کے جانشینوں نے اپنی عظمت و جلال سے متاثر ہوکر خلیفۃ المسلمین کا مقدس لقب اختیار کیا اور قرطبہ کو "دارالخلافت" ہونیکا غیرفانی اعزاز بخشا۔

الداخل کے جانشین اپنے ہمعصر فرمانرواؤں میں کیا امتیاز رکھتے تھے یہ بیان کرنے کیلئے ایک ضخیم و جسیم تاریخ کے صفحات مرتب ہوسکتے ہیں تاہم قرطبہ کے "عہدِ زریں" کی اس مختصر رُوداد سے بھی "قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا" کے مصداق انکے احتشام و اقبال کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اب ہم جداگانہ حیثیت سے قرطبہ کی اُن "ترقیات" کا کسی قدر مفصل ذکر کریں گے جو اس دارالخلافہ کو اپنے فرمانرواؤں کے عہدِ سعید میں حاصل ہوتی رہیں۔

امیر عبدالرحمٰن الداخل

۱۳۸ھ تا ۱۷۳ھ

اس اولوالعزم فرمانروا نے تختِ حکومت پر متمکن ہوتے ہی نظامِ آب رسانی میں بہترین اضافہ کیا۔ کوہسار "برا موریتا" سے سرد اور شیریں پانی کی نہریں کاٹ کر قرطبہ میں لائی گئیں۔ اِن نہروں کے آنے جانے سے قرطبہ کے باغات میں بہار تازہ آگئی۔ دریائے وادی الکبیر (جسے آجکل کے انگریزی نقشہ جات میں گواڈل کوئیر (Guadalquivir) لکھتے ہیں) کا مینو سواد ساحل کہ جو بہشت آفرین چمنوں کی جلوہ گاہ تھا ایک طلسم رنگ و بُو بنکر رہ گیا۔

خوش منظر باغات میں سنگِ مرمر کی مجلّٰی نہریں محوِ خرام رہتیں۔ گلریز روشوں کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی "وسطِ باغ" کے مرکزی حوض تک پہنچکر ختم ہوجاتیں اس مقامِ اتصال پر یہ حسین نہریں آبشاروں کا پرجوش انداز اختیار کرلیتیں۔ موجوں کے خاموش زمزمے یہاں پہنچکر بلند ہوجاتے اور اُس سوحِ پرورِ موسیقی کا سبب بنجاتے جسے "مغنیۂ فطرت" ——— نے صرف اپنے لئے مخصوص کیا ہے۔

ان دلکشا نہروں کے وسط میں گہریز فوارے ہوتے کہ جنکا خوش ادا ترشح طلوعِ مہر کی نورانی ساعتوں میں قوسِ قزح کے رنگین جلوے بکھیر دیتا، ابھی تک ان فواروں نے مجسموں کی شکل اختیار نہ کی تھی تاہم اٹلی کے بہترین سنگتراش ——— آج بھی ان سے بہتر فوارے نہیں بنا سکتے۔

وسطی حوض کے گرداگرد ہر طرف سنگِ مرمر اور دوسرے قیمتی پتھروں سے تراشی ہوئی کرسیاں نصب ہوتیں جن پر بیٹھکر زندہ دل اندلسی طلوع و غروبِ مہر کے خوشگوار اوقات تفریح کے لئے بسر کرتے، چاندنی راتوں میں یہ حسین بساط اور بھی بڑھ جاتی، خوشگوار مناظرے ہوتے۔ لطائف و ظرائف سے گل افشانی کی جاتی، عود اور بانسلی کی دلدوز صدائیں بلند ہوتیں غرض وہ سب کچھ ہوتا کہ جسکے خواب دیکھنے کیلئے بھی ہم ترستے ہیں۔

امیر عبدالرحمٰن نے سنگِ مرمر، سنگِ سُرخ، اور دُوسرے بہترین پتھروں سے جو ایوانات تعمیر کئے اُن کی خوش ادائی پر کسی طلسم کا دھوکا ہوتا تھا۔ عربوں کا طرزِ تعمیر تمدنِ عالم کی تاریخ میں ایک مخصوص شان رکھتا ہے اور پھر اندلسی عرب تو اس فن کے بہترین ماہر ٹھہرے صرف ایک اسی نسبت سے قرطبہ کے قصور و ایوانات کی عظمت و جلالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

قصر ہائے مرمریں کی قطاریں ایک دلرُبا ترتیب کے ساتھ ساحلِ وادی الکبیر تک پہنچگئی تھیں شبِ ماہ میں ان کا نظارہ کس قدر دلآویز ہوتا تھا، اِس روایتِ قدیم سے بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جیسے بعض منجلی راتوں میں گروہ ملائکہ کو فضائے قرطبہ میں پرواز کرتا ہوا دکھایا گیا ہے۔

اس زمانے کا مشہور باغ "رصافہ" بھی اسی سادہ مزاج فرمانروا کے ذوقِ تعمیر کا ایک رنگین نمونہ تھا، یہ دمشق کے مشہورِ عالم "رصافہٴ اموی" کے نمونہ پر بنایا گیا تھا۔ مگر اپنی ساحرانہ رعنائیوں کے اعتبار سے اس پر فوقیت لے گیا۔

بہشتِ رنگ و بو رصافہ کی دلنوازیوں کی تصویر گرانباریِ الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ تمام مؤرخین اس پر متفق ہیں کہ رصافہ کی تعمیر و ترتیب میں فنِ تعمیر و فنِ باغبانی کو معراجِ کمال پر پہنچا دیا گیا تھا۔ کسی گوشہٴ دُنیا پر کوئی ایسا قیمتی اور خوبصورت درخت باقی نہ تھا جو رصافہ کی تزئین و آرائش کا موجب ہو۔ مرمریں نہروں کے ساتھ ساتھ طلائی و نقرئی فوارے مربع، مثمن، مدور حوض جنکی فصیلوں پر طلائی نقش و نگار، آئینے سے کہیں زیادہ صاف شفاف رنگ برنگ روشیں، اِن فردوسی اوصاف کے اجتماع نے اس رُوح پرور مقام کو ایک طلسم بنا رکھا تھا۔

وسطِ باغ میں ایک خوبصورت ایوان تھا جو اس تمام عمارت میں قلب کی حیثیت رکھتا تھا، یہ ہی قصر تھا کہ جس میں فروکش ہو کر امیر عبدالرحمٰن شبِ ماہ کے دلنواز مناظر سے لُطف اندوز ہوا کرتے تھے۔

اس عظیم المرتبت فرمانروا کے عہدِ زریں کا سب سے بڑا کارنامہ جامعِ قرطبہ کی تعمیر ہے جسکی تکمیل اسکے جانشین کے ہاتھوں سے ہوئی۔ اس جامع اعظم کا نقشہ دمشق کی "جامعہ امویہ" کے مطابق تیار کیا گیا اور کلیسائے سینٹ ونسٹ کی جائے تعمیر کو عظمتِ جاوید بخشتے ہوئے دُنیا کے عظیم ترین "معبدِ توحید" کی بنیاد رکھی گئی۔

امیر عبدالرحمٰن کو تعمیرِ مسجد سے جو والہانہ شغف تھا وہ صرف ایک اسی امر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس فرزندِ توحید نے اپنی تمام تر توجہ اس پر صرف کرنیکے لئے "ایوان رصافہ" کو چھوڑ کر مسجد سے متصل القصر کی سکونت اختیار کر لی اور روزانہ کچھ وقت تک آلاتِ معماری لیکر مزدوروں اور معماروں کے ساتھ بذاتِ خود کام کیا کرتا۔ آخر جامع اعظم مکمل ہو گئی اور جمعیتہ المبارک کے یوم مقدس کو امیر عبدالرحمٰن کی قیادت میں نماز جمعہ ادا کیگئی۔

جامع قرطبہ کی تعمیر میں اسکے بانی نے اپنے مذاقِ لطیف کی فطری رنگینیوں کا بہترین ثبوت پیش کیا، مرمریں محرابوں کے مجلّی ستونوں میں طلائی و نقرئی شاہکار ایک ناظر کو کسی دوسری دُنیا میں لیجاتے۔ اِن محرابوں کی انتہائی جمیل شانِ ترتیب یورپ میں اس قدر عظمت و رفعت کی نظر سے دیکھی گئی کہ بعد کے زمانے میں اکثر عظیم الشان گرجا اسی طرزِ تعمیر پر بنائے گئے چنانچہ پیرس کا مشہور گرجا نوتردام اس ممتاز ترین اندازِ تعمیر کو آغوش میں لئے ہوئے ہے، مسجد کی عمارت بڑی طویل و عریض اور وسیع و کشادہ تھی تازہ بتازہ ہوا کے خوشگوار جھونکے نمازیوں کے دل و دماغ کو مسرت و انبساط سے لبریز کر دیتے۔

الماس و یاقوت نیلم و زمرد کی میناکاریوں کے ساتھ ہی ساتھ طلائی نقوش کی آمیزش انسانی دسترس سے بالاتر کسی دُوسری مخلوق کا ماہرانہ کرشمہ معلوم ہوتی تھی۔ جامع اعظم کے باب التوبہ سے متصل "نارنجستان مسجد" کا بہار آفریں منظر مسجد میں داخل ہونیوالوں کے قلب و روح پر نشاط انگیز کیفیت طاری کر دیتا۔ امریکہ کے ایک مقتدر مستشرق مسٹر ایس، پی اسکاٹ جامع قرطبہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں :۔

"ایک روشن، خوبصورت، نشاط بخش عمارت جس کا منارہٴ اذان آسمان سے سرگوشیاں کر رہا تھا، کشادہ صحن میں "نارنجستان" کا دلنواز منظر جسمیں ہزاروں مُلکی و غیر مُلکی پھلدار درختوں اور خوشبودار پھولوں والے پودوں کا دلفریب اجتماع، فواروں کا خوش منظر ترشح، اور پانی گرنے کی مست کُن آواز سے تخلیق زمزمہ، دیواروں پہ درخشاں میناکاری محرابوں میں طلائی حروف سے لکھی ہوئی مقدس قرآنی آیتیں، ستونوں کی درخشاں تجلیاں، ممبر و محراب پر طلائی میناکاری قدیم افسانوں کی طرح اِنسانوں کا نہیں جنوں کا کارنامہ معلوم ہوتی تھی، اماموں کے فصیح و بلیغ خطبات اور طرزِ بیان کی سادگی، دلکشی اور وہ سادہ نماز کہ جس میں حضورِ قلب بھی تھا اور خشوع و خضوع بھی"

جامع قرطبہ کے علاوہ متعدد مساجد تعمیر کی گئیں — حماموں، سیرگاہوں، ایوانوں کی کثرت نے قرطبہ کی عظمت و شہرت کو منزلِ کمال پر پہنچا دیا۔

امیر ہشام

۱۷۲ھ تا ۱۸۰ھ

الداخل کی وفات کے بعد اسکے نامور فرزند امیر ہشام کا زمانہ آیا جسکے زہد و تقدس علم و کرم کی بنا پر علمائے اسلام نے اس کو عمر بن عبد العزیز ثانی کے مقدس لقب سے یاد کیا ہے۔ امیر ہشام کے عہد سعادت مہد میں قرطبہ نے نہایت سرعت سے ترقی کی منزلیں طے کیں۔ صدہا ایوانات تعمیر کئے گئے۔ باغات کی وہ کثرت ہوئی کہ جوار قرطبہ پر کسی فردوسی مرغزار کا دھوکا ہوتا تھا۔

ہشام کے عہد سعید کا عظیم ترین کارنامہ جامع قرطبہ کی تکمیل و تزئین ہے۔ اس نے کیل فرماں روا نے دنیا کے ہر حصے سے معبد اعظم کی آرائش کیلئے بہترین فرنیچر مہیا کیا، محرابوں میں کمخواب مشجر کے زرنگار پردے لٹکائے گئے، صحن مسجد کیلئے بیش قیمت فروش تیار ہوئے مکبر بر محراب عبادت کی زینتوں میں اضافہ کیا گیا۔ روشنی مسجد کیلئے طلائی جھاڑ فانوس کنول شمعدان بنوائے گئے رمضان کی مقدس راتوں میں جب یہ چیزیں روشن کیجاتیں تو تمام مسجد بقعۂ نور بنجاتی۔ قرطبہ کا عظیم الشان منارہ بھی ہشام کی اولوالعزمیوں کا پُرجلال مظاہرہ تھا اس اضافۂ عظیم نے جامع قرطبہ کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔

تعمیر مسجد سے فارغ ہو کر ملک سیرت ہشام نے السمح کے مشہور پُل کی از سرِنو ترمیم و تکمیل کی (آج کل کے نقشوں میں یہ پُل Eoidoba la dge کے نام سے دکھایا گیا ہے) اس مشہور عالم پُل کا بانی اولیں شاہ اغسطس والئ روما تھا جس نے اسے مسلمانوں سے آٹھ سو سال قبل تعمیر کرایا پھر ۱۰۱ھ ہجری القدس میں جبکہ انحطاط و انہدام نے اسے ایک ڈھیر کی شکل بنا دیا تھا۔ اولوالعزم گورنر السمح بن مالک الخولانی نے بحکم امیر المومنین عمر بن عبد العزیز فرمانروائے خلافت امویہ اس عہد کے مشہور مہندس و انجینیر عبد اللہ کی نگرانی میں تعمیر کرایا، آخر دوبارہ قابلِ مرمت ہو جانے پر امیر ہشام نے بغایت شاندار طرز پر پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

ہشام نے نظام آب رسانی میں بھی ترمیم کی اور الداخل اعظم کی مشہور نہر کو بڑے پیمانہ پر وسیع کیا۔ اب قرطبہ میں پانی کی یہ افراط ہوئی کہ تمام شہر فواروں، حوضوں، آبشاروں کا جلوہ زار بن گیا، پینے کا پانی ایک عظیم الشان تالاب میں اکٹھا کیا جاتا جہاں اسکی سائنٹیفک طریقہ پر صفائی کیجاتی اسکے بعد نلوں کے ذریعہ سے تمام شہر میں تقسیم کیا جاتا، اس رسالہ کے قارئین کو یہ معلوم ہو کر مسرت بخش تعجب ہوگا کہ سرچشمۂ تہذیب نو شہر لنڈن (London) میں نظام آب رسانی کی ابتدا سولھویں صدی عیسوی میں ہوئی جس کو قابل اطمینان صورت اختیار کرنے میں اٹھارہویں صدی تک کا زمانہ درکار ہوا۔

یوں تو قرطبہ آغاز ہی سے تعلیم و تہذیب کا سرچشمہ بنا رہا ہے مگر امیر ہشام کے عہد میں درسگاہوں، مدرسوں، علمی اداروں کی بڑی کثرت ہوئی، علم فقہ اور علم حدیث کے علاوہ ریاضیات، ادب، تاریخ، طبعیات، شعر و عروض کی نشر و اشاعت بھی ہونے لگی۔ گویا یہ علمی بیداری اس عظیم الشان یونیورسٹی کے قیام کا پیش خیمہ تھی کہ جس کی بنیاد الحکم مستنصر باللہ کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی۔

امیر ہشام کے عہد میں مسیحیوں کو بھی حصول تعلیم کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اس زمانے کے عیسائیوں کا مبلغ علم صرف انجیل اور اس کے "فوق الادراک" مباحثہ تک محدود تھا بڑے بڑے ذی کمال پادری مائٹ اور معززین مسیحی دستخط کرنے کے علاوہ ایک لفظ بھی نہ لکھ پڑھ سکتے تھے۔ رعایا پرور ہشام نے مسیحیوں کو حصول تعلیم میں خاص مراعات سے نوازا اور یہ اسی مکمل فرمانروا کے خلوص نیت کا اثر تھا کہ علم و عرفان سے دُور بھاگنے والے مسیحیوں میں طالب علمانہ جذبات پیدا ہو گئے اور وہ ذوق و شوق سے قرطبہ کی اسلامی درسگاہوں میں شریک درس ہونے لگے۔

اس مبارک عہد میں قرطبہ کے تجارت و تمدن میں بھی بڑی ترقی ہوئی صنعت و حرفت کی گرم بازاری نے قرطبہ کو کارخانوں، تجارتی اداروں اور صنعت گاہوں کا شہر بنا دیا۔ ایک مورخ اس عہد کے قرطبہ کی رفعت و عظمت کا خاکہ ان مختصر الفاظ میں کھینچتا ہے:۔

"تغلیث مابوالت وعبد الصمد کے درمیان ہیولا یکہ دشتی میں ایک مسافر دس میل تک جا سکتا ہے"۔

امیر حکم المنتصر باللہ

سنہ ۱۸۰ھ تا سنہ ۲۰۶ھ

المنتصر باللہ کی فرمانروائی شان و شکوہ کے اعتبار سے گذشتہ دو فرمانرواؤں کے لحاظ سے کہیں بالاتر تھی۔ الحکم کی رنگین مزاجی نے قرطبہ کو ایک اور ہی رنگ میں رنگ دیا۔ اطمینان و آسائش، دولت و احتشام کی فراوانی نے حیات انسانی کے عناصر لطیف کو بے نقاب کر دیا، اور مناظر فطرت کے ساتھ ہی ساتھ انسانی صنعتوں میں عنصر لطیف ([illegible]) کی جستجو بیدار ہو گئی، اس "لطافت پرستی" کا قدرتی نتیجہ فنون لطیفہ کی ترقی کا آغاز تھا، چنانچہ تمام قرطبہ جادو نگار شعراء، سحر طراز مغنیین اور عظیم ترین ادیبوں کا گہوارہ بن گیا۔

تمام امراء کے قصر شاعروں اور مغنیوں کی گلفشانیوں سے "فردوس گوش" بنے رہتے، نغمہ و سرود شعر و سخن کی محفلیں گرم ہوتیں، شعر و موسیقی کے نازک ترین کمالات کو بے پردہ کیا جاتا۔ غرض تفریحی زندگی کے لئے بڑی سُرعت کے ساتھ نئے نئے دروازے کھلنے لگے۔

المنتصر کا دربار فنون لطیفہ کی سرپرستی میں دمشق و بغداد سے بازی لے گیا، جس میں اس عہد کے قابل ترین فضلاء، مدبّرین شعراء کے علاوہ نامور مُصنفین موجود تھے۔

حکم المنتصر نے سابق القصر کو اپنی جلالت و عظمت کے اظہار کیلئے ناکافی سمجھ کر ایک رفیع الشان قصر تعمیر کرایا۔ اس قصر کی تعمیر میں حکم نے معجزانہ طور پر اپنے مذاق تعمیر کا مظاہرہ کیا۔ ایک دیدۂ حیران اس قصر کے فوری نظارے سے اس پر ایوان بہشت کا گمان کرنے میں معذور تھا۔ قصر تزئین و آرائش سے مکمل ہوا تو منتصر اپنے درباریوں سمیت اعلیٰ ترین تزک و احتشام کے ساتھ فروکش ہوا۔ اقلیم سخن کے تاجدار شعراء نے معرکۃ الآراء قصائد پیش کئے۔ مغنیین نے نغمہ و سرود کے ایسے ایسے کمالات دکھائے گئے کہ خود حکم خود فراموشی کے عالم میں سر دُھننے لگا۔

قرطبہ کی اس نئی شہرت نے اقصائے عالم سے بہترین شعراء و مغنیین کو حکم کے دربار میں پہنچنے کیلئے آمادہ کر دیا اور دربار بغداد کے مشہور اُستاد موسیقی زریاب کو (جو اپنے ہمعصر اہل فن میں "رئیس المغنیین" کے نام سے مشہور تھا) بھی یہ شوق دامن گیر ہوا وہ ابھی عازم قرطبہ نہ ہوا تھا کہ خود حکم نے اسکی عالمگیر شہرت سے متاثر ہو کر اخراجات سفر کے ساتھ پیغام طلبی بھیجا مگر انقلاب زمانہ کی یہ تصویر کس قدر عبرت انگیز ہے کہ اِدھر زریاب نے ساحل اندلس پر قدم رکھا اور اُدھر حکم کو موت کا پیغام آ پہنچا۔

ہوا نہ تکملہ حسرت دلِ رنگیں — تمام عمر چھلکتا رہا یہ پیمانہ

امیر عبد الرحمٰن الاوسط

سنہ ۲۰۶ھ تا سنہ ۲۳۶ھ

عبد الرحمٰن الاوسط کی حکومت نے قرطبہ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ الاوسط ایک زبردست کیریکٹر کا انسان تھا جس کے ایثار و اخلاق کا اثر اہل قرطبہ پر کاری پڑا۔ یہاں تک کہ شرافت و شہامت کی شعاعیں جلوہ زار قرطبہ سے پھوٹ نکلیں۔ تمدن و معاشرت کے اصولوں میں خوشگوار ترمیم کی گئی۔ نظام اخلاق کو بلند ترین معیار پر پہنچا پایا گیا، یورپ کی تاریک زندگی میں کبھی کبھی جو عظمت اخلاق کی کوئی شعاع نظر آ جاتی ہے یہ سب اسی اعلیٰ عالمگیر نظام کا

صدقہ ہے۔

تجارت کی حیرت انگیز ترقی نے رونقِ خیال اور اولوالعزم فرمانروا کو ایوانہائے تجارت کی ترتیب پر آمادہ کیا تھا چنانچہ تمام تجارتی اداروں کو حکومت کی طرف سے آسانیاں اور مراعات بہم پہنچائی گئیں۔

اس زمانہ میں قرطبہ کی مصنوعات تمام بلادِ یورپ میں براہِ خشکی و تری جاتی تھیں، الاوسط نے تجارتی جہازوں کی تعداد کو حیرت انگیز طور پر وسیع کر دیا اور ساحلی تجارت میں اہلِ اندلس تمام اقصائے عالم سے بازی لے گئے۔

قرطبہ کے بازار اس زمانے میں اس قدر پُر رونق ہو گئے تھے کہ ان پر بجا طور سے تماشا گاہوں کا اطلاق ہو سکتا تھا، ضروریاتِ زندگی کی کوئی شے ایسی نہ تھی جو قرطبہ کے بازاروں میں بآسانی نہ مل سکے۔ طلائی و نقرئی زیورات، ظروف، حریر و ریشم، زربفت، کمخواب، چرمی مصنوعات، مرمریں سامانِ آرائش یعنی سنگِ مرمر سے تراشی ہوئی خوبصورت میزیں، کرسیاں، فوارے، شمعدان، کتابیں، پارچہ جات، غرض ہزاروں چیزیں فرانس، جرمنی، اٹلی، انگلستان اور دیگر بلادِ مغرب کو روانہ کی جاتی تھیں۔ اس زمانے کا قرطبہ ایک وضعدار مورخ کے لفظوں میں یہ تھا۔

مشہور چوبیس میل طویل اور چھ میل عریض ہے اور تمام رقبہ میں محلات، باغات، مساجد، حمام، کارخانے پھیلے ہوئے ہیں۔

باعظمت عبدالرحمٰن الاوسط نے اپنی مذہبی عقیدت سے متاثر ہو کر تعمیرِ مسجد کی توسیع کا ارادہ کیا، اور بے اندازہ دریا دلی سے کام لیکر اعلیٰ ترین انتظامات کے ساتھ مسجد کو دو چند کے قریب وسیع کیا اور جدید ترین سامانِ آرائش سے جامعِ اعظم کو زینت دی۔ الاوسط جامع قرطبہ کے لئے ایک نادر روزگار "مقصورہ" بھی تیار کرایا جس کی تیاری میں بہترین صاحبِ فن صناع شریک کئے گئے۔ نقش و نگار کی سادگی و دلآویزی نے اس مقصورہ کو غیر معمولی طور پر حسین و جمیل بنا دیا تھا۔

جدت طراز الاوسط نے اپنی بلند ترین تخیل سے کام لیکر ایک عجیب و غریب تعمیر کا آغاز کیا۔ یہ عمارت جامعِ اعظم سے القصر تک ایک "مسقف راستہ" تھا جو بعد میں بھی اس کے جانشینوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہوا۔ اس عہد کا ایک قابلِ ذکر واقعہ یہ بھی ہے کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقیوں کو دیکھ کر تنگ خیال، جاہل اور متعصب پادریوں کے قلوب میں آتشِ رشک مشتعل کر دی۔ بدقسمتی سے کلیسائے ہسپانیہ کے اسقفِ اعظم (Lord Bishop) نے اُن کی غلط رہنمائی کی۔ اور پادریوں کو مسیحی عوام میں آتشِ بغاوت مشتعل کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام اور سرورِ کائنات صلعم کے خلاف دریدہ دہن مسیحی فحشات و خرافات بکنے لگے، یہ ننگِ خلائق عیسائی قرطبہ کی مسجدوں میں گھس جاتے اور مسلمانوں کے سامنے حضور خاتم النبیین کیلئے بد ترین کلمات استعمال کرتے اس قابلِ لعنت تحریک سے مسلمانوں میں بڑا جوش پھیل گیا اور اگر حکومت اس موقع پر انتہائی ضبط و انتظام سے کام نہ لیتی تو بیشک غیور مسلمان اِن ناپاک مسیحیوں کو ہمیشہ کے لئے ارضِ اندلس سے رخصت کر دیتے مگر حکومت نے بڑی دانشمندی سے اس سازش کے سرغنوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی اور عام مسیحیوں کو مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچا لیا۔

نامناسب ہوگا اگر اس موقع پر الاوسط کی زبردست فوجی قوت کا ذکر نہ کیا جائے، الاوسط نے عساکرِ امارت کی سابق تعداد میں دو چند اضافہ کرنے کے علاوہ ایک خاص رسالہ اسپیشل رائل سروس (Special Royal Service) کے طور پر بربری، مراکشی بہادروں سے مرتب کیا، یہ وہی رسالہ تھا کہ جس کی ہیبت و شجاعت نے الاوسط اعظم کے دربار کی عظمت کو فزوں کر نیکے علاوہ تمام بلادِ مغرب کو مرعوب بنا رکھا تھا۔

خریدارانِ صوفی کیلئے ضروری ہدایات

۱۔ رسالہ صوفی عموماً ہر انگریزی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ اشاعت رسالہ کی چونکہ بہت زیادہ ہے جبتک نمبر خریداری نہ لکھا جاوے تبدیل پتہ یا رسالہ کے متعلق کسی اور شکایت پر مطلق توجہ نہیں کیجائیگی۔

۳۔ ایسے خطوط جن پر نمبر خریداری نہیں ہوتا بکثرت روزانہ موصول ہوتے ہیں ہم مجبور ہو کر ان کی تعمیل نہیں کر سکتے۔ اس لئے بغیر نمبر خریداری لکھنے کے اگر آپ کی شکایت رفع نہ کی جائے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

منیجر رسالہ صوفی

امیر عبدالرحمٰن الناصر

۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ

امیر عبدالرحمٰن الاوسط کی وفات کے بعد امیر محمد کے نام سے اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ اس کے عہد میں قرطبہ کو کوئی قابل ذکر ترقی حاصل نہیں ہوئی۔ امیر محمد کی وفات کے بعد اس کا جانشین المنذر فرمانروائے امارت ہسپانیہ ہوا۔ یہ عہد بھی ہمارے مقصد کے لحاظ سے اہم نہیں ہے۔ منذر کے بعد امیر عبداللہ کا زمانہ آیا جو ۳۰۰ھ تک ختم ہوگیا۔ آخر وہ ساعت سعید آ گئی کہ قرطبہ کا آفتاب عظمت نصف النہار پر پہونچ جائے اور ۳۰۰ھ میں امیر عبداللہ کا نو عمر مگر اولوالعزم پوتا عبدالرحمٰن الثالث الناصر کے لقب سے تخت حکومت پر جلوہ گر ہوا۔

یہی وہ عبدالرحمٰن اعظم ہے کہ جس کے عظمت و جلال کے فسانوں سے دنیا کی تاریخیں معمور ہیں جس نے اندلسی فرمانرواؤں میں سب سے پہلے امیرالمومنین کا مقدس اعزاز حاصل کیا اور قرطبہ "دارالخلافت" کے غیر فانی شرف سے سرفراز کیا گیا۔

الناصر —— کے پنجاہ سالہ دور حکومت میں قرطبہ کو جو بے اندازہ ترقیات حاصل ہوئیں اُن کا اجمالی تذکرہ بھی ایک طویل دفتر کا محتاج ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس شاندار عہد کی ترقیوں کا ذکر مختلف عنوانات کے ماتحت مختصر انداز سے کریں جس سے قارئین کو اُس قرطبہ کی غیر فانی رفعت و عظمت کا اندازہ ہو سکے۔

ایوانات و باغات قرطبہ کے امرا نے فلک بوس ایوانات تعمیر کرائے جن میں فن عمارت کی تمام لطافتیں یکجا کر دی گئی تھیں، وسیع و کشادہ ہال، ہوادار برآمدے، خوشنما محرابیں، رفیع الشان گنبد و مینار یہ تھیں ان عمارات کی امتیازی خصوصیات ——!

قصر الزہرا الناصر نے اپنی مشہور و معروف محبوبہ "زہرا" کے پیارے نام پر ایک عظیم الشان قلعہ تعمیر کیا۔ اس رفیع و عظیم قصر کی تعمیر میں ۲۵ سال صرف ہوئے جبکہ دس ہزار آدمی روزانہ کام کرتے تھے، جن کو ½ درہم سے لیکر ۲ درہم تک اُجرت (یومیہ) ملتی تھی۔

بعض دلچسپ شمار و اعداد جن کا مطالعہ قارئین کرام کے لئے غیر معمولی طور پر حیرت انگیز ہوگا درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

سَو خچر اسباب تعمیر ڈھونے کے لئے ملازم تھے جن کی ماہانہ اُجرت ۳ مثقال تھی۔

چار سَو سرکاری اونٹ جن کو کچھ اُجرت نہ دی جاتی تھی۔

ہر تیسرے روز گیارہ سَو بوجھ چونے کی گچ کے لئے آتے تھے۔

ہر ستون سنگ مرمر کی قیمت دس دینار مقرر تھی۔

ہر چوکھٹ و داسہ کی قیمت بالمقطع دس دینار تھی۔

صرفہ ملازمین محکمہ عمارت تین لاکھ دینار سُرخ۔

کُل لاگت —— ۴۵ کروڑ روپیہ

الزہرا کی تعمیر میں جو ستون صرف کئے گئے اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے (یہ صرف وہ ستون ہیں جو ممالک خارجہ سے آئے)۔

فرانس	۱۹ عدد
مُرسلہ شاہ قسطنطنیہ	۱۴۰ عدد
آمدہ افریقہ	۱۰۰۰ عدد
	۱۱۴۹
خریدکردہ اندلس	۳۱۵۳
کل ستون	۴۳۰۲ عدد

(سفرنامۂ اندلس)

الزہرا —— اس عہد کی تمام عمارتوں میں ایک بلند پایہ رکھتا تھا یہ وہی قصر تھا کہ جس کی رعنائی و خوبصورتی کا مقابلہ دنیا کی کوئی عمارت نہ کر سکتی تھی۔

اندلسی انجینیروں، معماروں، سنگ تراشوں کے علاوہ اقصائے عالم سے اسکے لئے ماہرین فن تعمیر بلائے گئے۔ دولت کے خزانوں کا منہ

کھولدیا گیا آخر اس دریادلی اور ذوق وشوق کا نتیجہ اس فردوس آفرین قصر کی صورت میں مرتب ہوا جسے دُنیا کے تمام مؤرخین نے نہ صرف اعزاز وتحسین بلکہ عقیدت ومحبت کے ساتھ یاد کیا ہے۔ قرطبہ سے چار میل کے فاصلے پر ایک خوش منظر سطح مرتفع پر اسکی بنیاد (غالباً یکم محرم ۳۲۵ھ) رکھی گئی تھی تمام قصر گلابی رنگ کے چکنے پتھر سے تعمیر کیا گیا جو دُنیا کے مختلف حصّوں سے بصرف زرکثیر لایا گیا تھا۔

زہرا کی محبت نے اس عجیب وغریب قصر پر بے انتہا دولت قربان کرا دی۔ الماس ویاقوت، نیلم وزمرد، لعل وجواہر کی پچے کاری نے الزہرا کے ہر کمرے کو نگارخانۂ چین بنا دیا تھا۔ ایک ایک بوٹے میں کئی کئی قسم کے بیش بہا جواہرات کی آمیزش رنگوں کا فطری امتزاج اور مضامین کا ہوشربا انداز کمال ایک ناظر کے دل پر اس قصر کی عظمت کا غیر فانی نقش ثبت کر دیتا تھا۔

باکمال مصوروں نے جنہیں حقیقتاً نقاشین کہنا چاہیئے۔ الزہرا کے در و دیوار پر دلفریب نقش ونگار سے وہ بہشت آرائی کی کہ جس کی بہار نگیں مناظر خلد پر بالاتری کا دعویٰ کرسکتی تھی۔ الزہرا کے فردوسی خیابان عرصۂ گیتی پر بہشت نژاد ہونیکا دعویٰ کرسکتے تھے۔ اِن باغات میں طلائی نقرئی فوارے اور مجسمے جن میں سے کوئی مچھلی کی شکل کا تھا تو کوئی طاؤس کی صُورت پر کسی کا مُنہ شیر کی طرح ہیبتناک ہوتا تو کسی کا غزال رعنا کی طرح معصوم ومحبوب۔ اِن مجسّموں کے مُنہ سے صاف شفاف پانی کی دھاریں ہلکے ہلکے سُروں میں نغمے گاتی ہوئی گرتیں جن میں قمر وخورشید کا عکس لطیف گونا گوں رنگینیاں پیدا کر دیتا۔ اِن باغات میں کہیں پرندوں کے لئے احاطے بنے ہوئے تھے اور کہیں درندوں کے رہائش کدے رنگ برنگ خوبصورت پروں والی چڑیوں کا اِدھر اُدھر پھدک کر جانا۔ نغمہ گر طیور کے پیارے پیارے زمزمے، سُنہرے پروں والے مُرغانِ خوش الحان کا گیت گاتے ہوئے پرواز کرنا، یہ سب مناظر کسقدر دلنواز ہوسکتے ہیں؟

یوں تو تمام قصر ہی نادر روزگار کہے جانیکا مستحق تھا مگر ایوانِ مُلاقات کی آرائش وزیبائش میں خاص توجہ صرف کیگئی تھی۔ سنگ مرمر کے ہشت پہلو ستونوں پر الماس وجواہر کی میناکاری ایک عجیب منظر پیدا کرتی تھی سقف ایوان میں تابناک جواہر سے اس قدر درخشاں نقش ونگار بنائے گئے تھے۔ کہ تاروں بھرے آسمان کا دھوکا ہوتا تھا۔ قصر کے مشرقی دروازہ پر خلیفہ کی محبوبہ زہرا کا حسین وجمیل مجسمہ نصب کیا گیا تھا۔

قصرِ مُلاقات کے بعد قصر خلافت کا نمبر تھا اس عظیم المرتبت قصر کی چھت بالکل طلائی تھی۔ دیواروں پر بھی طلائی پتر چڑھے ہوئے تھے وسطِ سقف میں وہ بیش بہا موتی نصب تھا جسے شاہ قسطنطنیہ نے الناصر اعظم کی خدمت میں ہدیتہً ارسال کیا تھا جس کا ثانی سخت تلاش کے باوجود بھی نہ مل سکا۔ قصر خلافت میں ایک خوبصورت مرمریں حوض۔ حوضِ سیماب کے نام سے بنایا گیا تھا اس میں پارہ بھرا ہوا تھا اور جب صدہا نلکوں اور فوارہ سے قطراتِ سیماب فضا میں بلند ہوکر گرتے تھے تو شعاعِ آفتاب ان کو سخت برق بنا کر نگاہوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔

الزہرا کے متصل عمائدین خلافت کے قصر وایوانات تھے اور اُن کے قریب ہی مدینۃ الزہرا کے نام سے ایک مختصر بغایت خوش منظر شہر آباد کیا گیا تھا جس میں آباد ہونیوالے کو چارسو درہم خلیفۃ المسلمین کی طرف سے مرحمت ہوتے تھے۔ خاص قرطبہ میں بھی ایوانات کی تعمیر کا سلسلہ برابر جاری تھا یہاں تک کہ ایک مؤرخ کے قول کے مطابق اس زمانے میں قرطبہ میں تین ہزار آٹھ سو عمارتیں اسلامی ہزار ایوانات۔ دو لاکھ محلات ومکانات۔ سات سو غربا کے حمام آٹھ ہزار دوکانیں تھیں (جو آجکل کی دوکانوں کی طرح تنگ ومختصر نہ ہوتی تھیں) ہوٹل اور مُسافر خانے اسکے علاوہ تھے۔

دمشق وبغداد سے ہزاروں سیاح عبدالرحمن اعظم کی فیاضیوں کا شہرہ سُن سُن کر قرطبہ پہنچے۔ یہاں آکر اُن کی آنکھوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ وہ جس بغداد اور جس دمشق کو دُنیا کے بہترین شہر سمجھتے تھے وہ دونوں قرطبہ کے سامنے گرد تھے۔

اسی مُبارک عہد میں سکسنی کی مشہور راہبہ "ہروسوتھا" (Hroswitha) نے اس شہر کی سیاحت کی اور نور عالم کے خطاب گرامی سے اس شہر کی عظمت کا اعتراف کیا۔

نظام آب رسانی۔ عبدالرحمن اول کی یادگار نہر کو قرطبہ جیسے وسیع وعظیم شہر کے لئے ناکافی دیکھکر ۳۲۹ھ مطابق ۹۴۰ء میں الناصر نے ایک عظیم الشان نہر تیار کرائی یہ نہر پہلی نہر سے کہیں عریض وطویل تھی گرد ونواح کے کوہساروں سے نکلے ہوئے چشموں کا پانی اپنے ساتھ لیتی ہوئی یہ نہر اُن محرابوں پر سے گذرتی ہوئی جو فن انجینیرنگ کے بہترین اصولوں پر تیار کی گئی تھی شہر میں داخل ہوجاتی اِس کا پانی وسط شہر میں ایک عظیم الشان تالاب مینۃ الناعورہ میں جمع ہوتا تھا اور یہاں سے نلوں کے ذریعے سے تمام شہر میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ تالاب کے درمیان میں ایک طلائی شیر بنا ہوا تھا جسکی پشت سے نہر کا پانی داخل ہوکر مُنہ کی طرف سے تالاب میں گرتا تھا۔ اس طلائی اسٹیچو کے پاس ہی ایک خوبصورت انسانی مجسمہ نصب تھا جسکے مُنہ سے شفاف

پانی کی دھار نکل کر شیر کے اوپر گرتی رہتی تھی۔

اس بہترین نہر کا آغاز ربیع الثانی ۳۲۹ھ میں ہوا اور ٹھیک ۱۴ ماہ بعد غرہ جمادی الثانی ۳۳۰ھ میں پہلی بار حوض میں پانی داخل کیا گیا۔

تجارت، صنعت و حرفت امن وامان کی برکات نے تجارت کی یہ گرم بازاری کی کہ قرطبہ کے بازار دولت و حشمت کے خزانے بن گئے۔ اسکے کارخانے سونا، چاندی، پیتل خام، پختہ لوہا، ریشم حریری پارچہ جات، کمخواب، اونی کپڑے، زیتون، کھانڈ، مشک، عنبر، پارہ، ابرق، روغنیات، عطریات، کتابیں، زعفران، ادرک، سونٹھ، اور اُن سے تیار ہونے والی اشیاء دُنیا کو بھیجتے تھے، چرم سازی کے کارخانوں نے بھی اس عہد میں بڑی ترقی کی۔ یہیں سے یہ صنعت فارس میں پہنچی اور اُن سے اہل انگلستان نے حاصل کی۔ آج بھی دو تین قسم کے چمڑے وہاں مراکو لیدر (Morrocco leather) اور کورڈوین لیدر (Cordwin leather) کے نام سے مشہور ہیں۔

سنگ تراشی، مینا کاری، معماری غرض تمام اعلیٰ ترین فنون میں اندلسی عربوں سے آج تک دُنیا کی کوئی قوم بازی نہ لیجا سکی جس کا الزہرا کے باعظمت طرز تعمیر سے بآسانی مل سکتا ہے۔

غلہ جات، خام معدنیات اور چوبی سامان کے علاوہ مویشیوں کی تجارت کیلئے بھی بڑے بڑے اڈے قائم تھے، گھوڑوں کی یہ کثرت ہوتی کہ ادنیٰ ترین افراد بھی اپنی سواری کے لئے کم ازکم دو تین گھوڑے ضرور رکھتے تھے۔

اندلسی مسلمانوں خصوصاً باشندگان قرطبہ نے اقتصادیات کا بہترین حل ترقی تجارت سمجھ رکھا تھا، جس کا نتیجہ لازمی طور پر خوشحالی، تموّل اور اطمینان و آسائش کی افراط تھا۔

تعلیم اور درسگاہیں جامع قرطبہ کے اعلیٰ ترین دارالعلوم کے علاوہ متعدد کالج اور اسکول کھلے ہوئے تھے تعلیم بالکل مُفت تھی بعض حالتوں میں کتابیں اور اسباب خورو نوش، تیر سہام کے لئے رہائش بھی مُفت پیش کئے جاتے۔

جامع قرطبہ کا دارالعلوم اس وقت دنیا کی بہترین یونیورسٹی کہے جانیکا دعویدار تھا، قاضی المنذر جیسے فقیہ اعظم کی قیادت میں یہ مقدس درسگاہ الٰہیات، حدیث، فقہ، تاریخ وسیر، ادب و عروض، ریاضیات و حکمت، طبیعات و فلسفہ کے پُرشوق طالبعلموں کی رہنمائی کر رہی تھی۔

یہ تعلیم و تہذیب کی ترقیوں ہی کا صدقہ تھا کہ قرطبہ میں دنیا بھر سے زیادہ کتابیں فروخت ہوتی تھیں۔ ہر شخص اپنی ایک موزوں لائبریری بنانے کی کوشش کرتا۔ خلافت کی عظیم الشان لائبریری کے علاوہ قرطبہ میں دو درجن سے زائد دارالمطالعہ کھلے ہوئے تھے۔ فوجی تعلیم کیلئے بھی الناصر اعظم نے ایک عظیم الشان حربیہ کالج قائم کیا تھا جس کی دو کلاسیں بری و بحری کے نام سے موسوم تھیں۔

یہ وہی کالج تھا کہ جس سے ایسے ایسے قابل کمانڈر اور امیر البحر نکلے کہ جن کا مقابلہ یورپ کے بری و بحری جرنیلوں سے کرنا ایک مضحکہ خیز حرکت ہوگی۔

محکمۂ انصاف اور عدالتیں نامناسب نہ ہوگا اگر اس موقع پر قرطبہ کے محکمۂ انصاف اور عدالتوں کا مختصر تذکرہ کیا جائے۔ محکمۂ عدلیہ کا افسر اعلیٰ قاضی القضاۃ ہوتا تھا جو عدالت العالیہ کے چیف جسٹس کے فرائض بھی ادا کرتا، عدالت بالا کے ماتحت فوجداری، دیوانی، مذہبی عدالتیں تھیں، یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس زمانے میں بھی علمبرداران قانون نے صیغہ دیوانی کو الناصر اعظم کی طرح فوجداری سے بالکل الگ رکھا ہے۔

اِن عدالتوں میں اِنصاف کو بدنام نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ یہ صحیح معنوں میں "عدالتیں" تھیں۔ یہانتک کہ جب الناصر کے قابل و لائق عزیز بیٹے کو جرم بغاوت کے صلے میں عدالت العالیہ نے سزائے موت کا حکم دیا تو الناصر نے انصاف و قانون کے نام پر سر جھکا دیا، دُوسرے بیٹے یعنی ولی عہد نے مرنیوالے بھائی کی سفارش کرتے ہوئے خود کو باپ کے قدموں پر گرا دیا تو غیور باپ نے کہا:-

"بیٹا! میں باپ ضرور ہوں مگر فرائض سلطنت کا بار بھی مجھ پر ہے، اگر میں عدالت کے فیصلے میں دخل دوں، تو نظام خلافت درہم برہم ہوجائے گا"

چنانچہ نوجوان بیٹا موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا مگر الناصر کی جبیں پر شکن بھی نہ آئی اگرچہ اس واقعہ کے بعد کسی شخص نے اُسے مُسکراتے ہوئے نہیں دیکھا، تو اولوالعزم خلیفہ اس ناسور کو چھپاتے ہوئے اپنے ساتھ ہی لیگیا جو نوجوان بیٹے کی افسوسناک موت نے اسکے جگر میں پیدا کردیا تھا۔ ایک اسی واقعہ سے اس عدل و انصاف کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس پر قرطبہ کی عدالتوں کا انحصار تھا۔

عام اخلاقی حالت اخلاق کی بنیاد تعلیم وتہذیب کی ترویج سے مستحکم ہوتی ہے۔ جس شہر میں علم وفضل کی اس قدر کثرت ہو اسکی عظمت اخلاق کے متعلق آسانی سے سوچا جاسکتا ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس عہد زریں میں قرطبہ کے باشندے بے تعصبی ورواداری، سیرچشمی وفیاضی، متانت وبردباری میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ وہ مسیحیوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کرتے اور جہاں تک ممکن ہوتا اُن کی مذہبی روایات کا احترام اور اُن کے آثار متبرکہ کی حفاظت کرتے، شروع شروع میں تو عیسائی باشندوں کا طرز عمل قابل ملامت تھا مگر الناصر کی مافوق الادراک خوبیوں نے انہیں اپنا معترف بنالیا، رفتہ رفتہ مذہبی تعصبات کم ہونے لگے اور اسلامی اخلاق وایثار نے انہیں اپنا گرویدہ بنا کر چھوڑا۔

ایک طرف مسجدیں نمازیوں سے معمور رہتیں تو دوسری طرف صدہا کتھڈرل، گرجے اپنے پرستاروں سے بھرے رہتے مسیحیوں کو کامل آزادی تھی کہ اپنے مذہبی فرائض جس طرح چاہے انجام دیں۔ مگر مسلمانوں کی دلآزاری کرنے کیلئے البتہ اجازت نہ تھی۔ یہ اسی مذہبی آزادی کی برکت تھی کہ خاص قرطبہ میں ہزاروں گرجے۔ صدہا خانقاہیں، اور مسیحی ریاضتکدے تھے جن کے اخراجات حکومت کی طرف سے ادا کئے جاتے تھے۔

یہودی —— بد قسمت یہودی جو اُس زمانے میں ہر جگہ عیسائیوں کے غلام بننے کے سوا اور کسی لئے پیدا نہ ہوتے تھے، اب انہیں ظالم مسیحیوں کی غلامی نہیں کرنی پڑتی تھی۔ انہوں نے اسلامی حکومت کی برکات کا سچے دل سے خیر مقدم کیا اور اسکی بخشی ہوئی مراعات سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ انہوں نے تجارتی دنیا میں بڑی حیثیت حاصل کرلی اور قرطبہ کے بڑے بڑے بازار اُن دکانوں سے معمور ہوگئے۔

غرض یہ تھا وہ قرطبہ کہ جو الناصر اعظم کے عظیم الشان عہد میں مشرق ومغرب کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

امیر المومنین الحکم مستنصر باللہ

۳۵۰ھ تا ۳۷۶ھ

الناصر کی وفات کے بعد اس کا قابل ترین بیٹا الحکم مستنصر باللہ کے لقب سے تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ وہی الحکم ہے کہ جو اپنے زمانے کے جید عالموں، زبردست فلاسفروں اور عظیم ترین فقیہوں سے کہیں زیادہ علم وفضل رکھتا تھا۔

ابتک قرطبہ کو جو مرتبت وعظمت حاصل ہوئی اُسے اگر مادی ترقی سے تعبیر کرسکتے ہیں تو یہاں سے روحانی ترقیوں کا دروازہ کھلتا ہے مستنصر باللہ کے مقدس عہد ہی میں جامع قرطبہ کو وہ عظیم ترین مرتبہ حاصل ہوا جو اُسے آج بھی دنیا کی ممتاز ترین یونیورسٹیوں پر بالاتری بخشتا ہے۔ اس زمانے کا قرطبہ کیا تھا ایک ایسا مدرسہ تھا کہ جس میں دنیا کے ہر گوشے سے طالبان علم وعرفان تلاش علم کی سچی تڑپ دل میں لئے ہوئے آکر جمع ہوگئے تھے۔

حکم کی مذہبی عقیدت نے اُسے سب سے پہلے توسیع و آرائش مسجد کی طرف متوجہ کیا اور عبد الرحمٰن الداخل کی مسجد کے برابر وسعت دی گئی۔ اِس توسیع کے علاوہ حکم کا اعظم ترین کارنامہ مقصورہ و محراب کی تعمیر اور بیش بہا ممبر کی تیاری ہے۔

محراب کی تزئین میں اعلیٰ قسم کے جواہرات اور نادر روزگار لعل و گوہر صرف کئے گئے تھے، جن سے اس قدر دلنواز بیل بُوٹے بنائے گئے تھے کہ عقلِ انسانی اُن کی تعریف میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ عظیم الشان ممبر پر طلائی نقش و نگار اس سادگی و پرکاری سے بنائے گئے تھے کہ کسی طلسم کا دھوکا ہوتا تھا۔ (یہ عدیم النظیر ممبر و محراب آج بھی قرطبہ کی جامع اعظم میں اسی طرح محفوظ ہیں اور زائرین آج بھی ان کی مقدس زیارت سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں)

مقصورہ ممبر و محراب کے علاوہ زرنگار پردے جو گنگا جمنی کام سے مزین تھے محرابوں میں لٹکائے گئے۔ طلائی جھاڑ۔ فانوس۔ شمعدان مسجد کیلئے تیار کرائے اور کتبخانۂ جامع کے لئے بیش قیمت کتابیں نذر کیں۔

جامع قرطبہ اس وقت ترقی کی انتہائی منزلیں طے کر رہی تھی۔ اسکے طالبعلموں کی تعداد اس وقت سولہ ہزار سے زائد ہو چکی تھی جن میں ایک ثلث کے قریب بلاد مغرب، المانیہ، اٹلی، جرمن، روم، فرانس، انگلستان کے باشندے تھے۔

حکم بذاتِ خود ایک زبردست ادیب اور فلاسفر تھا۔ اس نے علوم فلاسفہ و فلکیات کی ترویج کے لئے انتہائی کوششیں کیں اور ان علوم کے قابل پروفیسروں کی خدمات جامع قرطبہ کے لئے حاصل کیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائی دُنیا طبیعات و فلاسفہ کے نام سے چڑتی تھی۔ اگر حکم اِن علوم کی سرپرستی میں اس قدر ایثار و قربانی سے کام نہ لیتا تو مغرب کی موجودہ ترقیات صدیوں پیچھے ہٹ جائیں۔ قرطبہ یونیورسٹی میں اس وقت تمام علوم پڑھائے جاتے تھے۔ طبیعات و فلاسفہ۔ ریاضی و حکمت۔ ہیئت و جغرافیہ۔ تمدن و اخلاق۔ معاشرت و تجارت۔ منطق و علم کلام۔ غرض اس درسگاہ کا ہر طالب علم یگانۂ روزگار ہو کر نکلتا تھا۔

فلکیات کے متعلق قرطبہ یونیورسٹی کے پروفیسروں نے زبردست انکشافات کئے جو آج بھی اسی طرح قابلِ عظمت ہیں۔ غرض قرطبہ یونیورسٹی کا معیارِ تعلیم اس قدر بلند ہو چکا کہ جہاں تک آج بھی دنیا کی کوئی بہترین یونیورسٹی نہیں پہنچ سکتی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قرطبہ یونیورسٹی سے ۷۰ کے قریب ایسے ایسے ادیب، فلاسفر، محدث و فقیہہ، مفسر، مہندس، علما و فضلا نکلے کہ جو تمدنِ عالم کی تاریخ میں آج بھی ادب و تعظیم سے یاد کئے جاتے ہیں، اِن میں سے بعض کے متعلق کچھ تفصیلات درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

قاضی المنذر | جامع قرطبہ کا چانسلر، خلافت ہسپانیہ کا قاضی القضاۃ، فقیہہ اعظم۔ یہ وہی المنذر ہے کہ جس نے الناصر اعظم کے رُعب و جلال کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے قصرۃ الزہرا کے متعلق سرِ دربار یہ پیشین گوئی کی تھی جو نصف صدی ہی کے اندر حرف بحرف پوری اُتری۔

یا بانی الزهرا مستغرقا   اوقاته فيها اما تمهل
لله ما احسنها ورتقا   لو لم يكن زهرتها تذبل

الناصر نے یہ پیشین گوئی سُنی تو کہا۔ قاضی صاحب! "انشاء اللہ یہ کھنڈر نہ ہونگے"۔

قاضی المنذر یہ سُنکر ضبط نہ کر سکے اور آسمان کی طرف دیکھکر کہا۔ "خدایا تو دیکھ رہا ہے میں نے نصیحت میں کوئی کمی نہیں رکھی"۔

آخر فقیہہ اعظم کی پیشینگوئی راست ثابت ہوئی اور الناصر اعظم کی وفات سے ٹھیک نصف صدی بعد زوال قرطبہ کے ساتھ "الزہرا" بھی زمانہ گردش کے ہاتھوں ایک کھنڈر ہو کر رہ گیا۔

حاجب المنصور | امیر المومنین ہشام ثانی کا حاجب اعظم جو حجابت کے پردے میں خلافت پر قابض تھا، دُنیا کے بہترین مدبرین میں شمار ہوتا ہے، بڑا فیاض، دانا، منصف مزاج اور حلیم الطبع انسان تھا۔ المنصور کی عظمت و حریت کے فسانوں سے تاریخ اندلس کے صفحات بھرے پڑے ہیں اپنی ہر دلعزیزی کے سبب سے رعایا میں السید اور الکریم کے ناموں سے مشہور تھا۔ ۱۰۰۲ء میں وفات پائی اور مدینہ سالم میں مدفون ہوا۔

ابن طفیل | (ابو بکر محمد بن عبد الملک ابن طفیل) ہسپانوی عربوں میں نامور فلاسفر گذرا ہے وہ ایک زبردست حکیم مہندس ہونیکے علاوہ بہترین ادیب و شاعر بھی تھا۔ ۵۸۱ھ مطابق ۱۱۸۵ء میں انتقال کیا۔ اس کی تمام تصنیفات کا یورپی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

ابن زہر | (ابو بکر الایاز) حکمائے اندلس کے اعلیٰ ترین خاندان کا ممبر تھا۔ اپنے وقت کا طبیب اعظم۔ اسکے کمال فن کے اعتراف میں یعقوب المنصور نے اس کو اپنا طبیب خاص بنایا۔ ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۹ء میں وفات پائی۔

ابن رشد (ابوالولید محمد بن احمد بن رشد) دُنیا کا زبردست فلاسفر اور ماہر طبیعات۔ اسنے فلاسفہ پر بہترین کتابیں تصنیف کیں جن کے تراجم تمام مغربی زبانوں میں محفوظ ہیں۔ ابن رشد ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء میں پیدا ہوا۔ ۵۶۵ھ میں سیول کا قاضی القضاۃ ہوا پھر ۵۶۷ھ میں قرطبہ کا قاضی ہوا۔ اور ۹ صفر ۵۹۵ھ کو اس دارالمحن سے دارالامان قدس کی طرف کوچ کر گیا۔

ابن بشکوال ابوالقاسم خلف عبدالملک بن مسعود بن موسیٰ ۱۱۰۱ء میں قرطبہ میں پیدا ہوا اور ۱۱۸۳ء میں وفات پائی۔ بڑا زبردست عالم فقہ اور عظیم المرتبت مؤرخ گذرا ہے۔

ابوبکر محمد بن یحییٰ ابن الصائغ اور ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہے۔ بڑا زبردست حکیم، منتہی، فلاسفر اور بڑے پایہ کا مہندس و ہیئت داں تھا۔ یہ علم موسیقی کا بھی بڑا ماہر تھا۔ ۵۳۳ھ میں بمقام فارس انتقال کیا۔

ہم چاہتے ہیں کہ یہاں اُن غیر مسلم طالبان علم و عرفان کی مختصر فہرست بھی پیش کر دیں جو قرطبہ یونیورسٹی سے یگانہ روزگار بنکر نکلے۔

پاپائے اعظم سلاسٹر (پوپ دوما) الٰہیات کی سچی طلب دُنیا کی مسیحیت کے اس سب سے بڑے پیشوا کو قرطبہ یونیورسٹی میں کھینچ لائی اور یہاں سے فاضل اکمل کی سند حاصل کر کے روم واپس ہوا۔

لوکن مسیحیوں کا ایک زبردست فلاسفر جس نے اعتساب کلیسا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے علوم طبیعات و فلاسفہ کی تکمیل میں عمر گذار دی۔

سینکا یہ بھی قرطبہ کا نامور مسیحی فلاسفر گذرا ہے جس نے جامع قرطبہ میں مدت العمر معلم فلاسفہ کے مددگار کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

اِن کے علاوہ مائیکل اسکاٹ، مور، ہارڈین، کریمون، پیٹر مارمٹ، ونیٹل جو انگلستان، فرانس، اٹلی کے مشہور ترین علما و فضلا میں سے ہیں ان سب نے مختلف زمانوں میں جامع قرطبہ اور اندلس کی دُوسری اسلامی درسگاہوں میں زانوئے تلمذ تہ کیا۔

قرطبہ یونیورسٹی کے ہر طالب علم کو کتابیں، قیام و طعام اور دیگر اخراجات بھی حکومت کی طرف سے پیش کئے جاتے۔ یونیورسٹی کی عظیم الشان لائبریری کے علاوہ حکم نے ایک عدیم النظیر دارالمطالعہ قائم کیا تھا جس میں اس وقت دُنیا کے تمام ترکتبخانوں سے زیادہ کتابیں تھیں۔

قرطبہ یونیورسٹی میں ہر سال جلسہ تقسیم اسناد ہوتا جس کی صدارت خود الحکم کرتا، اور جس میں دُنیا کے قابل ترین افراد جمع ہوکر اس مقدس درسگاہ کی برگزیدہ کامیابیوں کو بچشم خود مُلاحظہ کرتے، اِن سالانہ جلسوں میں علمی مقابلے ہوتے نظمیں پڑھی جاتیں طبیعات و فلاسفہ کی جدید تحقیقات پر بسیط لکچر دیئے جاتے، لفظوں کی ترکیب و ترتیب پر بحث ہوتی۔ نئے نئے لغت پیش کئے جاتے غرض وہ سب کچھ ہوتا جس کا ایک دُھندلا سا نظارہ ہمیں انکی یونیورسٹیوں کے سالانہ جلسوں میں نظر آجاتا ہے مگر

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قرطبہ یونیورسٹی کو دَور حاضرہ کے فضلا بھی عظمت و مرتبت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کیلئے ہم مسز اینی بیسنٹ کی ایک تقریر سے چند جملے درج کرتے ہیں یہ تقریر ینگ مین مُسلم ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ میں بمقام مدراس کیگئی۔

"یورپ نے سب سے پہلے اگر زانوئے ادب تہ کیا ہے تو قرطبہ کے اس جامعہ اسلامیہ میں کہ جسے مُسلمانوں نے اسپین میں قائم کیا تھا"۔

اِس باعظمت دارالعلوم کے علاوہ حکم نے غربا کیلئے صرف قرطبہ میں ستائیس بڑے بڑے کالج اور اسکول قائم کئے۔ اِن تمام درسگاہوں میں طلبا کو تمام تر اخراجات کیلئے حکومت کی طرف سے وظائف ملتے تھے، اِن کالجوں اور اسکولوں کے طلبا کی تعداد خاص قرطبہ میں پچاس ہزار سے زائد تھی۔

اِن درسگاہوں کے بعد ہم قرطبہ کی اس پبلک لائبریری (دارالمطالعہ عامہ) کا ذکر کرینگے جس کے قیام میں الحکم مستنصر باللہ نے اپنی زندگی صرف کر دی۔ یہ لائبریری اس وقت دُنیا کے تمام کتبخانوں پر فوقیت رکھتی تھی۔ اسکی کتابوں کی حیرت انگیز تعداد کا صرف ایک اِس امر سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُن کی فہرست چالیس ضخیم جلدوں میں تیار ہوئی تھی۔ اِس لائبریری کا منتظم حکم کا ایک معتمد افسر تھا اور حکم بذات خود اسکی نگرانی کرتا تھا المستنصر اعظم کے ایجنٹ تمام دُنیا میں پھیلے ہوئے تھے جنکا کام صرف یہ تھا کہ مفید اور قابل قدر کتابیں اس عظیم الشان لائبریری کے لئے مُہیا کریں۔ چنانچہ اِن ایجنٹوں نے پانی کی طرح روپیہ بہا کر بڑی بڑی نایاب کتابیں حاصل کیں۔

حکم خصوصیت سے اِس امر کا شائق تھا کہ مُصنفین کی تصانیف کا پہلا نسخہ حاصل کرے چنانچہ ابوالفرج کی مشہور کتاب الاغانی کا پہلا نسخہ ایک ہزار طلائی دینار میں خرید لگیا۔

لائبریری کی کتابوں کی جلد بندی ترتیب و تہذیب کیلئے ایک خاص محکمہ قائم تھا جس کا افسر اعلیٰ خود حکم تھا۔ اس نے الزہرا کے چند کمرے صرف نقول کتب کیلئے وقف کر دیئے تھے، بڑے بڑے خوشنویس حکم کی فیاضیوں کا آوازہ سُن کر قرطبہ میں جمع ہو گئے اور حکم کی سرپرستی نے انہیں مالامال کر دیا۔ فنِ کتابت اس وقت ترقی کی اعلیٰ منزلیں طے کر رہا تھا صرف قرطبہ میں ایک سَو سے زائد بہترین خوشنویس خواتین رہتی تھیں جو خطِ کوفی کے علاوہ دیگر اصناف خوشنویسی کی ماہر تھیں۔

غرض حکم کے عہد سعید میں قرطبہ کا نظام تعلیم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچگیا، اور علوم فنون کی اشاعت میں آج بھی وہ سرگرمی پیدا نہ ہو سکی جو حکم کے زمانے میں عظمتِ قرطبہ کی رُوح رواں تھی۔

یہ تو تھا قرطبہ کی علمی ترقیوں کا ذکر، اب ہم باشندگانِ قرطبہ کی شہامت و شرافت کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرینگے یہاں انجیل کی اُس آیت کو مدِ نظر رکھا گیا ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ

"درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"۔

شخصی و انفرادی آزادی کا اعلان جس فراخدلی سے حکم کے عہد رشید میں کیا گیا وہ تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا، یورپ کا ایک مؤرخ اپنی ایک بہترین تصنیف میں لکھتا ہے۔

"شہامت کے وہ مقدس جوہر کہ جو بعد کے زمانے میں مغرب کی عیسائی قوموں میں پیدا ہوئے الناصر، حکم اور المنصور کے زمانے میں عربوں میں پیدا ہو چکے تھے"۔

جابجا علمی، ادبی، تفریحی انجمنیں قائم ہوئیں جن میں علمی مناظرے، شعر و سخن اور دلچسپ لکچروں سے ہنگامہ آرائی کیجاتی۔ تفریحی انجمنوں میں ہر ہفتے (اغلباً بروز جمعہ) ممبرانِ انجمن کو پُر تکلف دعوتیں دیجاتیں۔ اِن میں علاوہ مردوں کے معزز و معصوم خواتین بھی شریک ہوتیں جہاں وہ پوری توجہ اور دلچسپی سے فصیح و بلیغ تقریریں سُنتیں اور علمی، ادبی مناظرہ میں حصہ لیتیں۔

اندلسی مسلمان نہایت صاف سادہ اور آرام دہ لباس پہنتے۔ ایک اندلسی بھوکا مرنا پسند کرتا مگر میلا لباس پہنکر گھر سے باہر نہ نکلتا۔

اہل قرطبہ حقوق شہریت کا موزوں استعمال کرتے۔ وہ اپنے اپنے محلوں میں قیام امن کے ذمہ دار تھے۔ اور ہر فرد اپنی ذمہ داری کو مناسب طور پر محسوس کرتا۔ گداگری بالکل ممنوع تھی، اور خلافت کی طرف سے اِس جرم کے لئے سخت سزا تجویز کی گئی تھی، مگر شاذ ہی ایسا ہوتا کہ قرطبہ میں کوئی گداگر پایا جاتا ایسا ہونیکے کئی سبب تھے۔ جن میں سب سے بڑا سبب تو یہ تھا کہ خلافت کی طرف سے محتاج خانے بنے ہوئے تھے جن میں اپاہج اور ناکارہ محتاجوں کو لباس و طعام اور رہائش کا معقول انتظام کیا جاتا۔

امرائے قرطبہ اپنے غریب ہمسایوں کے ساتھ بطریق احسن سلوک ہوتے وہ حقوق ہمسائیگی کی اہمیت کو کبھی فراموش نہ کرتے اور انہیں اس امر سے خاص مسرت حاصل ہوتی تھی کہ وہ حقوق غرباء سے بروقت سبکدوش ہوتے رہیں۔ ہر مسلمان آجکل کے نام نہاد مدعیانِ شرافت سے کہیں بالاتر شریف و شہیم ہوتا، ایک شہیم کے لئے یہ دس اوصاف ضروری تھے۔

(۱) اتقا (۲) تقدس (۳) شجاعت (۴) تہوّر (۵) خلق و حلم (۶) احترام ضمیر (۷) شمشیر زنی (۸) نیزہ افگنی (۹) شہسواری (۱۰) فصاحت و بلاغت اور نظم میں پوری مہارت۔

اللہ اکبر ــــــ ذرا دل میں سوچیے کہ ہم اپنے مقدس اسلاف کے اِن باعظمت اوصاف کے کہاں تک حامل ہیں۔ شہامت صرف مردوں کی زندگی کا نصب العین نہ تھی بلکہ عربی خواتین بھی اسے اپنا مایۂ زندگی سمجھتی تھیں۔ الحکم کے زمانے میں صدہا قابل تعظیم خواتین خاکِ قرطبہ سے اُٹھیں۔ جبکہ پاکیزہ ہستیاں تمام ترین اوصاف قدسیہ کا گہوارہ تھیں جن میں حفصہ، مریم، عذرا، صفیہ جیسی باعظمت خواتین بیحد مشہور ہیں۔

شجاعت اور فنون جنگ میں مہارت کا امتحان اُن عظیم الشان دنگلوں میں ہوتا کہ جن میں اقصائے یورپ سے فرانسیسی، اطالوی، المانوی وغیرہ نائٹ۔ عرب نائٹوں (مجاہدین) سے مبازرت طلب ہو کر آتے تھے۔ اِن اجنبی نائٹوں کی حفاظت خلافت کے ذمے ہوتی اور وہ کامل آزادی کے ساتھ اپنے حریفوں پر غالب آنے کی کوشش کرتے۔ اگرچہ آجتک کسی تاریخ سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کوئی عیسائی نائٹ کسی عرب مجاہد پر

غالب آیا ہو۔ یہی وہ شہامت تھی کہ جس نے اندلسی عربوں کا مقصدِ حیات عام انسانوں سے کہیں زیادہ اونچا کر دیا تھا، وہ اپنے ہر قول و فعل کو مذہب و اخلاق کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے تھے۔

حکم المستنصر باللہ کے باعظمت دور کے بعد قرطبہ اپنے مقدس مشن کی اشاعت میں سرگرم نہ رہ سکا اور ساتھ ہی اسکی ترقیوں میں زوال شروع ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ حاجب المنصور نے بڑی حد تک قرطبہ کو اسکی پوزیشن قائم رکھنے کی کامیاب کوشش کی مگر اسکی وفات کے بعد یہ عظیم الشان دار الخلافہ ایک معمولی شہر ہو کر رہ گیا۔

قرطبہ آج بھی عرصہ گیتی پر موجود ہے زمانہ حال کے جغرافیئے اسے "کورڈوا" (Cordoba) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مگر آہ! اسلام کے عظیم الشان عہد حکومت یادگاروں میں سے سوائے جامع اعظم، شکستہ القصر اور چند معمولی عمارات کے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔

قرطبہ —— زمانہ کے حشر انگیز انقلابات کے ہاتھوں تباہ ہو گیا تو کیا اسکی رُوحانی عظمتیں زندہ ہیں اور انہیں زندہ رہنے کیلئے حیات ابدی حاصل ہے۔

یادگارش —— کہ سرفراز بقا خواہد بود | سجدہ گاہِ دلِ ارباب وفا خواہد بود

یورپ نے اگر ایک سعادت مند شاگرد کے فرائض کو فراموش کر دیا تو کیا مسلمان بھی اپنے عظیم المرتبت اسلاف کے کارناموں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ یہ ایک سوال ہے جس پر آپ کو بار بار غور کرنا چاہئے۔

جذباتِ حقیقت

از محترمہ دختر چودھری بدر الدین صاحب قیصری ایڈوکیٹ فیروز پور

مغرب سے اُٹھ کے کالی گھٹا آ رہی ہے آج
برسات کا پیام صبا لا رہی ہے آج
قمری جو شاخِ سرو پہ یوں گا رہی ہے آج
جذبات شاعری کو یہ اکسا رہی ہے آج
شوقِ ہوائے شعر میں ہے بے قرار دِل

بدلے ہوئے ہیں بسکہ زمانے کے طور اب
طرزِ ستم میں اسکی نرالے ہیں جور اب
پہلے تھے ڈھنگ اور تو ہیں ڈھنگ اور اب
فتنے ہزار رنگ کے ہیں زیرِ غور اب
اِک اِک ادا پہ جن کی مٹیں گے ہزار دِل

راہِ وفا پہ ٹھوکریں کھانا غضب! غضب!!
دِل کا لگانا اور ہٹانا غضب! غضب!!
ہر بار کوئی جھوٹا بہانہ غضب! غضب!!
آنکھوں کا اِس طرح سے چُرانا غضب! غضب!!
اے کاش تو بھی ہوتا کبھی شرمسار دِل

دُنیا نمودِ حُسن میں اِک لالہ زار ہے
ہر ایک گُل سے جلوۂ حق آشکار ہے
غنچوں میں بانکپن ہے گُلوں پر نکھار ہے
پر حیف مختصر سی یہ ساری بہار ہے
روتا ہے خون دیکھ کے بے اختیار دِل

دار الفنا میں موت کا کھٹکا نہ چاہئے
بارِ ہجومِ یاس کا خطرہ نہ چاہئے
شوقِ طلب میں غیر کی پروا نہ چاہئے
صدق و صفا میں جھوٹ کا سودا نہ چاہئے
راہِ طلب میں چاہئے اِک ہوشیار دِل

میدانِ پانی پت

از جناب منظور حسین صاحب منظور بی۔اے۔ ایچ۔پی۔ایچ۔یو۔ ہیڈ ماسٹر واں بھچراں

ترے ماحول سے دیوِ اجل کا دل بھی ڈرتا ہے
فرشتہ موت کا بھی کانپ کر تجھ سے گزرتا ہے

تری خونیں فضاؤں پہ فلک بھی کانپ اُٹھتے ہیں
ترے رن کی صداؤں پر ملک بھی کانپ اُٹھتے ہیں

فلک پر دیکھتی ہے آنکھ جس تابش کو تاروں میں
وہی تیرے غبارِ آتشیں کے ہے شراروں میں

دِکھا کر روزِ روشن میں شبِ دیجور کے منظر
چھپا دیتی ہے تیری خاک لاکھوں نور کے منظر

ابھی تک شیشۂ گردوں میں تیرا عکس تازہ ہے
شفق کہتے ہیں جس کو وہ تری مٹی کا غازہ ہے

رہے گی چشمۂ خورشید میں جب تک چمک باقی
ترے ذرّوں میں ہے خونِ شہیداں کی جھلک باقی

نجومی فلسفی کا اِک بیاضِ فلسفہ ہے تو
زمیں پر گردشِ تقدیر کا اِک زائچہ ہے تو

شہنشاہوں کی قسمت کے ہوئے ہیں فیصلے تجھ پر
سلاطینِ زمانہ ہیں ہوا کے بُلبلے تجھ پر

طلوعِ کوکبِ اقبالِ چغتائی ہوا تجھ سے
زمانہ واقفِ طرزِ صف آرائی ہوا تجھ سے

تری دھرتی پہ ہندی راجگاں کی بے بہا فوجیں
یکایک بن گئیں بحرِ اجل کی بے بقا موجیں

ترے دورِ افق پر لودھیوں کے بخت کا تارا
ہوا ٹکڑے دِکھا کر ایک حسرت خیز نظارا

یہیں سُلطانِ ابراھیم کا وہ تیغ زن لشکر
دہل جاتے تھے دل شیروں کے جس کی دھاک کو سُن کر

بحسرت خاک پر آخر سُلا کر تاجدار اپنا
لُٹا بیٹھا قضا کے ہاتھ سے عِزّ و وقار اپنا

یہیں سے دشتِ تاتاری کا اِک آوارۂ غربت
مؤرّخ خونِ تیموری سے دیتے ہیں جسے نسبت

ظہیر الدین جس کا نام ہے شرقی زبانوں میں
جسے بابر کہا جاتا ہے تاریخی فسانوں میں

اُٹھایا خاک سے تیری جسے اعجازِ قدرت نے
اُڑایا اوج پر جس کو پرِ پروازِ قسمت نے

شکوہِ خسروی سے مسندِ لودھی پہ جا بیٹھا
زمینِ راجگانِ ہند پر قبضہ جما بیٹھا

شعاعِ نور جو تاجِ ہمایوں سے ہوئی زائل
وہ جس کے واسطے دربارِ فارس سے ہوا سائل

وہی جس نور کی گم گشتگی پر شیر خاں سوری
دبا بیٹھا سریرِ دولتِ شاہانِ تیموری

فنا ہوتی ہوئی جس دم جھلک اُس نور کی سوجھی
اندھیرے میں کئی اندھوں کو فوراً دُور کی سوجھی

حصولِ مُلک کا یاں تک ہر اک دل میں خیال آیا
پئے تحصیلِ تختِ بابری ہیموں بقال آیا

مگر توہینِ مغلوں کی نہ بھائی چشمِ عالم کو
قضا نے دے دیا نصرت کا جھنڈا آ کے بیرم کو

اُبلتا خونِ بابر دیکھ کر رن کی زمینوں میں
لگی اِک آگ غیرت کی صفِ بیرم کے سینوں میں

ہوئے بے تاب یکسر خونِ تیموری شریفوں کے
مقابل ہو گیا اِک اِک جواں دس دس حریفوں کے

ہمایوں کے ستارے کا وہی گم گشتہ نور آخر
جبینِ اکبری سے ہو گیا پھر یک بیک ظاہر

مِلا کر خاکِ خون آشام میں ہیموں کی اُمیدیں — ترے ذرّوں نے کیں پھر شوکتِ بابر کی تجدیدیں

رعونت مرہٹوں کی تیری مٹی پر مٹی آخر — کہ جس سے کوکبِ اقبالِ ابدالی ہوا ظاہر
نہ بھولے گی تجھے وہ تیغِ ہندی کی درخشانی — ہوا مہرِ فلک جس سے سبق آموزِ تابانی
مقابل ہو گئے جب تیغِ ہندی گرزِ افغانی — تری مٹی پہ جانبازوں کے خوں ہونے لگے پانی
دنادن آہنی توپوں کی پھر جس دم ہوئی جاری — زمین و آسماں پر زلزلے ہونے لگے طاری
دھوئیں کے بادلوں نے خون کی برسات دکھلائی — چھپا کر مہرِ انور کو شبِ ظلمات دکھلائی
تڑپتے رہ گئے مٹی پہ تیغِ جاں ستاں والے — کئی گُرزوں سناں والے۔ کئی تیر و کماں والے
ہوئی چاروں طرف جنسِ اجل کی گرم بازاری — لہو کی ندیاں چاروں طرف ہونے لگیں جاری
چلی جس وقت آندھی موت کی کالی گھٹاؤں کی — نہ پیش اُس دم گئی کچھ مرہٹوں کے پیشواؤں کی
صفِ بستانِ ہندی میں نظر آئی جو ویرانی — ہوا اونچا یکایک پرچمِ اقبالِ افغانی

شرابِ خونِ انساں کی ہوس ہے اِس قدر تجھ کو — بجا ہے گر کہیں غارتگرِ نوعِ بشر تجھ کو
مگر کچھ رمز رکھتی ہے تری یہ خون آشامی — نہیں تیری جبیں پر جس کے باعث داغِ بدنامی
دبستانِ جہاں میں درس آموزِ فنا ہے تو — سرائے دورِ فانی سے عدم کا راستہ ہے تو
مئے پندار کے مستوں کا تُو خاکہ اُڑاتا ہے — ہوائے دہر کے اونچوں کو تُو نیچا دکھاتا ہے
ترے ذرّوں میں ہیں نیرنگیٔ عالم کی تصویریں — تری سب داستانیں درسِ عبرت کی ہیں تفسیریں
نہ تجھ کو دردِ مُغلوں کا نہ تو مونس پٹھانوں کا — نہ تجھ کو پاس عربوں کا نہ کچھ ہندی جوانوں کا
بتاتا ہے زمانے کو ترا ہر ایک افسانہ — تری نظروں میں بے معنی ہیں اپنا اور بیگانہ

نہ ابراہیم کا ساتھی نہ تو بابر کا ہمراہی
تری آنکھیں فقط دورِ فلک کی ہیں تماشائی

مذہب اور سائنس

عقل و نقل

رقمزدہ ڈاکٹر سٹنلی بیری، در برمنگھم گزٹ، اشاعت ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء

مترجمہ مولینا اسمٰعیل احمد صاحب بی۔اے (جامعہ)

بہت سے لوگ موجودہ زمانے کے سامنے ایک خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اُسکو "عہد عقلیت" کا پُر فخر خطاب دیتے ہیں! وہ کچھ اس طرح گفتگو کرتے ہیں کہ گویا ہر وہ چیز جو عقل کے احتساب میں پوری نہ اُترے اُسکے لئے فنا ہوجانا مقدر ہوچکا ہے! اور اِسی معیار نقد و نظر کی بنا پر وہ اِس امر کے بارے میں اپنے سنگین شبہات کا اظہار کرتے ہیں کہ آیا دُنیا کا کوئی مذہب، اپنی کسی بھی موجودہ شکل میں، جانبری کی اُمید کرسکتا ہے؟!

چنانچہ مثال کے طور پر اس بات کا ذکر کیا جاسکتا ہے کہ پروفیسر جولین ہکسلے کا یہ مذہب ہے، کہ سائنس نے خدا کو (نعوذ باللہ منہا!) عالمِ کائنات سے خارج البلد کردیا ہے، اور اب وہ ایک ایسے دین کی نقشبندی کرنی چاہتا ہے جو خدا کے نام کے طغرائے جلی سے خالی ہو! . . . . .

لیکن یاد رہے کہ ایسی کوشش کی بسم اللہ ہی "تمت بالخیر" ہوگی، اس لئے کہ اس ناقابل اعتبار طلسم موجودات میں اگر کوئی چیز یقینی ہے تو یہی کہ خدا کا تصور مذہب کی جانِ جاں اور روح الروح ہے!

ممکن ہے کہ مطالعہ سائنس کے ایک مُبتدی کے لئے یہ بات خطرناک سمجھی جائے کہ ایک ایسا جلیل سائنسدان جیسا کہ پروفیسر ہکسلے ہے وہ حقائق علمی کی ترجمانی و تعبیر میں اِس درجے برخود غلط ہوا۔ لیکن اِسکو کیا جائے کہ جب میں اِن پیر مغاں کی نسبت یہ رائے قائم کرتا ہوں تو میری ہمنوائی پروفیسر صاحب موصوف ہی کے پایہ و مرتبہ کے بکثرت اقطاب سائنس کی زبان و قلم سے بھی ہوتی ہے!!

تعلیمیافتہ دماغ

اہل سائنس کے حلقے میں عام طور پر یہ بات فرض کیجاتی ہے کہ مذہب اثبات باری تعالیٰ کے وجود کے اثبات میں کوئی ایسے دلائل پیش نہیں کرسکتا جو خالص ذہنی بنیاد پر عہد جدید کے انسانوں کے دماغوں کی تشفی کرسکیں۔

مذہب ہمیشہ اس خیال کا علمبردار رہا ہے کہ عقیدۂ خدا کی آخری بنیاد و اساس لازماً ایک ایسا "ایمان بالغیب" ہونا چاہئے جو اگرچہ "ماورائے عقل" ہے، لیکن "منافی عقل" نہیں! نیز یہ کہ اِس "نقل" کی تائید میں "عقل" اور اُسکے تجربات و معلومات کی بھی کمی نہیں ہے! لیکن مصیبت یہ ہے کہ اِس قسم کی فکر و نظر میں جب کسی غریب کی زبان پر "ایمان" کا کلمہ آجاتا ہے تو صف سائنس کے یاران حریف ایکدم بپھر کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اپنی دانش فروشیوں کا سیلاب بہلنے لگتے ہیں، جس کا گوہر مقصود بس یہ ہوتا ہے کہ "ایمان و ایقان" کے لئے ایک سائنٹفک دماغ کے کسی گوشے میں بھی کوئی جگہ نہیں ہے! وہ "عقلیت" کی "آیات قاہرہ" کو پیش کرنے لگتے ہیں، اور اُسکے مقابلے میں "ایمان" کو ایک فرضی ضرورت سے تعبیر کرتے ہیں! وہ مذہب کو نسل انسانی کے گہوارۂ طفلی کا ایک "کھلونا" سمجھتے ہیں، اور عقل و استدلال کو اُسکے سن بلوغ کی ایک ضرورت! وہ مذہب کے ذکر و فکر کو اِس طرح سراپائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں کہ گویا وہ کوئی ایسی چیز ہے جو "تعلیم یافتہ دماغ" کی پائگاہ بلند سے فروتر واقع ہوتی ہے!

طفلانہ توہمات

مذہب کے بارے میں آجکل جو بے اعتنائی پائی جاتی ہے اُسکی توجیہ یہ ناقدین اس طرح کرتے ہیں کہ انسانیت کے ذہن و دماغ کا ارتقا اب اُس منزل کو پہنچ گیا ہے کہ قدیم معتقدات یا "خرافات" اُس سے مُنہ نہیں لگا سکتے! یعنی لوگوں نے مذہب کو اس لئے رخصت کیا ہے کہ عقل کو اُس کی موجودگی انسانی کاسۂ سر کے اندر اب ایک نظر نہیں بھاتی! اِس سر کے "مکان" کو اُسکے تنہا مستحق "مکین" (عقل) کی بے تکلف قدم رنجہ فرمائی کے لئے خالی کرالیا گیا ہے، تاکہ اِس تجلیہ و تطہیر کے بعد "حرم دماغ" کے اندر "بت عقل" کا اِن الفاظ میں خیر مقدم کیا جاسکے کہ ؎

رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانۂ تست قدم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

لیکن اُمّتِ سائنس کی اِس "فتحِ مبین" کے بعد بعض ایسے واقعات ہنوز باقی رہجاتے ہیں جو عقلیّت کی "فرمانفرمائیت" کی بیانگِ دُہل نفی کرتے ہیں اور جن کا فیصلہ کئے بغیر سائنس بجا طور پر اپنا جشنِ فتح نہیں منا سکتا!

ایک ایسے سرشارِ عقلیت دَور میں جیسا کہ موجودہ عہد ہے یہ کس درجہ بوالعجبی آمیز منظر ہے کہ مذاہب کا تلقین کردہ ایمان باللہ تو ایک مضحکہ خیز بات سمجھی جائے، لیکن اِسی "بجلی کی روشنی" میں "یہ اندھیر" بھی ہو رہا ہو کہ بدترین اور جلی ترین ضعیف الاعتقادیاں اور باطل پرستیاں حشرات الارض کی طرح پرورش پا رہی ہوں! جہاں تک عوام الناس کی عظیم اکثریت ("سوادِ اعظم") کا تعلق ہے یہ بیان حرف بحرف صحیح ہے۔ اِس بارے میں جو مذہبی و نفسیاتی تحقیقات عمل میں آئی ہیں اُن کی روئدادوں کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مثلاً جن مکانوں کا نمبر ۱۳ ہوتا ہے اُنکے متعلق لوگوں کی کثیر تعداد "دُور باش" کی تنبیہ سنایا کرتی ہے! کتنے حضرات ہیں جو عام طور پر تو اپنی زندگی کے افکار و اعمال میں کافی "عقلیت مآب" واقع ہوئے ہیں، لیکن اُنہی کو جب کبھی ۱۳ بچوں کی کوئی خوش لباس اور ہشاش و بشاش ٹولی بھی نظر آجاتی ہے تو وہ اُس کو کسی میت کے جلوس کا "مقدمۃ الجیش" ہی سمجھتے ہیں!

اعمالِ سحر کے متعلق جو عام طور پر معتقدانہ خیالات پھیلے ہوئے ہیں وہ اُتنے ہی جدید ہیں جتنے کہ قدیم! اِن کو بھی اسی ذیل میں لکھئے، اور "روشن خیالوں" کے دامنِ علمی کے "سیاہ داغوں" میں شمار کیجئے! خوش قسمتی، بدقسمتی یا بالفاظ دیگر "سعد و نحس" کے بارے میں جو مقبولِ علم فرضیات ہر جہار طرف نظر آتے ہیں اُن کے لئے اِن ماشاء اللہ "تعلیمیافتہ دماغوں" نے اپنے اندر وہ کونسا ایسا محفوظ گوشہ تلاش کرلیا جو خدا کے خیال کی سمائی اپنے ہاں رکھنے سے قاصر ثابت ہوا تھا؟! یہ کیا ہے کہ ع

مُنکرِ مے بودن و ہمرنگِ مستاں زیستن!

عہدِ جدید کی ذہنی زندگی کا یہ پہلو واقعی بڑا پُر اسرار ہے! کیا سچ مچ لوگ اُتنے ہی عقل پرست ہو گئے ہیں جتنا کہ اُن کو خیال کیا جاتا ہے؟! کیا اُنھوں نے مذہب کو ایک طفلانہ چیز جان کر پھینکدیا ہے، یا یہ کہ اُن کا یہ اجتہاد بجائے خود ایک "بچہ پن" ہے؟! کیا "تعلیمیافتگی" مذہب سے بیزار ہوئی ہے یا "بدآموزی"؟! کیا مہذب حضرات کا یہ ایک آزاد ذاتی عمل ہے یا کہ ع

کوئی معشوق ہے اِس پردۂ زنگاری میں

راہِ صواب

ذاتی طور سے میں اِن لوگوں کے اِن اجتہادات کی متانت و قوت کے بارے میں سنگین شبہات اپنے دل میں جاگزین پاتا ہوں! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ خدا کے اعتقاد کو ترک کر دیتے ہیں تو اُنکا دل و دماغ پھر "خانۂ خالی را دیو می گیرد" کے بمصداق ہزار ہا پریشان خیالیوں اور بے اطمینانیوں کے غول بیابانی کا جولانگاہ بنجاتا ہے! یہی ذہنیت ہے جو بعد میں معلومہ عامیانہ توہمات کا سرچشمہ بن جاتی ہے۔ دلچسپ حضرات بعض اوقات یہ بھی تاویل فرمایا کرتے ہیں کہ مثلاً ممکن ہے کہ "تیرہ" کے عدد میں کوئی نحوست پنہاں نہ ہو، لیکن یہ بھی تو قابلِ غور بات ہے کہ ع

چوں نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

پس مصلحت کا اقتضا یہ ہے کہ بجائے اِنکار کے ہم اقرار کا پہلو اختیار کریں! تا زم برین فہم!

واقعہ یہ ہے کہ جب یہ تعلیمیافتہ دماغ "تعلیمیافتہ" ہو کر اعتقاد و ایمان کے اصولی معیار کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر وہ گوناں گوں غیر مسلمات خیالات، لاادریانہ قیاسات، اور سوفسطائیانہ شبہات کے حملوں کا آماجگاہ بنجاتا ہے! میری ذاتی معلومات میں ایک کثیر تعداد ایسے اشخاص کی ہے جو ماشاء اللہ اپنی "لوچدار" عقلیت کے پہلو بہ پہلو عجیب و غریب توہمات کا ایک صنمخانہ بنجاتے ہیں! لیکن آپ سنئے کہ میں عموماً سے کہتا ہوں کہ اُنکا سینہ ایک خدائے رؤف و رحیم کے اعتقاد سے خالی نہیں ہے، لیکن پھر ساتھ ہی اُنکی شان "رندِ ہزار شیوہ" کا یہ کرشمہ بھی ہے کہ وہ تیرہ ۱۳ کے ہندسے کی قربت کو اپنے لئے خطرے اور حادثے سے خالی نہیں سمجھتے!

اِن سب باتوں سے بالآخر وہی نتیجہ مستنبط کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جب خدائے بزرگ کا عظیم عقیدہ قلوب کو ویران کردیا کرتا ہے تو ہزاراں ہزار ارواحِ خبیثہ کی طوائف الملوکی اس اقلیمِ دل کو اپنے گردابِ ہلاکت میں لے لیتی ہے!

خدا کا نام بھی نامِ خدا کیا راحت جاں ہے
عصائے پیر ہے، تیغِ جواں ہے، حرزِ طفلاں ہے

ایک خشک مسلک

میں تو نہیں کہہ سکتا کہ سائینس کئی نسلوں اور قرنوں تک بھی عقلیت کے نام پر اپیلیں کر کر کے عوام و خواص کی ان خوش فہمیوں اور دل بستہ بت تراشیوں کا خاتمہ کر سکے گی! میں خود اس معاملے میں سخت متشکک ہوں کہ آیا انسان کے لئے ارتقائے بشری کے کسی بعید ترین مستقبل میں بھی تمام و کمال ایک "عقلی وجود" بنجانا ممکن ہے؟! ہم تعلیماً، فنی اور ذہنی صیقلگری کی کتنی ہی اعلیٰ و ارفع معراج حاصل کر لیں لیکن بات یہ ہے کہ کائنات ہستی کے "آفاق و انفس" کے گرداگرد اسرار و طلسمات کا ایک ایسا ہجوم سخت نظر آتا ہے کہ ہمارا تخیل یونہی اپنی کارستانیاں اور ابلہ فریبیاں جاری رکھے گا اور نہ معلوم کبتک اس "حیرت خانہ" کی محرم رازی ہمارے لئے ایک کانٹے دار دکا مسئلہ بنی رہیگی!

دنیا پہ فتح پائی کسی نے نہ آج تک
اہلِ نظر اسیر طلسم جہاں رہے!

صلاحِ کار

مجھے خوف ہے کہ شاید مجھکو اس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا کہ کسی بھی تفسیرِ حیات کو مدارِ زندگی قرار دینے میں اوہام شکوک و شبہات سے کامل مفر حاصل ہونا ممکن نہیں ہے! لیکن بہرحال "استحسان و افضلیت" کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اور اسی کی راہ سے ایک راہ گریز (یا راہِ نجات) نکالنی پڑیگی۔ چنانچہ مجھی کو اگر ان دو چیزوں کے درمیان انتخاب کی دعوت دیجائے کہ ارض و سما کے اندر ایک صاحبِ خلق و امر ہستی اور ایک مسبب الاسباب و کارساز ذات کا اعتقاد اچھا ہے یا "سعد و نحس" کے ڈھکوسلے اور گورکھ دھندے؟ تو بشرطیکہ مجھ سے صحتِ نفس و ثباتِ عقل سلب نہیں ہو گیا ہے، میں اول الذکر "ایمان باللہ" ہی کے مسلک کو ترجیح دوں گا!

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جو ہر ایک کے لئے تشفی بخش ثابت ہو سکے، اور صرف بہتر چارۂ کار کے اصول تصفیہ کے ذریعے وہ اس قضیۂ نامرضیہ کو یکسو کر لے! بالخصوص ہمارے سائینس نواز اور تعلیمیافتہ طبقہ کو تو مستقبل قریب کی یہ بشارت اپنی غیر مصالحانہ روش پر قائم رکھے ہوئے ہے کہ "تاثیرِ کواکب" اور منشائے الٰہی کی "مداخلت فی الکائنات" یہ دونوں ہی "توہمات" (نقلِ کفر کفر نباشد) بچوں کے گھروندوں کی طرح عقلیت کے سیلِ رواں کے سامنے بہ جائینگے! لیکن سوچئے تو کہ یہ کیسا سخت، چوبین، بیجان و بے نشاط فلسفۂ حیات ہوگا، جس پر سے خدائے جلیل کے نام پاک کا عنوانِ جمیل بالکل غائب ہو گیا!

پس میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جب ہم انسان ضعیف البنیان کارخانۂ عالم کی بوالعجبی اور پُر اسراری سے کسی طرح سے نہیں بچ سکتے، اور کبھی عقل و عقلیت کا دستِ نازک اس سراپردۂ کبریائی کے ایک گوشے کو بھی اُٹھانے کی جسارت نہیں کر سکتا جو تمام اقطار السموات والارض پر پڑا ہوا ہے تو . . . . ایسی صورت میں عقل، سلامتی، مصلحت اور خود ہماری محبوب "عقلیت" کا مشورہ یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک ایسے "احکم الحاکمین" کے وجود عظیم کے اعتقاد کیلئے اپنا شرح صدر کرلیں جس کے ہاتھ میں کارگاہ کائنات کی زمام اختیار رہے! یہ اعتقاد بہرحال اس افتاد آفرین اور مضحکہ خیز فلسفے سے تو بہتر ہی ہے کہ "ہم سارے بنی آدم ایک مہیب سوءِ اتفاق کے صید زبوں ہیں!!"

محشرستانِ کانپور

(کانپور میں کانگریس کے رضاکاروں نے مسلمان دُکانداروں کو بھگت سنگھ ڈے کو دکانیں بند کرنے پر مجبور کرنے کی جو کوشش کی اور اس سے جو ننگِ تہذیب ہنگامہ وہاں برپا ہوا جس میں کوئی دو سو کے قریب مسلمان اور تقریباً نوّے ہندو مارے گئے اور جس میں مسلمان عورتیں اور بچے بھی ناقابلِ ذکر مظالم سے محفوظ نہ رہے اس کے متعلق ہمارے محترم دوست مولینا شبیر حسین صاحب جوشؔ ملیح آبادی نے جو اپنی قابلِ فخر قوم پرستانہ نظموں کے لئے سارے ہندوستان میں مشہور ہیں ایک نظم بعنوان "محشرستانِ کانپور" لکھی۔ گو یہ نظم خاص ہمارے لئے نہیں لکھی گئی لیکن مولینا نے حب الوطنی کے ایک نہایت گہرے جذبہ سے متاثر ہو کر یہ نظم لکھی ہے اور ہم اسے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ کانپور میں کسی مسلمان نے کسی عورت یا بچے پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ مُدیر)

اے سیہ رُو، بے حیا، وحشی، کمینے، بدگماں — اے جبینِ ارض کے داغ، اے دُنی ہندوستاں

تجھ کو عورت نے جنا ہے؟ جھوٹ ہے یہ اوّلیں — آدمی کی نسل سے اور تُو؟ نہیں ہرگز نہیں

تیری جانب اُٹھ رہی ہے دیکھ دوزخ کی نگاہ — سبحہ و زنّار میں جکڑے ہوئے دیوِ سیاہ

رودِ گنگا سے لئے اِس طرح طوفانِ ممات — کس کو کھا کر آ رہا ہے؟ اے وبائے کائنات

اے درندے! یہ ترا جبڑا ہے کیوں سمٹا ہوا — کس کا یہ گُودا ترے تالو میں ہے چمٹا ہوا

تیغِ بُرّاں اور عورت کا گلا! کیوں بدصفات — چھوٹ جائیں تیری نبضیں، ٹوٹ جائیں تیرے ہات

کہنیوں سے یہ تری کیسا ٹپکتا ہے لہو؟ — یہ تو ہے اے سنگدل، بچوں کا خونِ مشکبو

مرد ہے تو اُس سے لڑ، پہلے جو مارے پھر لڑے — تُو نے بچوں کو چبا ڈالا، خدا غارت کرے

تُو نے اے بزدل لگائی ہے گھروں میں جن کے آگ — کیا اُنہیں ہاتھوں میں لیگا رخشِ آزادی کی باگ؟

دل میں کھوٹا پن، ارادوں میں بدی، نیّت خراب — او سیہ باطن! یہ عالم اور آزادی کے خواب؟

سُن کہ کم ظرفوں کو دُنیا دے نہیں سکتی خراج — یہ ترا چھوٹا سا سر اور ننگِ ہستی! اور تاج؟

تو اُبھرتے ہی زمانے کی نظر سے گر گیا — یُوں بہایا خون، اُمیدوں پہ پانی پھر گیا

رُکنے ہی والا ہے آزادی کا جاں پرور جہاد
بجنے ہی والا ہے ناقوسِ "غلامی زندہ باد"

دانشِ انسانی کا پُتلا

ازفرانسیسی مُعجز نگار والٹر ——— مُترجمہ ملک عزیز عالم صاحب

میمنان کے دماغ میں ایک روز یہ خبط سمایا کہ وہ ایک بہت بڑا فلاسفر بن جائے۔ بہت کم ایسے اِنسان ہیں جنہیں کبھی نہ کبھی اس قسم کی عجیب وغریب تجویز نہ سُوجھی ہو۔ میمنان نے اپنے جی میں کہا۔ کہ "پورا فلاسفر بننے کیلئے اور مکمل طور پر شادکام ہونے کیلئے مجھے سوائے اسکے اور کچھ کرنیکی ضرورت نہیں کہ تمام خواہشات کو ترک کر دُوں۔ اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ اس سے زیادہ آسان کوئی چیز نہیں۔ سب سے اول تو میں کسی عورت سے محبت نہیں کرونگا۔ جب میں نے کسی خوبصورت عورت کو دیکھا۔ تو میں اپنے تئیں کہونگا۔ کہ اِن رُخساروں پر ایک آنیوالے زمانہ میں جھریاں پڑ جائیں گی۔ اِن آنکھوں کے گرد حلقے نمودار ہو جائیں گے۔ یہ جوبن قائم نہیں رہیگا۔ اور یہ مُوئے سیاہ سفید ہو کر رہیں گے۔ مجھے اپنے تخیل میں اسکی آئندہ حالت کا تصور قائم کرنے ہی کی ضرورت ہوگی۔ اور پھر یقیناً کوئی خوبصورت چہرہ مجھے فریفتہ نہیں کرسکیگا۔ دُوسرے میں اپنی عادات و اطوار میں ہمیشہ مُحتاط رہونگا۔ یہ ناممکن ہوگا کہ شراب پیوں یا حسینوں کی مجلس مجھے اپنی مقناطیسی کشش سے کھینچ سکے۔ مجھے صرف یہ خیال کرنا ہوگا۔ کہ کثرتِ شرابخوری کے نتائج بد سر درد۔ بدہضمی۔ عقل و صحت میں خرابی اور تضیعِ اوقات وغیرہ ہوتے ہیں۔ میں اتنا ہی کھاؤں گا جتنا کہ میری طاقت کو بحال رکھ سکے۔ میری صحت ہمیشہ ایک سی رہیگی۔ میرے خیالات پاکیزہ اور واضح۔ یہ سب اِتنا آسان ہے۔ کہ اس پر عمل کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔"

لیکن میمنان نے کہا۔ "مجھے ذرا غور کرنا چاہیئے۔ کہ میں مالی معاملات کا کیا اہتمام کرونگا۔ میری خواہشات معتدل ہیں۔ میرا روپیہ سیاہو کار کے پاس امانت جمع ہے۔ میں اُس کے سُود پر خودمختارانہ زندگی بسر کرتا ہوں۔ اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ مجھے ایسی ضرورت کبھی لاحق نہیں ہوگی۔ کہ دربارِ شاہی میں مُلازمت کیلئے ناصیہ فرسائی کروں۔ میں کسی سے حسد نہیں رکھونگا۔ اور نہ کوئی مجھ سے حسد رکھیگا۔ پھر یہ سب کتنا آسان ہے۔"

"میرے دوست ہونگے۔" اُس نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اور میں اُنکی دوستی کی قدر کرونگا۔ چنانچہ ہم میں کبھی اختلاف نہیں ہوگا۔ میں اُنکے کسی قول و فعل سے خفا نہیں ہونگا۔ اور وہ بھی مجھ سے ایسا ہی سلوک کرینگے۔ اِس تمام معاملے میں کوئی دُشواری نہیں۔"

اپنے کمرے میں یہ چھوٹی سی فلسفیانہ تجویز سوچ کر میمنان نے اپنا سر کھڑکی سے باہر نکالا۔ اُس نے اپنے گھر کے قریب دو عورتوں کو درختوں کے نیچے سے گذرتے ہوئے دیکھا۔ ایک عورت بوڑھی تھی اور بالکل مطمئن نظر آتی تھی۔ دُوسری عورت جوان تھی اور خوبصورت۔ اور بظاہر بہت مضطرب معلوم ہوتی تھی۔ وہ سرد آہیں بھرتی تھی اور روتی تھی۔ اور رونے سے اور بھی زیادہ خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ ہمارے فلاسفر کی طبیعت متاثر ہوئی، یقیناً اسکی خوبصورتی سے نہیں (چونکہ وہ بہت مستحکم ارادہ کرچکا تھا کہ ایسی بات سے کبھی مضطرب نہیں ہوگا) بلکہ اُس مصیبت سے جس میں کہ وہ مُبتلا تھی۔ وہ نیچے آیا اور نوجوان عورت کو اپنے حکیمانہ خیالات سے تسلی دینے کے اِرادہ سے اُس نے عورت کو سلام کیا۔ اُس ماہ جبین نے بہت سادہ ادا اور مُؤثر پیرایہ میں اُسے اپنے خیالی چچا کے جور و جفا کا قصّہ بیان کیا۔ اور بتایا کہ کِن کِن حیلوں سے اُس "چچا" نے اُسے ایک خیالی جائداد سے محروم کر دیا ہے۔ مزید برآں اُس نے یہ بہانہ بھی کیا۔ کہ "چچا" کے ظلم و ستم سے وہ ہر وقت خائف رہتی ہے۔

"تم مجھے بہت دانشمند آدمی معلوم ہوتے ہو۔" اُس نے کہا۔ "اور اگر تم میرے گھر پر آنا منظور کرو اور میرے معاملات کو بچشمِ خود مُلاحظہ کرو۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ تم مجھے اس سفاکانہ اذیت سے جس میں کہ اب میں مُبتلا ہوں نجات دلا سکو گے۔"

میمنان نے اُس کے ہمراہ جاکر فلسفیانہ طریقے سے اس کے معاملات پر غور کرنے اور اسے صحیح مشورہ دینے میں چنداں پس و پیش نہ کیا۔

مُصیبت زدہ خاتون اُسے خوشبو سے مہکتے ہوئے ایک کمرے میں لیگئی۔ اور خوش اخلاقی سے اُسے ایک صوفے پر اپنے برابر بٹھایا جس پر وہ دونوں ایک دُوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔ انکے انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ دونوں گفتگو میں مشغول ہیں سو وہ اپنا قصہ۔ ان کرنے میں سرگرم تھی اور یہ اُسے سُننے میں ہمہ تن متوجہ۔ خاتون آنکھیں نیچے کئے اپنا قصّہ بیان کرتی رہی۔ دورانِ گفتگو میں کبھی کبھی اُسکی آ[illegible]وں سے آنسو ٹپک پڑتے جنہیں جب وہ جرأت کرکے اوپر اُٹھاتی تو ہمارے پارسا میمنان کی آنکھوں سے دوچار ہوتی۔ میمنان کے دل پر اسکے واقعات کا

گہرا اثر ہوُا۔ اور وہ ہر گھڑی زیادہ اور زیادہ محسوس کرنے لگا۔ کہ ایسی باعفت اور غمزدہ خاتون کو ممنونِ احسان کرے۔ وُہ اپنی بالمقابل نشستیں چھوڑ کر ایکدوسرے کے قریب ہو گئے۔ میمنان نے اتنے قریب ہوکر مشورے دیئے اور ایسے پیارے مشورے دیئے۔ کہ ان میں سے کوئی بھی زیادہ دیر تک کاروباری گفتگو جاری نہ رکھ سکا۔ انہیں اب یہ بھی یاد نہ رہا تھا کہ اصل موضوعِ گفتگو کیا ہے۔ اِس دلچسپ موقع پر جیسا کہ آسانی سے تصور میں آسکتا ہے۔ کون آتا ہے؟ وہی اُس کا چچا۔ وہ سر سے پاؤں تک مسلح تھا۔ اور پہلی بات جو کہ اُس نے کہی یہ تھی کہ وُہ میمنان اور اپنی بھتیجی کو قربانگاہ کے گھاٹ اُتار دیگا۔ مؤخر الذکر جو کہ وہاں سے کنارہ کش ہو گئی تھی۔ بخوبی جانتی تھی کہ وہ معاف کرنے پر آمادہ ہے بشرطیکہ ایک معقول رقم اُسے پیش کر دی جائے۔ میمنان اپنے بچاؤ کے لئے جتنا روپیہ اُسکے پاس تھا دینے پر مجبور ہوُا۔

میمنان شرمندہ اور پریشان واپس اپنے گھر پہنچا۔ وہاں اُسے ایک دعوتی رقعہ ملا۔ اُس کے چند گہرے دوستوں نے اُسے دعوت میں مدعو کیا تھا۔

"اگر میں گھر میں اکیلا رہا۔" اُس نے کہا۔ تو میرا دل گذشتہ رنج وغم میں منہمک رہیگا۔ اور میں ایک لقمہ بھی حلق کے نیچے نہیں اُتار سکوں گا جس کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ میں کسی بیماری کا شکار بن جاؤنگا۔ اِس لئے یہ دانشمندی کے خلاف نہ ہوگا۔ اگر میں اپنے دوستوں کے پاس جاؤں اور تھوڑا سا کھانا کھالوں۔ اُنکی صحبت کی خوشی میں میں اُس حماقت کو بھول جاؤنگا جس کا میں آج صبح مرتکب ہوا ہوں۔ چنانچہ وہ اس دعوت میں شرکت کرتا ہے۔ اُسکے دوست بھانپ گئے کہ وُہ کسی معاملے کے متعلق مضطرب ہے۔ وہ اُس سے اصرار کرتے ہیں۔ کہ وہ شراب پیئے اور اور رنج وغم کو دُور کرے۔

"تھوڑی سی شراب اگر اعتدال سے پی جاوے تو دیوتا اور انسان کے قلب کو فرحت بخشتی ہے۔" اس طرح فلاسفر میمنان نے استدلال کیا۔ اور تھوڑی دیر میں بدمست ہو گیا۔

کھانے کے بعد قمار بازی کی تجویز پیش ہوئی۔ "اپنے دوستوں کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے کھیلنا ایک تفریح ہے جس میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔" وہ کھیلتا ہے۔ اور جتنی رقم اس کی جیب میں ہوتی ہے ہار دیتا ہے۔ اور زبانی وعدے پر اُس سے چار گُنا رقم اور زیادہ ہار گیا۔ کھیل میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اور کھلاڑی گرم ہو گئے۔ اُسکے ایک دوست نے اُسکے مُنہ پر کھیل کا بکس زور سے دے مارا۔ اور اُس کی ایک آنکھ نکال دی فلاسفر میمنان کو اُٹھا کر اُسکے گھر پہنچا دیا گیا جبکہ وہ مدہوش تھا۔ جیبیں خالی تھیں۔ اور ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ وہ مدہوشی کی نیند سے اٹھتا ہے۔ اور جب اُسکے خیالات واضح ہوتے ہیں۔ تو ساہوکار کی طرف روپیہ کے لئے نوکر بھیجتا ہے۔ تاکہ روپیہ منگا کر دوستوں کا قرضہ ادا کر سکے۔

نوکر واپس آتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ ساہوکار نے دیوالہ نکال دیا ہے جسکی وجہ سے سینکڑوں خاندان مفلس اور تباہ ہوگئے ہیں میمنان فوراً اُٹھتا ہے اور آنکھ پہ دوائی لگا کر اور جیب میں درخواست ڈال کر وہ عدالت میں پہنچتا ہے۔ تاکہ بادشاہ سے دیوالیہ کے خلاف انصاف حاصل کرے۔ ایک کمرے میں وہ چند خواتین کو پاتا ہے جو بہت ہشاش بشاش ہیں۔ اور بڑے بڑے گھیر کے گھگروں میں اِدھر سے اُدھر ٹہل رہی ہیں۔ اُن میں سے ایک نے جو اُسے کسی قدر جانتی تھی۔ شرارت سے نیم باز آنکھ کھولے اُسکی طرف دیکھا۔ اور کہا "اُف کتنی وحشت انگیز صورت ہے۔" دوسری جو کہ اُسے زیادہ اچھی طرح جانتی تھی۔ اس طرح مخاطب ہوتی ہے۔

"مسٹر میمنان سلام۔ میں اُمید کرتی ہوں مسٹر میمنان کہ تم بالکل اچھے ہو۔ ہاں مسٹر میمنان تم نے آنکھ کیسے کھوئی" اور جواب کا انتظار کئے بغیر وہ مڑی اور وہاں سے چلدی۔

میمنان ایک کونے میں چھپ گیا اور اُس گھڑی کا انتظار کرنے لگا جبکہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کے قدموں پہ گرا دے۔ وہ وقت [illegible] آپہنچا تین مرتبہ اُس نے زمین بوسی کی اور اپنی درخواست بادشاہ کے حضور میں پیش کی حضور ظل التماب اُس سے بہت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اسکی درخواست کو ایک ناظم کے حوالے کر دیا۔ تاکہ وہ تمام واقعات اُن سے بیان کرے۔ ناظم میمنان کو ایک طرف لیگیا۔ اور اُسے متکبرانہ انداز اور طنزیہ لہجے میں کہنے لگا "سُنو جی۔ تم ایک آنکھ والے آدمی۔ تم درحقیقت بہت ہی مضحکہ انگیز ہستی ہو۔ بجائے مجھے خطاب کرنیکے تم بادشاہ سلامت کو مخاطب کر رہے ہو" علاوہ ازیں تمہاری یہ جرأت کہ تم ایک ایماندار دیوالیے کے خلاف جسے یہ عزت حاصل ہے کہ وہ میری پناہ میں ہے۔ اور حضور ملکہ معظمہ کی خادمہ کا بھتیجا ہے بادشاہ سے انصاف چاہتے ہو۔ اگر تم اپنی دوسری آنکھ کی بھی خیر چاہتے ہو جو کہ ابھی تک صحیح سلامت ہے تو بہتر کہ تم اس معاملہ کو اسی مرحلہ پہ چھوڑ دو۔

میمنان نے اپنے کمرے میں بیٹھکر ارادہ کیا تھا۔ کہ وہ عورت مکثرت شراب خوری۔ قمار بازی اور دنگہ فساد سے اجتناب کریگا۔ اور بالخصوص وہ عدالت میں کبھی نہیں جائیگا۔ اب چوبیس گھنٹے کے قلیل عرصے میں وہ ایک عورت سے بیوقوف بنا اور لُٹا۔ مدہوش بھی ہوا۔ جوا کھیلا۔ جھگڑے میں بھی شریک ہوا۔ اور آنکھ بھی اس نے کھوئی۔ پھر عدالت میں بھی گیا جہاں اسکی تحقیر اور بے عزتی ہوئی۔

متحیر اور دل شکستہ ہو کر میمنان مایوسی کے عالم میں گھر واپس آیا۔ جب اس نے مکان میں داخل ہونا چاہا تو چند سرکاری افسروں نے اُسے پیچھے ہٹا دیا۔ وہ اُس کا سامان اُٹھا کر رہے تھے۔ تاکہ اُسے نیلام کر کے قرضخواہوں کی رقمیں ادا کریں۔ وہ بیجان ہو کر ایک درخت کے نیچے گر پڑا اور وہاں اُس نے صبح والی خوبصورت عورت کو دیکھا جو اپنے چچا کے ساتھ جا رہی تھی۔ دونوں نے جب میمنان کو آنکھ پر دوائی لگی ہوئی دیکھی کھِل کھِلا کر ہنس پڑے۔ شب ہوئی تو میمنان نے دیوار کے قریب گھاس پھوس پر اپنا بستر بچھایا۔ جہاں اُسے بخار آنے لگا۔ وہ بیماری کے غلبہ میں سو گیا۔ اُس نے خواب میں ایک آسمانی فرشتہ کو دیکھا جو نور سے منور تھا۔ اُسکے چھ چھوٹے چھوٹے پر تھے۔ لیکن نہ ہی پاؤں۔ نہ سر نہ دُم اور کسی چیز سے اُسے مشابہت نہیں دیجا سکتی تھی۔ میمنان نے دریافت کیا "تم کون ہو؟"

اُس نے جوابدیا "میں تمہارا نگہبان فرشتہ ہوں!"

میمنان نے کہا "تب مجھے میری آنکھ واپس دیدو۔ میری صحت۔ میری دولت اور میری عقل واپس دیدو" اور اُس نے بتایا کہ کس طرح وہ ان سب چیزوں کو ایک ہی دن میں کھو چکا ہے۔

فرشتے نے جوابدیا "یہ ایسے حوادث ہیں جن سے ہمیں اپنی دُنیا میں واسطہ نہیں پڑتا۔"

مصیبت زدہ آدمی نے کہا "تم کس دُنیا میں رہتے ہو؟"

دوسرے نے جوابدیا "میرا وطن سورج سے ایک ارب پچاس کروڑ میل کے فاصلے پہ ایک چھوٹے سے سیارے میں ہے۔ جو کہکب الجبار کے قریب واقع ہے۔ اُسے تم یہاں سے دیکھ سکتے ہو۔"

میمنان نے کہا "کیا ہی خوبصورت ملک ہوگا اور کیا درحقیقت وہاں ایسی فتنہ عورتیں نہیں ہوتیں جو غریب انسانوں کو بیوقوف بنائیں۔ اور نہ ہی ایسے یارانِ غار جو دوستوں سے روپیہ جیتیں۔ اور ایک آنکھ بھی نکال ڈالیں۔ اور نہ ہی ایسے دغا باز دیوالیے اور نہ ہی ایسے ظالم جو [illegible] تضحیک کریں۔ اور دادخواہی سے بھی انکار کریں۔"

ستارے کے سہنے والے نے کہا "نہیں ہمارے ہاں کوئی ایسی باتیں نہیں ہوتیں۔ ہم اکل و شرب میں بھی زیادتی نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں تو کھانے پینے کی ہی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں چور اُچکے بھی نہیں ہوتے۔ کیونکہ نہ ہمارے ہاں سونا ہے اور نہ چاندی۔ ہماری آنکھیں بھی نہیں نکالی جا سکتیں کیونکہ ہمارے جسم تمہارے جسموں کی طرح نہیں ہیں۔ اور ناظم ہمارے ساتھ کبھی بے انصافی نہیں کرتے کیونکہ ہم تو سب برابر ہیں۔"

میمنان نے کہا "آقا میں عرض کرتا ہوں کہ بغیر عورتوں اور کھانے پینے کے آپ اپنا وقت کیسے گذارتے ہیں؟"

فرشتے نے جواب دیا "دیگر سرزمینوں کی نگرانی کرنے میں۔ اور اب میں آیا ہوں تاکہ تمہیں تسلی دوں۔"

فرشتے نے کہا "میں تمہارے بڑے بھائی حسن کے ساتھ تھا۔ اُسکی حالت تم سے بھی زیادہ قابلِ رحم ہے۔ جلالتمآب سُلطانِ انڈیز نے جن کے دربار میں اُسے ملازمت کا فخر حاصل تھا۔ اُسکی دونوں آنکھیں کسی معمولی غلطی کی بِنا پر نکلوا ڈالی ہیں۔ اور اب وہ قیدخانہ میں ہے۔ اُس کے ہاتھوں اور پاؤں میں بھاری زنجیریں اور بیڑیاں ہیں۔"

میمنان نے طنزاً کہا "یہ تو درحقیقت بہت خوش نصیبی کی بات ہے۔ کہ ایسا اچھا فرشتہ خاندان کا محافظ ہے جبکہ دو بھائیوں میں سے ایک تو ایک آنکھ سے اندھا ہے اور دُوسرا دونوں آنکھوں سے۔ ایک گھاس پھُوس پر لیٹا ہوا ہے اور دُوسرا قیدخانہ میں۔"

عالمِ بالا پر رہنے والے نے کہا "تمہاری قسمت فوراً تبدیل ہو جائیگی۔ یہ صحیح ہے کہ تم اپنی آنکھ کبھی حاصل نہیں کر سکوگے لیکن اِس کے علاوہ تم بہت خوش رہ سکتے ہو۔ بشرطیکہ فلاسفر بننے کا خیال پھر تمہارے دماغ میں نہ سمائے۔"

میمنان نے پُوچھا "آخر کیا یہ قطعی ناممکن ہے؟"

اُس نے جواب دیا "ہاں اِتنا ناممکن جتنا کہ بالکل عقلمند۔ طاقتور۔ توانا اور بشاش ہونا۔ ہم خود تو اُس سرزمین سے بہت دُور ہیں۔ البتہ ایک ایسی دُنیا ہے جس میں کہ یہ سب ممکن ہے۔ لیکن خدا کی بیشمار ولایتوں میں جو دُنیا کے عرض و طول میں موجود ہیں۔ ہر ایک چیز بتدریج واقع ہوتی ہے پہلے موقعہ کی نسبت دُوسرے موقعہ پر کم خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دُوسری مرتبہ کی نسبت تیسری مرتبہ کم اور آخری بار بہت ہی کم۔"

میمنان نے کہا۔ "مجھے تو یہ اندیشہ ہے۔ کہ ہماری خشکی اور تری کی دُنیا دیوانوں کا گھر ہے۔ جو بیشمار ولایتوں پر مشتمل ہے۔ اور جس کے متعلق حضور نے ابھی مجھے بتا کر میری عزت افزائی کی ہے۔"

فرشتے نے کہا "بالکل اِس طرح تو نہیں لیکن قریب قریب بالکل ایسے ہی ہے"۔

میمنان نے پُوچھا "تو کیا وہ شاعر اور فلاسفر غلط ہیں جو ہمیں بتلاتے ہیں۔ کہ ہر چیز بہتری کے لئے ہے۔"

فرشتے نے کہا "نہیں وہ درست ہیں۔ اور جب ہم چیزوں کو دُنیا کے پایہ اور اُس کے مرتبہ کی مُناسبت سے دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں یہ بات بخوبی نظر آجاتی ہے۔"

لیکن میمنان نے بدحواسی سے جواب دیا "آہ میں تو کبھی اس بات کا یقین نہیں کرونگا۔ جب تک کہ مجھے کھوئی ہوئی آنکھ واپس نہ ملجائے۔"

رُباعیاتِ طالب

ازجناب طالب باغپتی

مدہوشِ خیال کس طرف بہکا ہے؟ کیا سوچ رہا ہے؟ کیوں عبث روتا ہے؟
تقدیر کے نقش بھی کہیں مٹتے ہیں؟ نادان! سنبھال ہوش، یہ "دُنیا" ہے!

ہر رنگِ فریب کو حقیقت سمجھا! ہر درد کو بیخودی میں راحت سمجھا!
اُف ہوش گنوا کے دِل نے سمجھا یا بھی تو کیا تقدیر کے کھیل کو "محبّت" سمجھا!

قِسمت سے عبث ہے نارسائی کا گِلہ گردوں سے ہے جھوٹ کج ادائی کا گِلہ
یوں کون کسے تباہ کر دیتا ہے؟ اپنے دل سے ہے بے وفائی کا گِلہ!

باطن دیکھو تو خون کا پیاسا ہے! ظاہر میں مگر خلوص کا پُتلا ہے!
کرتا ہے کچھ اور مُنہ سے کہتا ہے کچھ اور اِنسان حقیقتاً "بڑا دھوکا" ہے!

اِنسان مصیبتوں کا اِک پُتلا ہے مر مر کے اسی طرح یہاں جیتا ہے
پھر گردشِ چرخ پر تعجّب کیسا؟ دُنیا میں تو "اِنقلاب" ہی ہوتا ہے

ہنس ہنس کے ترا سِتم اُٹھایا دُنیا رو رو کے تجھے گلے لگایا دُنیا!
تو اور وفا کرے، یہ نا ممکن ہے! دُنیا تجھے خُوب آزمایا دُنیا!!

تقاضائے وفا

از جناب جلال الدین صاحب اکبر

گئے وہ دن کہ دل میں سوزِ غم تھا — گئے وہ دن لبوں پر جب تھیں آہیں
تھی ہر دم دید کی دل میں تمنا — نظارہ جو ہمیشہ تھیں نگاہیں
کسی کی گردنِ نازک میں ہر دم — محبت سے حمائل تھیں یہ باہیں
کوئی نازو ادا نے جانفزا سے — بتاتا تھا مجھے جینے کی راہیں

مگر وہ عہدِ زرّیں ہو چکا ہے — نہیں باقی وہ اُن کی جلوہ گاہیں
ہوئیں محروم اب کیفِ اثر سے — نگاہیں آہ وہ جادو نگاہیں

دماغ اب تو ہمیں بھی یہ نہیں ہے — کہ ظالم گیسوؤں والوں کو چاہیں
کہاں سے دل میں آئے شوقِ سجدہ — نہیں ہیں حسن ہی کی بارگاہیں
ہو رنجِ ہجر اگر جانکاہ روئیں — اگر چوٹیں لگیں دل پر کراہیں

غرض دنیا ہی اپنی اور ہے اب — نہ وہ ہم ہیں نہ وہ اُن کی نگاہیں
مگر باایں ہمہ چپکے سے کوئی — یہ دل میں کہہ رہا ہے پھر بھی چاہیں

تقاضائے وفا اکبر یہی ہے
محبت ہو نہ ہو پھر بھی نباہیں

تصوّف کی آڑ میں

از جناب مرزا اعظم بیگ صاحب چغتائی بی اے۔ ایل ایل بی (علیگ)

(۳)

میری شادی سیٹھ کی لڑکی کے ساتھ نہایت ہی سادہ طریقے سے عمل میں آئی۔ مَیں نے اپنی بیوی کو باحیا۔ بھولا اور شرمیلا اور نیک مگر سادہ لوح پایا۔ علی شاہ کی ہدایت کے موافق مَیں اُس کے لئے گونگا بنا رہا۔ اوّل توجہ ہی نہ کرتا اور نہ بات چیت تو بالکل کم بلکہ قریب نہیں تھے۔ ہر وقت بھویں سکیڑے رہنے کی کوشش کرتا۔ مگر ایک اچھی اور محبت کرنے والی بیوی کے ساتھ یہ برتاؤ ناممکن ہے۔ اسکی خدمت اور محبت دھیرے دھیرے میرے دل میں گھر کرنے لگی اور علی شاہ کی ہوشیار نظر نے تاڑ لیا کہ مَیں کدھر جا رہا ہوں۔ میری شادی کو پندرہ روز کے قریب ہوگئے تھے اور میں اپنی بیوی سے اتنا مانوس ہوگیا تھا کہ خواہ مخواہ کفر سکوت توڑ کر کھل مل کر رہنے کو جی چاہتا تھا۔ علی شاہ نے اپنی تجربہ کاری کی بنا پر سب کچھ تاڑ لیا اور مجھ سے ایک روز کہا کہ یا تو دس پندرہ روز میں اسکو چھوڑ چھاڑ کر میرے ساتھ چلو ورنہ پھر مجھے دس ہزار روپیہ دو۔ ورنہ مَیں سب معاملہ چوپٹ کر دوں گا۔ مَیں جانتا ہی تھا کہ اوّل تو علی شاہ ویسے چالاک ہے اور پھر سیٹھ پر اس کا جادو بھی چل گیا ہے کہیں اشارہ بھی کر دیا تو مَیں کہیں کا نہ رہونگا۔ چنانچہ مَیں نے وعدہ کیا کہ جلد سے جلد سیٹھ کو لوٹ کھسوٹ کر تمہارے ساتھ چلوں گا۔ علی شاہ نے یہ دیکھکر کہ مَیں اپنی بیوی کی طرف مائل ہوں مجھکو دوسری ہی راہ دکھائی۔ پہلی مرتبہ کے دورہ پر ایک حسین لڑکی کی طرف میں بیحد مائل ہوگیا تھا علی شاہ نے مجھ سے اب کہا کہ چلو مَیں اُسے تمہارے قبضہ میں کرا دونگا۔ مگر مجھے اب اپنی بیوی کے آگے اُس لڑکی کی ذرہ پروانہ تھی۔

جُوں جُوں وقت گذرتا گیا میرا دل اپنی بیوی سے ملتا گیا۔ وہ بہت اچھی اور شوہر پرست لڑکی تھی۔ مگر مَیں کیا کرتا خود مصیبت میں پھنسا تھا۔

رات کا سناٹا تھا مَیں اپنی بیوی کے ساتھ بڑے کمرے میں سو رہا تھا۔ اندازاً کوئی رات کے ایک بجے ہونگے۔ چھوٹے سے لیمپ کی روشنی چراغ کی مانند کارنس پر ٹمٹما رہی تھی۔ مَیں نے بیوی کو غافل سوتے ہوئے سے ایسے چُپکے سے اُس کو ہوشیار کیا کہ جیسے کوئی خاص بات ہے۔

"چُپ! چُپ!" مَیں نے آہستہ سے اُس کے کان میں کہا۔ "وہ دیکھ ... وہ ... وہ دیکھ۔"

یہ کہکر مَیں نے علی شاہ کی طرف اشارہ کیا۔ علی شاہ کمرہ کے ایک کونہ میں بالکل سفید براق کپڑے پہنے فرشتہ کی طرح جھابڑ جھول سفید ململ کی تہ بہ تہ کپڑے ڈالے کھڑا تھا۔

"ارے! ارے!" مَیں نے بیوی کے مُنہ کو ہاتھ سے بند کرتے ہوئے کہا یہ تو وہ شاہ صاحب ہیں جنہیں مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔"

علی شاہ نے ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ ہاتھ اُٹھانا شروع کیا۔

مَیں خود بولا "یہ کدہر سے آگئے۔ کمرہ تو چاروں طرف سے بند تھا۔ یہ کدھر سے آگئے۔"

میری بیوی سہمی ہوئی تھی۔

"شاہ جی کو نظر کر دے۔" یہ کہکر مَیں نے جلدی جلدی اپنی بیوی کے بدن پر سے زیور اُتارنا شروع کیا۔ "شاہ جی کو یہ نظر کر دے۔" مَیں نے دوبارہ کہا اور زیور اُتارتا جاتا تھا۔ وہ زیور سے دیہاتیوں کی طرح ہر وقت لدی رہتی تھی۔ سب زیور نہایت ہی بھدے قسم کا طلائی تھا۔

مَیں نے جلدی جلدی سب زیور اُتار کر ہاتھ میں لیا اور پلنگ پر سے اُٹھا اور علی شاہ کے آگے دو زانو ہو کر زیور پیش کر کے بولا۔ "آپ ہی نے میری شادی کرائی ہے۔ آپ ہی کو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کمرہ تو چاروں طرف سے بند ہے آپ کدہر سے آئے۔"

"مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ مَیں جدہر سے آیا ہوں اُدہر ہی سے جاتا ہوں۔" یہ کہکر روشن دان کی طرف اُنگلی اُٹھائی۔

مَیں نے کہا "حضور روشن دان سے کیوں جائیں۔ بیٹھیے۔ تشریف رکھیے۔ سیٹھ صاحب کو بلواؤں"۔
"نہیں مَیں جاتا ہوں"۔ یہ کہکر علی شاہ نے اپنے سفید لبادہ کو روشن دان کی طرف دیکھکر اس طرح جنبش کی کہ جیسے آپ اُڑتے۔ مَیں نے پیر پکڑ لئے کہ روشن دان سے خدا کے واسطے نہ جائیے مَیں دروازہ کھولے دیتا ہوں مگر میری التجا تو یہی ہے کہ آپ بیٹھیے۔
علی شاہ نے دروازہ کی طرف رُخ کیا اور مَیں نے بڑھکر دروازہ کھولدیا۔ اور پھر ہم دونوں جو وہاں سے اُترکر بھاگے ہیں تو بس غائب سکرمکے الان سے نیچے زینہ سڑک پر جاتا تھا اُس کو اسی طرح کھول کر ہم دونوں غائب ہوگئے۔

(۲)

سیٹھ کلکتہ سے ہم دونوں عظیم آباد پہنچے اور وہاں سے پھر گیا آئے۔ مَیں بیحد ملول تھا اور علی شاہ مجھے ڈانٹ رہا تھا کہ محض ایک لڑکی کی وجہ سے تم اتنے کبیدہ خاطر ہو۔ یہ کمزوری اور جہالت ہے۔ وہ تمہاری ہی ہے۔ وہی تو در اصل الٹے جھگڑے پہ کام آئیگی سیٹھ جی کو تو مستقل طور پر پھنسا رکھو۔ مگر میرا دل بالکل نہ چاہتا تھا۔ میرا دل یہ چاہتا تھا کہ بیوی کے ساتھ رہوں اور گھر کی تجارت دیکھوں۔ مگر مجبور تھا۔
گیا میں ہم لوگ ایک سرائے میں جاکر ٹھہرے کہ ایک عجیب ہی معاملہ پیش آیا۔ ایسا کہ کبھی سُنا بھی نہ تھا۔ رات کے دس بجے ایک آدمی ہمارے پاس سرائے میں آیا اُس نے چپکے سے علی شاہ سے کہا کہ شاہ صاحب آپ کو فلاں فلاں صاحب بلاتے ہیں۔ یہ ایک راجپوت معزز بیرسٹر تھے اور ان کی کوٹھی شہرت باہر تھی۔ مَیں تو مَیں علی شاہ بہت چکرائے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ اُس آدمی نے پھر چپکے سے کہا کہ ایسے آئیے گا کہ کسی کو پتہ نہ چلے قبل اسکے ہم اور پوچھیں پوچھیں وہ مفصل پتہ بیرسٹر صاحب کی کوٹھی کا دیکر یہ کہکر بھاگ گیا کہ بیرسٹر صاحب خود تم کو پھاٹک کے دروازہ پر ملیں گے۔

علی شاہ اس قدر تجربہ کار اور جہاندیدہ آدمی بھی چکرا گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اسکی عادت تھی کہ پوچھتا کم تھا اور سوچتا زیادہ تھا۔ بہت کچھ سوچ بچار کے بعد علی شاہ نے کہا کہ چلو۔ ہم دونوں سوچتے چلے جارہے تھے۔ میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ علی شاہ نے اُس ملازم سے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں بیرسٹر صاحب کو کیا جانوں کسی اور کو بلاتے ہونگے۔ کیوں بلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں علی شاہ ہمیشہ معاملات کو صاف کرنے سے گریز کرتا تھا۔
سڑک بالکل سیدھی تھی اور ہم دونوں ٹھیک بنگلہ پر پہنچے۔ رات کے گیارہ یا بارہ بجے ہونگے کسی شخص کو بنگلہ کے دروازہ ہی پر چور کی طرح کھڑا پایا۔
بیرسٹر صاحب نے نہ معلوم کیا انگریزی میں کہتے ہوئے ہم دونوں کا استقبال کیا۔
علی شاہ نے دعا دیتے ہوئے کہا "بابا ہم لوگ فقیر انگریزی کیا جانیں"۔
"معاف کیجئیگا"۔ یہ کہکر بیرسٹر صاحب علی شاہ کا ہاتھ پکڑ کر نہایت ہی اخلاق سے بنگلہ کی طرف لائے۔ راستہ میں انہوں نے کوئی بات نہ کی۔
بنگلہ میں لیجاکر برآمدہ میں بٹھایا۔ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور بنگلہ طرح طرح کے گملوں سے آراستہ تھا۔ ریاست اور تموّل کا ہر چیز سے پتہ چلتا تھا۔
بیرسٹر صاحب کی شکل اب مَیں نے روشنی میں دیکھی۔ صورت شکل سے بالکل عیسائی معلوم دیتے تھے۔ عمر کوئی بیتالیس برس کی ہوگی۔ پتلون اور قمیص پہنے ہوئے تھے اور اس پہ ایک کوٹ۔
بیرسٹر صاحب نے ہم لوگوں کو سگرٹ پیش کئے اور پھر علی شاہ سے کہا "بہتر ہے کہ آپ کمرہ میں تشریف لیچلیں"۔
یہ کہکر چق اُٹھائی۔ مَیں بھی اُٹھا تو بیرسٹر صاحب نے مسکرا کر کہا "غالباً آپ دونوں میں کوئی مغایرت نہیں ہے"۔
"جی نہیں بالکل نہیں" علی شاہ نے کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ہم دونوں کمرے میں آئے۔
کمرہ بہترین مغربی سامان سے آراستہ تھا طرح طرح کے پردے پڑے ہوئے تھے اور طرح طرح کا سامان آرائش چپہ چپہ پر تھا۔ بیچ میں کرسیاں اور صوفے پڑے ہوئے تھے۔ ہم تینوں وہاں آکر بیٹھ گئے تو بیرسٹر صاحب اُٹھے اور انہوں نے وہ دروازہ بند کردیا جس میں سے ہوکر ہم سب آئے تھے اور پھر تیزی سے گھوم کر ایکوں ایک دروازہ کو اچھی طرح دیکھا کہ بند ہے یا نہیں۔ مَیں سخت گھبرایا اور مَیں نے علی شاہ سے پریشان ہوکر کہا "بھیا یہ کیا معاملہ ہے"۔ آنکھیں نکال کر انہوں نے کہا۔ چپ! خبردار منہ سے بات نہ نکالنا ورنہ تم جانوگے"۔ اتنے میں بیرسٹر صاحب دروازوں کی دیکھ بھال سے فارغ ہوکر واپس آگئے۔
اب بیرسٹر صاحب نے نہایت ہی سنجیدگی سے کہا "بہتر ہے کہ جناب خود معاملہ کی بات چیت کرلیں"۔
علی شاہ نے بغیر کسی تامّل کے کہا "مَیں ایک ادنیٰ فقیر ہوں اور آپ کی عنایات کا محتاج"۔

بیرسٹر صاحب مُسکرائے اور فوراً اُٹھکر سامنے بڑی الماری کو کھول کر اُس میں سے کچھ چیز نکال کر لائے اور علی شاہ کے سامنے رکھتے ہوئے بولے "آپ کے عہدہ اور حیثیت کے لائق تو نہیں مگر یہ پیش کرتا ہوں بشرطیکہ آپ دونوں صاحبان قسم کھائیں کہ میرے خلاف اب کوئی کارروائی نہ ہوگی اور آپ میرے موافق رپورٹ کر دینگے"۔

علی شاہ نے کہا "بہتر ہے کہ یہ رقم آپ اپنے پاس رکھیں میں ویسے ہی آپ کی خدمت کیلئے تیار ہوں"۔

"مگر یہ تو آپ کو لینا پڑے گی۔ ڈھائی ہزار روپیہ ہیں۔ ڈیڑھ ہزار آپ کے اور ہزار اِنکے" میری طرف اُنگلی اُٹھا کر کہا۔ "اور پھر یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ اگر آیندہ پھر کوئی افسر میرے اوپر تعینات نہ ہوا اور یہ آپ کی رپورٹ پر منحصر ہے تو میں آپ کو اتنی ہی رقم اور دُونگا۔ یہ میرا پختہ وعدہ ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کے افسران معاف کیجئے گا۔ مکار و دغا باز ہیں میں نہ معلوم آپکی طرح کتنوں کو کافی روپیہ دیچکا ہوں مگر ایک نے میرے موافق رپورٹ نہ کی اور حالانکہ واقعہ کو دس برس ہونے آئے ہیں لیکن تحقیقات بند نہیں ہوئی۔ جب آپ دونوں صاحبان کی اس کام پر تعیناتی ہوئی تو مجھے چند ذرائع سے معلوم ہوگیا کہ آپ جہاں ایک پولیس کے ہوشیار اور تجربہ کار افسر ہیں وہاں معاملات میں بھی شرافت سے کام لیتے ہیں۔ مجھے آپ پر کامل بھروسہ ہے۔ لہذا آپ اسے تو اُٹھا کر جیب میں رکھیئے"۔ یہ کہتے ہوئے بیرسٹر صاحب نے نوٹوں کی گڈی علی شاہ کے ہاتھ میں زبردستی دیدی۔

"معاف کیجئیگا بیرسٹر صاحب" علی شاہ نے کہا "جو کام آپ مجھ سے چاہتے ہیں اُس کے لئے لازمی ہے کہ واقعات مجھ کو صحیح صحیح معلوم ہوجائیں"۔

"پولیس کی رپورٹ میں جو واقعات درج ہیں وہ حرف بحرف صحیح ہیں" بیرسٹر صاحب نے کہا "آپ کے پاس تو نقل ہوگی"۔

"بیرسٹر صاحب آپ کا نہ معلوم کن لوگوں سے ابتک سابقہ پڑا ہے۔ آپ کا خیال ہوگا کہ آپنے مجھے پہچان لیا۔ تعریف تو میں بھی آپ کی کرتا ہوں۔ مگر بیرسٹر صاحب میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالئے تب بھی آپ میری زبان سے میری بابت کچھ نہیں معلوم کرسکتے سوائے اس کے کہ ایک فقیر ہوں۔ جو کچھ بھی ہے وہ میرے دل میں اور دماغ میں ہے ورنہ میرے پاس کوئی پولیس رپورٹ ہے اور نہ کوئی کاغذ ہے"۔

میں نے آپ کی تعریف سُنی تھی۔ میں آپ کو خوب جانتا ہوں۔ دہلی کے لارڈ ہارڈنگ والے معاملہ میں جو کچھ بھی آپنے کیا وہ کس طرح!

"معاف کیجئے گا بیرسٹر صاحب اِن قِصّوں کا ذکر فضول ہے۔ آپ اِس قسم کی کوشش نہ کریں۔ آپ کو اپنے کام سے کام۔ آپ بے کم و کاست اپنا معاملہ مجھے سمجھادیں"۔

"چہ خوش" بیرسٹر صاحب نے طنزاً کہا "خوب! میں سب معاملہ آپ کو بتادوں اور کل آپ مجھے پھانسی پہ لٹکوادیں"۔

"آپ تو بچوں کی سی باتیں کرتے ہیں" علی شاہ نے کہا "کسی جُرم کے بارہ میں صحیح معلومات اور ہیں اور انکشاف اور شئے ہے۔ میں نہیں کہتا کہ آپ مجھے معاملہ کے انکشاف میں مدد دیجئے"۔

بیرسٹر صاحب شراب پئے معلوم دیتے تھے کہ "ابھی آتا ہوں" یہ کہکر وہ کمرہ کے کونہ میں گئے جہاں ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور غالباً نہیں بلکہ یقیناً وہ ایک گلاس اور پی آئے۔

رُومال سے مُنہ پونچھتے ہوئے انہوں نے کہا "میرے دل میں ہی ایک کسک ہے۔ آج تک میں نے کسی سے واقعات بالتفصیل نہیں بیان کئے۔ میرے دِل پر ایک بارِ عظیم ہے۔ جُرم کا! خُون کا!" بیرسٹر صاحب کا چہرہ گویا ایکدم سے فق سا ہوگیا۔ وہ پھر بولے "میں بے کم و کاست آپ کو تمام واقعات بتاؤنگا اور سوائے مدفن کے سب کچھ بتادونگا۔ آپکو تکلیف تو ہوگی مگر ذرا تفصیل سے واقعات سُننا پڑینگے کیونکہ مرنے سے پہلے کسی سے ضرور کہنا چاہتا ہوں مگر یہ دیکھئے" یہ کہکر اُنہوں نے جیب سے پستول نکال کر دکھایا "یہ دیکھئے میں اس کو ہر وقت جیب میں تیار رکھتا ہوں اگر کہیں کچھ وعدہ خلافی ہوئی تو سمجھ لیجئے کہ میری اور آپ کی دونوں کی جان کی خیر نہیں"۔

"آپ اطمینان رکھیں" علی شاہ نے کہا۔ "مجھے مختصر حالات بتادیں۔ بالکل مختصر" علی شاہ نے اپنی جان چھڑانے کی نیت سے کہا۔

بیرسٹر صاحب بولے "جی نہیں آپ کو مُفصل حالات سُننا پڑینگے۔ میں پورا پورا قِصہ بیان کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالوں گا۔ آپ لوگ شائد بھوکے ہیں لہذا کچھ کھالیجئے"۔

یہ کہکر وہ پھل، بسکٹ، اور نمکین اور خشک میوے دراز سے نکال لائے اور ہم دونوں نے جمعرات کے فقیروں کی طرح ہاتھ مارنا شروع کئے۔ جب اطمینان سے کچھ کھا پی چکے تو بیرسٹر صاحب نے اپنا قِصہ بیان کرنا شروع کیا۔ یہ قِصہ ناظرین صوفی کی دلچسپی کیلئے پھر کبھی پیش ہوگا۔

احسن الکلام

ازجناب احسن صاحب

دی گئی خوابِ تصور کی یہ تعبیر مجھے
کہ ہر اک شے میں دکھائی تری تصویر مجھے

جس طرح باندھ گئی زلفِ گرہ گیر مجھے
یوں نہ پابند کرے گی کوئی زنجیر مجھے

آتے جاتے ہوئے رہتا ہوں سرِ دامنِ یار
خاکِ پا ہو کے یہ ہاتھ آئی ہے توقیر مجھے

عالمِ حسن کا ایک ایک مرقع دیکھا
تیری صورت کی ملی کوئی نہ تصویر مجھے

یوں نہ گھبرا کے بنا کام کہ دم پر بن جائے
سانس تو لینے دے اے نالۂ شبگیر مجھے

صورتِ نقشِ قدم خاک بسر ہوں لیکن
خضر کہتے ہیں، دریار کے رہگیر مجھے

لکھ کے ہر کوشش و تدبیر کا دستورِ عمل
دے گیا کاتبِ قدرت خطِ تقدیر مجھے

نہ بچا جنبشِ مژگاں کی ادا سے نہ بچا
لے گئی کھینچ کے آخر کششِ تیر مجھے

شاعری ہو گئی بدنام بوجہِ احسن
نیک نامی نے کیا خوب ہی تشہیر مجھے

عندلیب

ازجنابِ باسط بسوانی

ہو چمن میں کیا بیاں سوزِ نہانِ عندلیب
میں کہاں سے لاؤں اے باسط زبانِ عندلیب

کان دھر کر گر سنے تو شاہدِ گل کی طرح
خندۂ غنچہ سنائے داستانِ عندلیب

چاک ہونگیں گریباں لب پہ نالے گرم ہوں
وہ جو شانِ گل ہے اے دل یہ ہے شانِ عندلیب

غیر ممکن ہے کرے دامن نہ اپنا چاک چاک
گوشِ گل سے گر سنے کوئی فغانِ عندلیب

گرم بازاری چمن میں آتشِ گل کی کہاں
رنگ لایا ہے مگر سوزِ نہانِ عندلیب

آب و شبنم سے بھرے ہیں ساغرِ گل جا بجا
سوکھ کر کانٹا ہوئی پھر بھی زبانِ عندلیب

برق کو اہلِ چمن بدنام کرتے ہیں عبث
آشیانہ خود بتاتا ہے نشانِ عندلیب

توڑنا گل کو نہ اے گلچیں خدا کے واسطے
کیونکہ روحِ گل سے وابستہ ہے جانِ عندلیب

عشق کی افتاد لے آئی قفس میں باغ سے
بن گیا صیاد ظالم پاسبانِ عندلیب

ذکر یہ باسط میں یوں ہی حشر تک کرتا رہوں
کوئی گل رو گر سنے مجھ سے بیانِ عندلیب

ہندو مسلم مسئلہ

از مولوی سر محمد یعقوب صاحب سابق پریزیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی

(مولوی سر محمد یعقوب صاحب نے ۲۲ جون کو شملہ سے ایک بیان شائع کیا تھا اس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ — مدیر)

جہاں تک میں اندازہ لگا سکتا ہوں مسلمانوں کا رد یہ مسٹر محمد علی جناح کے چودہ نکات کی طرف بحیثیت مجموعی کامل اتفاق کا ہے۔ ان چودہ نکات میں سے ایک جزو جداگانہ نیابت کو دوسرے نکات سے علیحدہ کر کے اس کی ہئیت کو توڑنا میرے خیال میں ملت کی ایک زبردست غلطی تھی صرف مرغوبیت ہی نکتہ کے متعلق چند مسلمانوں کا جماعت المسلمین سے اتفاق نہ رکھنا ایسا معاملہ نہ تھا کہ اسے زبردست اہمیت دیکر مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی کوشش کی جاتی اور پھر یہ معاملہ بھی ضابطہ کا تھا۔ اصول کا نہیں تھا۔ اصول کے مسئلہ پر تمام مسلمان بالکل ہی متفق الرائے تھے۔

بھائی پرمانند نے پنجاب اور صوبہ سرحد کی ہندو کانفرنس منعقدہ لاہور میں ۹ مئی کو تقریر کی وہ اتنی ہی زہریلی تھی جتنی کہ ہندو مسلم اتحاد کی خواہش ظاہر ہونے والی خصوصاً بھائی پرمانند کے جو دعویٰ ہندو مہا سبھائی حیثیت کے متعلق کیا اور اتحاد کے لئے کوشش کرنے والے ہندوؤں کے متعلق جو کچھ کہا اس سے اس جماعت کا رہا سہا جو کچھ ہندوؤں سے صلح کرنے کے لئے مسلمانوں کے مفاد کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار تھی۔ زیادہ مشکل بنا دیا ہے کیونکہ وہ اب غالباً یہ سوچ رہے ہونگے کہ کانگریس کے ساتھ اگر صلح کر لی گئی تو کیا ہندو واقعی راضی ہو کر اپنے آپ کو اس صلح کے پابند سمجھیں گے یا نہیں۔

مسلمانان ہند کا جو کہ اس ملک میں زبردست اقلیت میں ہیں اپنے حقوق کے متعلق اس قدر مضطرب ہونا ایک قدرتی شے ہے جس کے متعلق کوئی عذر پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہندوؤں کا جو کہ اتنی زبردست اکثریت میں ہیں اس مسئلہ پر اس قدر ہنگامہ برپا کر دینا مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدظن کرنے کی کوشش ہے۔ آج سے دو ہفتہ پہلے جس قدر امید مجھ کو ہندو مسلم مسئلہ کے حل ہو جانے کی تھی اب نہیں رہی۔ مسٹر گاندھی نے شملہ سے روانہ ہونے سے پہلے جو بیان اخبارات میں شائع کرایا اس سے میری یہ آخری امید بھی باقی نہیں رہی۔ سب سے پہلے مسٹر گاندھی کی تشریح تھی کہ مسلمانوں کے مطالبات متحدہ ہوں۔ مسٹر گاندھی کو یہ بات معلوم ہونی چاہیئے تھی کہ تمام کروڑ انسانوں کا ہر ایک معاملہ کے متعلق بالکل متفق ہونا ایک تقریباً ناممکن العمل بات تھی لیکن اب جبکہ مسلمانوں کے رویہ سے یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے کہ باوجود نہیں غیر متفق دکھلانے کی کوششوں کے وہ دراصل بالکل متفق الرائے ہیں تو مسٹر گاندھی نے ہندوستان ٹائمز کے نمائندے کو کہا ہے کہ "مسلمانوں اور سکھ متحدہ مطالبات پیش کریں"۔ اولاً تو مسلمانوں اور سکھوں کا آپس میں کسی نقطۂ نگاہ سے مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد صرف ہندوستان ہی میں سات کروڑ ہے اور مسلمان ملک کے ہر حصہ میں بستے ہیں۔ برعکس اس کے سکھوں کی آبادی صرف چند لاکھ ہے اور وہ بھی زیادہ تر صرف ایک ہی صوبہ یعنی پنجاب تک محدود ہے۔ مسلمانوں کا مسئلہ سارے ہندوستان کا مسئلہ ہے سکھوں کا مسئلہ پنجاب تک محدود ہے۔ علاوہ اس کے سکھوں اور مسلمانوں کو کسی بات پر متفق کرنا ایک بالکل ناممکن بات ہے۔ اور ہندو مسلم مسئلہ کے حل کو مسلمانوں اور سکھوں کی ہم آہنگی پر مشروط کر دینا حل مسئلہ کو معرض التوا میں لانے کے مساوی ہے۔

یہ توقع رکھنا کہ ایک ایک شخص صرف ایک ہی چیز پر متفق ہو جائیگا ناممکن امر کی توقع رکھنا ہے۔ بار بار اسی بات کو دہراتے رہنا بالکل بیکار ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ واقعات پر نظر ڈالیں ... جو جو رائیں قابل حصول تھیں آب لی جا چکی ہیں۔ مزید بحث بالکل بے سود معلوم ہوتی ہے۔ اگر مسٹر گاندھی مسلمانوں کے ساتھ واقعی مفاہمت کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بیٹھ کر آل انڈیا مسلم لیگ سے بات چیت کر لینی چاہیئے۔ اور ایک نیا کانگرس مسلم لیگ عہد نامہ تیار کرنا چاہیئے۔ اور اب رائیگاں وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اگر وہ فی الواقع صلح کے خواہشمند ہیں تو یہ صلح نامہ تیار ہو کر گول میز کانفرنس کے سامنے رکھا جا سکتا ہے تاکہ وہ آئندہ دستور العمل کا ایک حصہ بن جائے۔

جداگانہ نیابت

(ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب [illegible] الہ آباد یونیورسٹی ممبر گول میز کانفرنس
(ڈاکٹر صاحب نے [illegible] کانفرنس کی صدارت کی اور اپنے خطبۂ صدارت میں جداگانہ نیابت کے مسئلہ کے متعلق چند ضروری باتیں کہیں اس
خطبہ صدارت کا اردو ترجمہ [illegible] ہم ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے ضروری نکات ناظرین [illegible] کرتے ہیں
[illegible] کانفرنس [illegible] نواب صاحب بھوپال اور مہاراجہ
بیکانیر [illegible] کوشش کر رہے ہیں۔ — محمد سلیمان [illegible])

مسلمانوں کے مطالبات [illegible] ۱۹۲۹ء [illegible] پیش کئے گئے تھے اور انہیں گذشتہ اپریل [illegible] دہرایا گیا مسلمانوں کا یک جہتی [illegible] مسلمانوں کے حقوق کے متعلق [illegible] مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے سیاسی پروگرام کو انتہائی توجہ کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں [illegible] بات کی طرف [illegible] کیا گیا ہے۔

مسلمانان ہند [illegible] جداگانہ انتخاب [illegible] مشترکہ نیابت [illegible] پیش کر رہی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ [illegible]

موجودہ [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں کو متاثر کیا ہے [illegible] جذبات میں اتنی [illegible] نہیں دیکھی گئی۔ گذشتہ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اتفاق تھا اور [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں [illegible] بیداری [illegible] پیدا ہو گئی ہے۔

موجودہ [illegible] رہنماؤں کی پیروی [illegible] آمادہ نہیں [illegible] خیالات اور ان کی خواہشات [illegible] کسی شخص [illegible] کیا جا رہا ہے [illegible] کہ وہ اس [illegible] جماعت کے ساتھ [illegible] کا جواز نہیں۔

ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب نے [illegible] کی طرف اشارہ کیا [illegible] مسلم رہنماؤں نے [illegible] کہ مسلمانوں میں [illegible] پیدا [illegible] گو وہ باہمی [illegible] اصول کے مخالف نہیں تھے [illegible] کامیاب نہیں ہو سکتی [illegible] تک بالکل ممکن نہیں جب تک کہ بنیادی طور پر جداگانہ انتخاب کے اصول کو تسلیم نہ کر لیا جائے۔

اگر جداگانہ انتخاب کو ترک کر دیا جائے تو اس سے فرقہ وارانہ [illegible] نہیں مٹ سکیں گے کینیڈا کی فرانسیسی آبادی بطور ایک فرقہ وارانہ پارٹی کے سو سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے اور وہاں تمام عرصہ میں فرقہ داری رہے ہیں اور قوم پرست نہیں بن سکی [illegible] جداگانہ انتخاب نہیں تھا [illegible] قوم پرست [illegible] سے سرزد ہو جا سکتا۔

بلجیم میں مذہبی پارٹیوں کا اقتدار بلجیم کی پارلیمنٹ میں [illegible] حالانکہ وہاں مشترکہ انتخاب ہے۔ جرمنی میں کیتھولک پارٹی کا پلہ دوسری پارٹیوں سے گذشتہ ساٹھ سال سے بھاری ہے حالانکہ وہاں بھی انتخاب مشترکہ ہے۔ [illegible] فرقہ کی پارلیمنٹ میں تو [illegible] اپنی نیابت مناسب انتخاب کے ذریعہ سے ہی حاصل کرتے ہیں۔

اگر جداگانہ انتخاب کو [illegible] تو [illegible] مسلمانوں کو اپنے [illegible] ہندوؤں کو۔ جداگانہ انتخاب کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں کی جا سکتی۔ بعض حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ جداگانہ انتخاب کو زیادہ سے زیادہ دس سال مزید کے عرصہ کیلئے رہنے دیا جائے مسلمانوں کو یک آواز ہو کر اس قسم کی شر انگیز تجاویز کی مخالفت کرنی چاہئے۔

سب سے بہتر اور سب سے محفوظ طریقہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو کامل آزادی دیدی جائے کہ جس وقت چاہیں ریفرینڈم کے ذریعہ سے مسلم ووٹر ان اس کی

مسائل اتحاد کے متعلق سوال کر سکتا ہوں تو میرا جواب یہ ہے کہ [illegible] کر دیں کہ [illegible] جو [illegible] نہیں کر سکتا۔
کانگرس کی پالیسی اتنی گہری ہے کہ ان کو سمجھنے کے لئے کانگرس [illegible] مگر یہ اتفاق [illegible] ہندو مسلم [illegible] کی اور پنجاب و
بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کے معاملہ کو [illegible] ہے۔ [illegible] مسلمانوں کے [illegible]۔ ایک طرف تو وہ [illegible]
[illegible] ہے۔ اور دوسری طرف وہ اپنے [illegible] اظہار کرتے ہیں کہ کانگرس مسلمانوں اور دوسری [illegible] مسلمانوں کی [illegible] ہے۔

مسلمانوں کے مطالبات میں کسی قسم کی کمی کی گنجائش نہیں۔ وہ مسلمانوں کے کم سے کم مطالبات ہیں۔ اگر ان میں کوئی کمی [illegible] ہو تو مسلمان
آپس میں جھگڑ کر [illegible] کسی قسم کی [illegible] مسلمانوں کے تمام مطالبات [illegible]
مسلمانوں کو آجکل خاص طور پر چوکنا رہنا چاہئے اور اسلام کے [illegible] کے مفادات کی حفاظت کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر شفاعت احمد خاں نے [illegible] گول میز کانفرنس [illegible] کانفرنس [illegible] مسلم [illegible]
کانفرنس میں ہندوستان کی خود مختاری [illegible] کا اظہار کر دیا کہ
مسلمانوں کے [illegible] قبول کر کے مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کر دیا [illegible] ہے۔

ہز ہائی نس سر آغا خاں نے بحیثیت لیڈر مسلم وفد جو کام گول میز کانفرنس میں کیا اس کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر شفاعت احمد نے
کہا کہ بعض حلقوں میں مسلم وفد کی [illegible] اور ان کا یہی [illegible]
ترغیب [illegible] نے [illegible] ہندوستان [illegible] مسلم [illegible]
نفاق پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ [illegible]
من حیث القوم امتحان [illegible]
[illegible] ہے۔

آخر میں ڈاکٹر شفاعت احمد خاں نے [illegible] اسلامی [illegible] خصوصاً اپنے
آخری ایام میں گول میز کانفرنس میں [illegible] ہے۔ [illegible]
دو قوم منظم جماعت بن کر رہیں اور [illegible] قوم [illegible] پورا [illegible] کریں گی۔

اگر مسلمان نوجوان اسلامی اصولوں [illegible] نہیں کہ
وہ [illegible] اسلامی اصولوں [illegible] کیونکہ [illegible]
ہر شعبہ میں غیر مسلم [illegible]
جو کہ موجودہ زمانہ [illegible]
کام کرنا پڑیگا تاکہ ہماری قوم پھر اپنی سابقہ حالت پر آ جائے۔

انجمن کا عکسی قرآن مجید

مسلمانانِ ہند کو شکایت ہے کہ کلام پاک کی اشاعت میں اکثر تاجرانہ سہل انگاری سے کام لیا جا رہا ہے جس نے ہمارے لیے قرآن مجید کا ہدیہ [illegible] ارزاں کر دیا ہے۔ چنانچہ آجکل قرآن مجید کے بعض ایسے نسخے ہمارے ہاتھ میں آتے ہیں جن میں قرآن کی اشاعت کی کوشش ہوتی ہے کہ انہیں نسخوں قرآن کا ہدیہ اتنا کم کر دیں کہ خریداری کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور ہوں۔ اس سلسلے کی مقابلہ کی ناکامی نہایت خطرناک صورت اختیار کر رہی ہے۔ نسبتاً کم اجرت ادا کرنے کے لئے نااہل اور ناواقف کاتب انتخاب کئے جاتے ہیں۔ تصحیح کا کوئی معقول انتظام نہیں ہوتا بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں کہ کوئی صحیح ہوتا ہی نہیں۔ کاپیاں اور [illegible] پڑھنے لائق نہیں رہتے۔ کفایت کے خیال سے نہایت گھٹیا کاغذ استعمال کیا جاتا ہے جو پائیدار نہیں ہوتا اور بے حد کم قیمت ہوتی ہے۔

اس بے پروائی کو رفع کرنے کیلئے انجمن حمایت اسلام لاہور نے کوشش کی ہے کہ صرف [illegible] قرآن مجید کا ایک نہایت صحیح و اعلیٰ عکسی نسخہ شائع کرے۔ [illegible] اس کی خصوصیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱- [illegible] کے مشہور اور کہنہ مشق ماہر نسخ و نستعلیق منشی [illegible] تقریباً سلطان القلم نے اس کی کتابت کی ہے [illegible]۔

۲- اس امر کی خاص احتیاط کی گئی ہے کہ تمام الفاظ اپنے اپنے ٹھکانے پر رہیں [illegible] دوسرے الفاظ [illegible] جائے۔

۳- اس کی تصحیح میں نہایت ہی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے اور انجمن کا دعویٰ ہے کہ یہ نسخہ ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہے۔ جو شخص اس نسخے میں کسی حرف یا حرکت کی کوئی غلطی نکالے گا، اسے فی غلطی ایک اشرفی انعام دیا جائے گا۔

۴- ہر صفحہ پر ایک خوشنما بیل ہے، جس کے بالائی اور زیریں حصوں میں [illegible] بالائی حاشیہ میں [illegible] سورت کا نام نمبر رکوع [illegible] زیریں حاشیوں میں صفحے کی پہلی سطر کی سورت و آیت کے نمبر، منزل کا نمبر اور صفحے کی آخری سطر کی سورت و آیت کے نمبر درج ہیں۔

۵- سورت کے عنوان کے لئے خاص [illegible] تیار کیا گیا ہے جس میں سورت کے نام و مقام نزول کے علاوہ ترتیب تلاوت و نزول کے نمبر [illegible] جا بجا درج ہیں۔ [illegible] سورت کی آیات و رکوعات کی تعداد [illegible] درج کر دی گئی ہے۔

۶- پاروں کے عنوان اور پہلی سطر کے لئے خاص [illegible] تجویز کئے گئے ہیں جس کے باعث پارے کی پہلی سطر دوسری سطور سے بالکل ممتاز ہو گئی ہے۔

۷- تمام قرآن مجید میں آیات کے نمبر [illegible] لگائے گئے ہیں۔ آیت کی علامت کے لئے دائرے کی بجائے ایک نہایت خوشنما [illegible] تجویز کیا گیا ہے۔

۸- رکوع کے [illegible] بالائی اور زیریں [illegible] ترتیب [illegible] سورت [illegible] رکوع [illegible] کی تعداد آیات بتاتا ہے۔

۹- حوالے کی سہولت کے لئے شروع میں کئی مفید فہرستیں شامل کی گئی ہیں۔

۱۰- اس کی تقطیع $\frac{22}{8} \times 29$ (۱۳ سطور) ہے [illegible] طول [illegible] عرض [illegible] حاشیہ [illegible] ہے۔

۱۱- اس کی طباعت میں خوبصورت طریق اختیار کیا گیا ہے یعنی خوشنویس کی تمام تحریر کا عکس لیکر [illegible] کی بجائے آفسٹ طریق طباعت [illegible] کیا گیا ہے۔

۱۲- جلد تمام اجزا کی شیرازہ بندی سے بہت پائیدار ہو گی اور یادداشت رکھنے کے لئے [illegible] قیمت لگایا جائیگا۔

غرض کہ قرآن مجید کا یہ نسخہ ہر حیثیت سے بے نظیر اور عالم و عامی کیلئے یکساں مفید ہو گا۔ نمونہ کا صفحہ کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور سے مفت [illegible] ڈاک کے ذریعے نمونہ طلب کرنے والے [illegible] پیسہ کا ٹکٹ بھیجیں۔ مسلمانانِ ہند کو ایمانی حرارت کا تقاضا ہونا چاہئے کہ اپنا اپنا ہدیہ پیشگی بھیج کر اس کارِ خیر کی تکمیل میں انجمن کا ہاتھ بٹائیں۔

ھدیہ

قسم خاص [illegible]	قسم اول [illegible]	قسم دوم [illegible]
آفسٹ کا [illegible] ۳۰ پونڈ	نہایت سفید اعلیٰ [illegible] کاغذ [illegible] پونڈ	[illegible] کاغذ [illegible] پونڈ
اوراق [illegible] سنہری چرم [illegible] کی جلد	نفیس کپڑے کی جلد، چرم [illegible]	عمدہ کپڑے کی [illegible]

ظفر اقبال سکرٹری [illegible] کمیٹی انجمن حمایت اسلام لاہور

حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات و تالیفات کی مختصر فہرست کتب

ہندی ترجمہ و تفسیر قرآن مجید
چار سو صفحے کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ [illegible]
سپارہ اول کی پہلی جلد ہدیہ پانچ روپے (۵؎)
سپارہ دوم ہدیہ پانچ روپے (۵؎)

قلمی قرآن مجید
[illegible]

عام فہم تفسیر اُردو
[illegible] صفحات [illegible] لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ عربی متن اور اُردو [illegible]

تفسیر بخاری پارہ اول
[illegible] صفحے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ عربی متن اور اُردو ترجمہ۔ قیمت [illegible]

تفسیر بخاری پارہ دوم
[illegible] صفحے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ عربی متن اور اُردو ترجمہ۔ قیمت [illegible]
[illegible]

قرآن لسان قاعدہ
[illegible] صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ اعلیٰ درجہ کا [illegible] قیمت ۲؎

تعلیم القرآن
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

میلاد نامہ
[illegible] میلاد کی مجلسوں [illegible] قیمت [illegible]

سیرت نبوی
[illegible]

خلاصہ سیرت نبوی
[illegible]
قیمت [illegible] (۲؎)

محرم نامہ
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ اعلیٰ درجہ کا [illegible]

یزید نامہ
[illegible] چالیس صفحات۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ [illegible]

سلاطین عباسیہ حصہ اول
[illegible] کاغذ اعلیٰ درجہ کا [illegible] عباسی کی مفصل تاریخ [illegible]

سلاطین عباسیہ حصہ دوم
[illegible] صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ [illegible] عباسی کی مفصل تاریخ ہے۔ قیمت [illegible]

فاطمی دعوت اسلام
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ [illegible] کاغذ اعلیٰ [illegible]

رسول کی عیدی
[illegible] صفحات۔ کاغذ [illegible] لکھائی چھپائی عمدہ [illegible] مسلمانوں کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۲؎

اُردو دعائیں
[illegible] صفحے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی عمدہ [illegible]

معدے کا مجرب علاج
[illegible] صفحات۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

اعمال حب البحر
[illegible] صفحے کاغذ [illegible] چھپائی اچھی۔ قیمت ۱۰؎

تنظیم مرشد کو جواب
[illegible] صفحے۔ [illegible] قیمت [illegible]

شامی جہاد
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ معمولی۔ صحابہ کرام [illegible] جہاد کی تاریخ۔ قیمت ایک روپیہ [illegible]

غزنوی جہاد
[illegible] صفحے۔ کاغذ [illegible] سلطان محمود غزنوی کے جہادوں کی تاریخ۔ قیمت [illegible] (۲؎)

کیا مسلمان [illegible]
[illegible]

تعلیم تصوف
[illegible] چالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

لاہوتی انتہاپسندی
[illegible] صفحے لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت [illegible]

اُردو خطبے
[illegible] صفحے۔ کاغذ [illegible] لکھائی چھپائی معمولی [illegible] خطبہ جمعہ کیلئے نہایت عمدہ۔ قیمت [illegible]

امام الزمان کی آمد
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ [illegible] قیمت ۱؎

لے دوڑ کا سلام
[illegible] صفحے۔ [illegible] قیمت ایک آنہ

قبروں کے غیبی فرشتے
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ [illegible] قیمت ۳؎

انگریزوں کو دعوت اسلام
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ معمولی۔ قیمت [illegible] (۲؎)

خدائی حکم ٹیکس کا لان
[illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ کاغذ معمولی۔ [illegible] قیمت ۱۰؎

فلسفۂ شہادت
[illegible] صفحے [illegible] فلسفہ۔ قیمت ایک آنہ

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ صوفی منڈی بہاؤالدین پنجاب

حق پرستوں پر ستم — سو صفحے لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ صحابہ کرام کے مصائب کا تذکرہ۔ قیمت ۲/

تین شہید — سو صفحے۔ تین نامور شہیدوں کا تذکرہ۔ قیمت ۲/

حضور کے دشمنوں کا تذکرہ — [illegible] صفحے۔ خوبصورت ٹائٹل۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ قیمت ۱/

داعی اسلام — [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ معمولی۔ یہ مشہور رسالہ [illegible] قیمت ۲/

تبلیغی مرثیے — سو صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ نثر کے اردو مرثیے۔ قیمت ایک آنہ (۱/)

عیسائیت کا ارتداد — چوالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ وفات رسول کے بعد کی مفصل تاریخ۔ قیمت ۴/

عید کارڈ — ایک درجن عید کارڈوں کا مجموعہ۔ تین صفحات۔ قیمت دو آنے

اسلام کا انجام — چھتیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ بادامی۔ قیمت ۳/

تبلیغی اشتہاروں کا پہلا مجموعہ — ایک سو [illegible] صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت [illegible]

اسلامی رسول — ۳۲ بتیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ درمیانی۔ مختصر سیرۃ نبوی۔ قیمت تین آنے (۳/)

اسلامی توحید — [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت ۲/

تاکید نماز — ۳۲ بتیس صفحات۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت دو آنے (۲/)

جانباز مسلم — [illegible] صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ اسلام کے فدائیوں کے تذکرے۔ قیمت ۲/

اسلام کے ضروری عقائد — تین صفحے [illegible] لکھائی چھپائی [illegible]۔ قیمت ۱/

اسلامی رسول کے معجزات — اڑتالیس صفحے۔ سرورق [illegible]۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت چھ آنے (۶/)

محمد درشن — اٹھاسی صفحے۔ رنگین سرورق۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ نظم و نثر [illegible]۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

[illegible] — چوبیس صفحے۔ لکھائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت دو آنے (۲/)

مسلمان مہاراجا باتصویر — دو سو [illegible] صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ رنگین سرورق۔ [illegible] مہاراجہ مسلمان ہونے کا تذکرہ۔ قیمت ۸/

نادان وہابی — سو صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱/

حلال گوشت — ۳۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ بادامی۔ قیمت ۲/

ہندو مذہب کی معلومات — [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ درمیانی۔ قیمت [illegible] (۵/)

سلاطین حبش — [illegible] صفحے۔ سرورق [illegible]۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت ۸/

بیگمات کے آنسو — ایک سو چھتر صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت [illegible] آنے

انگریز [illegible] — [illegible] قیمت ۴/

محاصرۂ دہلی کے خطوط — [illegible] صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت ۴/

بہادر شاہ کا مقدمہ — [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ درمیانی۔ قیمت دو روپے (۲)

گرفتار شدہ خطوط — ایک سو چالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ درمیانی۔ قیمت سوا روپیہ

غدر دہلی کے اخبار — [illegible] بیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ درمیانی۔ قیمت چار آنے (۴/)

غالب کا روزنامچہ غدر — بہتر صفحے۔ رنگین ٹائٹل۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

دہلی کی جانکنی باتصویر — ایک سو صفحے۔ رنگین ٹائٹل۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ایک روپیہ [illegible]

دہلی کا آخری سانس — دو سو چار صفحے۔ قیمت [illegible]

غدر دہلی کی صبح و شام — [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

دہلی کی آخری شمع — [illegible] صفحے۔ کاغذ [illegible]۔ قیمت [illegible]

ملنے کا پتہ۔ منیجر دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

بیوی کی تعلیم ایک سو اٹھاسی صفحے۔ [illegible] کھائی چھپائی [illegible] اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت سوا روپیہ (۱۴)

بیوی کی تربیت ایک سو بیس صفحے۔ [illegible] کھائی چھپائی [illegible] قیمت ایک روپیہ (عہ)

اولاد کی شادی ایک سو بیس صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ [illegible] درجہ کا۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

عورت نامہ [illegible] صفحے [illegible] لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

انجیل باتصویر [illegible] صفحے [illegible] کاغذ [illegible] قیمت [illegible]

اولاد کے لئے بچپن کی باتیں [illegible] صفحے [illegible] کاغذ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

جگت بیتی کہانیاں [illegible] قیمت [illegible]

تاریخ مسیح [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

کرشن بیتی ایک سو [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

جرمنی خلافت [illegible] صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

شیطان کا [illegible] [illegible] صفحے۔ کاغذ [illegible] لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت [illegible]

سی پارۂ دل چار سو صفحے۔ رنگین سرورق۔ کاغذ اور لکھائی۔ چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت دو روپے (عہ)

ملا نصر الدین حصہ سوم ۱۱۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت [illegible]

کرشمۂ محبت [illegible] صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت [illegible]

مرگ ناگہانی [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

چٹکیاں اور گدگدیاں ۱۱۲ صفحے [illegible] لکھائی چھپائی اور کاغذ [illegible] درجہ کا۔ قیمت [illegible]

قرآن قبلہ تو شعلہ [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

چندروز پیس کے ستروہی [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

دنیائے عالم سکرات میں [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

نمونۂ جنگ عظیم [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ خواجہ صاحب اور مسٹر محمد علی کی جنگ کا تذکرہ۔ قیمت دو روپے (عہ)

آنا الحق خطوط الحسن کی [illegible] [illegible] صفحے۔ سرورق [illegible] لکھائی اور چھپائی عمدہ۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے [illegible]

چھٹکی [illegible] سلام [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

دل کی عیدیں [illegible] صفحے۔ رنگین [illegible] لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت پانچ آنے۔ (عہ)

آپ بیتی حسن نظامی ایک سو چالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

روزنامچہ حسن نظامی ۱۹۲۳ء ۲۴۴ صفحے۔ [illegible] لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

لالہ جی کا گھر [illegible] صفحے۔ رنگین [illegible] لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت [illegible]

گاندھی نامہ [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ [illegible] قیمت [illegible]

سفرنامۂ مصر و شام و حجاز باتصویر ۱۹۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ [illegible] قیمت [illegible]

سفرنامۂ ہندوستان ۲۹۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ [illegible] قیمت [illegible] (عہ)

سیر دہلی باتصویر [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

شائقین سلسلۂ [illegible] [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

غازی مصطفیٰ کمال [illegible] صفحے [illegible] کاغذ عمدہ۔ چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

بوڑھوں کا سہاگ [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] کاغذ [illegible] قیمت [illegible]

ہر بال کی بکھری بال [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

سادھو سنگت [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت [illegible]

سکھ قوم [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

پنواڑی کی دکان [illegible] صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت [illegible] (عہ)

ملنے کا پتہ۔ منیجر دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب

تعلیم خدمت گاری
چوبیس صفحے لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۲ر

سکھوں کا راستہ
... صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۱ر

خوشامدی کی کرتوت
بتیس صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت دو آنے (۲ر)

حلوائی کی تعلیم
بتیس صفحے۔ لکھائی اور چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت آدھ آنے (۲ر)

ترغیب حساب
... صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت ۲ر

بچوں کی کہانیاں باتصویر
... صفحے لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت آدھ آنہ (۲ر)

آواز
سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ایک آنہ ... (۱ر)

فدائی کی نظم انگریزی میں چھوٹا
سولہ صفحے کا رسالہ ہے قیمت ۱ر

دس سبق
سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ۲ر

مسلمان اور مہاراجہ الور
آٹھ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت دو پیسے

مسلمان مہارانا کی تقریر
سولہ صفحے کا رسالہ ہے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

مجالس حسنہ
اٹھاسی صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۴ر

کائنات غیبی حصہ اول
ایک سو بارہ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

تمباکو نامہ و ترک سگرٹ
تیس صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

نپولین کے تاریخی اقوال
۱۶ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۱ر

کتاب تسلی
ایک سو بارہ صفحے کی لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ۔ اعمال ... قیمت ۸ر

غدر کا نتیجہ
۲۴ صفحے کی کتاب ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۲ر

قیصر عربی کا ایمان
۲۴ صفحے کا رسالہ ہے قیمت ایک آنہ

پیشرو امام حسین علیہ السلام
دوسری جلد ہے ... ایک صفحہ ختم ہو گیا ہے ... اور جس میں نہایت تحقیق کے ساتھ ... اب تک نہیں چھپی۔ قیمت دو روپے (۲)

ریجی آف پیس
قرآن مجید کے مضامین ... اس میں تبلیغ ہوتی ہے نہایت عمدہ تفسیر کے ساتھ ... بڑے صفحوں پر ... قیمت دو روپے (۲)

پہلا حصہ قرآنی قاعدہ
... صفحے کا رسالہ ہے ... ۱۶ صفحے۔ کاغذ بہت موٹا اور عمدہ۔ خط بہت عمدہ چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

دوسرا حصہ چالیس آیت
۱۶ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ۔ بچوں کی تعلیم ... قیمت ایک آنہ ... (۱ر)

تیسرا حصہ گیارہ سورۃ
بچوں کے یاد کرنے کے قابل ... ۱۶ صفحے کاغذ عمدہ قیمت ۱ر

چوتھا حصہ سترہ سورۃ
۲۴ صفحے لکھائی چھپائی عمدہ بچوں کے یاد کرنے کے قابل سورتیں۔ قیمت ۱ر

قرآنی بول چال
اس رسالہ میں ... آیات کو جمع کیا ہے۔ جن کے یاد کر لینے سے بات چیت کے وقت ... قرآن مجید کی آیتیں بچوں کی زبان پر آجاتی ہیں قیمت ۱ر

اسکول کی دعا
سولہ صفحات لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ اس رسالہ میں خواجہ صاحب نے عربی اور اردو میں بچوں کے لئے ایسی دعا لکھی ہے جو تعلیم شروع ہونے سے پہلے بچے پڑھتے ہیں اور اس سے ان کو عربی ... تعلق بھی پڑھتا ہے اور اردو میں خدا سے دعا مانگنے کی عادت بھی ہوتی ہے قیمت ۱ر

(محصول ڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ

منیجر دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

نامور حضرات کی بہترین اسناد

والیانِ ریاست

آب حیات کے فوائد کے متعلق ریاست دتیا کا شاہی فرمان

آپ کا آب حیات نہایت مفید دوائی ہے اور اکثر اوقات تجربہ سے نہایت بیش قیمت ثابت ہوا ہے۔ (دستخط)

(خان بہادر نواب سر قاضی عزیز الدین احمد سی آئی ای۔ او بی ای دیوان ریاست دتیا)

ہر ہائینس جناب بیگم صاحبہ بھوپال

(بذریعہ افسر انتظام باورچیخانہ)

حضور عالیہ کے حکم سے عرض ہے۔ آپکی دوائی کا پچھلا سٹاک ختم ہو گیا ہے مزید چار شیشیاں بھیجکر مشکور فرمائیں۔

ہز ہائینس مہاراجہ دھیرج صاحب بہادر دربھنگہ

(بذریعہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب)

حضور والا نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں مزید چھ درجن شیشی بھیجنے کے لئے آپ کو تکلیف دوں۔ آپکی دوائی نے محلات میں متعدد امراض پر جنکی مختلف وجوہات تھیں قابل تعریف اثر دکھایا۔

آنریبل راجہ چندر چور سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست چندپور رائے بریلی

آپکا آب حیات دوائی نہیں بلکہ طلسم ہے۔ ۳۵ شیشیاں اور بھیجکر مشکور فرمائیں!

لفٹننٹ کرنل راجہ سر جے چند صاحب بہادر کے سی ایس آئی ای والئے ریاست لمباگاؤں (کانگڑہ)

آپ کی دوائی کئی مریضوں پر مفید ثابت ہوتی ہے چار شیشیاں اور بھیجکر مشکور فرمائیں۔

میڈیکل افسر صاحبان

کپتان آر سی۔ ٹائل صاحب آئی۔ ایم۔ ایس سپرنٹنڈنٹ وڈ اگمور شہر مدراس

آپکی دوائی آب حیات اور طلائے نادر جو میں نے منگائی تھیں بہت مفید ثابت ہوئیں میں اپنے زیر علاج مریضوں کو آپ کی ادویہ کے استعمال کی سفارش کرتا رہتا ہوں۔

ڈاکٹر جے۔ اے میڈ کین صاحب بہادر ایل آر سی پی۔ اینڈ ایس (انگلینڈ) سول سرجن ٹوانی برہما

آپکا آب حیات نہایت مفید دوائی ہے۔ پچھلے دو ہفتوں میں میں آپ سے چوبیس روپیہ کی دوائی منگا چکا ہوں۔ آیندہ بلا میری درخواست کے ہر ماہ تین شیشیاں بھیجدیا کریں۔

کپتان ایم۔ اے فاروقی صاحب ایم ایس ایم ڈی آئی سپشلسٹ ملٹری سرجن لاہور چھاؤنی

مس رضیہ ولایت کے چند مشہور ڈاکٹروں کے زیر علاج رہی لیکن کسی جگہ سے اُسے فائدہ نہ پہنچا۔ میں نے آپ کا آب حیات استعمال کی غرض سے اُس کو دیا۔ اُسکی مرض رفع ہو گئی اب وہ بالکل اچھی ہو گئی ہے۔

صوبیدار ڈاکٹر محمد اسحق صاحب فسٹ کلاس سنیئر سب اسسٹنٹ سرجن کنٹونمنٹ ڈسپنسری ساگر چھاؤنی

میں عرصہ سے آپکے آب حیات اور نمک سلیمانی کا خریدار ہوں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہر دو ادویہ نہایت مفید اور مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آب حیات جملہ امراض کے جراثیم کے لئے بیحد نافع اور جسم کے دردوں کیلئے بیحد مفید ہے بدن کی دردوں کیلئے یہ جادو کی طرح اپنا اثر دکھاتی ہے۔ میں ہمیشہ مریضوں کو انگریزی مکسچروں میں آب حیات کے چند قطرے ملا کر دیتا ہوں۔ گلے کے سخت امراض، نمونیہ، سعال شعریہ (درد پسلی) جراثیم مرض سل و دق کے دفعیہ اور پرانی پیچش کیلئے جو انگریزی مکسچر بناتا ہوں اُس میں آب حیات ملانے سے فائدہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ میں دو شیشی آب حیات اور تین شیشی نمک سلیمانی اپنی پرائیویٹ پریکٹس کیلئے آپ سے منگا چکا ہوں۔

خانصاحب صوبیدار ڈاکٹر امام علی خان صاحب سنیئر سب اسسٹنٹ سرجن داؤد نگر ضلع گیا

میں ہر ایک ہندوستانی جنٹلمین سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ آب حیات کو ہمیشہ موجود رکھے۔ میں نے اپنے مریضوں پر اسے ہیضہ، پیچش، اسہال، بدہضمی، بخارات اور ہر قسم کی دردوں میں استعمال کیا اور نتیجہ ہمیشہ خاطر خواہ نکلا۔

ڈپٹی کمشنر بہادر مجسٹریٹ و جج صاحبان

این۔ ایس لوکر صاحب سشن جج دہارواڑ

آب حیات کو میں نے سر درد درد دانت اور بچھو کے کاٹے پر استعمال کیا نہایت مفید ثابت ہوا

سی ایف سٹک لینڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گجرات

کارخانہ آب حیات کا کاروبار نہایت ترقی پر ہے جو اسکے مالک کی ایمانداری پر دال ہے

خان بہادر مولوی نہال الدین احمد صاحب کلکٹر ضلع اوناؤ

آب حیات نہایت مفید دوائی ہے ہر گھر اور ہر جیب میں ہر وقت اور ہر جگہ پاس رکھنی چاہیئے

سید احمد حسین صاحب اگسٹرا اسسٹنٹ کمشنر افسر مال گجرات حال ملتان

مہربانی کر کے چار شیشی آب حیات اور دو شیشی نمک سلیمانی بھیجدیں۔ دونوں ادویہ نے اعلیٰ درجہ کا فائدہ دیا ہے۔

امیر احمد صاحب علوی ڈپٹی کلکٹر رخصتی کاکوری ضلع لکھنؤ

آپکا نمک سلیمانی دو تین سال سے استعمال کرتا ہوں بہت سے اعزہ احباب نے اس کا تجربہ کیا واقعی عجیب چیز ہے

جناب خانصاحب محمود علی خاں عرف آغا علی خانصاحب تعلقدار و سپیشل مجسٹریٹ

محمود منزل دریا آباد۔ الہ آباد

واقعی آپکا آب حیات عجیب و غریب تاثیر کا ہے ہر مرض کی یک دوا کی ایجاد قابل مبارکباد ہے نمک سلیمانی جملہ امراض معدہ کے لئے اکسیر ثابت ہوا۔ اعوان ہیر آئیل بھی مفرح دماغ اور نہایت اچھی خوشبو کا تیل ہے۔

ڈاکٹر محمد غوث صاحب بہادر پنشنر ڈپٹی کلکٹر ویلور احاطہ مدراس

میں کئی سال گذشتہ سے آپکی ادویات کو استعمال کر رہا ہوں جو نہایت مفید اور سریع التاثیر ہیں میں آب حیات اور نمک سلیمانی کا خاص کر مداح ہوں میں ان کو ہمیشہ اپنے گھر استعمال کرتا ہوں میرے اکثر دوست خود اور نیز انکے خاندان ان دواؤں کو استعمال کرتے ہیں میں احاطہ مدراس میں بتقریب ملازمت جہاں جہاں گیا ہوں وہیں میں نے ان ادویات کی اشاعت کی ہے۔ آب حیات اور نمک سلیمانی کو میں نے مفصلہ ذیل امراض میں استعمال کر کے یا کرا کے مفید پایا ہے:۔

امراض چشم۔ دق و دل۔ پیچش۔ اسہال۔ بواسیر۔ امراض گردہ۔ اورام مفاصل نقرس۔ ذیابیطس۔ ہر طرح کے بخار۔ کمزوری جسم۔ مستورات کے ایام کی خرابی۔ درد دانت۔ صفائی خون۔ بھڑ اور بچھو کے کاٹنے پر۔ مرگی۔ کرم شکم۔ کھانسی۔ دمہ۔ ہیضہ۔ جوڑوں کا درد۔ اور کئی دیگر امراض میں انہوں نے فوری اثر دکھایا ہے۔

رائے صاحب منشی تربینی سہائے ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ بدایوں

آپکے کارخانہ کی ادویات ہم دورہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ آب حیات اور نمک سلیمانی دونوں دوائیں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ نمک سلیمانی سے امراض شکم قریب قریب سب دور ہوتے چلے گئے ہیں۔ اگر آپ میرے فیض عام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو قیمت میں کچھ رعایت کریں۔ کیونکہ میں مفت بلا قیمت تقسیم کرتا ہوں۔

سرتیش چندر رائے صاحب جج فرید پور بنگال

معدہ کی تمام خرابیوں خصوصاً اسہال پیچش کیلئے آپ کا نمک سلیمانی جادو کا اثر رکھتا ہے میں نے اس کو خود استعمال کیا ہے۔ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو دیا ہے جو سب کے سب اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

سی وی رگھویر صاحب بہادر ریٹائرڈ ڈاگر کٹوا افسر پالگھاٹ (مالابار)

یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ آب حیات ایسی دوائی ہے کہ اسے سونے کے ساتھ تول کر خرید ا جائے تو بھی سستی ہے میں کئی سال سے اسکو استعمال کرتا اور منگاتا ہوں اور مجھے اسکے اعجاز مسیحائی پر پورا یقین۔ کلی بھروسہ اور دلی اعتماد ہے۔ لوگ ایک ایک دو دو قطروں کے واسطے میرے پاس دوڑے چلے آتے ہیں۔ خواہ مریض کو کوئی سی بیماری بھی ہو باوجودیکہ ان کو معلوم ہے کہ میں کوئی حکیم وید طبیب یا ڈاکٹر نہیں ہوں لیکن ان کو دوائی کے تعجب خیز اثر پر پورا پورا اعتماد ہے۔ دوائی لگاتے ہی یا پہلی خوراک استعمال کرتے ہی ان کو تسلی حاصل ہو جاتی ہے میں صرف اس قدر کرتا ہوں کہ دوائی لوگوں کو مفت تقسیم کرتا ہوں اور خاص توجہ سے طریق استعمال بتاتا ہوں۔

خان بہادر رانا محمد علی خاں صاحب اگسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رئیس و آنریری مجسٹریٹ درجہ اول ہریانہ ضلع شاہ پور

کارخانہ آب حیات نہایت ایمانداری و صفائی سے بہت مفید خدمت ملک کی کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اس کارخانہ کی تیار کردہ دوائی آب حیات اگر حسب ہدایت استعمال کیجائے تو بہت جلد اپنا اثر مریض پر ظاہر کرتی ہے میں ہمیشہ اپنے گھر میں ایک دو شیشیاں موجود رکھتا ہوں۔

سیتا رامارائو نیدو صاحب مجسٹریٹ درجہ اول انگول ضلع گنٹور احاطہ مدراس

میری لڑکی کو ماہواری ایام میں رحم میں سخت درد ہوتا تھا۔ آب حیات کے استعمال سے اسکی تکلیف رفع ہو گئی اور اسے پوری صحت حاصل ہو گئی میری نصیحت ہے یہ کہ ہر ایک آدمی حتی کہ بالکل تندرست شخص کو بھی ایک شیشی آب حیات کی ہر وقت جیب میں رکھنا چاہیئے۔ جہاں جائے دوائی پاس موجود رہے۔

یو ٹن یو صاحب بی اے ڈویژنل افسر مجسٹریٹ درجہ اوّل پن مابین برہما

پندرہ سال کا عرصہ ہوا جب میں نے آپکا اشتہار دیکھکر پہلی دفعہ آپکی دوائی منگائی اُس وقت میری بیوی کی عمر تیس سال کی تھی اُسے بچپن سے سینہ میں درد رہتی تھی۔ اگر وہ کوئی ٹھنڈی چیز استعمال کرتی تو درد معاً شروع ہو جاتا۔ میں نے اسے آبِ حیات تین قطرہ کی خوراک سے دینا شروع کیا۔ اس سے اُسکی تکلیف ہمیشہ کیلئے رفع ہو گئی۔ ایکدفعہ میرے اپنے کان میں شدت کا درد تھا آبِ حیات کے استعمال سے فوراً آرام آگیا۔ میرے ایک ہندوستانی دوست کو کُتے نے کاٹ کھایا۔ مہینہ بھر تک اُسکے زخم کا اندمال نہ ہوا۔ آبِ حیات کے لگانے سے اُسے بہت جلد صحت حاصل ہو گئی۔ میرے گھر کی ایک لیڈی کو عارضہ سوءِ ہضم کے باعث نیند نہ آتی تھی۔ آبِ حیات کے استعمال سے اُس کی تکلیف جاتی رہی ہے۔

دیوی پرشاد ورما صاحب ڈپٹی کلکٹر گورکھپور

آپکے آبِ حیات کے استعمال سے سوا کے کئی ایک مریض کو فائدہ ہوا اور پیپ کا نکلنا فوراً بند ہو گیا۔ مریض کی مسیحائی میں خوشی کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یو مونگ بئی صاحب پنشنر افسر خزانہ و اگزسٹرا اسسٹنٹ کمشنر میمیو برہما

میں نے آبِ حیات کو مختلف امراض خصوصاً ہیضہ، درد سر، قرحہ، زخمہائے جسم وغیرہ پر استعمال کیا اور حیرت انگیز طور سے فوری صحت حاصل ہوئی۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ دوائی معاً اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور میں اپنے جملہ برہمی احباب سے اس کے استعمال کی سفارش کرتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ برہما میں یہ خوب بِکے گی۔

قاضی محمد علی صاحب جسٹس آف دی پیس قاضی شہر بمبئی

آپکے ہاں کا آبِ حیات بہت مرضوں پر مفید پایا۔ آپ کا سُرمہ بھی نہایت مفید اور دُوسرے سُرموں سے اچھا ہے۔

افسرانِ محکمۂ پولیس

ڈبلیو۔ این۔ لڈلم صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گجرات۔ پنجاب

میں کارخانہ آبِ حیات کی شہرۂ آفاق دوائی آبِ حیات کا دل سے مداح ہوں۔ کیونکہ مجھے اس نے وجع المفاصل میں صحت بخشی۔

اے۔ پی۔ اینڈرسن صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع سنڈووے برہما

آپکی دوائی نے بدن کے درد کیلئے اعجاز مسیحائی دکھایا۔ تین شیشی اور بھیجدیں۔

کپتان غلام محی الدین صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس جالندھر شہر

میں نے آپکے آبِ حیات کو درد گردہ اور پیچش خونی دستوں میں استعمال کیا اور مفید پایا۔

فوجی حکّام

میجر گرین صاحب بہادر کمانڈنگ افسر ملٹری فورس سکندر آباد دکن

مجھے اس امر کے اظہار سے بہت مسرت محسوس ہوتی ہے۔ کہ آپکی دوائی آبِ حیات نہایت مفید اور سریع التاثیر ہوتی ہے۔

کپتان حسام الدین صاحب بہادر سی۔ آئی ۱/۱۲ فیلڈ فورس رجمنٹ نوشہرہ

میں آپ کی دوائی بطور خیرات تقسیم کرتا ہوں۔ جس کو دیتا ہوں اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے۔ واقعی یہ دوائی بے نظیر ہے۔

آنریری لفٹنٹ بھوانی سنگھ صاحب ۳/۷ راجپوت رجمنٹ لنڈی کوتل

بیس سال سے میں آپکی دوائی منگاتا ہوں۔ جب میں جمعدار تھا تو پہلے ۱۹۰۶ء میں منگائی۔ آج تک ایک ہزار روپیہ سے زیادہ کی منگا چکا ہوں۔ پرتاب گڈھ میرے وطن میں میرے دوستوں نے اس کے علاوہ منگائی۔ میں بڑے وثوق سے تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی دوائی جملہ امراض کا تیر بہدف علاج ہے۔

سردار بہادر لفٹنٹ راجہ شیر علی خان صاحب او۔ بی۔ ای پنشنر ۱/۱۴ سکھ رجمنٹ موڑا تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

تھوڑا عرصہ ہوا میرے والد صوبیدار میجر شاہ نواز خاں صاحب نمونیا سے بیمار ہو گئے اُن کے بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ ہمارے ایک قریبی رشتہ دار سردار بہادر کپتان راجہ فقیر اللہ خان صاحب او۔ بی۔ ای کے پاس تھوڑا سا آبِ حیات تھا جو انہوں نے میرے والد صاحب کو دیا۔ پندرہ منٹ میں اُنکی حالت اچھی ہو گئی اور پھر پوری طرح صحتیاب ہو گئے۔ آبِ حیات واقعی آبِ حیات ثابت ہوا۔ میری رائے میں ہر ایک آدمی کو آبِ حیات پاس رکھنا چاہئے۔

لفٹنٹ عبد الرشید صاحب بہادر بی ڈویژنل سگنل کوئٹہ

میں نے آبِ حیات خود بھی استعمال کیا ہے اور دوسروں کو بھی دیا ہے۔ پس بڑی مسرت سے جناب کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے اس کو بہت مفید پایا ہے۔ ان لوگوں نے میری سفارش پر دوائی آپ سے منگائی وہ ہر طرح مطمئن ہیں۔

امراض معدہ کے لئے آپکا نمک سلیمانی بڑی اچھی دوائی ہے۔ اور سرمہ امراض چشم کا بہترین علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپکے کارخانہ کو ہر طرح کامیاب کرے۔

افسران محکمۂ تعلیم

مونگ۔ زا۔ پو صاحب بہادر انسپکٹر مدارس مانڈلے

میں نے سات آٹھ سال ہوئے آب حیات کا استعمال شروع کیا۔ اس وقت سے اب تک میں اسکو بطور فیملی میڈیسن ہمیشہ موجود رکھتا ہوں میں نے اپنے متعدد احباب سے اس کے استعمال کی سفارش کی ہے۔ یہ دوائی فوراً اپنا اثر ظاہر کرتی ہے۔

جناب فیروز الدین صاحب مُراد پروفیسر مُسلم یونیورسٹی علیگڈھ

میں نے آب حیات فارمیسی کی ادویہ کو بالعموم اور آب حیات کو بالخصوص بہت نافع پایا ہے۔ آب حیات اسم بامسمّٰی تیر بہدف دوائی ہے۔ اس کے استعمال سے خلق خدا کو بہت نفع پہنچا ہے۔

افسران پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ

خان بہادر سردار محمد حسن خاں صاحب بی۔ اے پولیٹکل افسر انچارج

سابق امیر صاحب کابل از مقام مصوری

آپ کا آب حیات میرے اور بچوں کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ اسہال معدہ بدہضمی اور دوسری چھوٹی بیماریوں میں اس نے بجلی کی طرح اپنا اثر دکھایا۔

ایچ۔ ایل۔ ٹھاکر صاحب پولیٹکل ایجنٹ ریاست میسور

میں نے سر۔ کان اور دانتوں کے درد میں آپ کی دوائی کو نہایت مفید پایا ہے بدہضمی۔ جوڑوں کا درد اور خرابی معدہ کیلئے اکسیر ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہر شخص جس کو اپنی۔ گھر والوں دوستوں اور عزیزوں کی صحت کی کچھ بھی پرواہ ہے اسے ایک شیشی گھر میں ضرور رکھنی چاہئے۔

افسران محکمۂ جنگلات

جے۔ این۔ دت صاحب اسسٹنٹ کنسرویٹر فارسٹ ڈویژن ناسک

میں نے آپکے کارخانہ سے نمک سلیمانی۔ اکسیر عنبری ادویات طلب کیں دونوں دوائیں سریع التاثیر اور مفید ہیں۔ نمک سلیمانی روزانہ استعمال کے لئے بہترین دوائی ہے۔

خانصاحب چودھری محمد عظیم صاحب بھٹی اگسٹرا اسسٹنٹ کنسرویٹر فارسٹ کوملی

آب حیات مُسافروں کا رفیق اور سفر میں اچانک تکالیف کا مجرب علاج ہے۔

افسران محکمۂ ریلوے!

چودھری سردار خاں صاحب اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بی۔ این۔ ڈبلیو ریلوے

آب حیات دُنیا کی عجیب ترین اور بہترین ایجاد ہے۔ یہ ہر قسم کے بخاروں اور امراض معدہ کیلئے مفید ہے۔ پچھلے دنوں جبکہ میں انگلستان سے آرہا تھا جہاز پر میرے ایک دوست کو ہیضہ ہو گیا میں نے اسکو آب حیات کے چند قطرے گرم پانی میں دیئے اور اسکو فوراً آرام آگیا اور اس نے اپنے مفید ایجاد کا شکریہ ادا کیا۔ میں تمام یورپین اور ہندوستانی مسافروں کو جو جہاز پر سوار ہوں وثوق کے ساتھ سفارش کرتا ہوں کہ وہ آب حیات کی چند شیشیاں ضرور اپنے پاس رکھیں کیونکہ سمندری بیماری کیلئے یہ بہت اچھا علاج ہے۔

افسران پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ

جے۔ او۔ جائلس صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ ٹریونڈرم

پچھلے سال میں نے آپکی دوائی استعمال کی تھی اور اسے ملیریا اور دوسری بیماریوں میں استعمال کیا اور میں یہ لکھتے ہوئے نہایت خوش ہوں کہ یہ اکسیر ثابت ہوئی۔

خان بہادر ہیبت خاں صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر آگرہ

آپکا آب حیات اسم بامسمّٰی اور نہایت مفید اور سریع التاثیر دوائی ہے۔

اے۔ جی۔ فریڈسالمن صاحب بہادر اگزیکٹو انجینئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی ویلور

چونکہ آپکی دوائی نے بہت ہی بیماروں کو فائدہ دیا اس لئے عرض ہے کہ دو شیشیاں اور بھیجدیں۔

وکلاء صاحبان!

خان بہادر قاضی نذیر احمد صاحب پلیڈر میونسپل کمشنر ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ آناؤ

میرا اشتہاری ادویہ پر اعتبار نہیں تھا لیکن آب حیات کے استعمال نے میری رائے کو بدل دیا ہے میں نے آب حیات کو پیٹ کی دردوں اور قبض میں مفید پایا ہے۔ رحم کے اندر درد کی حالتیں بھی آب حیات کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ کارخانہ آب حیات واقعی قدر دانی کا مستحق ہے۔

بابو لالتا پرشاد صاحب وکیل گیا

میں نے آب حیات کو خود بھی استعمال کیا اور بہت سے مریضوں کو استعمال کیلئے دیا۔ یہ نہایت مفید اور بے ضرر دوائی ہے۔ یہ واقعی آب حیات کہلائے جانیکے قابل ہے۔

این۔ ویدناتھ آئر صاحب ایم۔ اے۔ وکیل مایاورم

میں چار سال سے آپکی دوائیں استعمال کرتا ہوں۔ یہ بدرجہ مفید اور سریع التاثیر ہیں۔

ادویات ملنے کا پتہ منیجر کارخانہ آب حیات پنڈ ملی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آب حیات

بچوں کیلئے مولینا شوکت علی فہمی کی بہترین کہانیاں

قرآن کے سبق — اس میں بچوں کیلئے کلام مجید سے نہایت کارآمد اور مفید سبق جمع کئے ہیں زبان نہایت شستہ انداز تحریر دلچسپ ۔ قیمت ۶؍

قرآن کی کہانیاں — اسمیں کلام الٰہی سے نہایت دلچسپ نتیجہ خیز اور مفید کہانیاں بچوں کیلئے جمع کیگئی ہیں بچے بڑے شوق سے ان کو پڑھتے ہیں ۶؍

بچوں کی حدیثیں — اسمیں بچوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح کرنیوالی حدیثیں نہایت صاف اور شستہ اور آسان زبان میں لکھی گئی ہیں قیمت ۶؍

بچوں کی گلستان — اس میں گلستان سعدی کا اردو ترجمہ ہے بچوں کیلئے یہ نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی بوستان — اسمیں بوستاں کی کہانیوں کا اردو ترجمہ نہایت آسان اور شستہ زبان میں بچوں کے لئے کیا گیا ہے ۔ قیمت ۶؍

پیغمبروں کی کہانیاں — اسمیں بچوں کیلئے نہایت دلچسپ طریقہ پر کہانیوں کی صورت میں پیغمبروں کے حالات درج ہیں ۔ قیمت ۶؍

اولیاء اللہ کی کہانیاں — اسمیں اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے حالات کہانیوں کی صورت میں پیغمبروں کے حالات درج ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی تعلیم و تربیت — اس کتاب میں بچوں کیلئے چھوٹے چھوٹے نہایت دلچسپ سبق لکھے گئے ہیں تاکہ بچے سچائی اور دانش کی طرف راغب ہوں قیمت ۶؍

بچوں کے اخلاقی سبق — اس کتاب میں ایسے سبق لکھے گئے ہیں جن کے مطالعہ کے بعد بچوں کی اخلاقی حالت کی خود بخود اصلاح ہوجاتی ہے قیمت ۶؍

بچوں کی خطوط نویسی — اس کتاب میں ننھے اور کمسن بچوں کو خطوط نویسی کے آسان اور سہل طریقے سمجھائے گئے ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کا مکتب — اس کتاب میں بچوں میں تعلیمی شوق پیدا کرنیوالے سبق درج ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی تندرستی کی تعلیم — اس کتاب میں بچوں کو حفظان صحت تندرستی اور کھیل کود کے طریقے بتائے ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کے تاریخی قصے — اس کتاب میں تاریخ سے بچوں کیلئے نہایت مفید کارآمد اور نتیجہ خیز افسانے منتخب کئے گئے ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی اخلاقی کہانیاں — اس کتاب میں بچوں کیلئے نہایت ہی دلچسپ ایسی کہانیاں لکھی گئی ہیں جن کے پڑھنے سے بچوں کی اخلاقی حالت درست ہوجاتی ہے ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی علمی کہانیاں — بچوں میں علمی ذوق پیدا کرنیکی کہانیاں اس کتاب میں درج کیگئی ہیں ۔ اسے مطالعہ کے بعد بچے تعلیم کے دلدادہ ہوجاتے ہیں قیمت ۶؍

بچوں کی دلچسپ کہانیاں — اس میں نہایت مزیدار اور نہایت شوخ کہانیاں بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی نظمیں — اس کتاب میں نہایت دلچسپ مفید اور نتیجہ خیز نظمیں بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں ۔ قیمت ۶؍

بچوں کی معلومات — اس کتاب میں بچوں کی عام معلومات کو بڑھانیوالے نہایت کارآمد اور مفید مضامین لکھے گئے ہیں ۔ قیمت ۶؍

نئی نئی کہانیاں — اس کتاب میں نہایت مزیدار بچوں کو تڑپا دینے والی نئی نئی کہانیاں درج کی گئی ہیں ۔ قیمت ۶؍

پریوں کی کہانیاں — اس کتاب میں بچوں کے مذاق کے مطابق پریوں کی کہانیاں نہایت دلچسپ پیرایہ میں درج ہیں ۔ قیمت ۶؍

تصانیف مولینا خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی

اُستاد التفسیر جامعہ دہلی

خلافۃ الکبریٰ یعنی سورۂ بقر

قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورۃ یہی ہے اور اسکے اسرار و معارف جاننے کی بنا پر رسول صلعم صحابہ کرام صوبوں کی گورنری اور فوجوں کی قیادت سرفراز فرمایا کرتے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سورہ مبارکہ کے درس مطالعہ میں کامل آٹھ سال صرف کئے تھے ۔ اس سے خفیف سا اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ سورۃ حضرت رسالت پناہ کے نزدیک کس درجہ اہم و عظیم تھی ۔ قیمت مجلد ؍ ربلا مجلد ؍

الصراط المستقیم — جس میں سورۃ انفعال و توبہ کے حقائق و معارف کو دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے ۔ اور دقیق علمی پیچیدگیوں سے کنارہ کش ہوکر قرآن کے مطالب کو دلکش اور دلفریب عبارت میں مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے ۔ تاکہ ہر شخص اس سے استفادہ کرسکے ۔ قیمت مجلد ؍ بلا جلد ؍

بیان — یہ سورۂ آل عمران کی تفسیر ہے اس میں الوہیت مسیح ۔ معجزات ابن مریم اور وفات و حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حکیمانہ بحث کی گئی ہے ۔ قیمت ؍

سبیل الرشاد — اس کے ابتدا میں ایک بسوط مقدمہ ہے جس میں مجلس شوریٰ کی ترتیب ۔ ارکان کے انتخاب اور صدر جمہوریہ اسلام کے شرائط اور لوازمات پر بحث کی گئی ہے ۔ قیمت ۱۰؍

بصائر — اس مختصر رسالہ میں ان تمثیلیں کے ان واقعات و حوادث کو جو قرآن مجید میں بیان ہیں ایک دلکش رنگ میں پیش کیا ہے قیمت ؍

محصول ڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا !

ملنے کا پتہ ۔ منیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین ۔ پنجاب　۷۸۶

سیرۃ النبی صلعم — مؤلفہ مولینا شبلی نعمانی مرحوم قیمت جلد اول للعہ قیمت جلد دوم للعہ قیمت جلد سوم للعہ

الفاروق — حضرت عمرؓ کی مفصل سوانحعمری کے علاوہ ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو رسول خدا کے خلاف کفار عرب نے انجام دیئے اور ان میں حضرت عمرؓ کے عقلی وعملی کارنامے۔ رسول خدا کی وفات۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت۔ اسلامی قانون کا اجرا۔ تمام محکمہ جات کی ایجاد ڈاک کے سلسلے ٹیکس اور لگان کے طریقے وغیرہ قیمت قسم اول عہ قسم دوم عہ

سیرۃ النعمان — حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کے حالات اور فن فقہ پر ریویو قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

الغزالی — حضرت امام غزالیؒ کے متعلق اردو زبان میں اس سے بہتر دوسری کوئی کتاب نہیں۔ قیمت عہ

المامون — یعنی نامور فرمانروایان اسلام کا پہلا اور دوسرا حصہ قیمت ہر دو حصہ کامل عہ

مولوی روم — مولینا جلال الدین رومی کی مفصل سوانح حیات جس میں مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر نہایت تفصیل سے تنقید اور تبصرہ کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

حیات حافظ — جس میں نام ونسب۔ سن رشد اور شاعری کی شہرت۔ وفات اور اولاد۔ دنیاوی تعلقات۔ کلام پر رائے۔ غزل۔ اساتذہ کا تتبع۔ خواجہ صاحب کی خصوصیات۔ جوش بیان۔ بدیع الاسلوبی۔ واردات عشق فلسفہ اخلاق واعظین کی پردہ دری وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ر

آفتاب داغ — حضرت داغ دہلوی مرحوم کا لاجواب دیوان۔ ابتدا میں آپ کے مختصر حالات زندگی دیئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

حیات سعدی — مؤلفہ مولینا شبلی نعمانی مرحوم جس میں شیخ سعدی شیرازی کے بچپن کے حالات۔ طالب العلمی۔ سیر وسیاحت شیراز میں واپسی۔ دربار کے تعلقات۔ وفات۔ عام حالات۔ اخلاق وعادات وتصانیف۔ شاعری آزادی۔ اظہار جذبات۔ اخلاقی شاعری۔ قوت تخیل طرز ادا غزل گوئی اور اسکی خصوصیات وغیرہ پر مفصل بحث ہے۔ قیمت ۸ر

مجموعہ نظم شبلی — اس میں مولینا کی وہ تمام نظمیں ہیں جو آنہوں نے مختلف جلسوں میں پڑھی ہیں۔ آخر میں مولینا مرحوم کے مختصر حالات زندگی ہیں۔ قیمت ۸ر

مقالات شبلی — اس میں ۱۴ عدد یگانہ مضامین ہیں۔ قیمت عہ

سفرنامہ روم ومصر وشام — مولینا شبلی کے حالات سفر قیمت ایک روپیہ

الکلام قیمت عہ **علم الکلام** قیمت عہ

تاریخ الامت

نہایت معتبر ومستند ماخذوں سے آسان فہم سلیس اور دلکش زبان میں اس سے بہتر بطرز جدید سلسلہ کوئی تاریخ امت اسلامیہ کی موجود نہیں۔ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے گھر اس کا ایک نسخہ رہنا ضروری ہے۔ قیمت حصہ اول سیرۃ الرسول ایک روپیہ آٹھ آنہ قیمت حصہ دوم خلافت راشدہ دو روپے

دیوان غالب مرقع چغتائی

اس کتاب کی تصاویر اور بلاک جرمنی میں تیار ہوئے ہیں پہلے اسکی قیمت ایک سو دس روپیہ تھی اب دوسرا ایڈیشن صرف [illegible] پر فروخت ہو رہا ہے۔

نفائس القصص والحکایات — قرآن مجید کے قصے نہایت سلیس اردو میں دو حصے۔ قیمت چودہ آنے (۱۴؍)

بادۂ ناب — یعنی مجموعہ رباعیات فارسی از میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے حیات ملیہ اسلامیہ کے حقائق ومعارف۔ کتاب مجلد ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

لسان الغیب — شرح دیوان حافظ معہ مکمل سوانح خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ قیمت جلد اول عہ قیمت جلد دوم عہ

خلق عظیم — اخلاقی مضامین پر احادیث نبوی کا مکمل مجموعہ۔ ایک کالم میں حدیث عربی معہ اعراب۔ دوسرے کالم میں اردو ترجمہ۔ جابجا تشریحی نوٹ۔ کتاب ۸۴ ابواب پر مشتمل ہے قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

نمکدان فصاحت — اردو۔ فارسی اور عربی کے بہترین علمی۔ ادبی۔ تاریخی اور شاعرانہ لطائف کا مجموعہ۔ قیمت عہ

کاس الکرام — رباعیات حکیم عمر خیام کی مفصل شرح اور ان کے مفصل حالات زندگی۔ قیمت تین روپے (سے)

بندگی — امام ابن تیمیہ کی مشہور کتاب العبودیت کا اردو ترجمہ۔ حقائق دینی اور عقائد اسلامی پر نہایت جامع کتاب ہے۔ قیمت عہ

زاد المسافرین — حکیم ناصر خسرو کی وہ کتاب جو عرصہ سے ناپید تھی اور اب مطبع کاویانی نے نہایت خوبی واہتمام کے ساتھ طبع کرائی ہے قیمت [illegible]

گلستان — شیخ سعدی شیرازی کی کتاب جدید قالب میں نظر آتی ہے۔ کاغذ عمدہ طباعت نفیس اور رنگین خوبصورت مطبوعہ جرمنی قیمت عہ

تلغراف بی سیم — فارسی میں وائرلیس ٹیلیگرافی پر قابل قدر تصنیف ہے جس میں متعدد نقشے اور تصویریں اور بلاک شامل ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

(محصول ڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

انتخاب مضامین جوہر جامعہ ملیہ علی گڈھ حال دہلی کے پہلے ماہوار مجلہ جوہر کے مضامین کا انتخاب۔ قیمت عہ

بھارت سپوت مہاتما گاندھی کے حالات زندگی از سید امتیاز علی صاحب تاج ایڈیٹر تہذیب نسواں و پھول۔ قیمت عہ

تلک مہاراج بال گنگا دھر تلک آنجہانی کی مفصل سوانحعمری قیمت ۴ر

ندائے غیب مرتبہ مولینا سعید انصاری قیمت آٹھ آنے (۸ر)

محاصرۂ پیرس گذشتہ جنگ میں پیرس کا زبردست محاصرہ اہل فرانس کی مدافعت اتحادیوں کے جوڑ توڑ۔ جدید آلات سائنس کے حیرت انگیز کرشمے۔ عشق صادق کی فتح۔ قیمت ۸ر

سراب فیشن جس میں مغربی تہذیب کی ایک فدائی خاتون کا حیرتناک انجام۔ اکل حلال کی فضیلت۔ تجارت کا موازنہ۔ تقلید اغیار کا عبرتناک نتیجہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

نازنین مراکش ایک تاریخی اور قابل دید ناول قیمت آٹھ آنے (۸ر)

نقاب پوش ترک ہوا باز جنگ اناطولیہ کے حالات قسطنطنیہ پر انگریزی قبضہ کی داستان۔ قیمت ۸ر

ہاجرہ کی کامیابی سچی محبت کا دلچسپ افسانہ ہندوستانی معاشرت کی گوناگوں خرابیوں اور نقائص سے بحث کی گئی ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

انقلاب سیاسی علامہ جرجی زیدان کے ایک تاریخی اور عشقیہ ناول کا ترجمہ جس میں انقلاب مصر دستوان کے واقعات دلچسپ فسانہ کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت عہ (محصولڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

فتاۃ غسان علامہ جرجی زیدان کے ناول کا ترجمہ۔ قیمت تین روپے (سے)

صحیفۂ زرین مرتبہ مرزا احمد سعید صاحب قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

عربی انگریزی گرائمر مؤلفہ خانصاحب مولوی غلام سرور خان صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول مردان عربی انگریزی قواعد صرف نحو کی بہترین کتاب ہے یونیورسٹی کی منظور شدہ ہے قیمت حصہ اول عہ قیمت حصہ دوم عہ

شرح دیوان حافظ لفظی ترجمہ نکات حل و شرح قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ حصہ سوم عہ حصہ چہارم عہ

اسباق النحو مؤلفہ مولوی حمید الدین صاحب پرنسپل دار العلوم حیدر آباد دکن قیمت ہر دو حصہ بارہ آنے (۱۲ر)

قانون وقف علی الاولاد مؤلفہ شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر چیفکورٹ۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

جنم ساکھی باباگورو نانک دیوجی مہاراج کی سوانح زندگی باتصویر۔ مرتبہ بابو محمد یوسف صاحب۔ قیمت ۸ر

فن قابلہ کا رسالہ مڈوائفری یا دایہ گری کے متعلق نہایت اچھی کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

کامل دائی دائی جنائی کے قواعد تدبیرات متعلقہ حمل کے علاوہ عورتوں اور بچوں کے مخصوص امراض کے مجرب علاج۔ قیمت ۱۲ر

عامل کامل ہر قسم کے تعویذ۔ عملیات تسخیر۔ مجرب عمل۔ خواب نامہ۔ مسمریزم تسخیر ہمزاد اور فالنامہ کے متعلق قابل اعتماد کتاب ہے۔ قیمت عہ

تاریخی جواہر مولینا شبلی مرحوم ڈاکٹر اقبال اور ظفر کی نظموں کا مجموعہ۔ قیمت عہ

عروس مصر علامہ جرجی زیدان ایڈیٹر رسالہ الہلال مصر کے ایک تاریخی ناول کا اردو ترجمہ۔ قیمت دو روپے (عہ)

لیلیٰ یا محاصرۂ غرناطہ انگلستان کے مشہور مصنف لارڈ لٹن کا وہ مستغنی اور عن التعریف تاریخی ناول جس کے چند باب جسٹس محمود نے تہذیب الاخلاق میں اسے ترجمہ کرنے کے بعد ناتمام چھوڑ دیا تھا۔ قیمت دو روپے (عہ)

کثرت ازدواج کثرت ازدواج کی بحث حکیمانہ اور فلسفیانہ نکات قیمت ۸ر

عقاید صوفیہ صوفیہ کے مختلف فرقوں کے عقائد پر مفصل کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

اجتماع ضدین جس میں رسم و رواج اور فطرت بشری کے تصادم سے پیدا ہونے والے افسوسناک نتائج فلسفیانہ نقطۂ نظر سے شاعرانہ انداز بیان کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔ قیمت ۶ر

ترکی حرم اس کتاب میں ترکی خواتین کی معاشرت پر ایک نظر غائر ڈالی گئی ہے اور تصویر کا اصلی پہلو دکھایا ہے۔ قیمت عہ

ارشادات القرآن بچوں کے پڑھنے کے واسطے قرآن حکیم کے ارشادات کو اردو کا لباس پہنایا گیا ہے۔ ملک کے بہترین اہل قلم کی رائے ہے کہ مبتدیوں کیلئے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں قیمت ۱۰ر

سلطۂ یزدان تصوف انگریزی زبان میں تصوف کے رموز و نکات۔ چودہ خانوادوں اور خفیہ و سینہ بسینہ امرار تصوف کا انکشاف۔ مؤلفہ خانصاحب خواجہ خان انسپکٹر مدارس معہ دیباچہ از نواب حیدر نواز جنگ بہادر۔ قیمت عہ

ذکر محبوب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات۔ قیمت عہ

احرار الاسلام از حضرت مولانا ابو الکلام آزاد قیمت پانچ آنے (۵ر)

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب

حمائل شریف مترجم معہ ترجمہ و تفسیر حجم ۲۹۲ صفحات
ترجمہ نہایت عمدہ بامحاورہ۔ کاغذ گلابی جلد چرمی۔
ہدیہ چار روپے .. .. .. (للعہ ر)

دریائے لطافت جس میں اردو شاعری صرف و نحو متعلق عروض وقافیہ معانی و بیان کی پوری تفصیل ہے۔ مؤلفہ سید انشاء اللہ خاں صاحب انشاء۔ قیمت مجلد عہ ر

نکات الشعراء یعنی تذکرہ شعرائے اردو۔ مؤلفہ میر تقی صاحب میر۔ قیمت مجلد عہ ر

تذکرہ شعرائے اردو مؤلفہ میر حسن صاحب دہلوی مؤلف مثنوی بدر منیر
قیمت مجلد دو روپے (عہ ر)

فلسفہ جذبات نفسیات کے شعبہ جذبات پر اردو زبان میں پہلی کتاب
مصنفہ مولینا عبد الماجد صاحب بی۔ اے۔ قیمت مجلد عہ ر

فلسفہ تعلیم قیمت مجلد تین روپے علاوہ محصول ڈاک

سرگذشت حیات زندگی یا حیات کی آپ بیتی قیمت مجلد عہ ر

لغت اصطلاحات علمیہ کئی سال کی مسلسل محنت اور مختلف ماہرین فنون ماہرین لسان کی کاوش و کوشش کا نتیجہ ہے مصنفین مترجمین اور معلمین کیلئے ناگزیر ہے قیمت مجلد لے

جاپان اور اسکا تعلیمی نظم و نسق قیمت مجلد تین روپے

بجلی کے کرشمے۔ قیمت مجلد عہ ر

محاسن کلام غالب۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

القول الاظہر قیمت مجلد ایک روپیہ (عہ ر)

نقشہ افغانستان معہ حالات جغرافیہ قیمت مجلد ۸ر

مرد و عورت اس کتاب میں میاں بیوی کی زندگی کا سچا عیش چھپا ہوا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ خاطر خواہ پورا کر سکیں گے۔ آخر عمر تک زوجین تندرست رہیں گے۔ قیمت عہ ر

زن و شوہر یہ طلسمی کتاب نئے شادی شدہ اور پرانے شادی شدہ لذتوں سے محروم انسانوں کی زندگی کو راحتوں سے لبریز کر دیگی۔ قیمت عہ ر

میاں بیوی کے خطوط یہ کتاب ان مؤثر خطوط کے لکھنے کی تعلیم دیتی ہے جو میاں بیوی کی سچی محبت کا ایک نمونہ ہوں قیمت ۸ر

عیش و نشاط اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کیلئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونیکے بعد عیش۔ لطف۔ کیف۔ تندرستی۔ تندرست اولاد خوبصورت اولاد۔ لائق اولاد۔ عورت کی محبت اور شادی کی لذتیں چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کیجا سکتی ہیں۔ قیمت عہ ر

سزائے عیش عیاشی کیا ہے اور کس طرح کیجاتی ہے، اس کے کیا نقائص ہیں۔ اس بلا میں لوگ کیوں گرفتار ہوتے ہیں اور اس علت میں گرفتار ہونیکے بعد لوگوں کا نکلنا کیوں دشوار ہو جاتا ہے یہ سب کچھ اس ناول میں موجود ہے۔ قیمت ۱۰ر

انجام عیش پاکبازوں اور عیاشوں کی زندگی دونوں میں کیا لذتیں ہیں۔ ان میں کونسی زندگی بہتر ہے۔ لوگ عیاشی کی طرف کیوں راغب ہیں۔ اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک مصیبت زدہ طوائف کے شکار خوبصورت نوجوان کی زندگی بیان کی گئی ہے۔ عبرتناک اور درد انگیز ناول ہے۔ قیمت ۱۱ر

سعید ایک بازاری حسینہ کی زلف کے اسیر کی درد بھری داستان۔ بیحد دلچسپ ناول ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

سعادت خوبصورت طوائف کی شرمناک زندگی اسکی وہ شرمناک حرکتیں جو حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ۸ر

شاہد رعنا ایک ماہ پارہ طوائف کی خود نوشت سوانحعمری۔ قیمت ۸ر

رسالہ علم غیب اس رسالہ میں علم غیب کی راز افشانی بہت اچھی طرح کیگئی ہے قیمت ۸ر

کھیل مداریاں اس میں علم مسمریزم کے نکات تسخیر و شعبدات اور عجیب و غریب نسخہ جات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت حصہ سوم ۸ر

گلٹ سازی مختلف اشیاء پر گلٹ چڑھانے اور ملمع کرنیکے متعلق جدید تحقیقات اور عملی تجربات۔ قیمت ۱۰ر

لیتھو فوٹو گرافی اردو زبان میں لیتھو فوٹو گرافی کے متعلق نہایت کارآمد کتاب ہے۔ قیمت دو روپے (عہ ر)

فن گھڑی سازی جس میں ہر قسم کی گھڑیوں کے بنانیکے اصول اور مرمت کرنیکے قواعد بہ تفصیل معہ تصاویر درج ہیں۔ قیمت عہ ر

خانساماں یعنی مکمل ککری بک
جس میں انگریزی طریق سے جملہ اقسام کے کھانے بنانے بتلائے گئے ہیں۔ قیمت عہ ر

باورچی اس میں دیسی طریق کے ہر قسم کے کھانے تیار کرنیکے نہایت آسان اور عمدہ طریقے بتلائے گئے ہیں۔ قیمت عہ ر

تصانیف علامہ سر محمد اقبال ایم۔ اے۔
زبور عجم بلا جلد قیمت تین روپے (سے)
پیام مشرق .. قیمت تین روپے (سے)
بانگ درا با تصویر قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ)
مثنوی اسرار و رموز بیخودی۔ قیمت ...

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤ الدین۔ پنجاب

زمانہ حال کی قابل دید کتابیں

سیرۃ الحسینؓ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی شہادت و واقعات کربلا کی مفصل و مبسوط تاریخ معہ آپ کے مزار کے فوٹو کے چار رنگوں میں چھپا ہوا نفیس سرورق۔ قیمت عمہ

خاتون جنتؓ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی میں ایک جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کی تعریف میں صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ پانچ سال کے عرصہ میں اس کے سات ایڈیشن سولہ ہزار کی تعداد میں فروخت ہو چکے ہیں۔ قیمت عمہ

سیرۃ الصدیقہؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی۔ آپ کے تفقہ فی الدین۔ علمی تبحر تفسیر قرآن روایت حدیث میں خاص قابلیت کا بیان۔ مسلمان بچیوں کیلئے قابل مطالعہ اور قابل تقلید ہے قیمت عمہ

سیرۃ الکبریٰؓ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی مفصل سوانحعمری معہ فوٹو مزار۔ قیمت عمہ

سیرۃ بلالؓ پروانہ شمع رسالت حضرت بلال حبشیؓ کے حالات زمیندار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر سید وجاہت حسین صاحب مرحوم کے زور قلم کا نتیجہ قیمت عمہ

حضرت ابو ایوب انصاریؓ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلعم کی میزبانی کا جس بزرگ کو فخر حاصل ہوا ہے وہ آپ کی ذات ستودہ صفات تھی اس کتاب میں آپ کے حالات اور مزار کا فوٹو درج ہے۔ قیمت ۶ر

رشد الراشدین شیعہ مذہب کے لغو اور لایعنی سوالات و اعتراضوں کا خود ان کی کتاب سے جواب دیا گیا ہے۔ قیمت عہ

شرح درود کبریت احمر یہ درود شریف حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے جس کی شرح مولانا عبد المالک صاحب سابق منسٹر ریاست بہاولپور نے کی ہے۔ قیمت ۱۲ر

ہدایت الہدایت یہ کتاب حضرت امام غزالیؒ نے اردو میں لکھی تھی۔ اس میں اخلاق و آداب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ ہم نے اس کا اردو ترجمہ کرایا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت ۱۲ر

امین و مامون علامہ جرجی زیدان ایڈیٹر رسالہ الہلال مصر کا مشہور تاریخی ناول ہے جس میں خلفائے عباسیہ کے دربار کے حالات اور اس زمانہ کی تاریخ بہت خوبی سے بیان کی گئی ہے۔ قیمت عمہ

مہدی سوڈانی جنرل گارڈن اور لارڈ کچنر کی معرکۃ الآرا لڑائیوں اور حضرت روحانی تصرف اور بزرگوں کے کمالات میں نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت عہ

غازی انور پاشا سیف اللہ شہید ملت غازی انور پاشا کے حالات زندگی میں بہترین کتاب مؤلفہ مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری۔ قیمت عمہ

مشاہیر اسلام مختلف صوفیائے کرام علمائے عظام شہدائے ملت غازیان شمشیر بکف اور مجاہدین و سلاطین کے حالات زندگی قیمت حصہ اول سے قیمت حصہ دوم تین روپے (سے)

تاریخ افغانستان سید جمال الدین افغانی کی مشہور عربی تاریخ متعلقہ افغانستان کا اردو ترجمہ قیمت عمہ

اسلامی سپاہیانہ زندگی اس کتاب میں تاریخی واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نکبت و افلاس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے سپاہیانہ زندگی کو چھوڑ کر شاہانہ اور امیرانہ زندگی اختیار کر لی ہے۔ پھر اس مرض کا علاج تجویز کیا ہے مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی۔ قیمت عہ

اکابر قوم مسلمان عالموں فقیروں امیروں اور لیڈروں میں جو خرابیاں ہیں ان کو بیان کر کے ان کی اصلاح کے طریقے بتائے ہیں۔ قیمت ۶ر

نفحات یہ کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نایاب تصنیف ہے، جس کا اردو ترجمہ کرایا گیا ہے تصوف میں بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت دس آنے (۱۰ر)

اسلامی کہانیاں مسلمان بچوں کے لئے بہترین اسلامی کہانیاں قیمت حصہ اول ۴ر قیمت حصہ دوم ۴ر

تفسیر سورۂ یوسف یہ اس سورہ کی مکمل تفسیر ہے سورۂ یوسف کو اللہ تعالیٰ نے احسن القصص لکھا ہے۔ قیمت ۸ر

مجموعہ وظائف خاندان چشت اہل بہشت نظامی کا سلسلہ معہ دیگر وظائف جو روزمرہ معمول سے پڑھے جاتے ہیں۔ قیمت مکمل مجموعہ مجلد ۱۰ر مجموعہ وظائف خورد۔ قیمت تین آنے (۳ر)

ملنے کا پتہ: مینیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤ الدین۔ پنجاب

شرح قصیدہ غوثیہ — مولفہ مولوی عبدالمالک صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور۔ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث الثقلین جس کے یمن برکت سے مشکلات دینی و دنیوی حل ہوتی ہیں۔ آجتک اسکے حل کا حوصلہ کسی نے بھی نہیں کیا غرضیکہ دریا بکوزہ بند ہے۔ قیمت ۸؍

الرسالۃ والنبوۃ — خدا کی ہستی اور حضرت رسول خدا صلعم کی نبوت اور رسالت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۲؍

درس محبت — محبت خدا و محبت رسول صلعم کے بیان کے بعد اُن امور پر بحث کیگئی ہے جنکی وجہ سے اہل سنت الجماعت کو دیگر فرق و مسلک پر تفوق و امتیاز حاصل ہے۔ قیمت ۲؍

رسالہ علم لدنی — حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی کی کتاب کا اردو ترجمہ۔ قیمت ۴؍

دربار علم — مولفہ مولینا عبدالماجد صاحب جس میں ارکان اسلام اسرار فلسفہ وغیرہ نہایت تفصیل و شرح سے درج ہیں۔ قیمت ۸؍

سات ستارے — اس کتاب میں سرزمین پنجاب کے سات درخشندہ سیاروں کے حالات نہایت تحقیق سے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۳؍

رموز شادی خانہ آبادی — اس کتاب میں جو بات لکھی گئی ہے وہ قانون طب سائینس اور مذہبی اصول سے باہر نہیں ہے۔ قیمت ۱۲؍

فلسفہ خواب — اس میں خواب کا فلسفہ قدیم و جدید بیان کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر اردو کی یہ پہلی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰؍

رشوت — رشوت کے اقسام رشوت کیونکر پکڑی جاتی ہے اور اس کی علاج ایک پنشنر مجسٹریٹ و وکلاء کے مشاہدات۔ قیمت ۶؍

المسئلہ شرقیہ — مصطفے کامل پاشا کی تصنیف کا ترجمہ مولینا نیاز فتحپوری۔ یہ کتاب سیاسیات اسلامی کے اسرار کا محرم راز ہے۔ قیمت ۸؍

مشاہیر ہند — ہندوستان کے تمام مشہور پولیٹیکل لیڈروں کے حالات۔ قیمت ۲؍

دختر سمرنا — خالدہ خانم زیر تعلیم ترکی گورنمنٹ نے تسخیر سمرنا کے حالات کو ناول کے پیرایہ میں لکھا ہے۔ چونکہ آپ خود بھی میدان جنگ میں موجود تھیں اس لئے چشمدید واقعات لکھے ہیں ساتھ محبت و عشق کی چاشنی ہے۔ قیمت ۸؍

دختران شمشیر — تمام بانوں اور تمام قوموں کی بہادر جانباز اور حوصلہ مند خواتین کے حالات جنہوں نے میدان جنگ میں تلوار کے جوہر اور تختِ حکومت پر انتہائی تدبر جرات و شجاعت کا ثبوت دیا۔ قیمت ۸؍

آداب المریدین — شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصنیف ہے۔ پیر و مرید کے تعلقات اور آداب پر بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۳؍

تحقیق الروح — اس کتاب میں روح کے متعلق مفصل بحث کیگئی ہے۔ قیمت ۳؍

آئینہ خود شناسی — خود شناسی خدا رسی کا سچا رہبر تصوف کے بے نظیر اور لاجواب مسائل۔ قیمت ۸؍

میر درد دہلوی — ہندوستان کے مشہور صوفی اور اہل دل شاعر کے حالات۔ قیمت ۲؍

سید جمال الدین افغانی — موجودہ ترک احرار پان اسلامی تحریک کے سب سے پہلے بانی کے حالات۔ قیمت ۲؍

فضل الرحمٰن — حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے حالات زندگی۔ قیمت ۲؍

انسان کامل — انسان کامل کی تعریف اور کامل و مکمل انسان کے صفات مصنفہ عارف ربانی حضرت سید عبدالکریم جیلانی رح۔ قیمت ۸؍

میزان عمل — مولفہ حضرت امام غزالی کا اردو ترجمہ۔ خواہشات اور روح کی جنگ تزکیہ نفس جملہ فضائل کی تفصیل غرض دنیا و جہان کی کل کامیابیوں کی یہ کتاب کلید ہے۔ قیمت ۸؍

قسطاس المستقیم — حضرت امام غزالی کی عربی کتاب کا ترجمہ تصوف کی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰؍

میلاد النبی صلعم — یعنی سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول کریم صلعم کے حالات زندگی۔ قیمت ۱۲؍

یاد رفتگان — اس کتاب میں پنجاب کے جملہ اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے حالات درج ہیں۔ قیمت ۱۲؍

حالات مولینا روم — حضرت مولینا روم رح کے مفصل حالات زندگی اور فرقہ مولویہ کے رقص کا نظارہ۔ قیمت ۱۲؍

شمس تبریز — مولینا روم رح کے مرشد خواجہ شمس الدین تبریزی رح کے حالات و خوارق عادات۔ قیمت ۶؍

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی

حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات۔ قیمت ۶؍

حیات سعدی — حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رح کے حالات ہر مرد و عورت بچے بوڑھے کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنیکے قابل ہیں۔ قیمت ۵؍

سیرۃ النعمان — یعنی امام نعمان بن ثابت رح کے حالات زندگی۔ قیمت ۴؍

ملنے کا پتہ:- **منیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب**

حیات امام مالک حضرت امام مالک رح کے حالات زندگی قیمت ۳ر

حیات امام مسلم حضرت امام مسلم رح کے حالات زندگی قیمت ۴ر

حیات حالی مولینا الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی کے باتصویر حالات قیمت ۶ر

حیات داغ حضرت مرزا داغ دہلوی کے باتصویر حالات قیمت ۶ر

آئینہ عید اس کتاب میں شب برات لیلۃ القدر عید الفطر۔ عید میلاد۔ عید معراج۔ عشرہ محرم الحرام۔ بارہ وفات۔ گیارھویں شریف کے فضائل ان کے متعلق جملہ مسائل اور حالات تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۲ر

تدابیر علاج سل و دق ڈاکٹر وارن کروٹیم ڈی کی سل و دق کے مشہور جرمن ماہر کی کتاب کا یورپ کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے انگریزی سے جناب مظفر حسین خان صاحب بی۔ اے نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ قیمت ۲ر

پھل ہر قسم کے پھلدار بوٹے اور درخت و باغات لگانے کے طریقے اور پھل محفوظ رکھنے کی ترکیبیں۔ قیمت ۸ر

ترکاریاں ترکاریوں کی کاشت اور اسے تجارتی اغراض کے فائدہ اٹھانیکے علم پر زمانہ حال کی تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

صابن سازی اس کتاب میں صابن بنانے کے آسان سہل اور کم قیمت نسخے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

تریاق مجلوق و مفلوج ہر طرح کے طلاء کے بہترین نسخے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

دیوان غالب مع شرح و مقدمہ مشتمل بر سوانحعمری و تنقید کلام غالب از قاضی سعید الدین احمد صاحب ایم۔ اے ایل ایل۔ بی۔ لکچرار مسلم یونیورسٹی علیگڈھ حجم ۴۸۳ صفحے۔ قیمت ۴عہ

اسیر قفس قصے کے پیرایہ میں تعلیم نسواں پر محاکمانہ مولوی محمد بدر الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی وکیل ہائیکورٹ۔ قیمت ۴ر

احسن القصص مسلمان بچوں کیلئے برگزیدہ مشاہیر کے حالات سے منتخب قصص حکایات مؤلفہ مولوی محمد بدر الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ۔ قیمت حصہ اول ۶ر حصہ دوم ۴ر

تیغ کمال اگر آپ کو غازی اعظم مصطفیٰ کمال کی سوانحعمری۔ یونان کے خلاف مسلمانوں کی کوشش اور فتح کے منظر دیکھنے ہیں تو اس کتاب میں دیکھئے۔ قیمت ۸عہ

یاسمین شام تسخیر شام ہلال و صلیب کے معرکہ کے واقعات حضرت عمرؓ کے دوقت کی داستان حسن و عشق کا دلچسپ فسانہ۔ قیمت ۸عہ

جوہر مت فدا مغربی تعلیم اور مشرقی تربیت کا مقابلہ دو بہنوں کی پُر تکلف داستان ناول کے پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸عہ

عروس کربلا کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی کچھ کم دردانگیز نہیں اس پر مولینا راشد کے قلم گوہر ریز نے قیامت ڈھا دی ہے۔ قیمت ۸عہ

ودود ایک لڑکی کی دردانگیز کہانی۔ علامہ راشد کی زبانی۔ قیمت ۸ر

فسانہ سعید ہزاروں مصیبت زدہ بچیاں مردوں کی بدولت خون کے آنسو رو رہی ہیں یہ بھی ایک ایسی ہی مصیبت زدہ خاتون کی داستان ہے قیمت ۸عہ

صبح زندگی اس کتاب میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کھانا پکانا سینا پرونا کشیدہ کاری۔ گھر کا انتظام عزیزوں کا میل جول خوش مزاجی۔ چھوٹے بڑوں کے ساتھ برتاؤ وغیرہ غرضیکہ ایک لڑکی کی شادی تک کیلئے یہ مکمل تعلیم ہے۔ قیمت ۸عہ

شام زندگی یہ کتاب صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے۔ یہ عورتوں کو خاوند کی خدمتگذاری اور اطاعت سکھاتی ہے شادی کے بعد خانہ داری کے تمام امور میں کام دیگی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد لڑکی اپنے سسرال والوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتی ہے اور دونوں میاں بیوی کی زندگی خوشگوار زندگی ہوگی۔ قیمت ۴عہ

شب زندگی یہ کتاب صبح زندگی اور شام زندگی کا تیسرا حصہ ہے جو دیکھنے کے قابل ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

نوحہ زندگی ایک نوعمر حسینہ بیوہ کے نکاح ثانی کرنے پر حسینہ کے ماں باپ اور کنبہ والوں نے اس غریب پر جو ظلم ڈھائے ہیں شاید دنیا میں کوئی ماں باپ اور عزیز اس کو گوارا نہ کریگا نظام قدرت مصیبت زدہ بیوہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اسکی تمام تکالیف آرام سے بدل جاتی ہیں قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

منازل السائرہ ایک لڑکی کی عملی زندگی کا مکمل درس خانہ جس کے پڑھنے کے بعد وہ دنیا کے نشیب و فراز میں ایک تجربہ کار رسن رسیدہ کا مقابلہ کرسکتی ہے خاوند کو اپنا دیوانہ بنا سکتی ہے کنبہ اور برادری میں عزت حاصل کرسکتی ہے، غرضیکہ عجیب کتاب ہے۔ قیمت عہ ر

سلوتی کہنے کو افسانہ ہے پڑھنے کو کہانی لیکن اعلیٰ درجہ کی اخلاقی کتاب ہے از علامہ راشد الخیری دہلوی۔ قیمت ۸ر

(محصول ڈاک ... [illegible])

ملنے کا پتہ:- **مینیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب**

جوہرِ عصمت مولینا راشد کے بارہ چھوٹے چھوٹے ناولوں کا مجموعہ ہے۔ تمام قصے عبرت انگیز نصیحت آموز۔ درد اور سوز میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ قیمت ۸؍

جوہرِ عصمت خورد۔ قیمت چھ آنے (۶؍)

تفسیرِ عصمت بے انتہا عبرت انگیز اور مؤثر و سبق آموز افسانہ ہے درد و اثر کی یہ کیفیت ہے کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ لطف یہ کہ رشید عبدل کا کیریکٹر سنجیدہ سے سنجیدہ شخص کو بھی ہنساتے ہنساتے لٹا دیتا ہے۔ خلع اور ارتداد پر بے نظیر افسانہ ہے۔ قیمت ۶؍

درِ شہوار ایک ایرانی شہزادی کا واقعہ جس کے حسن کی شہرت ایران سے لیکر سیستان تک پھیل گئی ہے۔ قیمت ۱۰؍

طوفانِ حیات شرک اور دوسری بیہودہ رسوم کے ازالہ کیلئے مولینا راشد نے یہ کتاب بطور ناول لکھی ہے۔ قیمت ۸؍

تائیدِ غیبی ابوالحسن کی موت قبل کے واسطے ایک سبق چھوڑ گئی ہے۔ ابو عبداللہ جس نے تختِ سلطنت اور عیش پرستی کیلئے باپ سے دغا کی خوش نہ رہ سکا۔ شہزادہ جس کی مدینۃ الزہرا اور قصر احمر جیسی عمارتیں کھو رہی ہوتی تھیں، دولت غرناطہ مدتوں اسکے جلوس میں حاضر رہی۔ آخرکار اس عیش پرستی سے قدرت کی بے پناہ طاقت نے اسے محروم کر دیا تھا مجھ خیز ناول ہے۔ قیمت ۸؍

ابنِ آدم و ابلیس شہنشاہ ہارون الرشید کے لختِ جگر اور اسکی شہزوجہ زبیدہ خاتون کے لعل شہزادہ ابن الرشید کا قتل [illegible] ایک لاجواب تاریخی ناول ہے۔ قیمت ۶؍

نوبتِ پنج روزہ اس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ اس قدر درد انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلا دینگی۔ پانچویں نوبت وہ ہے جب دہلی نے بادشاہ کو وداع کیا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات، مجبوروں کا ظلم، مظلوموں کی حالت، مردوں کی بربادی، عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے سہیم مصائب ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ بادشاہ کی تصویر اور تین نادر عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍

تمغۂ شیطانی اس کتاب میں امت شیطانی کے اٹھ بیٹھیل کیریکٹر ہیں اور ہر کیریکٹر ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کا ہو بہو فوٹو ہے۔ افسانہ کی دلچسپی کی یہ کیفیت ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ ناکڑ نے الٰہی بہری۔ خانصاحب ملاجی وغیرہ کے حالات پڑھکر ہنسی کے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ قیمت ۱۲؍

قلبِ حزیں میں چھوٹے چھوٹے ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ۔ علامہ راشد کی انشاپردازی کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ۔ قیمت ۸؍

انگوٹھی کا راز تین مختلف الخیال لڑکیوں کا سبق آموز افسانہ ہے۔ رابعہ کا عبرت انگیز انجام اسلام کی جگرخراش داستان صفیہ کی شادی کی پر اسرار کہانی اور انگوٹھی کے راز کا تمام مشکلات کا حل کرتا ہے۔ ایسے دلچسپ واقعات کو بار بار پڑھئے۔ قیمت ۸؍

لڑکیوں کی انشاء تقریباً پچاس قریب مختلف قسم کے خطوط ہیں جنہیں کنواری بچیوں کیلئے ضروری اور کارآمد باتیں ہیں۔ قیمت ۱۰؍

گوہرِ مقصود اس کتاب میں دو چھوٹے چھوٹے قصے ہیں پہلا قصہ ملک خیالستان کی ایک پری ہے، اور دوسرا قصہ ایک عورت کا ہے۔ قیمت ۶؍

نانی عشو علامہ راشد الخیری جہاں داستانِ غم لکھنے میں فردوسی ہیں افسانہ لطف و مزاح بھی ایسے لکھتے ہیں کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ نانی عشو ایسا ہی ہنسانے والا افسانہ ہے جدید و قدیم تہذیب ہر جگہ اس میں ٹکراتی ہے۔ بڑا ہی مقبول ہوا ہے ایک سال میں تین مرتبہ چھپ چکا ہے۔ قیمت ۱۰؍

ولایتی نتھی نانی عشو کے جوڑ کا نہایت پرلطف افسانہ۔ قیمت ۸؍

روداد قفس مولینا راشد کی بے نظیر اور پُر درد نظموں کا مجموعہ۔ قیمت ۶؍

طوفانِ اشک ان بارہ درد انگیز افسانوں کا مجموعہ ہے جن کی ہندوستان بھر میں دھوم مچ چکی ہے۔ اصلی قیمت ۱۲؍

سیلابِ اشک علامہ راشد کے ایسے ہی نشاط معرکۃ الآرا افسانے جن کا ڈنکا بج چکا ہے۔ ہر افسانے کے ساتھ ہاف ٹون بلاک کی تصاویر ہیں۔ قیمت ۱۲؍

شہیدِ مغرب شہید مغرب بطور دوسرے درد انگیز جگرخراش افسانے جو درد و اثر کے لحاظ سے علامہ راشد کے تمام افسانوں میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ قیمت ۸؍

گلدستۂ عید عید کی دنیا، عید کی خوشی، عید کا چاند، عید کے موقعہ پر غریبوں کے گھروں میں عید، ابوجعفر کی عید، جہاں عالم پچاس سال پہلے کی عید، ترکی عید وغیرہ علامہ راشد الخیری ان چوبیس مؤثر مضامین و افسانوں کا مجموعہ جن کا مطالعہ ہر مسلمان کو کم از کم ایک عید کی سیر کرا دیگا جو مدت العمر فراموش نہ ہوگی۔ قیمت ۱۲؍

منازلِ ترقی اس کتاب میں ترقی یافتہ انسانوں کی اندرونی زندگی کی تصویر ہے جس میں ایک سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۴؍

ملنے کا پتہ: مینیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب

ڈیڈیا کی سرگذشت — فیشن اور محبت کی دیوانی ایک خاتون کی سرگذشت خود اسی کی زبانی ۔ قیمت ۴ر

جمالِ ہمنشیں — خاتون اکرم کے ادبی مضامین کا نہایت خوبصورت مجموعہ ۔ جس کا عالم رسول کئی سال سے منتظر تھا ۔ علامہ راشد الخیری نے کتاب کا دیباچہ لکھا ہے ۔ اخبارات نے نہایت شاندار ریویو کئے ہیں ۔ قیمت عہ

پیکرِ وفا — جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کا ایک نتیجہ خیز دل آویز مختصر افسانہ ۔ قیمت ۸ر

بچھڑی بیٹی — خاتون اکرم مرحومہ کا ایک دلچسپ اور مختصر افسانہ ۔ قیمت ۶ر

عصمتی دسترخوان — اردو زبان میں مشرقی و مغربی کھانے تیار کرنیکی بہترین کتاب ہے جسمیں تمام ترکیبیں تجربہ کرنیکے بعد رسالہ عصمت کی خریدار صاحبان کے تجربات درج کئے گئے ہیں ۔ ترکاریاں سالن کباب چاول مرغ مسلم کیک بسکٹ پڈنگ جیلی مچھلی انڈے مربے اچار چٹنیاں روٹیاں پراٹھے حلوے پوریاں مٹھائیاں ۔ گلگلے سموسے بنانے کی ترکیبیں نہایت تفصیل سے بیان کی گئی ہیں ۔ اسکے علاوہ کئی عربی مصری کھانوں کی ترکیب مفصل درج ہے ۔ قیمت عہ

کائناتِ ادب — مسلم الثبوت اہل قلم کے چیدہ مضامین کا گلدستہ ۔ غالب ۔ امیر ۔ داغ ۔ اکبر ۔ شاد ۔ سجاد حیدر یلدرم ۔ شوق قدوائی ۔ ریاض خیرآبادی ۔ جلیل ۔ آزاد ۔ شبلی ۔ حالی ۔ اقبال ۔ نذیر احمد ۔ چکبست کے مختصر حالات زندگی اور نمونہ کلام ۔ قیمت عہ

دردِ جانستاں — سچا واقعہ مولفہ حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی ۔ قیمت ۶ر

قولِ حق — مسلمانوں کی موجودہ پستی اور اس کا علاج ۔ کفر و ظلمت اور شیطانی طاقتوں کی بیخ کنی کس طرح ہوسکتی ہے ۔ لیڈروں، پیروں، امیروں، مولویوں کی اصلاح کیسے ہوسکتی ہے ۔ قومی انجمنوں کا تباہ کن طوفان وغیرہ مضامین نہایت بے نظیر اور قابل دید کتاب ہے ۔ قیمت عہ

دل کا عجائب خانہ — مؤلفہ قاری محمد عباس حسین صاحب سیاح جاپان و انگلستان ۔ قاری صاحب نے دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے ۔ قیمت ۴ر

قومی زندگی — ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم ۔ اے کا ایک لیکچر ۔ قیمت ۲ر

مامون اعظم — خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات زندگی ۔ قیمت ۴ر

سفرنامہ یورپ باتصویر — تاجدار افغانستان کا سفرنامہ یورپ باتصویر ۔ قیمت ۲ر

تاریخ حریتِ اسلام — جس میں زمانہ رسالت عہد خلافت راشدہ دور خلفائے بنی امیہ عباسیہ عہد بنی بویہ و سلجوقیہ دولت ہسپانیہ غزنویہ ترکی، مصر، الجزائر، مراکش فرمانروایانِ ہند خاندان فاغنہ و غلامان عہد مغلیہ اور مسلمان بادشاہانِ دکن ۔ سندھ و کشمیر کے عہد ہائے گذشتہ کے زریں داستانہ حق پرست ۔ حق گو بزرگوں کے حیرت خیز جرأت آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش و ایثار کے حریت آمیز حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات خداترسی و پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستارانِ حق و صداقت کے علاوہ پرستارانِ حق و صداقت و فدایانِ مذہب و ملت عورتوں کی سوانح حیات درج ہیں ۔ قیمت سے

عرب اور اُن کا مستقبل ۔ قیمت عہ

سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ — یہ کتاب سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی پاک زندگی کے جامع و مانع حالات اور آپکی زبردست تبلیغی کارناموں کا عدیم النظیر مجموعہ ہے ۔ ابتدا میں آپکا مولد اور نسب بیان کرنیکے بعد آپکے والد اور والدہ ماجدہ کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں ۔ قیمت عہ

سیرۃ غوث اعظمؒ — محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل صحیح اور جامع حالات ۔ قیمت ۳ر

سیرۃ امام ربانیؒ — حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے زمانہ طفولیت سے لیکر تمام حالات اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں ۔ قیمت عہ

مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ — حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ کے مکاتیب شریف کا مجموعہ ۔ فن تصوف کی پاک اور اصلی تعلیم پر مشتمل ہے ۔ قیمت ۳ر

شمائل ترمذی — مترجم اردو ۔ یہ کتاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا بہترین مجموعہ ہے ۔ عربی عبارات جلی با اعراب لکھی گئی ہیں ۔ ترجمہ بین السطور ہے ۔ قیمت عہ

صحیح مسلم شریف پارہ اول مترجم محشی اردو — عربی عبارت با اعراب خوشخط جلی قلم سے لکھی ہوئی ہیں ۔ ترجمہ بین السطور ہے ۔ اسکے ہر صفحہ پر بہت سے مفید حواشی درج کئے گئے ہیں ۔ جناسذ ہے ۔ کتاب الایمان کے تحت میں جو ۲۵ ابواب ہیں سب کے سب درج ہیں ۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ: **مینیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین ۔ پنجاب**

بے نظیر خوشخط معرّا حبی حمائل شریف

کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد یہ حمائل شریف تیار ہوئی ہے
بالوجودیکہ سائز چھوٹا ہے لیکن ہر حرف موتیوں کی طرح خوشنما خط
بہت جلی اور صاف ہے۔ ٹائیٹل نہایت خوبصورت پانچ رنگ کا ہے
جلد پر چاروں طرف اور پشت پر سنہری بیل بوٹے مشین سے بنے
ہوئے ہیں جلد نہایت مضبوط ولایتی طرز کی ہے قیمت مجلد عہ/ ۱۲

قاعدہ تیسیر القرآن یہ قاعدہ مولٰینا مولوی محمد سلیمان صاحب فاروقی بی۔ اے کی تصنیف ہے
اسکے پڑھنے سے بچہ چند ہی ماہ میں ہر خط کا لکھا ہوا قرآن شریف
فرفر پڑھنے لگتا ہے۔ آخر میں مکمل نماز درج کیگئی ہے قیمت ۲/

ہدیۃ الطالبین یہ کتاب تیمور دوراں حضرت شاہ حافظ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی
مجددی کی بے نظیر تصنیف ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک ایسی کتاب ہے
کہ اسکے پڑھنے سے سلوک طے کر سکتا ہے۔ تمام اصطلاحات اور
سلوک نقشبندیہ کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کر دیا ہے
ایک کالم میں اصل فارسی ہے اور دوسرے کالم میں سلیس
مشرح اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۱۴/

چاہ بابل اس کتاب میں حدیث کی تمام کتابوں سے ہاروت
ماروت دو فرشتوں کے حیرت انگیز حالات دلکش
پیرائے میں ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳/

خونِ کربلا اگر آپ نے خون کی ندیوں کی روانی۔
تشنہ تڑپتی ہوئی لاشوں کا منظر۔
آتش خیز دوپہر میں ظلم و مظلومی جبر و مجروحی قتل و مقتول کے
صحیح ہنگامہ الم کا نظارہ ملاحظہ کرنا ہو تو اس کتاب کو
منگائیں۔ قیمت ۴/

عشرہ کاملہ اس کتاب میں آریوں کے
دس سوالوں کا جواب
دیا گیا ہے۔ قیمت ۲/

اسلام اور تعدد ازدواج اس کتاب میں مسئلہ تعدد ازدواج کو پُر زور عقلی دلائل سے
ثابت کیا گیا ہے۔ تائید میں محققین یورپ کے خیالات نقل کئے گئے ہیں
توریت انجیل کی تعلیم وید کی متا اور ویدک رشیوں کے
طرز عمل سے غیر محدود اور غیر مشروط تعداد ازدواج کا ثبوت
بہم پہنچایا ہے۔ پھر کئی ابواب میں آنحضرت صلعم کے تعدد
ازدواج کی بیشمار حکمتیں بیان کیگئی ہیں آپکی خانگی زندگی پر
بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے مخالفین کے تمام اعتراضات کا
خوب دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲/

آسمانی کڑک اس کتاب میں ان معیاروں کی جو مرزائی
حضرات مرزا صاحب کے صدق میں
پیش کیا کرتے ہیں بڑے زور سے تردید کیگئی ہے کتاب کے
آخر حصہ میں ختم نبوت پر بحث کیگئی ہے قیمت ۷/

مرزائیوں سے فسخ نکاح یہ فتویٰ علماء ہی میں ترتیب
دیا گیا ہے قیمت ۳/

العقیدۃ الواسطیہ اصول ایمان کی تفسیر ہے
ترجمہ اردو قیمت ۶/

تفسیر سورۂ اخلاص امام ابن تیمیہ نے سورۂ
اخلاص کی جامع و مکمل
تفسیر بیان فرمائی ہے بیشمار معرکۃ الآرا مسائل پر محققانہ
عالمانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ترجمہ اردو۔ قیمت عہ/

الوصیۃ الکبریٰ امام ابن تیمیہ نے اہلسنت والجماعت
کے عقائد کو نہایت جامع الفاظ
میں بیان فرمایا ہے۔ ترجمہ اردو۔ قیمت ۸/

الوصیۃ الصغریٰ حضرت رسول کریم صلعم نے
معاذ بن جبل صحابی کو
جو تقویٰ۔ توبہ استغفار و دیگر مکارم اخلاق کے متعلق
جامع وصیت فرمائی تھی اُس کی پوری تشریح ہے
ترجمہ اردو۔ قیمت ۴/

تفسیر سورۂ فلق والناس اس تفسیر میں امام ابن
تیمیہ نے پہلے تمام
متقدمین کے اقوال نقل کئے ہیں جو لفظ وقب رب ملک
الہ کے متعلق ان کی تفسیروں میں پائے گئے ہیں۔
ترجمہ اردو۔ قیمت ۹/

زیارۃ القبور امام ابن تیمیہ نے قرآن و حدیث سے ثابت
کیا ہے کہ قبروں کی زیارت کا
مسنون طریقہ کیا ہے۔ ترجمہ اردو۔ قیمت ۹/

درجات الیقین علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین کی
مکمل تفسیر ہے ترجمہ اردو قیمت ۲/

کتاب الہدیٰ قرآن مجید کی مضمون وار ترتیب
معرکۃ الآرا تفسیر۔ مؤلفہ مولٰینا
یعقوب حسن صاحب۔ قیمت حصہ اول مجلد پارچہ للعہ

کشاف الہدیٰ مقدمہ کتاب الہدیٰ

یعنی قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور علوم و مطالب کا تبصرہ
قیمت مجلد پارچہ ۸/ ہے

قرآن مجید ترجمہ فتح الحمید یہ سب سے با قاعدہ
سلیس ترجمہ
قرآن مجید کا ہے جو مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری نے
کیا ہے۔ ہدیہ پانچ روپے (صہ/)

القول المتین سورۂ والتین کی تفسیر اردو زبان میں
حضرت مولٰینا ابو الکلام آزاد کے
رشحات قلم سے۔ قیمت ۸/

رسالت نامہ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں
حضور سرور دو جہان کی مبارک
زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت عہ/

فردوس آسیہ فضائل صحابہ میں بہت اعلیٰ درجہ کی
کتاب ہے۔ قیمت عہ/

ملنے کا پتہ:- مینجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤ الدین۔ پنجاب

پیارے نبی کے پیارے حالات

حضرت رسول خدا صلعم کے بچپن کے حالات زندگی قیمت عہ

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب امام حسن و حسین سبطین رسول مقبول صلعم کے مناقب اور فضائل شریف میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کے خاندان کے رکن کی لکھی ہوئی۔ قیمت عہ

دارمی شریف

کا احادیث رسول مقبول صلعم کا ایک مستند مجموعہ کتب احادیث میں قدیم کتاب کا زر کثیر خرچ کر کے عربی سے ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت عہ

فیضان قدسی

کا اس میں آیۃ الکرسی شریف کے پڑھنے کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال درج ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے۔ قیمت ۸ر

ہشت بہشت

یعنی سوانح عمری خواجگان چشت اہل بہشت جس میں آٹھ اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ قیمت عہ

انقلاب قسطنطنیہ

جس میں جنگ ہفت سالہ کے سلسلہ میں ترکوں اور اتحادیوں کے جان توڑ مقابلوں کے فوٹو الفاظ کی صورت میں کھینچے گئے ہیں تازہ واقعات سے معمور عشق کی چاشنی اور کیف محبت میں مخمور نئی روشنی آلاتِ جنگ کے ساتھ تلوار کی کاٹ دکھائی گئی ہے قیمت ۸ر

کلیاتِ اکبر

کا مولانا اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی پنشنر سشن جج کا کلیات حصہ اول عہ
حصہ دوم ۸ر حصہ سوم عہ

[illegible]ہم اکبر

یعنی حضرت اکبر الہ آبادی کے کلام کا مختصر مجموعہ۔ قیمت ۸ر

تاریخ سلاطین آل عثمان معہ جنگ ترک و یونان

سلطنت عثمانیہ کی تاریخ کا مطالعہ ہندوستانی مسلمانوں کیلئے نہ صرف سبق آموز ہے بلکہ اسکے پڑھنے سے ہمارے بچوں میں شوق حصول حریت جذبہ حب قوم و ملک اور مذہبی جوش پیدا ہوگا۔ تمام سلاطین آل عثمان کی تصاویر اور چند ایک نقشوں کے ساتھ کتاب کو شائع کیا گیا ہے قیمت مجلد عہ

دیوان نہایت الکمال

کا مصنفہ سلطان الشعراء حضرت امیر خسرو طوطی ہند قدس سرہ جس میں آپکے نہایت نایاب چیدہ چیدہ قصائد غزلیات قطعات رباعیات مطائبات چیستان وغیرہ شامل ہیں۔ قیمت عہ

دیوان الغایت الکمال معہ دیباچہ

سلطان الشعراء حضرت خواجہ امیر خسرو والی ہند کا دیوان جس میں قصائد غزلیات۔ قطعات۔ چیستان رباعیات وغیرہ شامل ہیں۔ قیمت عہ

سکندر نامہ خسرو

جو مولانا نظامی گنجوی کے سکندر نامہ کے جواب میں حضرت امیر خسرو نے تحریر فرمایا ہے ساڑھے چار ہزار شعر کی کتاب علاوہ حسن عبارت و نعت شاعرانہ کے نصائح حکیمانہ اور مباحث فلسفیانہ سے لبریز ہے۔ قیمت عہ

بیان خسرو

جس میں حالات حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ از مولانا شبلی نعمانی۔ قیمت ۱ر

سترھویں نامہ

جس میں حضرت امیر خسرو کی کیفیت زندگی کے ساتھ انکی نہایت مزیدار پہیلیوں اور علمی تصنیفات کا تذکرہ ہے قیمت ۳ر

مذہبی معلومات

اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے کہ تمام اہم اور ضروری باتیں جو مذہبی معلومات سے تعلق رکھتی ہیں درج کی گئی ہیں۔ قیمت عہ

فلاح دین و دنیا

یہ کتاب دینی مسائل پر حاوی ہے مذہب کی انسائیکلوپیڈیا ہے یہ آپ کو وہ تمام مذہبی باتیں سکھاتی ہے جن کی زندگی میں ضرورت ہو سکتی ہے۔ نہایت مستند عربی فارسی کتب کا عطر ہے اور ایک زبردست عالم کی تصنیف ہے حجم ۶۰۰ صفحات۔ قیمت للعہ

اسلامی زندگی کلاں

جس میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کے ماتحت اسلامی معاشرت سے تعلق رکھنے والے ان تمام ضروری اور نازک مسائل کو نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد معتبر کتب سے جمع کیا گیا ہے جسکی اس پُر آشوب وقت میں مسلمانوں کو بہت ضرورت ہے۔ قیمت ۱ر

عملیات

اس کتاب میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عالموں کے زیر عمل رہے ہیں اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عالم بن سکتے ہیں۔ قیمت ۱ر

دین و دنیا کے افسانے

نہایت مفید دلچسپ اور پُر تاثیر افسانوں کا مجموعہ جن کے مطالعہ سے زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح ہو سکتی ہے
قیمت حصہ اول درس عبرت۔ قیمت عہ
قیمت حصہ دوم تصویر معاشرت قیمت عہ

طوفان زندگی

دین و دنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری۔ قیمت عہ

زندگی کی صبح و شام

دین و دنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری قیمت عہ

دُولہا دُلہن کی کتاب نوجوانوں کی زندگی کو پُرکیف بنا دیگی اور اُن لذتوں کی طرف رہنمائی کریگی جن سے بڑے بڑے ناتجربہ کار ناواقف ہیں اِس کتاب کے مُطالعہ کے بعد مواصلت کی لذّت دوگنی اور چوگنی ہو جائیگی۔ باغ حسن کی گلچینی کا سلیقہ آ جائیگا۔ قیمت ۴ ر

میاں بیوی کی یہ کتاب بھی اُن ہی لوگوں کیلئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ قیمت ۱۰ ر

اولاد کی تربیت کی یہ کتاب نوجوانوں کو دیانتداری حق پرستی۔ نکوکاری کی تعلیم دینے والی ہے۔ قیمت ۱۰ ر

میاں بیوی کے لطیفے مرتبہ محمد انوار صاحب ہاشمی قیمت ۸ ر

لُطفِ زندگی قاری سرفراز حسین صاحب کے گل ریز قلم کا ایک نہایت دلچسپ قِصہ۔ قیمت ۲ ر

معلومات تجارت اِس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کیجائے۔ تجارت کے شروع کرنے اور تجارت میں کامیاب ہونیکے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت ۶ ر

اسرار نباتات نباتات کی پیداوار تصویریں اور انکے طبی اسرار مختصر سی کتاب میں درج کرکے مُصنّف نے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ قیمت ۸ ر

کملی والا اِس کتاب کی جس قدر تعریف کیجائے کم ہے۔ پنجابی زبان میں حضرت سرورِ کائنات سرورِ دو جہاں کے حالات زندگی کو ایسی خوبی سے نظم کیا ہے کہ مُصنّف کی محنت کی داد دینی پڑتی ہے۔ قیمت ۱۲ ر

اکمال فی اسماء الرّجال جامع مشکوٰۃ شریف کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب صدہا محدثین کے حالات پر مشتمل ہے۔ حدیث کے شائقین کیلئے اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ قیمت ۱۸ ر

بہشتی زیور کامل اُردو مؤلفہ حضرت مولٰنا مولوی اشرف علی صاحب یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کیلئے تالیف ہوئی ہے اور اس کتاب کے گیارہ حصے ہیں اس میں تمام ضروری مسائل و حقوق طریقہ تربیت اولاد طرز معاشرت و قواعد تجوید و اصلاح الرسوم مروجہ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق و ذکر قیامت اور نیک بیبیوں کی حکایات و حفظِ صحت و سلیقہ خانہ داری وغیرہ وغیرہ بوضاحت درج کئے گئے ہیں قیمت مکمل کتاب ۳ ر

عارفاتِ سُلطانی اِس کتاب میں ہندوستان کی تعلیمیافتہ خواتین کے مُطالعہ کیلئے چالیس ولی اللہ عورتوں کے حالات و اقوال لکھے گئے ہیں نیز ایک مخاطبہ ہے جس میں معزز خواتین کو وہ پیام دیا گیا ہے جس کیلئے قدرت نے انہیں پیدا کیا ہے قیمت مجلد ۱۲ ر

تذکرۃ الاولیا اُردو اِس کتاب میں ایک سَو کے قریب ولیوں کا تذکرہ ہے ہزارہا نکات اور ولیوں کے اقوال ہیں۔ کتاب کے مُطالعہ سے دل پر حقیقی اثر پڑتا ہے۔ قیمت ۱۸ ر

تصدیق صداقت حضرت رسول مقبول صلعم کے حالات۔ کلام اللہ شریف اور اِسلام کی صداقت کُلیۃً غیر مُسلموں کی سند اور تائید سے ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲ ر

الدر النضید اس کتاب کو امام مجتہد قاضی محمد بن علی شوکانیؒ نے عربی زبان میں لکھا اور عربی زبان کے فاضل مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے اسے اُردو کا جامہ پہنایا۔ قیمت ۱۲ ر

حیاتِ باقیہ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے حالات و خوارق عادات سلیس اُردو زبان میں نہایت احتیاط کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں معہ آپ کے ملفوظات اور کلمات طیّبات کے قیمت ۱۲ ر

رُکن الدّین اُردو یہ کتاب علم فقہ میں بڑے اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے قیمت ۱۲ ر

نمازِ حنفی مُدلّل ہر دو حصہ قرآن و حدیث سے عام مسائل نماز مذہب حنفیہ کے ہر ایک مسائل کو ثابت کیا گیا ہے قیمت ۱۲ ر

خطباتِ دین محمّدی اس میں ساٹھ عدد خطبات جمعہ خطبات عیدین و خطبات نکاح درج ہیں۔ قیمت ۱۸ ر

حکمت کے موتی وہ قول اور شلوک معہ تشریحات کاملہ جو انسانی زندگی کو بہترین اور کارآمد بنا سکتے ہیں۔ قیمت ۴ ر

تُرکی حرم اِس کتاب میں ترکی خواتین کی معاشرت پر ایک نظر غائر ڈالی گئی ہے اور تصویر کا اصلی پہلو دکھایا ہے۔ قیمت ۱۸ ر

حجاج بن یوسف علامہ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول کا ترجمہ۔ حجاج بن یوسف کے محاصرہ بیت اللہ شریف اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ کے حالات ضمناً عشق کی چاشنی بھی موجود ہے۔ قیمت سوا روپیہ (۱۴ ر)

المدینہ والاسلام علامہ محمد فرید وجدی مصری کی کتاب کا ترجمہ ہے جو بقول نواب محسن الملک مرحوم اسلام کے اظہار کیلئے بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ ر

(محصولڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ:۔ منیجر صوفی کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب

رفیق عام پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام منشی عزیز الدین پرنٹر چھپکر پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب سے شائع ہوا

معدہ کی شکایت تمام بیماریوں کی جڑ ہے

نمک سلیمانی

سرِ معدہ کا سستا و اعلیٰ علاج

نمک سُلیمانی تمام شکایتوں کو دُور کرکے معدہ کو مقوّی کرتا ہے اور بدن میں خون صالح بافراط پیدا کرکے تندرستی کو بڑھاتا ہے۔ دائمی قبض بدہضمی۔ شکم میں درد اور نفخ ہوجانا۔ کمی اشتہا یعنی بُھوک نہ لگنا۔ کھٹے ڈکار آنا۔ سینہ جلنا۔ مُنہ سے بدمزہ پانی چھوٹنا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ۔ دبائی امراض ہیضہ۔ اسہال پیچش۔ بواسیر۔ دردکمر۔ درد گردہ۔ اوجاع اورام مفاصل یعنی گنٹھیا دردسر ضعف دماغ۔ ضعف بصر وغیرہ اور دیگر امراض میں مثل تریاق کے حکمی تاثیر رکھتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نفع پُہنچاتا ہے۔ عورتوں کی خاص بیماریوں کے واسطے، ایام ماہواری میں کسی قسم کا خلل ہو تو فائدہ کثیر بخشتا ہے۔ بھُوک بڑھاتا ہے اور غذا کو فوراً ہضم کرتا ہے جس کے باعث انسان کے جسم میں خون معمول سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کی سُستی اور غمگینی دُور کرتا ہے اور طاقت مردانگی بڑھاتا ہے۔ فساد خون کو زائل کرکے رنگ بدن صاف شفاف رکھتا ہے۔ قلب کو قوت اور فرحت بخشتا ہے۔ پژمردہ طبیعت کو خورسند کرتا ہے اور وہم وفکر کو زائل کرتا ہے اور معدہ کی تمام خرابیوں کو دُور کرکے اُس کی قوت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے دنوں میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ ہر گھر میں اس نمک کی ایک شیشی موجود رکھنی نہایت ضروری ہے اس سے وقت پر جادُو کا اثر پڑتا ہے۔

جو لوگ نمک سُلیمانی باقاعدہ استعمال کرتے ہیں اُن کی رائے ہے اور اکثر نے اپنا تجربہ لکھا ہے کہ استعمال سے اوّل بدن کا وزن کیا جائے تو ہر روز خُون صالح اِس قدر زیادہ پیدا ہوتا ہے کہ دو تین ماہ میں دس پونڈ سے زیادہ وزن بڑھ جاتا ہے۔ جن لوگوں کو دُودھ ہضم نہ ہوتا ہو وہ اس کو ضرور باقاعدہ روزمرہ استعمال کرتے ہیں۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲ر) تین شیشی دو روپیہ چار آنے (عہ۴ر) چھ شیشی چار روپیہ آٹھ آنے (للعہ۸ر)

بال اُڑانے کا بے ضرر پوڈر

یہ پوڈر نرم سے نرم جگہ پر بھی بے ضرر اور بلا تکلیف بال اُڑا کر جلد کو ریشم کی مانند ملائم کردیتا ہے قلعی و چونہ اور ہڑتال اِس میں نہیں ہے۔ قیمت فی پیکٹ چھ آنے (۶ر)

اغوان ہیئر آئیل یعنی بالوں کے لگانے کا خوشبودار تیل

کارخانہ آبِ حیات نے طبّی اصول کے موافق بالوں کی اصلیت اور روئیدگی و طریق پرورش اور قیام وغیرہ کے حالات پر غور کرکے موجودہ تیلوں اجزائے مروّجہ کے تمام نقصانات کو مدِّنظر رکھکر یہ تیل بیس برس سے ایجاد کیا ہوا ہے جو سر پر لگانے سے بالوں کو تقویت دیتا ہے اور اعصاب و عروق کو مضبوط کرتا ہے۔ درد سر۔ سر کا چکر۔ پوست سے بالوں کا گرنا اور بدخوابی دُور ہوجاتی ہے۔ بالوں کی جڑیں تر رہتی ہیں اور بال لمبے و چمکدار رہتے ہیں۔ دماغ کو طاقت رہتی ہے۔ مسامات میں اس کے اثر سے وہ رطوبت جلد تر تبدیل ہوتی ہے جس سے بال سفید ہوجایا کرتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ۱ر) علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ: مینیجر کارخانہ آبِ حیات پنڈی بہاؤالدین پنجاب

پچیس سال گذشتہ میں چالیس ہزار سرٹیفکیٹ ہماری کامیابی کی سب سے بڑی شہادت

آب حیات

آب حیات نے جو نیک نام پایا ہے اس کی مکمل تشریح کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ اس کے فوائد کی تصدیق میں گذشتہ پچیس سال کے اندر چالیس ہزار سرٹیفکیٹ موصول ہو چکے ہیں۔ عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے واسطے اکسیر اعظم ہے طرفہ یہ کہ اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔ ہر قسم کی کھانسی۔ سر درد۔ زکام۔ نمونیہ۔ درد ریح۔ وجع المفاصل۔ نقرس۔ امراض معدہ پر اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔ اور فساد خون۔ قولنج۔ ہیضہ۔ طاعون۔ پھوڑا پھنسی اور دانت کے درد۔ ضعف بصارت کے لئے نہایت مفید ہے۔ آب حیات جس گھر میں موجود ہے اس کو اور ادویات تیار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایک شیشی میں پچاس بیماروں کے لئے کافی دوا ہوتی ہے۔ آب حیات کے مقابلہ میں اور ادویات کے وزنی بکس فضول ہیں۔ سفر و دیہات میں جہاں حکیم و ڈاکٹر نہیں ملسکتا وہاں یہ نعمت عظمےٰ ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم اس کے استعمال سے پانچ کے بجائے بند رہتے ہیں۔ ناواقف اس کو استعمال کر کے پورا حکیم بن سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی تمام ہندستانی ... چھوٹی شیشی ... ایک درجن ... درجن ... علاوہ محصولڈاک

محافظ دندان

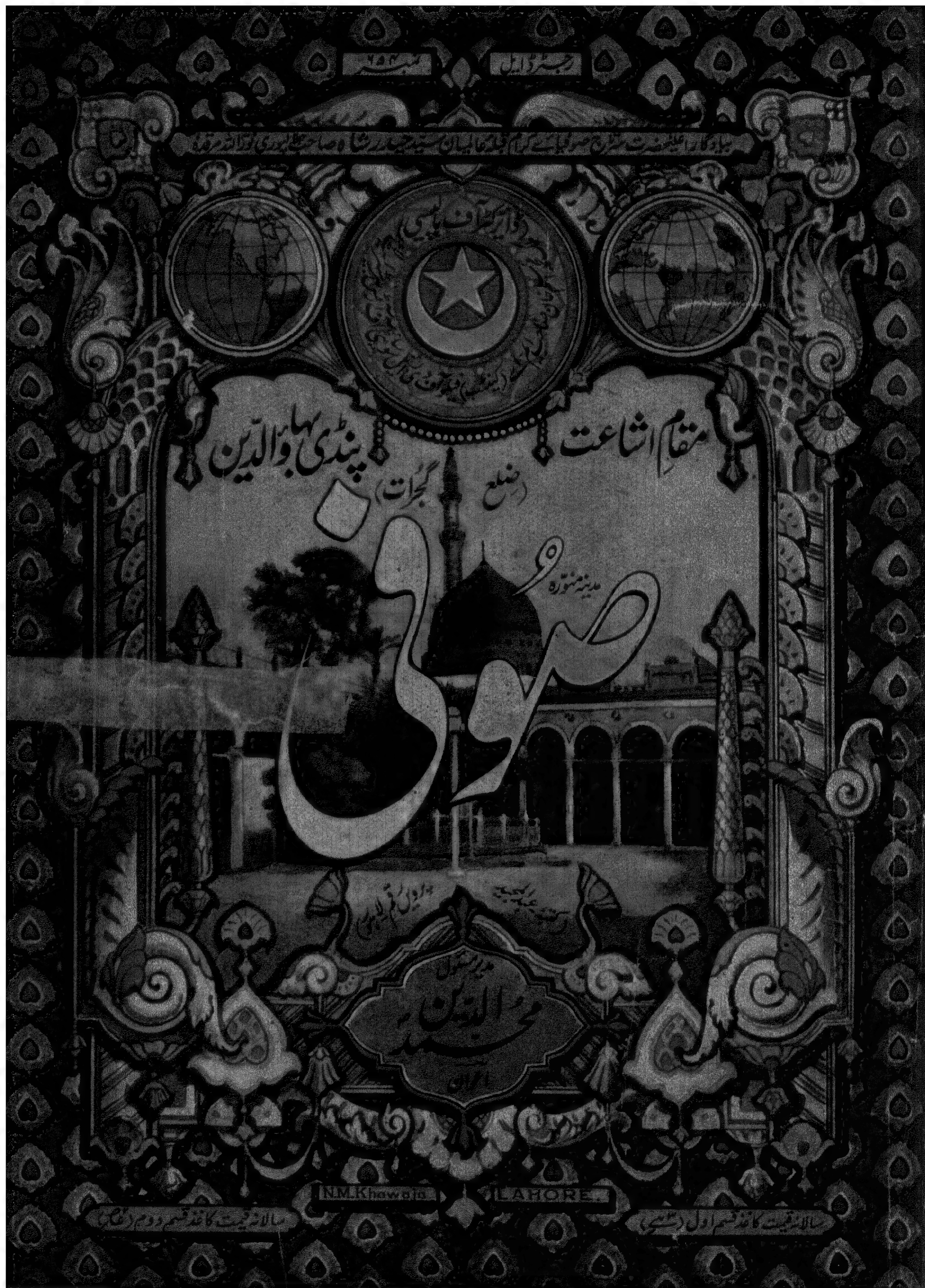
دانت مشین غذائی ہیں۔ ان پرزوں کا جن سے ہمارے جسم کی پرورش ہوتی ہے۔ غذا وغیرہ تمام دنیا کی نعمتیں جو معدہ میں داخل کریں ان کی درستی ابتداءً انہیں دانتوں سے ہوتی ہے۔ پس ہر وقت ان کو صاف رکھنے کی فکر رکھیں اس منجن کے استعمال سے دانت مضبوط مسوڑوں کا گوشت درست خون کا بند ہونا بند اور دانت گرنے سے محفوظ اور کیڑا نہیں لگتا دانت ہمیشہ موتیوں کی طرح چمکدار رہتے ہیں۔ قیمت چار تولہ عہ

صوفیانہ سرمہ

یہ سرمہ ضعف بصر۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار پھولا۔ سرخی۔ پانی بہنا۔ خارش وغیرہ کے واسطے بفضل خدا شرطیہ حکمیہ علاج ہے۔ سکول کے طلباء اور قانون پیشہ صاحبان کیلئے یہ ایک عجیب و غریب تحفہ ہے۔ جو صاحبان اس کو اپنا معمول بنائیں گے۔ انشاء اللہ ان کی آنکھیں کبھی خراب نہ ہوں گی جوانی کی عمر میں جو لوگ اس کا استعمال کرتے رہیں گے وقت پیری اپنی آنکھوں کو جوانی سے بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ ... سیاہ ...

ملنے کا پتہ:- منیجر کارخانہ آبحیات پنڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آبحیات پنجاب

رفیق عام پریس بیرون موری دروازہ لاہور میں باہتمام منشی ... الدین پرنٹر چھپکر پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب سے شائع ہوا



قیمت فی پرچہ چار آنہ

6,000 Copise.

پچیس سال گذشتہ میں چالیس ہزار سرٹفکیٹ ہماری کامیابی کی سب سے بڑی شہادت

قیمت فی شیشی دو روپے ۲ر

آبِ حیات

نمونہ کی شیشی ۴ر آنے



آبِ حیات نے جس قدر نام پایا ہے اسکی مکمل تشریح کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ اسکے فوائد کی تصدیق میں گذشتہ پچیس سال کے اندر چالیس ہزار سرٹفکیٹ موصول ہو چکے ہیں۔ عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے واسطے اکسیر اعظم ہے۔ طرفہ یہ کہ اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔ ہر قسم کی کھانسی۔ سردرد۔ زکام۔ نمونیا۔ دردریح۔ وجع المفاصل نقرس۔ امراض معدہ پر اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے اور فساد خون۔ قولنج۔ ہیضہ۔ طاعون۔ پھوڑا۔ پھنسی اور دانت کے درد۔ ضعفِ بصارت کیلئے نہایت مفید دوا ہے۔ آبِ حیات جس گھر میں موجود ہے اُس کو اور ادویات تیار کرانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایک شیشی میں پچاس بیماروں کیلئے کافی دوا ہوتی ہے۔ آبِ حیات کے مقابلہ میں اور ادویات کے وزنی بکس فضول ہیں۔ سفر و دیہات میں جہاں حکیم و ڈاکٹر نہیں مل سکتا وہاں یہ نعمتِ عظمیٰ ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم اسکے استعمال سے پانچ کے پچاس بنا رہے ہیں۔ ناواقف اسکو استعمال کرکے پورا حکیم بن سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ر۔ تین شیشی ۶ر۔ چھ شیشی ۱۱ر۔ ایک درجن ۲۲ر۔ دو درجن ۴۴ر علاوہ محصولڈاک

صوفیانہ سرمہ



یہ سرمہ ضعفِ بصر۔ تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سرخی۔ پانی بہنا خارش وغیرہ کے واسطے بفضلِ خدا شرطیہ حکمیہ علاج ہے۔ سٹوڈنٹوں اور قانون پیشہ اصحاب کے لئے یہ ایک عجیب و غریب تحفہ ہے۔ جو صاحب اس کو اپنا معمول بنائینگے انشاء اللہ عمر بھر کبھی انکی آنکھیں خراب نہ ہونگی۔ جوانی کی عمر میں جو لوگ اس کا استعمال کرتے رہینگے بوقتِ پیری اپنی آنکھوں کو جوانی سے بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ سرمہ سفید ۲ر فی تولہ سرمہ سیاہ ۲ر

محافظِ دندان



دانت مشین خدائی ہیں اُن چیزوں کا جن سے ہمارے جسم کی پرورش ہوتی ہے غذا وغیرہ تمام دُنیا کی نعمتیں جو معدہ میں داخل کریں انکی درستی ابتداءً انہیں دانتوں سے ہوتی ہے پس ہر وقت انکو صاف رکھنے کی فکر رکھیں۔ اس کے استعمال سے ہلتے دانت مضبوط۔ مسوڑوں کا گوشت درست۔ خون آنا بند۔ بدبو۔ میل و دانت گرنے سے محفوظ اور کیڑا نہیں لگتا۔ دانت ہمیشہ موتیوں کی طرح چمکدار رہتے ہیں۔ قیمت چار تولہ ۱ر

ملنے کا پتہ:- مینجر کارخانہ آبحیات پنڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آبحیات پنجاب

فہرست مضامین رسالہ صوفی

جلد ۴۶ بابت ماہ اگست ۱۹۳۱ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ نمبر ۲

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	شذرات واشارات	ضیاء الملک مُلّا رموزی صاحب	۴
۲	جنگ نامۂ اسلام	جناب منظور حسین صاحب منظور بی۔اے	۱۰
۳	مئے حجاز وحقیقت کے دو جرعے	جناب مولوی عبدالمالک صاحب آروی	۱۳
۴	ذرہ ذرہ میں ترے حُسن کا جلوا دیکھا	مولینا باسط صاحب بسوانی	۲۸
۵	سرحدی اقدامی پالسی	آنریبل سید حسین امام صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ	۲۹
۶	غزل	جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی	۳۱
۷	زیب النساء بیگم	ملک غلام غوث صاحب منشی فاضل	۳۲
۸	میرا کنھیا	جناب سید احمد حسین صاحب امجد حیدر آبادی	۳۴
۹	حضرت بابا فرید مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ	مولینا عبدالمالک صاحب آسی	۳۵
۱۰	اظہارِ تشکر	جناب اصغر حسین خاں صاحب نظیر لودیانوی	۳۹
۱۱	خدمتِ مخلوق	از مولینا احسن صاحب مارہروی	۴۰
۱۲	خاتونِ ہند	از حضرتِ جوش صاحب ملیح آبادی	۴۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صُوفی

شذرات و اشارات

(از ضیاء الملک مُلا رموزی صاحب فاضل الٰہیات ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لنڈن))

یہ امر مسلّم ہے کہ دُنیا میں جب تک کنجڑے۔ دھوبی۔ مزدور۔ بھٹیارے اور ایم۔ اے پاس لوگ زندہ رہیں گے اُس وقت تک کندۂ ناتراش پیر اور صُوفی بھی پیدا ہوتے رہیں گے اور جب یہ پیدا ہوتے رہیں گے تو بداعمالی بھی ضرور پیدا ہوتی رہیگی اور جب بداعمالی ہوتی رہیگی تو مسلمانوں سے غفلت اور کاہلی بھی دُور نہ ہوگی، مگر اب سوال یہ ہے کہ پیر اور صُوفی کا وجود صرف مسلمانوں ہی کے لئے کیوں مُصیبت بن کر رہگیا ہے؟ جبکہ اس عجیب و غریب چیز کا وجود ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے خصوصًا افغانستان اور عربستان تو پیروں کے اتنے اہم مقامات ہیں کہ العظمت للّٰہ، مگر غور کے بعد معلوم ہوا کہ جس قسم کا پیر ہندوستان میں تیار ہوتا ہے" شاید ہی دُنیا کے کسی ایک کارخانے میں ویسا پیر "تیار" ہوتا ہو۔ مثلاً ایک نہایت کامیاب قسم کے پیر کو دیکھنا ہو تو ہندوؤں میں گاندھی کو دیکھ لو۔ اس شخص میں کسی لحاظ سے بھی پیر بننے کی گنجائش نہ تھی مگر آج وہ ہندوؤں میں بہت بڑی ہستی بنا ہوا ہے فرق یہ ہے کہ اپنے ہاں کے پیر اعلیٰ درجہ کا ریشمی لباس پہنتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کا پمپ جُوتا پہنتے ہیں۔ اور گاندھی "ننگ دھڑنگ پیر" بن کر اپنی فراست اور حکمت عملی سے تمام ہندوؤں میں سرکردہ بن رہا ہے حالانکہ اصلیت یہ ہے کہ گاندھی سے زیادہ خطرناک اور مُسلم آزار ہستی روئے زمین پر پائی نہیں جاتی۔

~~~~~~~~~~

اب "پیریات و مُریدیات" کے بعد مساجد کی "امامیات" پر بھی ایک نظر ڈال لیجے، یعنی ہندوستان سے اسلامی حکومت اور اسلامی علوم کے فقدان کے باعث یہ مساجد کے امام لوگ بھی دیہات کے "اُلّو مالوگ" سے کچھ کم اذیت رسان اور مضحکہ خیز چیز نہیں ہیں۔ چنانچہ یہ امر مسلّم ہے کہ ہندوستان کی اکثر مساجد کے امام جن کے اندر "شروط شرعی" کی کوئی تکمیل نہیں مگر وہ ہیں کہ جاہل اور کندۂ ناتراش مقتدیوں اور دین سے بے خبر اہل محلہ کے باعث اپنی مسجد سے لیکر پورے محلے کے "کوتوال شہر" بنے ہوئے ہیں۔ ان کا حُجرہ ان کے خیال میں پاکیزگی اور برگزیدگی کے لحاظ سے بیت المقدس کی عظمت سے کسی طرح کم نہیں ہوتا مگر یہ حُجرہ اصل میں ان کی عیش پسند اور عشرت آرا زندگی کا "ڈریسنگ روم" ہوا کرتا ہے، اسی حُجرہ میں ان کی "انانیت" اور جاہلانہ فرعونیت کا وہ تخت ہوتا ہے جس پر بیٹھکر وہ تمام جاہل مقتدیوں اور اہل محلہ پر حکومت فرماتے ہیں، اس حُجرہ میں بظاہر تو امام صاحب ہی رہتے ہیں مگر اسی میں امام صاحب کی حکمرانی کے وہ تمام "آلات و اسلحہ" بھی فراہم رہتے ہیں جن کے ذریعہ وہ نمازیوں پر اپنے اقتدار کو قائم اور مسلط رکھتے ہیں
~~~~~~~~~~

ان لوگوں کے خیالات حد سے سوا گندہ، حد سے سوا تاریک اور حد سے سوا محدود ہوتے ہیں، وہ اگر عمر میں کبھی کبھار یا مسٹر لائیڈ جارج کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایک کو مشہور مشرک کہہ دیتے ہیں اور دوسرے کو کافر، باقی سب طرح خیریت، البتہ وہ جمعرات اور جمعہ کے دن فاتحہ، پلاؤ، نذرانے اور ایصالِ ثواب کے تمام نقد طریقوں سے نہ فقط واقف ہی ہوتے ہیں بلکہ اپنے زیرِ اثر نمازیوں سے "نارِ جہنم کا خوف دلا کر" منواتے بھی ہیں۔

ان کا سب سے بڑا "مذہبی کارنامہ" یہ ہے کہ اپنی صورت اور اپنے لباس کو ہر وقت دودھ سے زیادہ سفید بنائے رہتے ہیں۔ ان کی علمیت: قرآنِ محترم کی چند ابتدائی سورتوں اور وضو اور غسل کے چند مسائل سے آگے کچھ بھی نہیں مگر جاہل مقتدیوں پر ہر آن ہر لحظہ کھانس کھانس کر اپنے بزرگ ہونے کا اثر ڈالنے سے غافل نہیں رہتے، تبلیغ مذہب یا اعلاءِ حق کے لئے اگر ان کے سامنے کبھی گورنمنٹ کا نام لیجے تو مارے وحشت اور خوف کے آنکھیں بند ہو جائیں اور دس بارہ دن تک کسی حکیم کے ہاں سے گل بنفشہ اور شربت نیلوفر پیتے پھریں۔

مگر اس بے خردی اور بے دانشی پر مولویانہ اکڑ فوں کا یہ عالم کہ ہر وقت بیٹھے داڑھی پر ہاتھ پھیر رہے ہیں گویا بس ان کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مسلمان دوزخ کا کندہ بھی بن جائیگا اور دوزخ کا دروازہ بھی، حیران ہیں کہ اس درجہ "علم ریز و علم بیز زمانے میں" یہ امامت کے آثارِ قدیمہ مساجد میں کیوں باقی چھوڑے گئے ہیں؟

بارے مسلمانوں کو ہوش آرہا ہے اور اب وہ صحیح معنیٰ کے امام اور بنے ہوئے امام میں فرق محسوس کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ یکم جون ۱۹۳۱ء کو ہمارے نام شمالی بنگال سے ایک طول طویل خط آیا ہے جس میں "بنگالی اماموں" کے عجیب و غریب مظالم اور ان کی جہالت اور عصیاں سے لبریز زندگی کو پیش کر کے لکھنے والے نے بتایا ہے کہ صوبۂ بنگال میں علوم دینی سے یکسر بے خبری کے باعث بنگال کے ائمہ مساجد بنگالی مسلمانوں کو جی بھر کر لوٹ رہے ہیں، ان لوگوں نے اپنے خود غرضانہ اور من گھڑت عقائد و خیالات سے اسلامیانِ بنگال کو نہ عقبیٰ کا رکھا نہ دنیا میں ٹپّی کلا کڑی کا۔

اسی طرح ان اماموں کی زندگی کا سب سے گھناؤنا اور گندہ خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ یہ لوگ ایک ہی قسم کی وضع قطع پر مسلمانوں کو تازیست دیکھنا چاہتے ہیں اور لباس و عمل کے ادنیٰ تغیر کو وہ کفار سے مشابہت کہہ کر محلّے میں رہنا مشکل کر دیتے ہیں۔

۲۔ بہترین اور لذیذ غذائیں خود کھاتے ہیں، اور حد سے سوا موٹے ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن مقتدیوں کو کافی ریاضت۔ عبادت اور تسبیح و وظائف کی ہدایت فرماتے ہیں۔

۳۔ درپردہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں اور پھر خود فریقین سے ایک خاصی رقم وصول کر کے مصلح اور ثالث بن جاتے ہیں مگر کسی ایک طاعون میں مر نہیں جاتے، بلکہ پلاؤ بھی کھاتے ہیں اور زردہ بھی۔

۴۔ ان کے متعلقین خود ان کے نقشِ قدم پر نہیں چلتے بلکہ امام صاحب کے بیٹے صاحب اپنے باوا صاحب سے کہیں زیادہ خوش پوشاک اور خوش غذا ہوتے ہیں۔ مگر امام باوا اس اپنے عیش پسند بیٹے پر کوئی شرعی حد جاری نہیں فرماتے۔

۵۔ کہیں کہیں خود امام صاحب بھی جائیداد اور مکانات پر مقدمہ بازی میں کافی حصّہ لیتے ہیں مگر ایک مرتبہ بھی ہیضے اور تپ دق میں مبتلا نہیں ہوتے۔

یہ تو ہوا خلاصہ بنگالی اماموں کا۔ اب ذرا ملا رموزی سے اُن مقتدیوں کا حلیہ بھی سن لیجے جو ان اماموں کے مظالم سے بے چین ہیں چنانچہ مقتدی نمبر اوّل وہی مانا جاتا ہے جو محلّے میں سب سے زیادہ غریب اور سب سے زیادہ جاہل ہوتا ہے، اس قسم کے مقتدیوں ہی کی تعداد ہر جگہ زیادہ ہوتی ہے، اس غریب کا مقصد نماز ہی یہ ہوتا ہے کہ خدا اُس سے خوش رہے، لہٰذا اپنے جہل کے اثر سے وہ مسجد میں پوری پابندی کے ساتھ حاضر ہونا اور امام صاحب کے احکام کی تعمیل ہی کو خلاصۂ نماز سمجھتا ہے، اور ایسے ہی مقتدی ہوتے ہیں جو امام کی کسی چال اور مکاری کو نہیں سمجھ سکتے اور ایسے ہی مقتدیوں کے امام بھی ہوتے ہیں جو ہر قسم کی عیاری سے کام لیتے ہیں اور لے سکتے ہیں، لہٰذا ایسے مقتدیوں اور اماموں کا فیصلہ یا تعلیم دین کر سکتی ہے یا حاکمِ شرع۔

البتہ مقتدیوں کا ایک اور گروہ ہے اور وہ گروہ مشتمل ہے اردو، فارسی اور انگریزی پڑھے ہوئے مسلمانوں پر، جو علوم دینی سے بے خبر ہیں۔ مسلمانوں پر اِس قسم کے مسلمان مسجد اور نماز سے صرف اتنی دلچسپی کا اظہار فرماتے ہیں کہ نہایت نخرے سے تشریف لائے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھی اور "دولت خانے" واپس ہو گئے۔ انہیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ امام کا امتحان اور اُس کا انتخاب بھی ہمارے فرائض میں ہے۔

اس کے بعد مرتبہ ہے امراء و رؤسا کا سو اس طبقہ کو مسجدوں اور اماموں سے جتنی دوری اور بے خبری ہے اُسے یا خدا جانتا ہے یا کوتوالی والے اور بفرضِ محال کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر کوئی رئیس اور امیر مسلمان مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے بھی لگا تو اس سے یہ لازم کہاں آتا ہے کہ وہ رئیس یا امیر ہو کر مسائل شرعی سے بھی واقف ہے اس لئے اس قسم کے مقتدیوں اور اماموں کا قصہ بھی ختم۔

اب رہ گئے وہ مقتدی جو یا خود عالم و فاضل ہیں یا "کچھ کچھ" سو اوّل تو ایسوں کا امام بھی نا قابل اعتراض ہوتا ہے یا پھر بھی اگر اُس میں کوئی کمزوری ہے تو اس کے ذمہ دار یہی واقف مقتدی ہیں نہ کہ امام، اِس لئے کہ منصب امامت کو اتنی آسانی سے قبول و اختیار کر لینے والے کی نیک نیتی میں بھی ذرا شک ہے جبکہ منصب امامت کا اختیار کرنا بھی نا اہل کے لئے مفید و موزوں بات نہیں۔

خلاصہ یہ کہ نا اہل یا مکار اماموں کی اصلاح مقتدیوں ہی کے اختیار کی بات ہے اس کی شکایت مُلا رموزی یا گورنمنٹ سے فضول ہے، ہاں اگر کچھ ذمہ دار ہیں تو آپ کے مذہبی لیڈر اور قائدین جن کی ذمہ داری میں مساجد اور ائمہ مساجد کی تنظیم نگرانی اور اصلاح داخل ہے مگر ان غریبوں کے پاس دورہ کر کے ایک ایک مسجد اور ایک ایک امام کی نگرانی کیلئے نہ ٹکٹ کے دام ہیں نہ کوئی مرکزی ذمہ داری، لہٰذا یہی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں علوم دین اور فرائض دینی کی تعلیم کو اتنا عام کر دیجئے کہ وہ نہایت درجہ ضروری اور روزانہ ادا کرنے والے فرائض ہی سے واقف ہو جائیں پھر بھی اگر لکھے پڑھے مقتدیوں کے امام صاحب سے کوئی خطا ہو تو انہیں تھرڈ کلاس میں بٹھا کر مُلا رموزی کے پاس بغرض "صدر حکم" بھیج دیجئے گا۔ آہ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب۔

علوم دینی اور شعائر اسلامی سے بے خبری اور دوری کا ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو۔ مگر ایک تمہید بھی عرض ہے یعنی اس زمانے میں مضمون نگاران اُردو کے چند "قبیلے" ہیں۔ مثلاً ایک قبیلہ تو وہ ہے جو اپنے علم و فضل، عمر اور تجربے کے لحاظ سے نہایت درجہ باوقار، متین اور سنجیدہ ہے اور اُس کی انشاء کا ہر نقطہ انہی علائم و آثار کا علمبردار ہے، دوسرا قبیلہ وہ ہے جو رتبے میں اس سے دوسرے نمبر پر ہے، اور تیسرا قبیلہ وہ ہے جس کے افراد کو بہ لحاظ عمر و علم، تجربے اور پختہ کاری کے یوں کہہ سکتے ہیں کہ "بے چارے ابھی بچے ہیں"۔ چنانچہ ایسوں کی پہلی علامت یہ ہے کہ ان کے زور انشاء پردازی کی آخری حد برسات تک ہے جہاں برسات کا موسم ختم ہوا بس پھر وہ کسی دفتر میں تو نظر آ سکتے ہیں مگر اخباروں اور رسالوں میں نہیں، دوسری علامت یہ ہے کہ وہ دس بارہ مضامین لکھنے کے بعد ایک نہ ایک رسالے کے ایڈیٹر بن کر رہتے ہیں، تیسری علامت یہ ہے کہ وہ مشکل سے دس بارہ مضامین اور ایک آدھ "بوڑھی سی کتاب" لکھنے کے بعد کسی نہ کسی مشہور اہل قلم کے خلاف لکھنا تو کیا مگر ہاں "ناچنا" شروع کر دیتے ہیں مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح مشہور تو ہو جائیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک و صحافت میں بجائے کسی قابل ذکر مرتبے اور رتبے کے انہیں دائمی موت کا پیغام مل جاتا ہے اور چار و ناچار روٹیاں کمانے کے لئے انہیں بی۔ اے، پاس کرنا پڑتا ہے یا خراس خریدنا ہوتا ہے تب جا کر دن پورے ہوتے ہیں۔ اسی لئے زندگی، شہرتِ عام، قبولِ عام، وقار اور اثر کے لحاظ سے ایسوں کے لئے چند گالیاں تو باقی رہ جاتی ہیں، باقی خیریت۔

اب اگر ایسوں کے ہفوات کو کوئی رسالہ اپنے صفحات میں جگہ دیدے تو پھر وہ خود کو "محمد فاضل" سمجھتے ہیں اور لطف یہ کہ دائیں بائیں دیکھ کر خوش بھی ہوتے ہیں، چنانچہ ایسوں میں سے ایک "مشتاقِ تہذیب لنڈن" اور دلگرفتۂ تہذیب مغربی نے ایک "مضمون چھپوایا ہے"۔ اب اس مضمون میں آپ کی "بی۔ اے رسیدہ عقل" کی کارگزاریاں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ مثلاً ہم نے ہزار مرتبہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کو علوم دین سے بے خبری نے برباد کر دیا۔ اسے جناب محمد فاضل صاحب کی عقل نے یوں سمجھا ہے کہ ہم انگریزی علوم اور انگریزی زبان کے مخالف ہیں، مگر جب بیچارے نے اپنے اسی مضمون چھپ کے ساتھ ہمارے مضمون میں یہ دیکھا ہوگا کہ ہم نے مسلمانوں کو "جامعہ ملیہ دہلی" ایسی، بی، اے، ساز اور ایم، اے، گر درس گاہ میں اپنے بچوں کو داخل کرنے کی ترغیب دی ہے

تو غریب کا بُرا حال ہوا ہوگا۔

۲۔ ہم نے لاکھ مرتبہ لکھا ہے کہ زبان اُردو کی بربادی کا سبب یہ ہے کہ انگریزی خواں طبقہ رسایل اُردو، اخبارات اُردو اور کُتب اُردو سے محبت نہیں کرتا بلکہ "پائینیر" پر مرتا ہے، مگر ہمارے اس خیال کو محمد فاضل صاحب کی عقل نے یوں سمجھا گویا ہم ہندوستانیوں کو انگریزی بان کے رسالوں، اخباروں اور کتابوں کے مطالعہ سے "شرعاً منع" کرتے ہیں، چنانچہ آپ نے بی۔ اے کا تمام زور صرف فرما کر لکھا ہے کہ "اے مُسلما نو مُلّا رموزی کی بات پر نہ جانا بلکہ جتنا ہو سکے انگریزی رسالوں اور اخباروں کو پڑھنا۔

۳۔ ہم نے بے شمار مواقع پر لکھا ہے کہ موجودہ عہد کے اسلامیہ ہائی اسکولوں اور کالجوں میں اسلامی علوم کی تکمیل و تعلیم کا تسلّی بخش بندوبست نہیں اسی لئے ان درس گاہوں سے کوئی قاضی و مفتی بن کر نہ نکلا، اس کا جواب محمد فاضل صاحب کی عقل سے کچھ نہ بن آیا اور منہ چڑا کر رہ گئے مگر آخر میں ہمارے ایک خیال پر خاصی بلاغت ربودی دکھائی ہے آپ بھی لطف لیجیے، یعنی

۴۔ ہم کئی سال سے لکھ رہے ہیں کہ مُسلمانوں نے قومی اور دینی خصائص و آثار سے اتنا بُعد اختیار کر لیا ہے کہ اب وہ دُوسری قوموں کے آداب و خصائص کو اپنے آداب و خصائص سمجھنے لگے ہیں اور اسی ذیل میں وہ عیسائیوں کے سالِ نو عُرف دسمبر اور جنوری میں "کرسمس ڈے" اور نیو ایرس ڈے" کو اُسی شان سے مناتے ہیں جس طرح عیسائی مناتے ہیں، ظاہر ہے کہ ہمارے اس خیال کا مقصد صرف یہ ہے کہ مُسلمان اپنے آداب قومی اور اصول مذہبی کو ترک کر کے غیر اقوام کے آداب کو قبول نہ کریں، اُنہیں اگر ایسا ہی شوق ہے تو وہ اپنے ہی سالِ ہجری اسلامی پر "نوروز" منائیں۔ اس کے جواب میں محمد فاضل صاحب نے اتنا زبردست اور "عالمانہ جواب رسید کیا ہے" کہ پڑھئے اور خود بھی عالم فاضل بنجائیے" یعنی آپ فرماتے ہیں کہ محرم کا مہینہ چونکہ رنج کا مہینہ ہے اِس لئے اس کے آغاز پر خوشی کا اظہار نہ کرنا چاہیئے۔

لیجیے یہاں محمد فاضل صاحب کی مُجملہ "لیاقتیں" صرف و ختم ہوگئیں، اوپر کی لیاقتوں کا اندازہ تو اسی سے ہو گیا کہ فضیلت دستگاہ محمد فاضل صاحب نے ہمارے خیالات کو دانستہ طور پر غلط سمجھانے کی کوشش کی ورنہ نہ ہم انگریزی علوم کے مخالف ہیں نہ زبان کے، اسی طرح موصوف ثابت نہ کر سکے کہ انگریزی خواں طبقہ انگریزی سے محبت نہیں کرتا اور سر تا سر اُردو ہی کا حامی اور سرپرست بنا ہوا ہے۔ اب رہی محرم الحرام پر "نوروز" منانے کی خوشی سو اس کے لئے آپ نے جو "ال۔ ال۔ بیانہ دلیل" پیش فرمائی ہے اُس سے ہمارا مقصد خطاب و تنقید حاصل ہو گیا، یعنی ہم نے اوپر جو کچھ لکھا ہے اور لکھتے رہے ہیں وہ یہی ہے کہ موجودہ "انگریزی زدہ مُسلمان" اپنے دینی اور قومی آداب و اصول سے کوسوں دُور جا پڑے ہیں لہٰذا احمد فوح بی۔ اے جناب، کی یہ فضیلت مُلاحظہ ہو کہ آپ محرم کو رنج کا مہینہ قرار دیکر خوشی سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔

اب اس خیال کے رد میں کہ محرم کو صرف رنج ہی کا مہینہ قرار دیکر ہر قسم کا اظہار مُسرت ترک کر دیں ہم عرض کرتے ہیں کہ اوّل تو مُسلمانوں میں "ماتم" اور اظہار رنج والم اُس حیثیت سے جس حیثیت سے کہ آپ بتاتے ہیں شرع سے جائز ہی نہیں۔

اب رہا حضور آقائے آسمان منزلت سیّدنا امام حسین علیہ السّلام کے حادثۂ فاجعہ پر اظہار رنج والم کا طریقہ سو اس کے احترام سے الحمدللہ کہ مُلّا رموزی کا کوئی انکار نہ آپ ثابت کر سکتے نہ دُنیا کے کوئی اور محمد فضل خان، رہا یہ امر کہ جس رنگ میں آپ اس مہینے میں ماتم کرنا چاہتے ہیں اور اگر نہ کریں تو آپ کو دُنیا "یزید" کہنے پر آمادہ نظر آتی ہے اُس کیلئے بجائے ہمارے آپ ایک ایسے شاعر سے جواب سُن لیجے جسکی شعری عظمت و بلند پائیگی کے قایل آپ ایسے ڈہائی لاکھ بی۔ اے پاس لوگ موجود ہیں اور کاش آپ اپنی مادری زبان کے رسالوں اور اخباروں کو مُلاحظہ فرماتے رہتے تو آپ کو اُردو کے سب سے بلند اور ممتاز اخبار "زمیندار لاہور" کی ایک نہیں چار اشاعتوں میں یہ جواب مل جاتا لہٰذا آپ ۱۲ جولائی ۱۹۳۱ء کے زمیندار لاہور سے حضرت جوش ملیح آبادی کا جواب سُن لیجے ؎

کھول آنکھیں لے اسیر کاکل زشت و نکو
آہ کن موہوم موجوں پر بہا جاتا ہے تو،

ختم ہے آنسو بہانے پر ہی تیری آرزو
اور شہیدِ کربلا نے تو بہایا تھا لہو

ہاتھ ہے ماتم میں تیرا سینۂ افگار پر
اور حسین ابنِ علی کا ہاتھ تھا تلوار پر

تھیں بہتّر خوں چکاں تیغیں حسینی فوج کی ۔۔۔ اور صرف اک سیّد سجاد کی زنجیر تھی
اتنی تیغوں کی رہی کل ہیں نہ تیرے یاد بھی ۔۔۔ حافظے میں صرف اک زنجیر باقی رہ گئی
رُوح کو بے چارگی سے اُنس پیدا ہو گیا ۔۔۔ اشجع عالم کے پیرو، یہ تجھے کیا ہو گیا؟

آب ان حالات کے بعد بی، اے، پاس محمد فاضل صاحب کے ذرایع اگر موجودہ عرب کے حالات معلوم کرنے کے لئے وسیع ہوتے تو اُنہیں معلوم ہوتا اُس طرف کے اکثر مسلمان سال ہجری کے آغاز پر اُسی طرح اظہار مسرت کرتے ہیں اور مبارکباد کے کارڈ اور خطوط ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں جس طرح آپ کے ہاں بعض وارفتگان لنڈن مسلمان عیسائیوں کے سال نو پر، آہ آج یہ بھی وقت آیا کہ مسلمان زادے اپنی روایات، اپنی قومی خصوصیات اور مذہبی آداب کو ترک کر کے غیر قومی آداب و اصول کے اخذ و اختیار پر اس شدت سے مصر ہیں اور بدنصیبی یہ کہ اسے بھی اپنی لیاقت سمجھتے ہیں سوالیسوں کیلئے جریدۂ محترم "البشیر اٹاوہ" نے اسی سالِ ہجری پر اظہار مسرت کے جواز میں لکھتے ہوئے آخر میں جو کچھ بتایا ہے اُس کے پورے الفاظ اخبار "مدینہ بجنور" مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۵ کالم ۱ سے سن لیجے جو یہ ہیں:۔

"افسوس آج یہی حالت ہم ہندوستان کے مسلمانوں کی دیکھ رہے ہیں، ہمارے اعلیٰ طبقے میں اور تعلیمیافتہ لوگوں میں جس سُرعت کے ساتھ انگریزی تمدن، انگریزی رواج، انگریزی طرز معاشرت، انگریزی عادات واخلاق رواج پا رہے ہیں اور جس طرح ہم روز بروز مذہب سے بیگانہ ہو رہے ہیں اپنے علوم و فنون کو بھول رہے ہیں اگر یہی رنگ پچاس برس اور رہا تو ہندوستان کے مسلمان اگر یوروپینوں میں نہیں تو دیسی عیسائیوں میں ضرور جذب ہو جائیں گے۔"

آب فرمایئے کہ اگر آپ کے "ارشاداتِ لندن آیات" پر ہندوستانی مسلمان چل پڑیں تو بقول اخبار "البشیر اٹاوہ" انہیں آپ اگر "یوروپینوں میں" جذب کرادیں گے تو خود کے لئے دیسی عیسائی کی صورت قبول کرنا پسند کیجے گا یا نہیں؟

آب براہِ کرم ایک بات ضرور یاد رکھیئے کہ اپنی شہرت کی خاطر آیندہ جو مضمون آپ لکھیں اُس میں ملا رموزی کا نام صاف صاف لکھیں تاکہ آپ کے ساتھ وہ غریب بھی مشہور ہو جائے دُوسرا فائدہ یہ ہو کہ جس رسالے میں ملا رموزی کے خلاف آپ کے مضامین مسلسل شایع ہوں اُس کا علمی و ادبی وقار برباد ہوتا رہے اور لوگ اُس سے اسی لئے نفرت کریں کہ "لڑاکا پرچہ ہے ہٹاؤ بھی اسے کون خریدے" کیونکہ الحمدللہ آپ کے مضمون میں کسی پر اعتراض ہی ہوگا تیسرے یہ کہ خود آپ کے لئے لوگ اندازہ کرلیں کہ ابھی بے چارے نیم پختہ ہیں ورنہ مخالفانہ مضامین کے عوض کوئی اعلیٰ درجہ کا علمی اور تاریخی مضمون لکھتے تو ایک علمی وقار کے مالک ہو جاتے، اس لئے کیا اچھا ہو کہ آپ آیندہ اس سے بھی زیادہ صاف صاف گالیاں لکھیں اور ملا رموزی کا نام بھی بس ایک بات سے منع کرتے ہیں سو وہ بھی "ذرا ذرا" "بہت بہت نہیں" اور وہ یہ کہ رسالہ "صوفی" "تصوف" و "سیاست" کی خشکی اور ہمت آزمائی کا میدان ہے اور پھر ملا رموزی ایسا "بازاری آدمی" اور آپ کے ہاں پھر "ادبی اور شعری" نزاکتیں اور لطافتیں ہیں اس لئے یہ بے چارا آپ کیلئے موزوں نہیں ہے آیندہ حضور مالک ہیں، باقی سب خیریت ہے اُمید ہے کہ آپ بھی درجے بدرجے خیریت سے ہونگے؟

آب چلیئے اور اس مہینے کے تصوف کو ملاحظہ فرمالیجے گویا ہندوستانی مسلمانوں کے حق میں تصوف بھی ایک ماہوار رسالہ ہو گیا ہے جس کے ہر مہینے کی اشاعت میں نئے نئے اور اگلی اشاعت سے مختلف مضامین ہوا کرتے ہیں چنانچہ ۱۱ رمئی ۱۹۳۱ء کے اخبار "انقلاب لاہور" کے صفحہ ۳ کالم ۴ پر ایک پیر صاحب یوں "لکھے ہوئے پڑے ہیں" کہ

"تحصیل گوجرہ ضلع لائل پور کے ایک گاؤں میں ایک پیر صاحب رونق افروز ہوئے آپ نے دو چار لڑکوں کے سامنے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا تو چند روپیہ آپکے قدموں میں آگرے۔ ان روپیوں کو اُٹھا کر پیر صاحب نے لڑکوں کو بخش دیا، بس پھر کیا تھا گاؤں کے جاہل تھے اور پیر صاحب، پیر صاحب نے جب اندازہ فرمالیا کہ میری اس روپیہ برسانے والی کرامت کا جادو چل گیا تو آپ نے اعلان فرمادیا کہ آجکل زمینداروں کی تباہ حالی دیکھکر خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ تمہاری مشکلات کا خاتمہ کردوں، جاؤ اور تمام چاندی جمع کردو تاکہ میں اُسے سونا بنادوں۔ ایک پیر کا ہندوستان کے جاہلوں سے اتنا کہدینا

کافی تھا فوراً ہی تمام گاؤں کی چاندی جمع ہونے لگی اور آن کی آن میں اس گاؤں کی تمام ننھے میاں کی والداؤں کا زیور لیں اُتار لیا گیا گویا وہ اب بیوہ ہوگئیں، اس جمع شدہ زیور کی قیمت پندرہ ہزار کے قریب تھی، پیر صاحب نے اُس مُریدانہ ذخیرہ کو ایک صندوق میں بند کرادیا اور دُوسرے دن سے جو مع صندوق غائب ہیں تو اب نہیں کہہ سکتے کہ وہ پولیس والوں ہی کو ملیں گے یا عاقبت میں ؟

ناظرین "صُوفی" بتائیں کہ یہ نقد "تصوف" اچھا یا مُلّا رموزی کی یہ خشک مضمون نگاری ؟ واللہ ان حالات کو دیکھ دیکھ کر اور لکھ لکھ کر اب تو جی چاہتا ہے کہ اس مضمون نگاری کو تو کسی دُھکتے ہوئے چولھے میں ڈالیں اور بجائے مُلّا رموزی کے "رموزی شاہ" بن کر کچھ دن جوانی کے مزے لُوٹ لیں کیوں کہ علم دین سے بے خبر مُسلمانوں کی جو کثرت اس ہندوستان میں ہے قیامت میں دُنیا کے مُرید بھی جمع ہوکر ان کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔

اچھا اب اس سے بھی اونچی مُلاحظہ ہو، چنانچہ اخبار "زمیندار لاہور" مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۳ کالم ۳ و ۴ پر ایک بھُوت پریت اُتارنے والے پیر صاحب کا ایک واقعہ لکھا ہے جسے پڑھ کر دُنیا سیاہ نظر آتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ اگر یہ بدمعاش پیر مل جاتے تو اس کی ہڈیاں تک چبا جائیں یعنی ہندوستان کے اجہل مُسلمانوں کا ایک قہر زدہ طبقہ قائل ہے کہ اِنسان کے اندر بھُوت یا آسیب جب چاہے بغیر پولیس کی اجازت کے داخل ہوجاتا ہے اور پھر یہ بغیر کسی پیر یا عامل کے نکالا نہیں جاسکتا، اور خصوصیت سے اس قسم کا بھُوت جاہلوں کی کنواری لڑکیوں کے اندر زیادہ اثر کرتا ہے، چنانچہ گورداسپور پنجاب کے قریب ایک موضع میں ایک ایسی ہی کنواری لڑکی پر بھُوت کا اثر ہوا، لڑکی کے جاہل ترعزیزوں نے کچھ دن پہلے سُنا تھا کہ قریب ہی ایک ایسے عامل صاحب مقیم ہیں جو انسانوں کے اندر سے بھُوتوں کو نکال باہر کرنے میں مُلّا رموزی عامل سے بھی زیادہ طاق ہیں۔ بس، پھر کیا تھا فوراً ہی یہ نوجوان لڑکی اس بدکردار و بداطوار عامل کو رات بھر کے تخلیے میں دیدی گئی اور صُبح کو یہ معصوم بیوی بے ہوش ملی کہ عامل صاحب تو غائب اور لڑکی بدحال۔ اس سے آگے جو تفصیلات "زمیندار" اور "ملاپ لاہور" میں شائع ہوئی ہیں واللہ کہ مُلّا رموزی کا قلم اُنہیں نقل کرنے سے بھی کانپتا ہے بس مختصر یوں کہ اگر ان واقعات پر بھی ہندوستان کا کوئی ایک عالم دین جوش میں آکر سارے ہندوستان کے بدمعاش پیروں اور عاملوں کو دُنیا سے مٹادینے کے لئے کھڑا نہ ہوجائے تو خدا حافظ۔

اللہ اکبر آج مُسلمانوں کی غیرت کا یہ حال اور اُن کی بہو بیٹیوں پر جاہل اور ہوس پرست ڈاکویوں ڈاکے ڈالیں اور اُن کے لیڈر سوراج ہی کے لئے لیڈری کرتے پھریں۔

بہرکیف ایسی "بھُوت زدہ" اور "آسیب رسیدہ لڑکیوں" کیلئے مُلّا رموزی کا ایک نہایت آزمودہ نسخہ بھی نوٹ کرلیجیے یعنی جب کسی کنواری لڑکی پر آسیب یا بھُوت کا اثر سُنا جائے تو فوراً ہی اُسے ایک کوٹھری میں بند کردیا جائے اور دُوسرے ہی دن اُس کا نکاح کسی شخص سے پڑھا دیا جائے۔ اور جو شوہر کی تلاش میں کچھ تاخیر ہو تو اس آسیب زدہ لڑکی کے سر کے بیچوں بیچ ہر پانچ منٹ کے بعد دس جُوتے نہایت زور سے رسید کرکے یہ عمل پڑھنا چاہیئے کہ "سمجھ گئے بدذات" "سمجھ گئے بدذات" اس کے بعد اُسے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور جب تک وہ سیدھی نہ ہو اُسے غذا تو غذا پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا جائے، اور جب وہ کہے کہ پانی تو جُوتا مار کر کہیئے کہ کیوں بدذات تجھے پانی طلب کرنے کا ہوش کیوں آیا ؟

اُمید ہے کہ مُلّا رموزی کے اس نسخے سے لڑکیوں پر بھُوت صاحب ایک گھنٹہ بھی اثر نہ کرسکیں گے، اور سب سے آخری عمل یہ ہے کہ ایسی لڑکی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر مسلسل دو سو بید رسید کرتے جائیے اور یہ دُعا پڑھتے جائیے کہ "بحق حضرت مُلّا رموزی ہوش میں آ بدذات" "بحق حضرت مُلّا رموزی ہوش میں آ بدذات" انشاء اللہ لڑکی فوراً سمجھ جائیگی کہ میری بدمعاشی کو سب سمجھ گئے ہیں لہذا ایک منٹ میں ہوش میں آجائیگی۔

خریداران صُوفی کیلئے ضروری ہدایات

(۱) رسالہ صوفی عموماً ہر انگریزی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہوتا ہے (۲) اشاعت رسالہ کی چونکہ بہت زیادہ ہے جبتک نمبر خریداری نہ لکھا جاوے تبدیل پتہ یا رسالہ کے متعلق کسی اور شکایت پر توجہ نہیں کیجائیگی (۳) ایسے خط جن پر نمبر خریداری نہیں ہوتا بکثرت روزانہ موصول ہوتے ہیں۔ ہم مجبور ہو کر اُن کی تعمیل نہیں کرسکتے اس لئے بغیر نمبر خریداری لکھنے کے اگر آپ کی شکایت رفع نہ کی جاوے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

منیجر رسالہ صُوفی

جنگ نامۂ اسلام

از جناب منظور حسین صاحب منظور بی۔ اے۔ ایچ۔ پی۔ یو ہیڈ ماسٹر واں بھچراں

(گذشتہ مہینہ کے صوفی میں ناظرین نے پانی پت کے میدانِ جنگ کے متعلق جناب منظور کی نظم ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ اُس نظم کے پڑھنے سے میں اس قدر متاثر ہوا۔ کہ میں نے اس شیریں بیان شاعر کو اسلامی غزوات کے حالات منظوم کرنے کی دعوت دی میانوالی کی اس بلبلِ خوش مقال نے میری درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے غزواتِ اسلام پر ایک طویل نظم لکھنا شروع کر دی ہے۔ آجکی صحبت میں ہم اس نظم کا دیباچہ شروع کرتے ہیں بعد میں اسکے متعدد ٹکڑے صوفی میں شائع ہوتے رہیں گے اور آخر وہ کتابی صورت میں جلوہ افروز ہوگی۔ اُمید ہے کہ اُردو کا یہ فردوسی اسلامی جنگوں کے حالات منظوم کر کے اپنے لئے شہرتِ دوام کا تاج حاصل کریگا۔ ا۔ ص)

دیباچہ

پڑھی ہیں میں نے جب سے شوکتِ ماضی کی تاریخیں
مرے اسلاف کے وقتوں کی وہ پُرجوش تصنیفیں
محرک میرے خامے کا ہوا ہے ہر سبق اُن کا
مرے جذبات کو اُکسا رہا ہے ہر ورق اُن کا
مگر پہلو میں کہتا ہے اِدھر رہ رہ کے دل مجھ سے
کہ سب کچھ لکھ چکے ہیں شاعرانِ نغز گو پہلے
حقیقی خادمِ اسلام سے کیا تو نہیں واقف؟
حفیظ خوشنوا کے نام سے کیا تو نہیں واقف؟
حفیظِ خوشنوا فخرِ سخن سنجی سخندانی
ترنم جس کا ہے رُوحِ روانِ گلشنِ معنی
تصرّف میں ہے جس کے جنسِ نغمہ کی فراوانی
وہ جس کی طرزِ خوشخوانی سے ہے زندہ غزل خوانی
زباں جس کی بتاتی ہے کہ اِک اہلِ زباں ہے وہ
بیاں کہتا ہے جس کا بلبلِ ہندوستاں ہے وہ
اثر دائم قدم لیتا ہے جھک کر جس کے خامے کے
جہاں میں چارسُو چرچے ہیں جس کے شاہنامے کے
قلم کے زور سے جس نے سمندر پھاڑ ڈالا ہے
ضلالت کے بھنور سے قوم کو جس نے نکالا ہے
جہاں کو جس نے دکھلائے ہیں پھر توحید کے جلوے
سپہرِ حق پہ یعنی دین کے خورشید کے جلوے
دلِ پُردرد جس کا نورِ ایماں سے منوّر ہے
متاعِ دوجہاں جس کو عقیدت سے میسّر ہے
زباں محرم ہوئی جس کی حقیقت کی صداؤں سے
بیاں روشن ہوا جس کا صداقت کی شعاعوں سے
بیانِ صدق میں جو ہے محدّث بھی مفسّر بھی
مصنف بھی۔ مورّخ بھی۔ محقق بھی۔ مبصّر بھی
مٹا کر جس کے خامے نے صفِ اصنام کی عظمت
دکھا دی ہے زمانے کو درِ اسلام کی عظمت
سراپا جس نے کھینچا ہے عرب کی جاہلیّت کا
شرف چھینے ہوئے تھی جو بشر سے آدمیّت کا
کیا ہے ذکر جس نے ساتھ ہی حق کی ودیعت کا
کہ جس سے گمرہوں کو مل گیا رستہ شریعت کا
شریعت جس کا مطلب ہے، وہی قانونِ ربّانی
کہ حق نے فطرتِ کامل کی دی جس کو نگہبانی
درندوں کو سکھایا جس نے آکر خُلقِ انسانی
جسے پہلو میں لائے عرش سے محبوبِ سُبحانی
عطا کی جس نے انساں کو شرافت بھی، خلافت بھی
امانت بھی۔ دیانت بھی۔ قناعت بھی۔ صداقت بھی
سکھائی جس نے عالم کو سخاوت بھی، امارت بھی
اخوّت بھی۔ مروّت بھی۔ ریاضت بھی۔ سیاست بھی

دیا عالم کو جس نے درسِ عالمگیر اُلفت کا
سکھایا نوعِ انساں کو سبق جس نے جبلت کا

سرافرازانِ عالم جس کے آگے جھک گئے سارے
یکایک ظلم کے طوفان جس سے رُک گئے سارے

مبدّل کر دیا گلزار سے جس نے بیاباں کو
منظم کر دیا عالم کے اوراقِ پریشاں کو

دِکھا کر منظرِ یکسانیّت اولادِ آدم کو
مسخّر کر لیا جس نے دلِ اقصائے عالم کو

دلایا منصبِ فرماندہی صحرا نشینوں کو
جُھکایا اُن کے آگے کاخِ کسریٰ کے مکینوں کو

نہ مشرق سے ڈری جو کُفر کی کالی گھٹاؤں میں
نہ مغرب سے دبی ہرگز جو تثلیثی فضاؤں میں

قبا کُہنہ پہن کر جس کے متوالوں نے کھدر کی
ملائی خاک میں جا کر رعونت تاجِ قیصر کی

فضائلِ چشمِ عالم پر سبھی اُس کے عیاں کرتا
یہ خواہش تھی کہ با تفصیل مَیں اُن کو بیاں کرتا

تقاضے ہیں مگر مجھ سے یہ میرے مہربانوں کے
کہ دفتر کھول دوں اِسلام کے جنگی فسانوں کے

سو اب جوشِ عقیدت میں ارادے ہیں یہی میرے
کہ نقشے کھینچ دِکھلاؤں نزاعِ حق و باطل کے

دکھا کر سوزِ دل شمعِ نبوّت کے پتنگوں کا
کروں میں ذِکر با تفصیل باطل سوز جنگوں کا

سُوئے میدان دکھلاؤں شہِ ابرار کا جانا
مجاہد غازیوں کے لشکرِ جرّار کا جانا

علم توحید کا لے کر علم بردار کا چلنا
پئے شوقِ وغا ہر قاتلِ کفّار کا چلنا

جنابِ حیدرِ کرّارؓ کی تلوار کا چلنا
دکھاؤں ذوالفقارِ حیدری کی دھار کا چلنا

درِ خیبر کا شیرِ حق کے ہاتھوں سے اُکھڑ جانا
صفِ کفّار میں اِک زلزلہ سا ڈر سے پڑ جانا

دکھاؤں حضرتِ حمزہؓ کی خون آشام شمشیریں
وہ شمشیریں کہ جو کوہِ ضلالت کا جگر چیریں

دکھاؤں خالدِؓ جانباز کی شمشیر کا اُٹھنا
فضا میں چار سُو وہ نعرۂ تکبیر کا اُٹھنا

صحابہؓ کے وہ بچّوں اور بوڑھوں کا جوانوں کا
نکلنا روزِ میداں بن کے لشکر پہلوانوں کا

خلوصِ دل سے حضرتؐ کی رفاقت میں وغا کرنا
خدا کے راستے میں مال و جاں اپنا فدا کرنا

نمازوں کا ادا کرنا کبھی تیروں کی بارش میں
شریعت سے وفا کرنا وہ شمشیروں کی بارش میں

رہِ حق پر صفِ کُفّار کے آگے وہ ڈٹ جانا
کبھی سر کاٹنے اُن کے کبھی خود آپ کٹ جانا

دُرود ہر دم فسونِ کُفر کی تردید کو پڑھنا
جُدا ہو کر سروں کا کلمۂ توحید کو پڑھنا

غم و اندوہ میں پابندِ تسلیم و رضا رہنا
نبیؐ کا وہ دُعا کرنا اُدھر اُن کا امیں کہنا

دُعا کے لفظ کا لب پر شہِ لولاکؐ کے آنا
اِجابت کا اُتر کر مسندِ افلاک سے آنا

زمانے کو دکھاؤں کُفر کے طوفان کی طاقت
اُدھر شیطان کی طاقت اِدھر ایمان کی طاقت

دکھاؤں عکرمہ کی اور ابوسفیان کی طاقت
اِدھر اُن کے مقابل میں شہِ ذیشان کی طاقت

بتاؤں کس طرح بوجہل کے ناپاک منصوبے
گناہوں کے سمندر میں اُسے آخر کو لے ڈُوبے

بتاؤں کس طرح نخوت مِلا کرتی ہے ذِلّت سے
دکھاؤں کس طرح کثرت دبا کرتی ہے قِلّت سے

بتاؤں وہ غبارِ کُفر کیونکر پھٹ گیا آخر
دکھاؤں ظلم کا بادل وہ کیونکر چھٹ گیا آخر

غرض مَیں نے حقیقت کا یہی فوٹو دکھانا ہے
یہ موضوعات ہیں جن پر قلم مَیں نے اُٹھانا ہے

مِرا مضمونِ تاریخی صداقت خیز قِصّہ ہے
حفیظِ محترم کے خاص مضموں کا یہ حِصّہ ہے

مگر تصنیف سے اِس کی نہیں یہ مُدّعا میرا
کہ ہو اُن کے تخیّل سے قلم زور آزما میرا

نہ وہ طبعِ رواں میری نہ وہ طرزِ بیاں میرا
نہ وہ ذوقِ نوا سنجی نہ وہ لطفِ زباں میرا

نہ یاں وہ گلشنِ ادبی نہ یاں اُس باغ کے مالی
زمینِ خشک صحرا ہے وطن میرا میانوالی

مِری عاجز بیانی کا مجھے اقرار ہے دِل سے
مِری اِس انکساری کا یہ سب اظہار ہے دِل سے

فقط اس واسطے یہ ہمنوائی چاہتا ہوں میں
کہ دربارِ محمدؐ کی گدائی چاہتا ہوں میں

رفیقِ راہ بن جائے حفیظِ خوش نوا میرا
یہی ہے آرزو میری یہی ہے مدعا میرا

بنا کر آسرا دونو درِ سرکارِ احمدؐ کو
گدایانہ رفاقت سے چلیں دربارِ احمدؐ کو

مئے مجاز و حقیقت کے دو جرعے

ازجناب مولوی عبدالمالک صاحب آروی

ہر انسانی زندگی میں ایک ایسا مرحلہ بھی ہوتا ہے، جہاں پہونچکر انسان اپنی سخت کوششوں کے باوجود اپنے ایک راز کی پردہ پوشی نہیں کرسکتا۔ وہ "وضع احتیاط" کو نباہنا چاہتا ہے لیکن اداؤں کی غمازیاں اسے مجبور کرتی ہیں کہ وہ اس منزل پر آجائے۔

تا قبا سازیم پیراہن کجاست عاشق چاک گریبانیم ما

لیکن سوال یہ ہے کہ انسانی زندگی میں یہ تغیر ہوتا ہی کیوں ہے؟ اور اسکی ماہیت و حقیقت کیا ہے؟ لیکن جس طرح دُنیا میں بہت سی علم باتوں کے متعلق ہمارے نظریات مختلف ہُوا کرتے ہیں اسی طرح مختلف طبقات نے اسکی مختلف علمی توجیہیں کی ہیں ایک ماہر نفسیات جذبہ جنسی کی مرکزی صُورت کو "عشق" سے تعبیر کرتا ہے، اس کا خیال ہے کہ جب جذبہ جنسی کو دبایا جائیگا، تو وہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور اُبھریگا۔ اور یہ ثانوی صُورت جسے اصطلاح نفسیات میں "جذبہ تبعی" (derived passion) کہتے ہیں التہاب عشق کی اصل ہے، لیکن جب یہی سوال صوفیہ کے نزدیک پیش کیا جاتا ہے، تو وہ اسے "مئے مجاز" بتاکر "مشاہدہ حق" کا مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں۔

ہرچند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

مجاز و حقیقت کے اس ربط و اختلاط پر شعرائے فارس نے کثرت سے اشعار کہے ہیں۔ چنانچہ عہد عادلشاہیہ کا ایک فارسی شاعر ظہوری ترشیزی کہتا ہے۔

بہ کعبہ می بردم خضر عشق از رہ دیر کہ رہنمائے حقیقت کند مجاز مرا

بہاؤ الدین احمد عاملی کی کتاب "کشکول" میں عشق کی مفصلہ ذیل تصریحات ملتی ہیں[1]۔ ایک حکیم کہتا ہے۔

معنی عشق جذب قلوب ہست و کشش لہا بہ مغناطیس حسن و کیفیت و چگونگی این کشش را کسے نتواند دانست، و بر حقیقت آں اطلاع نتواں یافت۔

مامون رشید نے یحییٰ بن اکثم سے پوچھا کہ عشق کیا ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا۔

عشق وسوسہ چند است کہ آدمی را پدید می آید و ہوس سے حاصل از پریشانی اندیشہ می نماید و دل را غمگین می سازد و آدمی را از کار می اندازد۔

نمامہ (مشہور شاعر) نے جواب دیا یحییٰ! چُپ رہو تم قاضی ہو تمہیں عشق و محبت سے کیا سروکار، تم کو مقدمات کا فیصلہ کرنا چاہیئے یا کسی شرعی مسئلہ کا جواب دینا چاہیئے۔ ہم لوگ البتہ اس میدان کے مرد ہیں اور یہ مسئلہ ہم لوگوں سے خاص لگاؤ رکھتا ہے۔ مامون نے کہا اچھا، نمامہ! تم ہی جواب دو، نمامہ نے کہا۔

عشق ہمنشینے است سرکش و مصاحبے است بادشاہ غش راہش بغایت تنگ است و بے نہایت و باریک و حکمش مطاع و فرمانش واجب الاتباع، بادشاہیست کہ سر پر ملک بدن جائے اوست سُلطانیست کہ تصرف دل و جان بجائے اوست عنان انقیاد و اطاعت ما را بہ قبضہ تصرف خود در آوردہ۔

مامون نے شاباش کہا اور نمامہ کو ایک ہزار دینار عطا کیا۔

---

[1] اصل کتاب عربی زبان میں ہے، علامہ ملک العلی احمد عاملی نے ایک بادشاہ شاہ عبداللہ کے حکم سے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اسی فارسی ترجمہ کا ایک نہایت خوشخط، پاکیزہ قلمی نسخہ میرے پاس ہے۔

بو علی سینا نے "عشق" پر ایک رسالہ ہی لکھا ہے، اس میں ایک جگہ لکھتا ہے۔

عشق مخصوص انواع انسان نیست بلکہ در جمیع موجودات فلکی و عنصری و موالید ثلاث معدنی و نباتی و حیوانی ساری و جاری است۔

افلاطون کہتا ہے۔

تو قیست غریبی کہ مولدمی شود از وساوس طبع و اشباح فکر۔

ایک دوسرے حکیم کا قول ہے۔

حسن مقناطیس ہست روحانی آں چناں جذب دلہامی کند و از جائے خود بہ سوئے خودمی کشاند کہ او را بہیچ وجہ تعلیل نمی تواں کرد، و وجہے و سببے غیر از خاصیت از برائے او نمی تواں داد۔

غالب نے شاید اسی نظریہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالبؔ کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

ایک مصور کی روح نگارش، ایک مغنی کا سوز ترنم، ایک شاعر کا گداز بیان، ایک ادیب کی لطافت انشا، الغرض انسانی کاوشوں کے وہ تمام شعبے جن کا تعلق مصورہ سے ہے، بہت کچھ اسی جذبہ جنسی کی دبی ہوئی صورت یعنی عشق سے اثر پذیر ہوئے ہیں۔

غالب نے تفریط کی تو سرے سے اس کو "خلل دماغ" بتادیا، عرفی نے افراط کی تو "عشق آمد و گوید کہ رسوم نام ہست" کہہ بیٹھے، میرا خیال ہے دونوں اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ غالب نے "فلسفہ عشق" بیان کیا۔ عرفی نے "اعجاز عشق" کی وضاحت کی۔ اس میں شک نہیں جذبہ جنسی ہی کی ایک دبی صورت کا نام عشق ہے، اور ہم "فرائڈ" کے نظریہ سے کام لیکر کہہ سکتے ہیں کہ "شعور جنسی" (Sexual Instinct.) عشقیہ تاثرات کے ماتحت "ارتفاع" (Sublimation) کی صورت اختیار کرلیتا ہے، ممکن ہے علمائے نفسیات کی تحقیق کے مطابق "عشق" جذبہ جنسی کی پیداوار ہو کیونکہ عشقیات کی جتنی روایتیں مثنویوں، افسانوں اور تاریخوں کے ذریعہ محفوظ ہیں ان کے مطالعے سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اس کی تحریک شباب میں ہوتی ہے، جس وقت جذبہ جنسی کا طوفان بپا ہوا کرتا ہے، لیکن نفسیات اور فلسفہ کا ناخن فکر آج بھی اس عقدہ کو حل کرنے سے عاجز ہے، کہ ایک خاص مرد ایک خاص عورت پر کیوں مٹ جاتا ہے؟ طرفہ یہ کہ وہی عورت سب کیلئے باعث کشش نہیں ہوا کرتی، یہاں پہونچکر جمالیات کا یہ اہم نظریہ پیدا ہوتا ہے، کہ حسن کی ماہیت اور اس کا معیار کیا ہے؟ امام غزالیؒ اسے "تناسب اعضا" بتاتے ہیں لیکن پھر یہ ژولیدگی باقی رہجاتی ہے، کہ اگر حسن نام ہے "تناسب جسمانی" کا تو اس کے مطالعہ اور اثر پذیری میں نوع انسان اس قدر مختلف کیوں ہیں؟ اور وامق و عذری، لیلی و مجنوں، شیریں و فرہاد، نل و دمن کے عشقیہ تاثرات مخصوص دائرہ میں کیوں رہگئے؟

میں اس وقت کوئی فلسفیانہ مسئلہ چھیڑنا نہیں چاہتا، صرف اُن حقیقتوں پر بحث کرنا چاہتا ہوں جن کے ماتحت کسی نے عشق کو جنون کہدیا، کسی نے اسے مشاہدہ حق کا زینہ بتایا، پہلا نظریہ تحقیق و جستجو سے تعلق رکھتا ہے، دوسرا ذوق سے اور میں کوشش کرونگا کہ دونوں ایک حد تک نمایاں کرسکوں۔

ڈاکٹر ابر کرامبی[1] نے اپنی کتاب "قوائے عقلیہ و فلسفہ اخلاقیہ" کے پہلے حصہ میں "جنون" کے متعلق بڑی عالمانہ بحث کی ہے، ڈاکٹر صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ (Bictre.) کا دفتر دیکھنے سے پتہ چلا ہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں انہیں حضرات کو جنون ہوا ہے جو صناع، مغنی، شاعر، ادیب، مصور اور مذہبی تھے، کیمیا گر، طبیب، ماہر طبیعیات وغیرہ اس صف میں نظر نہیں آتے، یعنی جن لوگوں کو قوت مصورہ کی نیرنگیوں سے واسطہ پڑتا ہے، وہی لوگ اس مرض کا شکار ہوتے ہیں، ابر کرامبی عشقیہ کیفیات کو بھی مرض پر مبنی کرتا ہے، اور انہوں نے اس عامیانہ کلیہ پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ مذہب جنون کی اصل ہے، چونکہ عشق و جنون میں ایک خاص مماثلت ہے، اس لئے ڈاکٹر صاحب کے اس مقالہ کا اردو ترجمہ پیش کیا جائے تو دلچسپی سے خالی نہیں۔

---

[1] ڈاکٹر ابر کرامبی یورپ کے ایک فلسفی اور طبیب گزرے ہیں، آپ نے مختلف علوم فلسفہ، طب، اخلاق وغیرہ کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ کتاب لکھی اسکے ایک مقالہ "خواب" کا ترجمہ و شرح "جن" لکھنؤ بابت مارچ۔ اپریل و مئی ۱۹۳۱ء میں میں نے شائع کیا تھا۔

ڈاکٹر ابرکرامبی کا فلسفہ جنون | "مدرکہ" اس قوت دماغی کا نام ہے، جس کے ذریعہ ہم لوگ واقعات کا باہم موازنہ اور دماغی تاثرات کا عالم خارج سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے ذریعہ ہم لوگ واقعات کے باہمی ربط و علاقہ اور اپنے تاثرات اور اشیائے عالم خارج کی حقیقی حالت کے تناسب کا فیصلہ کر سکتے ہیں، دماغ کے اندر وہ مخصوص قوت بھی ہوتی ہے جس کے ذریعہ ہم لوگ سلسلہ خیالات کی گرفت کرتے ہیں یا اپنی مرضی کے مطابق اس میں تغیر پیدا کرتے ہیں اس وقت ہم لوگ اپنی توجہ یا تو کسی ایک موضوع پر مرکوز رکھتے ہیں، یا دوسرے مرکو پر ہٹا لیجاتے ہیں، اسی قوت کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنا سلسلہ خیال متشابہ اور مماثل سلسلوں سے بدلتے جاتے ہیں یا خیال کا سلسلہ ہی ختم کر دیتے ہیں یہی طاقت کمتر و بیشتر درجہ میں جنون کے اندر گم ہو جاتی ہے، اور اس کا نتیجہ ۲ دو حالات سے خالی نہیں۔

(۱) یا تو دماغ کسی خاص (یگانہ) تاثر کے زیر اثر ہو جاویگا، اُس وقت دماغ میں یہ صلاحیت باقی نہیں رہیگی کہ ہم اس تاثر کے اندر تغیر پیدا کریں یا اسے مسترد کر دیں یا دوسرے تاثرات کے ساتھ اس کا موازنہ کریں۔

(۲) یا دماغ ان سلسلہ ہائے تاثرات کے رحم پر جو متحرک رہتے ہیں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے، اور بعض اصول ربط کے مطابق ایک سلسلہ کے بعد دوسرا سلسلہ آتا جاتا ہے، اور مجنون ان سلسلوں پر قبضہ نہیں رکھ سکتا۔

مفصلہ بالا دونو حالات میں مجنون کو یقین ہوتا ہے، کہ اس کے دماغی تاثرات عالم خارج میں حقیقی اور حالی وجود رکھتے ہیں، مجنون میں یہ اہلیت نہیں رہتی، کہ اس غلط ایقان کا اشیا کی حقیقی حالت سے جن کا محسوسات کی وساطت سے ہمیں ادراک ہوتا ہے، تصحیح کر سکے، اسمیں یہ بھی صلاحیت نہیں رہتی، کہ دوسری ذی ہوش ہستیوں کے ذریعہ جو حقائق یا سمجھ کی باتیں پہونچیں انہیں کے ذریعہ اس غلط ایقان کو مسترد کر سکے، اس کا جنون اسے حافظ کی اس عشقیہ منزل پر لے آتا ہے۔

دگرم مگو کہ خواہم کہ ز در گہت برانم — تو برین و من برانم کہ دل از تو بر ندارم

قوائے دماغی کی تندرست و صحیح حالت سے جو یہ عجیب و غریب بے راہروی ہوتی ہے، اس کا سبب ہمیں کچھ معلوم نہیں، ہم لوگ صرف قوائے جسمیہ کے لاحقہ (Concomitant.) حالات سے اس کے ربط و علاقہ کا پتہ لگا سکتے ہیں، اور بعض معلول کا استقرار کر سکتے ہیں جو اس سے منتج ہوتے ہیں لیکن اس تغیر کی حقیقت اور جس طور سے یہ تغیر پیدا ہوتا ہے، اس سے ہم بے خبر ہیں اور خلاق کائنات کے نظم و نسق میں یہ بھی ان سوالات میں سے ہے جہاں پہونچکر ہماری تحقیقات جواب دیدیتی ہے۔

نظریہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے عالم جنون اور دنیائے خواب میں جو مظاہر دماغیہ ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے عجیب و غریب مماثلت رکھتے ہیں اور ہر دو حالتوں کی نمایاں خصوصیات دو عنوان کے تحت رکھی جا سکتی ہیں۔

(الف) ان تاثرات کے متعلق جو دماغ میں پیدا ہوتے ہیں یقین ہوتا ہے کہ ان کا وجود حقیقی اور حالی ہے، اور اس خیال کا اشیائے عالم خارج کی حقیقی حالت سے موازنہ کر کے اس ایقان میں درستی اور تصحیح نہیں کیجاتی۔

(ب) خیال یا صورتوں کا سلسلہ جو دماغ میں پیدا ہوتا ہے، بعض قانون ائتلاف کے تحت ایک دوسرے کے بعد رواں دواں ہوتا ہے، اس پر مجنون تصرف نہیں رکھ سکتا، عالم صحت کی طرح وہ نہ تو اس سلسلہ میں ترمیم کر سکتا ہے، نہ اس میں اپنی مرضی کے مطابق وقفہ دے سکتا ہے۔

جنون کی مختلف صورتوں میں ہم ان خصوصیات کو علی قدر مراتب نمایاں پاتے ہیں لیکن تمام مدارج جنون کے اندر ان کے اثر کا پتہ لگ سکتا ہے اور اعلیٰ حالتوں میں یا جسے ہم کامل مانیا کہتے ہیں ہم لوگ اس خصوصیات کو اسی طریقہ سے نمایاں پاتے ہیں جس طرح خواب کے اندر ان کی جلوہ گری ہوئی ہے۔

مانیا کے مبتلا کو اپنے تئیں بادشاہ ہونے کا وہم ہو جاتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ وہ نا محدود طاقت کا مالک ہے، دنیا کی تمام شان و شکوہ اس کے

ارد گرد ہے، اور جسمانی محسوسات کے کلّی وظیفہ عمل کے باوجود جس کے ذریعہ وہ اپنی بوریا اور حجرہ کی خوفناکیوں کا مطالعہ کر رہا ہے، وہ اس وہم کو دُور نہیں کر سکتا، وہ خسرو کے اس نظریہ پر عمل کرتا ہے۔

ہر صبح بہ قبلہ ہمہ خلق و من بدکیش افتادہ در اندیشہ ابروئے تو باشم

جب یہ حالت کمتر درجہ میں رہتی ہے تو ہم اسے "خبط" (eccentricity) کہتے ہیں اور ہم اپنے روزانہ محاورہ میں کسی آدمی کے متعلق بولتے ہیں کہ اسے کسی خاص موضوع کا خبط ہو گیا ہے، خبطی کسی ایک تاثیر یا وہم کو بیجا اور متجاوز اہمیت دیتا ہے، اس میں یہ صلاحیت باقی نہیں رہتی کہ وہ ان واقعات و نظریات پر بھی غور و فکر کرے جنہیں اس سلسلہ میں باہم ملا کر غور کرنا چاہیئے، ایسا آدمی کسی یگانہ خیال کے تحت مستعدی اور عجلت سے عمل پیرا ہوتا ہے اور وہ "طے منزل" کے خیال میں "ما فیہا" کی پروا نہیں کرتا۔ وہ عمل کا خاکہ تیار کرتا ہے، اور اسکی نظر صرف ان اہم فوائد پر ہوتی ہے، جو تکمیل کے بعد حاصل ہو سکتے ہیں، وہ زحمتوں اور رکاوٹوں کی پروا نہیں کرتا بہت ممکن ہے خبطی کا یہ تاثیر بذاتِ خود صحیح ہو، لیکن اس کا خبط یہ ہے کہ وہ اس کو حد سے متجاوز اہمیت دینے لگتا ہے، یا ایسے ایسے نتائج مرتب کرنے لگتا ہے، جو بہ حیثیت مجموعی صحیح عقل رکھنے والوں کے نزدیک غیر ضروری ہو، اکثر دشوار ہوتا ہے کہ اس حالت کے بعض مدارج اور مانیا کے درمیان خطِ امتیاز کھینچا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر اوقات خبط و جنون کی حالتیں مشترک ہوتی ہیں مفصلہ ذیل واقعات سے اسکی توضیح ہوتی ہے۔

اسکاٹ لینڈ میں ایک مسیحی عالم اپنی بہتیری بے راہرویوں کے بعد مجلس شوریٰ کے سامنے پیش ہوا۔ ملک کے ایک قانون کے مطابق اس پر اپنے معاملات کے انجام دینے کی بابت نااہلی کا الزام تھا اس لئے اسے معتمدین کے زیر نگرانی رہنا چاہیئے تھا، اس کی بے راہرویوں کے سلسلہ میں جو باتیں بیان کی گئیں ان میں ایک بات یہ تھی کہ اس نے اپنا کتب خانہ جلا دیا تھا جب مجلس شوریٰ کے اراکین نے اس سے دریافت کیا کہ اپنے اس رویہ کا وہ کیا جواب دے سکتا ہے، اس پر اس نے مفصلہ ذیل اظہار خیال کیا۔

"میں اپنی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں ایک نہایت ہی غیر مفید شعبہ علم یعنی "علم مناظرہ دینی" کا ذوق رکھتا تھا جب میں اپنے کتب خانہ کا معائنہ کرنے لگا تو میں نے دیکھا کہ اسمیں اس موضوع کی بہت سی کتابیں ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ کہیں میرے گھر والے اسی مشغلہ میں لگ جائیں یہی وجہ تھی کہ میں نے سارا کتب خانہ جلا دیا"۔

اس کے دُوسرے حرکات کے متعلق جب اس سے سوال کیا گیا تو اُس نے اسی طرح کا معقول جواب دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ مجلس شوریٰ کے اراکین نے اسے معتمدین کے زیر نگرانی دینے کی کوئی وجہ نہ پائی لیکن اسی وقت سے دُو ہفتہ کے اندر وہ کامل مانیا میں مبتلا ہو گیا۔

اِس لئے جنون کے بارہ میں یہ کہنا غلط ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے، کہ مجنون غیر معقول کلیات پر صحیح ادراک کرتا ہے اس کے کلیات غیر معقول ہو سکتے ہیں یعنی اس کے اندر ایک ایسا دماغی عکس ہو جو محض خیالی ہو گا لیکن کسی حیثیت سے یہ ضروری نہیں کہ یہ مرض پیدا کر دے، اس کے مقدمات کبریٰ و صغریٰ معقول ہو سکتے ہیں گو ان سے نتیجہ نکالنے میں وہ انہیں توڑ مروڑ دیتا ہے، مسیحی عالم کا جس کا ابھی تذکرہ ہوا یہی حال تھا۔ اس کے کلیات صغریٰ و کبریٰ صحیح تھے، یعنی مناظرہ دینی کے غیر مفید ہونیکی حیثیت اور یہ کہ اس کے گھر والے کہیں اسی مشغلہ میں نہ لگ جائیں اس کا جنون اس کے اس جانبدارانہ اور سریع نظریہ پر مبنی تھا جس کے تحت اس نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے ذریعہ اختیار کیا یعنی سارے کتبخانہ کو جلا ڈالا۔

اگر وہ اپنا کتب خانہ بیچ ڈالتا یا اُس کا صرف وہ حصہ فروخت کردیتا جس میں مناظرہ وجدل کی کتابیں تھیں تو اس کی یہ ترکیب اس کے اس مقصد سے جو وہ پیش نظر رکھتا تھا صحیح مطابقت رکھتی، اگر اس نے اپنے کتب خانہ میں ایسی کتابیں پائی تھیں جو غیر اخلاقی رجحان پیدا کرنے والی تھیں تو اُن کا جلا ڈالنا تاکہ وہ کسی دُوسرے فرد کے ہاتھ میں نہ پڑ سکیں ایک عاقل اور نیک سرشت آدمی کا فعل تھا، لیکن سارا کتب خانہ جلا ڈالتا تاکہ اس کے گھر والے مناظرہ دینیات کی کتابیں نہ پڑھ سکیں جنون کی فمائش تھی جس نے واقعات کی حقیقی مطابقت میں ژولیدگی پیدا کردی اور ایک تاثر پیدا کردیا جو بذاتہ صحیح تھا لیکن ایسے نتائج پیدا کردیئے جن کی کسی حد تک ضرورت نہ تھی۔

جنون کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دماغ کے اوراد و وظائف بڑھ جاتے ہیں اور خیال تیز ہوجاتا ہے، مجنون کا یہ رحجان ہوجاتا ہے کہ وہ تیزی کے ساتھ واقعات کے عارضی اور جانبدارانہ تعلقات کی گرفت کرلے اکثر اس کی قوت مصورہ ترو تازہ ہوجاتی ہے اور بعض اوقات تعجب خیز طریقہ سے کوئی پیچیدگی پیدا کئے ہو، دماغ کی خصوصیت کو متغیر کردیتی ہے، ایسی حالتوں میں حافظہ کامل ہوجاتا ہے، بلکہ صحت کے زمانہ سے زیادہ عمدہ ہوجاتا ہے، قدیم سلاسل ایسی سُرعت سے رواں ہوتے ہیں جو صحت کے زمانہ میں مجنون پر بالکل مجہول تھے۔

ڈاکٹر ولیس کا بیان ہے کہ ایک شریف آدمی جس پر جنون کا دَورہ ہوا کرتا تھا کہتا تھا کہ مَیں اس دورہ کا بہت بیچینی سے منتظر رہتا ہوں، چونکہ اس زمانہ میں، مَیں بے اِنتہا مُسرت محسوس کرتا ہوں ہر چیز مجھے آسان معلوم ہوتی ہے، نہ تو نظریات کے اعتبار سے میرے سامنے کوئی تصادم ہوتا ہے، نہ عملیات کے اعتبار سے میری قوت حافظہ یگانہ حیثیت کا کمال حاصل کرلیتی، لاطینی مُصنفوں کے طویل مکتوبات مجھے یاد آجاتے عموماً قوافی کی کاوش میں مجھے بڑی دِقّت لاحق ہوتی، لیکن دَورہ میں اسی آسانی کے ساتھ نظم لکھا کرتا جس طرح نثر لکھا جاتا ہے، خیال کی اسی مستعدی اور سلسلہ و ربط کے اسی استحضار کا نتیجہ ہے کہ ایک خاص طبقہ کے مجنون افراد کے اندر ہم ذہانت و عقل کا مطالعہ کرتے ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ غلط کلیات (صغریٰ وکبریٰ) پر عاقلانہ حیثیت سے ادراک کرتے ہیں اور ایک مُصنف نے تو یہاں تک کہدیا کہ ایک خاص قسم کا مجنون ایک بہترین منطقی ہوسکتا ہے، لیکن یہ کہنا کہ ایک مجنون معقولیت اور سمجھ کے ساتھ غور و خوض کرتا ہے ایک اصطلاحی اتہام ہے وہ ذہانت اور معقولیت کے ساتھ ادراک کرتا ہے، یعنی سُرعت کے ساتھ وہ عارضی اور جانبدارانہ علائق کی گرفت کرتا ہے، لیکن جس تیزی کے ساتھ انکی گرفت کیجاتی ہے، بعض اوقات پہلے پہل انکے مغالطہ کا پتہ لگانا مشکل ہوجاتا ہے مجنون ایک ہوشیار منطقی ہوسکتا ہے، لیکن صرف اس مسلک کا جہاں منطق تعبیر ہے محض لفظی مباحث اور فضول امتیازات سے لیکن وہ کبھی ایسی معقول منطق پیش نہیں کرسکتا جس کی غرض واقعات کے صحیح علائق کا پتہ لگانا ہے اور جس کا موضوع راستی و حقیقت ہے۔

عالم جنون کی تمام صورتوں کے اندر ایک خاص بات یہ پائی جاتی ہے، کہ کوئی تاثر دماغ کے اندر مُسلط ہوجاتا ہے اور اس صُورت سے مُسلط ہوجاتا ہے کہ باقی تمام تاثرات سے آنکھیں بند کرلی جاتی ہے، یا یہ کہ دماغ کے اندر یہ صلاحیت باقی نہیں رہتی کہ اس مرکزی تاثر پر صحیح واقعات کے علاقہ کے تحت اثر آفرینی کیجائے ہوسکتا ہے یہ تاثر بالکل خیالی اور بے بنیاد ہو یا یہ کہ حقیقتہً بہ صحیح ہو لیکن اوراد و وظائف اور ترتیب نتائج کے اعتبار سے بالکل ژولیدہ کردیا گیا ہو، اس طور سے ایک دولتمند آدمی کے دماغ میں خود کو بھکاری خیال کرنے کا وہم ہوجاتا ہے وہ سمجھنے لگتا ہے کہ مَیں بُھوک سے موت کے خطرہ میں ہوں، دُوسرے پر بھی جس نے حقیقتہً ایک بڑا نقصان اُٹھایا ہے اسی تاثر کا غلبہ ہوتا ہے، پہلی صُورت میں تاثر بالکل خیالی حیثیت رکھتا ہے، جیسا کہ خواب کے اندر واقع ہوا کرتا ہے، دُوسری صُورت میں تاثر کی نوعیت تو حقیقی ہے لیکن ترتیب نتائج کے اعتبار سے اس میں افراط ہے۔

دماغ کے اندر غلط تاثرات کی جاگزینی کے مختلف النوع مدارج ہیں بعض حالات میں تو یہ تاثر ایسا جاگزین ہوتا ہے کہ انسان تمام خیالات سے یکسر اثر پذیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ محسوسات کے ذریعہ جو تاثرات پیدا ہونے چاہئیں، وہ بھی مریض کے اندر پیدا نہیں ہوتے، بہتوں سی صُورتوں میں یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ اِنسان کی پوری سیرت ہی میں تغیر ہوجاتا ہے، اس حالت کے مدارج غلط تاثر کی نوعیت کے مطابق ہوا کرتے ہیں مثلاً ایک آدمی جو پہلے اپنی چال چلن اور عادات میں صحیح تھا بالکل بے حیا اور لعنتی بن جائے جن امور کا وہ عادی ہو وہ اسے خراب معلوم ہونے لگیں اس کے نزدیک ترین اور محبوب دوست قابل نفرین اور موجب ناپسندیدگی ہوں، ان خصوصیات کے تحت بعض دلچسپ باتیں مطالعہ میں آتی ہیں اور بعض اوقات یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوتی جبکہ اثر جنون کے زائل ہونیکے بعد تمام انکی خصوصیات

عود کر آتی ہیں۔ ڈاکٹر رش کا بیان ہے کہ ایک نوجوان خاتون کی تمام حرکات جو کچھ دنوں دار المجانین میں تھی، کئی ہفتہ تک صحیح دماغ رکھنے والوں کی طرح معلوم ہوتی تھیں، سوائے اس کے کہ وہ اپنے باپ سے نفرت رکھتی تھی، آخر کار ایک دن اس نے خوشی کے ساتھ، باپ کے ساتھ وہ گرویدگی ظاہر کی جو بچوں کو والدین کے ساتھ ہوتی ہے، اور اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسے مجلس جنون سے رہائی دیگئی، اور وہ بالکل شفا پا چکی تھی، اس وقت بھی جبکہ کوئی واحد غلط تاثر دماغ کے اندر مسلط ہو جاتا ہے تو یہ تعجب خیز بات ہے کہ دوسرے احساسات جو انسان کو مضطرب بنا ڈالتے ہیں وہ بھی کوئی اثر نہیں پیدا کرتے۔ میں ایک دولتمند آدمی کو جانتا ہوں جو ایک تجارتی معاملہ کے سلسلہ میں جس کے لڑکے کا اسے افسوس تھا لیکن جس کا نتیجہ محض ناقابل لحاظ تھا، وہ ماخولیا (Melancholia) میں گرفتار ہو گیا تھا وہ اسی حالت میں تھا کہ اس کے خاندان میں ایک سخت غمناک موت ہوئی لیکن اس پر اس کا مطلق اثر نہ ہوا۔ ڈاکٹر پنیل کا بیان ہے کہ اس نے دار المجانین (Bicetre) کے اندر ماخولیا کے مبتلا لوگوں کو بارہ، پندرہ، بیس اور تیس برس تک محبوس دیکھا ہے اور اس پورے زمانہ میں ان کا ماخولیا محض ایک موضوع تک محدود رہا۔ بعض دس برس تک ایک خام خیالی میں مبتلا رہے اور اس کے بعد ان کا سررشتہ خیال دوسری طرف منعطف ہو گیا۔ ڈاکٹر موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کو آٹھ برس تک یہ ماخولیا رہا کہ اسے کوئی زہر نہ دیدے اس کے بعد موضوع بدل گیا اور وہ بادشاہ بن بیٹھا، اور بیحد خوش رہا کرتا اسی طور سے اس نے چار سال تک بسر کیا۔

دماغی خرابی کے باعث جو تاثرات بہت دنوں معطل ہو گئے تھے وہ یکایک ابھر آتے ہیں۔ ڈاکٹر پریچارڈ نے امریکن "جریدہ الحکمت" کے حوالہ سے اس کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے، ایک شخص ایک چار دیواری بنانے کی غرض سے لکڑی کاٹنے کے لئے ایک موگری اور میخ لیکر ایک دن کام کرتا رہا، رات کے وقت گھر جانے سے قبل اس نے موگری (یا ہتھوڑا) اور میخ ایک پرانے درخت کے کھوہ میں رکھدیا اور اپنے لڑکوں کو جو پہلو والے میدان میں کام کر رہے تھے، ہدایت کی کہ وہ بھی چار دیواری بنانے میں کل اسکی مدد کریں رات کے وقت اس پر جنون طاری ہو گیا اور وہ چند سال تک اس مرض میں مبتلا رہا اس زمانہ میں اس نے کوئی ایسی بات نہ کہی جو ان موضوع سے متعلق ہو جن سے وہ صحت کے زمانہ میں وابستہ تھا چند سال کے بعد یکایک اس کی قوت مدرکہ لوٹ آئی اور پہلا سوال جو اس نے لڑکوں سے کیا وہ موگری اور میخ کے متعلق تھا، کہ وہ لاتے تھے یا نہیں؟ ان لوگوں نے اس خوف سے کہ کہیں مزید تشریح نہ پوچھی جائے، جواب دیا کہ وہ ہمیں ملا نہیں اس پر وہ اپنے بستر سے اٹھا اور اس میدان میں گیا جہاں وہ اتنے سال قبل کام کر رہا تھا، اس نے میخ اور ہتھوڑے کا آہنی حصہ پایا چونکہ لکڑی والا حصہ سڑ گیا تھا، اسی جریدہ میں ایک خاتون کا تذکرہ ہے، کہ وہ ایک سلائی کے کام میں مشغول تھی، قبل اس کے کہ وہ اس کام کو ختم کرے وہ جنون میں مبتلا ہو گئی، اور

شات سال تک اس مرض کا شکار رہی اس کے بعد اس کی قوت مدرکہ واپس آئی، ان سوالات میں سے جو پہلے پہل اس نے کئے ایک اس سلاخ کے متعلق تھا گو اس نے اپنی بیماری کے زمانہ میں جیسا کہ یاد کیا جاتا ہے، کبھی اس کے متعلق اشارہ نہیں کیا تھا۔

اسی طرح ایک اور خاتون کو ہذیان کا دورہ ہوا کرتا تھا یہ دورہ ملکر ایسا یکایک ہوا کرتا کہ بات چیت کے اندر وہ ایک قصہ کے درمیانی حصہ بلکہ ایک جملہ کے درمیان میں ٹھیر جاتی اور اپنی ہذیانات شروع کر دیتی اور جب جنون کا دورہ ختم ہو جاتا تو پھر وہ قصہ شروع کرتی، اور ٹھیک وہیں سے شروع کرتی جہاں سے اس نے دورہ کے شروع ہونے کے وقت چھوڑا تھا اور پھر جب دورہ شروع ہوتا تو اپنی ہذیانات کی ابتداء ویسے کرتی جہاں سے اس نے دورہ کے خاتمہ کے وقت چھوڑا تھا بعض حالتوں میں زمانہ جنون کی مدت کے متعلق مریض کو مطلق احساس نہیں ہوا کرتا ہیلم (Haslam.) کا بیان ہے کہ ایک مریض کا خیال تھا کہ میں نے ایک خاص کھیت میں تخم افشانی ہوتے دیکھا اور چار ہی پانچ دن کے بعد لوگوں کو غلہ کاٹتے ہوئے پایا یہ درمیانی زمانہ جس کا احساس اس سے بالکل زائل ہو گیا تھا، ایک شورش جنون میں بسر ہوا تھا۔

جنون کے یگانہ مظاہر میں وہ حالات بھی شامل ہیں جن میں کسی واحد نقطہ پر خبط کا اظہار ہوا کرتا ہے، اس کے علاوہ تمام موضوع و امور، گفتار و کردار میں انسان ایک عاقل اور ذی ہوش آدمی کی طرح عمل پیرا رہتا ہے، اور وہ اکثر جب موقع اسے مناسب معلوم ہوتا ہے، اپنے تاثر تولید کے موضوع کو چھیڑنے سے حیرت انگیز طریقہ پر کترا تا ہے

تو اے کز بادۂ عشق، بتانم تو بدمی گوئی مرا غم حیست مستم این سخن با ہوشیاران گو

لارڈ اسکائن ایک آدمی کی عجیب غریب تاریخ بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ڈاکٹر "تا ءرو" پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے مجھے بلا وجہ پاگل خانہ میں مقید کر رکھا ہے، مجلس تحقیقات کی طرف سے اس کا سخت امتحان لیا گیا لیکن جنون کا کچھ پتہ نہ لگ سکا یہاں تک کہ ایک معزز آدمی عدالت میں آیا اور اس نے خواہش ظاہر کی کہ اس سے ایک شہزادی کے متعلق جس کے ساتھ وہ مراسلت رکھتا تھا ایک سوال کروں گا، شہزادی کا نام آتے ہی وہ مجنونانہ انداز کی باتیں کرنے لگا، اور اس طور سے اس کا استغاثہ ختم ہو گیا لیکن یہ مقدمہ ویسٹ منسٹر میں دائر کیا گیا تھا۔ اب دوسرا مقدمہ لندن میں دائر ہوا اس مرتبہ باوجود سعی اس کے انداز جنون کا پتہ نہ لگ سکا لیکن ویسٹ منسٹر میں جو ثبوت اس کے جنون کے متعلق مل چکا تھا اسکی بنا پر یہ مقدمہ مسترد کر دیا گیا۔ اسی طرح ایک شخص نے اپنے بھائی پر مقدمہ چلایا کہ اس نے مجھے مجنون سمجھ کر مقید کر رکھا ہے، امتحان ہونے لگا تو دن کا زیادہ حصہ ختم ہو گیا لیکن جنون کا کچھ پتہ نہ لگ سکا، تب ڈاکٹر سمس آیا اور اس نے مجلس تحقیقات کو مطلع کیا کہ مریض خود کو دنیا کا نجات دہندہ بتاتا ہے، اس سلسلہ میں اسے خطاب کیا گیا تو وہ دیوانگی کی باتیں کرنے لگا۔

ان دماغی قوتوں کی عجیب غریب حالت کی ماہیت اور علت کے متعلق جو مظاہر جنون کو برانگیختہ کرتے ہیں، ہمیں کچھ علم نہیں، ہم لوگ صرف واقعات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اور کوشش کر سکتے ہیں کہ ان کے درمیان بعض عام اصول سلسلہ کا پتہ لگائیں اور اس میں بھی بڑی دقت ہے، خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے کہ اس غرض کے لئے مطالعہ کو وسعت نہیں دی گئی، مشاہدہ سے جو کچھ پتہ لگا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنون اور خواب کے اندر ایک عجیب غریب مماثلت پائی جاتی ہے، خاص خاص خبطکی مفصلہ ذیل عنوان کے ماتحت رکھ سکتے ہیں۔

(۱) عواطف سیرت جن پر قوت مدرکہ یا خارجی حالات کے تحت قبضہ رکھا جائے اور پرانی عادتیں جو مغلوب کر لی جائیں، یا روک رکھی جائیں یہ عواطف سیرت اور مغلوب عادتیں قبضہ سے باہر ہوکر ترقی کرنے لگتی ہیں اور ان سے دماغ کے اندر اوہام کے سلاسل پیدا ہونے لگتے ہیں اس طور سے ایک پر جوش بلند حوصلہ سیرت کا آدمی خود کو بادشاہ یا ایک بڑی شخصیت تصور کرنے لگے، اسکے برعکس ایک بزدل شکی طبیعت والے انسان کے دماغ میں ایک فرضی تکلیف، نقصان متاع یا زوال جاہ کا تخیل قائم ہو جائے۔

(۲) دماغ کے اندر پرانے ائتلافات (Associations.) کا عود اور جدید تر حوادث کے ساتھ انکی آمیزش، جیسا کہ اکثر خواب کے اندر ہوتا ہے، ڈاکٹر گوچ کا بیان ہے کہ ایک خاتون جو پڑوس میں آگ لگ جانے کے شور و غوغا سے دیوانی ہو گئی تھی خود کو "کنواری مریم" تصور کرنے لگی اور کہتی کہ اس کے سر کے چاروں طرف ایک ہالۂ نور ہے۔

(۳) خوابہائے تصور جن سے پہلے لطف لیا جاتا تھا، یعنی اس قسم کی خیال آرائیاں جنہیں ہم خواب بیداری یا ہوا میں محل بنانا کہتے ہیں اس حالت جنون میں دماغ کے اندر آتے ہیں اور اب مجنون کو ایقان ہوتا ہے کہ ان کا وجود حقیقی ہے، یہ خبطکی اس اصلیت کا پتہ

لگا سکا ہوں، ایک مثال تو ایک منصب کی تھی جس پر مریض کو اپنے تقرر کا تصور جم گیا تھا اور اس کے خلاف اس کو راغب کرنا ناممکن تھا یہاں تک کہ یہ بھی کہنا کہ وہ عہدہ ہی خالی نہیں، اس کو مرکزی خیال سے ہٹا نہیں سکتا تھا اس نے اس کے بعد اقرار کیا کہ اس کا خیال اس تقرر کے لئے بہت دنوں سے لگا تھا، گو ایسی حالتیں رونما ہوئیں جن کے ذریعہ اسے اس کے حصول کی کچھ امید ہوتی۔

(۴) احساسات جسمیہ جو انتلافات کی کڑیاں مرتب کرنے لگتی ہیں اسی افراط کے ساتھ جس طرح خواب میں واقع ہوتا ہے۔ ڈاکٹر رسٹن کا بیان ہے کہ ایک شخص کو تصور ہو گیا تھا کہ میرے معدہ میں Caffre ہے، جو "کیپ آف گڈ ہوپ" کے نزدیک اس میں سما گیا ہے، اور اس وقت سے برابر ایک دائمی تکلیف مجھے پہونچا رہا ہے اس حالت میں ممکن ہے، کہ اسے معدہ میں پیہم یا اکثر تکلیف رہا کرتی ہو اور تکلیف کی ابتدا کے وقت اس پر ایک ایسے معاملہ کا جس میں ایک Caffre کا علاقہ ہو گہرا اثر ہو۔

ڈاکٹر پینل کا بیان ہے کہ ایک آدمی جو انقلاب فرانس کے زمانہ میں پاگل ہو گیا تھا، تصور کرتا تھا کہ اس کا سر کاٹ ڈالا گیا، ججوں نے فیصلہ پر عمل ہو جانے کے بعد اپنی رائے بدل ڈالی اور حکم دیا کہ اس کا سر پھر جوڑ دیا جائے اور یہ کہ جن لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ سپرد کیا گیا تھا انہوں نے غلطی کی اور ایک دوسرا سر اس کے جسم میں لگا دیا۔ ڈاکٹر کانوبی کا بیان ہے کہ ایک دوسرے آدمی کو تصور ہو گیا تھا کہ اسے پھانسی دیدی گئی، اور پھر قوت برقیہ یا کہربائیہ کے ذریعہ اس کو دوبارہ زندگی ملی، لیکن اسکی زندگی کا پورا حصہ اسے نہیں دیا گیا۔

نظام دماغی کے اسی احساس کے ذریعہ جس کی اصطلاحی تعریف نہیں ہو سکتی اور جو زمانہ صحت کے نظام دماغیہ سے مختلف ہے، غالباً ایک دوسرا عام تاثر پیدا ہوتا ہے، یعنی عالم ارواح کے افراد سے ملاقات، خواب اور الہام، ان کی خاص صورت کا مدار دماغ کے کسی اگلے نظام یا عادات کے محکم رجحان پر ہے، اور ماورالطبعی الہام کا خیال ایک جدید اور خاص طرز کے کسی احساس سے بڑھتا ہے، ڈاکٹر پینل کا بیان ہے کہ ایک مسیحی عالم کو خیال ہو گیا تھا کہ اسے کنواری مریم کا فرمان ملا ہے، کہ فلاں آدمی کو، جو کافر ہو گیا ہے قتل کر دے، اس حالت میں ممکن ہے کہ مریض طبعاً ایک تند مزاج اور زود رنج ہو گویا وہ اس آدمی سے ملا ہو گا اور اس نے اپنے کفر یہ اہتزاز کا اظہار کیا ہو گا اس سے اس کو تکلیف پہونچی ہو گی، اس لئے اسکے دماغ میں اسکی طرف سے ایک زبردست احساس پیدا ہو گیا ہو گا۔ جو جنون کے زمانہ میں اس رویت کی شکل میں بدل گیا۔

جب دماغی تاثر کے اندر المناک خصوصیت ہو گی، تو ایسے مرض کی پیدائش ہو گی جسے "ماخولیا" کہتے ہیں یہ موضوع کج فہمی کے اعتبار سے مانیا سے مختلف ہوتا ہے، اور ہم لوگ دیکھتے ہیں کہ دونو امراض ایک دوسرے میں گزرتے ہیں، ایک ہی مریض ایک وقت ماخولیا کا شکار ہوتا ہے، اور دوسرے وقت اسکے اندر مانیا کی تحریک ہوتی ہے، ماخولیا کے مریض کے اندر یہ مشترک عنصر پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی موضوع کے علاقہ کے ساتھ زحمت میں رہتا ہے، ماخولیا کی عجیب خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مریض میں خودکشی کر لینے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے، جب ماخولیا کی کج فہمی دماغ کے اندر پوری طرح مسلط ہو جاتی ہے، تو یہ توجہ کا مرکز بنجاتی ہے اور دماغ کے اندر یہ صلاحیت

باقی نہیں رہتی کہ اس تاثر میں تغیر پیدا کریں یا ایسے واقعات اور غور و تامل سے کام لیں جن سے یہ محو ہو جاتے یا اس میں تخفیف ہو۔ وہ خرابی جسے ماخولیا کا مریض اپنے ذہن میں جاگزیں کر لیتا ہے مالایطاق اور ناقابل علاج معلوم ہوتی ہے، جس کے اندر نہ تخفیف کی صورت نظر آتی ہے، نہ سکون و امید کی کیونکہ وہ نظام دماغی جس کے ذریعہ اس تاثر میں کمی ہو سکتی یا موہومہ خرابی کے اندر تخفیف کی امید کی جا سکتی۔ اس خاص حالت (ماخولیا) کے اندر یا تو گم ہو جاتا ہے یا معطل ہو جاتا ہے، یعنی موضوع خیال کے بدلنے، دوسرے حقایق و تامل کی طرف توجہ مبذول کرنے اور دماغی تاثر کو ان سے اور خارجی اشیا کی حقیقی حالت سے موازنہ کرنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے، عشق و جنون کے ڈانڈے یہاں آ کر مل جاتے ہیں۔ علی حزیں لاہجی کا عقیدہ ہے۔

افزود غم عشق زغمخواری ناصح درد لیست دلم را کہ ز درماں گلہ دارد

ایسی مالایطاق اور یاس افزا مصیبت کے اعتقاد کے ماتحت فطری طور پر یہ احساس پیدا ہوتا ہے، کہ زندگی ایک بار ہے اور اس کے ساتھ ہی اس سے نجات پانے کا قصد ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات جب کوئی جدید یا اتفاقی تاثر پیدا ہو جاتا ہے جس کے ذریعہ دماغ کے اندر کسی ہنگامی احساس کی تکوین ہوتی ہے، تو خودکشی کا خیال زائل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر پنیل کا بیان ہے کہ ایک شخص ڈوبنے کے ارادہ سے رات کے وقت اپنے گھر سے باہر نکلا، ڈاکوؤں نے اس پر حملہ کیا اس نے بڑی سعی کے بعد اپنی جان بچائی اور گھر میں واپس آیا۔ اب اس کے دماغ سے خودکشی کا ارادہ سلب ہو چکا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر بروز کا بیان ہے کہ ایک عورت نے جو اسی غرض (خودکشی) سے باہر گئی تھی سر پر کچھ گرنے سے اپنا ارادہ بدل ڈالا۔

لوگ جنہیں جنون کی اخلاقی علتوں سے تعبیر کرتے ہیں انکے اندر بھی میرا شبہ ہے کہ بہت کچھ مغالطہ ہے، حقیقتہً یہ بھی مرض کا ایک حصہ ہے، اس طور سے ہم لوگ جنون کی بہتیری حالتوں کو مذہب کے غلط نظریات پر محمول کرتے ہیں، بہتیری حالتوں کو عشق اور جاہ طلبی سے تعبیر کرتے ہیں لیکن شاید یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ان حالتوں میں ہم جسے علت تعبیر کرتے ہیں وہ اکثر حالات میں خبطگی کا جزو نہ تھی میرے خیال میں خصوصیت کے ساتھ یہ نظریہ مذہب جیسے اہم باب پر منطبق ہوتا ہے جسے لوگ عامیانہ مبہم محاورہ میں جنون کی مبہم علت بتاتے ہیں[1]۔

رومی کی عشقیہ سوانح فارسی شاعری کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ رومی کے بیان میں کس بلا کی اثیریت، کیسا بے پناہ فغان درد، کیسا دل میں اثر کر جانیوالا شرارۂ حسیات ہے، آپ کی آخری زندگی صرف ایک والہانہ محبت میں گزری، کبھی شمس تبریز پر مرے کبھی صلاح الدین قونیوی پر جب دونوں نہ رہے تو چلپی حسام الدین مطمح نظر بنے، آپ کے تمام اصناف کلام میں ایک ہی روح تاثرات کام کر رہی ہے، غزل میں ایک جگہ ان الفاظ میں عشق کی تبلیغ فرماتے ہیں۔

آں روح را کہ عشق حقیقی شعار نیست نابودہ بہ کہ بودن او غیر عار نیست
در عشق مست باش کہ عشق ہست ہر چہ ہست بے کار و بار عشق بر یار بار نیست

اس کے بعد عشق کی ماہیت بتلاتے ہیں۔

گویند عشق چیست بگو ترک اختیار ہر کو ز اختیار نہ رست اختیار نیست
عاشق شہنشہیست دو عالم بروش نثار ہیچ التفات شاہ بسوئے نثار نیست
عشق ہست و عاشق ہست کہ باقی ہست یا ابد دل جز بریں منہ کہ بجز مستعار نیست
آں کز بہار زاد بمیرد گہ خزاں گلزار عشق را مدد از نو بہار نیست

مثنوی میں اسی موج عشق کی بیتابیاں پائی جاتی ہیں پہلے دفتر کی پہلی حکایت میں فرماتے ہیں۔

علت عاشق ز علتہا جدا ست عشق اصطرلاب اسرار خدا ست
عاشقی گر زیں سر و گر زاں سر است عاقبت ما را بداں سر رہبر است

---

[1] ڈاکٹر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ عشق سے جنون نہیں ہوا کرتا، اور بہت سے عشاق وامق وقیس وغیرہ کی مجنونانہ تاثرات عشق سے نہیں پیدا ہوتے بلکہ اسکی وجہ ان "ارباب وفا" کی قوت مدرکہ میں اختلال کا پیدا ہو جانا ہے، یعنی ڈاکٹر ابرکرامبی کا یہ نظریہ غالب کے عقیدہ کہتے ہیں عشق جس کو خلل ہے دماغ کا" سے ملتا ہوا ہے۔

هرچہ گویم عشق را شرح و بیاں | چوں بہ عشق آیم خجل باشم ازاں
گرچہ تفسیر زباں روشنگر است | لیک عشق بے زباں روشن تر است
چوں قلم اندر نوشتن می شتافت | چوں بہ عشق آمد قلم برخود شگافت
چوں سخن در وصف ایں حالت رسید | ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید
عقل در شرحش چو خر در گل بخفت | شرح عشق وعاشقی ہم عشق گفت
آفتاب آمد دلیل آفتاب | گر دلیلت باید از وے رومتاب

رومی نے اپنی مثنوی کی ابتدا ہی ایک نہایت دلگداز افسانہ عشق سے کی، اور بتایا کہ حسن صورت اور حسن معنی میں کیا فرق ہے، اور فنا پذیر جان دینے والا گوشت پوست کی برہمی تناسب کے بعد کس قدر جلد بے التفاتی کرنے لگتا ہے، فرماتے ہیں۔

اگلے زمانہ میں ایک مسلمان بادشاہ تھا، ایک دن اپنے درباریوں اور خدم وحشم کے ساتھ شکار کیلئے نکلا۔ وادیوں اور چٹیل میدانوں میں شکار کی تلاش کر رہا تھا یکایک اس نے ایک لونڈی دیکھی اور اُس پر فریفتہ ہوگیا۔ بادشاہ کے پاس دولت کی کیا کمی تھی، روپے دیکر لونڈی کو خرید لیا لیکن ابھی مواصلت کے زیادہ ایام نہ گذرے تھے کہ لونڈی بیمار پڑی، درباری اطبا، اطراف وجوانب کے مشاہیر نے بڑی تندہی سے علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مرض روز بروز زور پکڑتا جاتا تھا، ادھر بادشاہ لونڈی کے عشق میں سرشار تھا اُسکی بیتابی بڑھی۔ اطبا کی ناکامیابی نے اُسکے اندر ایک آتشنگی پیدا کردی، آب دوا کی بجائے اُس نے دُعا کی طرف رُخ کیا ننگے پیر مسجد میں آیا اور سجدہ میں گر پڑا، پھر رقت طاری ہوئی رو رو کر خدا سے دُعائیں کرنے لگا، چونکہ دل کی آواز ہمیشہ پُراثر ہوا کرتی ہے، روتے روتے اس کی آنکھیں لگ گئیں، خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھے آدمی تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔

گفت اے شہ مژدہ حاجاتت رواست | گر غریبے آیدت فردا ز ماست
چونکہ آید او حکیم حاذق است | صادقش داں کو امین وصادق است
در علاجش سحر مطلق را ببیں | در مزاجش قدرت حق را ببیں

بادشاہ کی آنکھیں کھلیں اور وہ موعودہ دن کا بےچینی سے انتظار کرنے لگا، آفتاب اُفقِ مشرق سے طلوع ہو رہا تھا، اور بادشاہ جھروکہ پر "حکیم حاذق" کے شوقِ دید میں بےچین تھا، ناگاہ ایک منوّر اور پاک صورت درویش جو نحافت کے باعث دُور سے ہلال کے مانند نظر آ رہے تھے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ بادشاہ نے خود استقبال کیا اور گلے سے لگا کر اپنے یہاں لایا بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، پیشانی کو چوما اور دلسوزی کے ساتھ وطن و سفر کی کیفیتیں دریافت کیں۔ مہمانداری کے یہ ابتدائی مراحل طے ہوتے تو بادشاہ نے محترم مہمان کا ہاتھ پکڑا اور حرم سرا میں لایا، مریضہ کو دکھایا، مرض کی حالت بتائی، قارورہ دکھایا، معالجہ کے حالات بیان کئے۔ حکیم حاذق نے فرمایا۔

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند — آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حالِ دروں — استعیذ اللہ مما یفترون
دید رنج و کشف شد بروے نہفت — لیک پنہاں کرد با سلطاں نہ گفت
رنجش از صفرا و از سودا نبود — بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود
دید از زاریش کو زار دل است — تن خوش است و او گرفتار دل است
عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چوں بیماری دل

حکیم حاذق نے جب مرض کی تشخیص کر لی تو بادشاہ سے کہا کہ پردہ کرا دیجئے اور آدمیوں کو ہٹا دیجئے۔ صرف میں رہوں اور یہ عورت رہے اور کوئی ہماری باتیں سننے کی بھی کوشش نہ کرے۔ بادشاہ نے خلوت کر دی۔ حکیم صاحب مریضہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ تمہارا وطن کہاں ہے؟ اور غرض یہ بتائی کہ اصولِ طب کے مطابق ہر شخص کا علاج اُسکے وطن کے لحاظ سے کیا جاتا ہے، وطن میں اپنے بیگانے کن کن سے تم کو لگاؤ ہے، حکیم صاحب نبض پر ہاتھ رکھے رہے اور سوال کرتے گئے، مریضہ جواب دیتی رہی۔

آں حکیم خارچیں اُستاد بود — دست می زد جا بجا می آزمود
زاں کنیزک بر طریقِ راستاں — باز می پرسید حال و داستاں
با حکیم او رازہا می گفت فاش — از مقام و خواجگاں شہر تاش
سوئے قصہ گفتنش می داشت گوش — سوئے نبض و جستنش میداشت ہوش

حکیم صاحب مریضہ کے منہ سے وطن اور اہلِ وطن، اپنے بیگانے، اگلے آقا اور سفر کے حالات سنتے رہے، کان قصہ کی طرف لگائے تھے، ہاتھ نبض پر رکھکر حرکت کا بغور مطالعہ کرتے جاتے تھے، مریضہ ایک واقعہ بیان کرنے کے بعد دوسرا واقعہ شروع کرتی تھی، اور حکیم صاحب دلچسپی سے سُن رہے تھے۔

دوستاں شہر خود را بر شمرد — بعد ازاں شہرِ دگر را نام برد
گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش — در کدامیں شہر می بودی تو بیش
نام شہرے گفت وزاں ہم درگذشت — رنگ زرد و نبض او دیگر نگشت

اسی طرح ہر آقا، ہر شہر اور سفر کے حادثات بیان کرتی گئی، لیکن نبض کی حرکت جیسی تھی ویسی رہی چہرہ کی رنگت میں کوئی فرق نہ ہوا یہانتک کہ سمرقند کا تذکرہ آیا۔ سمرقند کا نام آتے ہی لونڈی نے ایک آہ کھینچی اور اسی کے ساتھ زرد زرد رخساروں پر قطراتِ اشک ٹپکنے لگے، مریضہ نے بیان کیا کہ وہاں ایک سُنار نے مجھے مول لیا اور چھ ماہ رکھکر مجھے بیچ ڈالا۔

نبض جست و روئے سرخ و زرد شد — کز سمرقندی زرگر فرد شد

حکیم صاحب نے جب مرض کا پتہ لگا لیا تو پوچھا کہ وہ سُنار سمرقند کے کس محلہ میں رہتا ہے۔ لونڈی نے کہا کہ پل پر "غاتفر" کی گلی میں اس "خواجہ زرگر" کا مکان ہے۔ حکیم صاحب نے مریضہ کو تشفی دلائی اور کہا کہ اس راز کو فاش نہ کرنا میں بہت جلد تمہاری کامیابی کی صورت صُورت نکالتا ہوں۔ خدا رسیدہ حکیم نے بادشاہ سے کہا کہ سمرقند میں فلاں سُنار ہے اُسے بُلوائیے، مال و دولت، خلعت و انعام کی لالچ دیجئے وہ آئیگا۔ بادشاہ کا پیام پہنچا، سمرقندی سُنار آیا، بادشاہ نے سونا اُسکے سپرد کیا اور کہا کہ کنگن، طوق، پازیب، کمر پیٹی

اور جو زیورات بادشاہ کے لائق ہیں بنائے۔ سُنار نے سونا لیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ حکیم نے بادشاہ سے کہا کہ مریضہ کو اس سُنار کے حوالہ کیجئے، بادشاہ نے لونڈی کو سُنار کے سپرد کیا۔

مدت شش ماہ می راندند کام تا بہ صحت آمد آں دختر تمام

آہ! عشق مجازی کے سرگردانو! یہ فسانہ تمہاری عشقیہ ہیجان کے لئے ایک تازیانہ عبرت ہے، سُنو اور سبق لو، تم حسن ظاہر پر مٹتے ہو اور ہر وہ بات کر گذرتے ہو جسے دُنیا اخلاص و محبت سے تعبیر کرتی ہے، لیکن تم نفس کی اس غداری سے بیخبر رہتے ہو تمہیں اندھی محبت غور و فکر کا موقعہ نہیں دیتی کہ تم اپنی نفسیات عشق کا تجزیہ کرو، اعضا کا تناسب، گوشت پوست کی ظاہری نرمی و لطافت تم کو بیچین کر دیتی ہے اور تمہارے دماغ میں ایک مجنون کی طرح ایک ماخولیا کے مریض کے مثل بس ایک ہی خیال رہتا ہے، ایک ہی محو کر دینے والا تصور رہتا ہے، راتوں کو تمہارا کروٹ بدلنا، خلوت میں تمہاری اشکباریاں، جلوت میں تمہارا خاموش فغان اور ازیں دوسرے عشقیہ تاثرات تمہیں کہیں کا نہیں رکھتے، یہ آخر کیوں؟ اس لئے کہ تم ظاہر پرست ہو، تم نے نفس کی غداری کو اخلاص سمجھا، تم نے فریب نظر کو حقیقت سمجھ لیا۔

بہ عذار جسم منگر کہ بہوسد و بریزد بہ عذار جان نگر کہ خوش و خوشگوار بادا

رقابت کی آگ بُری ہوتی ہے، بادشاہ نے غریب سُنار کو زہر دلوا دیا ع "تا بخورد و پیش دختر می گداخت"۔ زہر کے اثر نے حسین سُنار کو بدصورت بنانا شروع کیا نہ اگلا سا وہ تر و تازہ رخسار تھا اور نہ وہ منور چہرہ، روز بروز اضمحلال بڑھتا گیا اور اسی کے ساتھ خود غرض انسان کی پرستارانہ عقیدتمندیاں بھی افسردہ ہونے لگیں لونڈی کے دل میں محبت بھی کم ہو گئی۔

عشقہائے کز پے رنگے بود عشق نبود عاقبت ننگے بود

یہ ہے ننگ عشق اور یہ ہے عشقیہ خود غرضیوں کی پُر افسوس داستان جس کا ہماری ادبیات میں کافی ذخیرہ ہو گیا ہے اور جسے پڑھنے کے بعد کم از کم ہمارے دل کے اندر بھی اس "ننگ حیات" مشغلہ سے جُرأت آزمائی کا ولولہ پیدا ہونے لگتا ہے، لیکن کبھی غالب کے اس شاعرانہ فلسفہ پر غور کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

ہمہ نا امیدی ہمہ بے قراری میں دل ہوں فریب وفا خوردگاں کا

انسان کی ضمیر میں خود غرضی ہے، اور جہاں تک اس کی حسیات غیر تشایم ہوتی جاونگی وہیں تک اس پر ضمیر کا جمال نمایاں ہوتا جاویگا دُنیا کے اندر اخلاص کے نام پر بہت سی افسانہ تراشیاں ہوتی ہیں یہاں تک کہ افسانہ تراش بھی اپنے مجنونانہ ہیجان صنم پرستی کی بنا پر انہیں حقیقت تصور کرنے لگتا ہے، جیسا کہ ڈاکٹر ابرکرامبی کے مقالہ سے پتہ چلا ہوگا، اسی منزل پر پہنچکر عشق و جنون میں ایک مماثلت پائی جاتی ہے اور ایک عاشق ناکام کی صبر آزمائیاں جنون کے ڈانڈوں سے ملجاتی ہیں۔

گر تنکل دلاویز تو انیست بساکس در قید بلا افتد و زنجیر جنوں ہم

غریب سُنار کو زہر دلوایا گیا، زہر نے یوں جس اپنا اثر کیا حُسن میں بے رونقی پیدا ہو گئی، وطن چھوٹا، بچّے چھوٹے اور سب سے بڑھکر محبوبہ نے بھی نظر سے گرا دیا، جس کے شرارِ حسّیات نے غریب سُنار کو گھر سے بے گھر کر دیا تھا آخر کار رنگ و بو کی محبت نے دھوکہ دیا اور انسان نے اپنا دیدۂ عبرت اُس وقت وا کیا، جب معاملہ اُسکے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ غریب سُنار "فریب وفا خوردہ" بنکر اب اس کے سوا کہہ ہی کیا سکتا تھا۔

برمن ہست امروز فردا برشے است — خوں چوں من کس چنیں ضائع کی است

محبت ناپائدار کی اس منزل پر پہونچکر غریب سُنار دم توڑ رہا تھا، گو وہ نہ رہا لیکن ہماری اثر پذیری کے لئے یہ افسانہ چھوڑ گیا اس کی درماندہ زندگی کے آخری نتیجہ نے ہماری حوصلہ آزمائیوں کو توضرور متاثر کیا اور ہم نے سمجھا کہ "مئے مجاز" کا خمار کتنی دیر تک قائم رہتا ہے اور خمار کے زائل ہونیکے بعد کیسی رُوح فرسا بدمزگی پیدا ہوتی ہے کہ لب پہ وہ سنج زمزمہ الامان "بھی نہ ہوگا اور ہماری نیم وا آنکھیں ہماری بےبسی کا ترانہ گا رہی ہونگی، سُنار اپنی فریب خوردہ زندگی پر ہاتھ ملتا جاتا تھا، اور آخری بار اس کے مُنہ سے یہ نکلا۔

ایں جہاں کوہ ست و فعل ماندا — سوئے ما آید نداہا را صدا

عشق میں بیمار پڑجانے والی عورت پر اس کا یہ اثر ہوا، کہ وہ اس افسوسناک واقعہ کے بعد رنج والم سے آزاد تھی [۱]
آں کنیزک شُد ز درد و رنج پاک

سید جمال مجرد کا عشقیہ ردعمل | صُوفی کا مذہب ہی عشق ہے، اور تصوّف کی بُنیاد عشق و جمال پر قائم ہے، صُوفی بھی جمالیاتی نشیمن کی جستجو میں بھٹکتا ہے، وہ ہر مظہر جمال کو "ھٰذا ربی" کہکر سربسجود ہوجاتا ہے، لیکن جب اس کا شعور لطیف اسے جمالیات فانی کی بے مائیگی کا صحیح پتہ بتاتا ہے تو وہ "لا احب الآفلین" کہکر دُوسری منزل کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے، اسی جستجوئے حق کے دیوانوں میں عراقی بھی تھے اور سید جمال مجرد بھی عراقی پر روا قیین کا نظریہ "ہمہ اوست" مسلط رہا، وہ جمالیاتی مظاہر میں مشاہدۂ حق کرنے لگے، لیکن سید جمال "مئے حقیقت" سے سرشار تھے، اس لئے "مئے مجاز" انکے سامنے بالکل بے وقعت تھی وہ "عذار جسم" کی زاہد فریبیوں سے واقف تھے انھوں نے اپنے پرستار کو ٹھکرا دیا۔

سید جمال مجرد ساوج کے رہنے والے تھے، مُدّت تک مصر میں مفتی رہے، جب کوئی ٹیڑھا مسئلہ پیش ہوتا تو سید موصوف بلا کتاب دیکھے جواب دیا کرتے تھے، اسی لئے اہل مصر آپ کو "کتابخانہ رواں" کہا کرتے تھے، لوگوں کا بیان ہے زندگی کے آخری ایام میں آپ پر ایک جذبہ طاری ہوا آپ نے داڑھی مونچھیں مُنڈا ڈالیں اور دمیاط نامی ایک مقام میں جو مصر سے آٹھ دن کے فصل پر ہے، اور جو حضرت یوسفؑ کے زمانہ سے ویران تھا، جاکر بیہوش ہو گئے، چند دنوں کے بعد ہوش میں آئے لیکن بہوت بیٹھے رہا کرتے تھے، نہ روزہ رکھا کرتے تھے، نہ نمازیں پڑھتے، یہی وجہ ہے کہ علمائے مصر آپ کو مُلحد اور رافضی کہنے لگے، اور ارزیر ( ) گرم کرکے آپ کے حلق میں دیا لیکن اس سے آپ کو کچھ آسیب نہ پہونچا اس لئے اس حرکت سے باز آئے اور آپ کے معتقد ہو گئے۔ سید جمال بڑے حسین جمیل تھے، مصر والے آپ کو "یوسف ثانی" کہتے تھے، اور زلیخا کی طرح مصر کی ایک امیرزادی آپ پر فریفتہ بھی تھی، آپ کو اس عشقبازی سے تکلیف پہونچی، آپ مصر سے بھاگ کر دمیاط پہونچے، کشش عشق عورت کو وہاں بھی لایا۔ حضرت جمال نے تنگ آکر دُعا کی کہ خدا مجھے بدصُورت بنادے، چنانچہ تاریخ نے اس واقعہ کو محفوظ رکھا۔

وآں زن بیتابانہ دنبال او شتافت وچوں ایں خبر بہ سید جمال مجرد رسید مضطرب گشت و دست بدعا برداشتہ زوال حُسن خود از خدا خواست وآں بہ شرف اجابت رسید مُوئے سبلت وریش وابروئے او ہمہ ریخت وزن چوں بدانجا رسیدہ بداں ہیئات دید روئے گردانیدہ بہ مصر رفت وسید ازاں بلا نجات یافت [۱]

عراقی کے عشقیہ تاثرات | نفحات الانس اور فرشتہ کے اندر شیخ ابراہیم عراقی کے عشقیہ حالات تفصیل سے ملتے ہیں۔ آپ ایک صوفی شاعر تھے اور جمالیات سے اثر پذیری کا نہایت ملتہب شوق رکھتے تھے حضرت شہاب الدین سہروردی کے بھانجہ حضرت محمد شہریار کے لڑکے تھے، چنانچہ ابوالقاسم فرشتہ کی روایت ہے۔

---

[۱] تاریخ فرشتہ مقالہ ۱۲ ذکر بہاؤ الدین ذکریاؒ۔

ہموارہ با صاحب حسنان بہ نظر پاک عشق ورزیدے روزے بہ عرض شیخ الشیوخ رسانیدند کہ ابراہیم عراقی روبروئے نوعلبند پسرے نشستہ نظارہ می کند۔

شیخ شہاب الدین نے ملامت کی اور فرمایا کہ شاید تم ابھی تک دوئی کا مطالعہ کر رہے ہو۔ عراقی نے جواب دیا کہ "شیخا غیر کجاست کہ می گوئی" حضرت شیخ شہاب الدین کو اس گستاخی سے بڑا رنج ہوا، عراقی کو جب رنجش کا حال معلوم ہوا تو بہت روئے، شیخ خوشدل ہوئے اور ہدایت کی کہ ملتان میں جاکر حضرت بہاؤالدین ذکریا سے فیض باطن حاصل کرو، فرشتہ نے عراقی اور حضرت بہاؤالدین ذکریا کی ملاقات کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے۔

عراقی اپنے مدرسہ کے اندر اٹھارہ سال کی عمر میں درس دیا کرتے تھے، ایک دن قلندروں کی ایک جماعت مدرسہ میں آئی اس میں ایک نہایت حسین قلندر بچہ بھی تھا، عراقی نے درس دینا بند کر دیا اور قلندروں کی مہمان نوازی میں لگ گئے قلندروں کو جب معلوم ہوا کہ ہمارے ایک رفیق پر شیخ فریفتہ ہیں تو چار دن کے بعد انہوں نے خراسان کا سفر کیا، عراقی التہاب عشق میں بیچین تھے، وہ بھی قلندروں کے پیچھے چلے جب ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ بڑے آدمی، ہم داڑھی مونچھ مونڈے قلندر ہمارا آپ کا ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ناچار آپ نے بھی چار ابرو کا صفایا کرایا۔ پھرتے پھراتے یہ قافلہ ملتان میں حضرت بہاؤالدین ذکریا کی خانقاہ میں پہونچا آپ نے عراقی کی ضیائے باطن کو دریافت کرلیا اور کوشش میں رہے کہ انہیں قلندر بچہ کی محبت سے نجات دلائیں اس عرصہ میں قافلہ ملتان سے روانہ ہو گیا۔ شیخ کو خبر پہونچی آپ متامل ہوئے اتنے میں ایک زبردست آندھی اٹھی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا، قلندروں کی جماعت منتشر ہو گئی اور عراقی سراسیمہ پھرتے ہوئے شیخ بہاؤالدین کی خانقاہ کے دروازہ پر پہنچے۔ شیخ کو نور باطن کے ذریعہ معلوم ہو گیا آپ نے خادم کو بھیجا کہ حضور میں لاتے، جب سامنا ہوا تو شیخ نے سینہ سے لگایا، شیخ کے آغوش کی برکت سے عراقی کے دل سے قلندر بچہ کی محبت زائل ہوئی، شیخ نے اپنی لڑکی سے عراقی کی شادی کر دی، پچیس سال تک آپ حضرت ذکریا کی خدمت میں رہے، ایک بزرگ کی گرمی صحبت سے آپ کا سینہ چمک اٹھا۔ آپ نے اس عرصہ میں نہایت پرسوز اشعار کہے اور شیخ بہاؤالدین ذکریا کو عراقی کی برشتگی سخن سے وجد و حال پیدا ہوتا تھا، ایک دن شیخ بہاؤالدین ذکریا عراقی کے در خلوت پر پہونچے تو اندر سے اس غزل کے گانے کی آواز سنی۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند	ز چشم مست ساقی وام کردند
برائے صید مرغ جان عاشق	ز زلف ماہرویاں دام کردند
بہ عالم ہر کجا رنج و ملامت	بہم بردند و عشقش نام کردند
ز بہر نقل مستاں از لب و چشم	مہیا شکر و بادام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند

[...]نے لحن کے پرسوز لہجہ میں جو دل ہلا دینے والی یہ زمزمہ سنجیاں سنیں تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی، حضرت بہاؤالدین ذکریا کا انتقال [...]پ نے حج بیت اللہ کیا۔ زیارت مدینہ کے بعد روم میں آئے اور قونیہ میں حضرت شیخ صدرالدین عارف سے کتاب فصوص (جو فرشتہ

کے اندر کتابت کی غلطی کے باعث "خصوص" لکھا ہوا ہے) پڑھی ہیں تصوف کی مشہور کتاب "لمعات" لکھی اور حسن قوال پر جو شعر و موسیقی کے کمال کے ساتھ حُسن و جمال میں بھی بے نظیر تھا، عاشق ہو گئے اسی زمانہ کا کلام ہے۔

ساز طرب عشق چہ دانی کہ چہ ساز است ۔۔۔ کز زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تاز است[1]

اس کے بعد مصر میں گئے اور ایک موچی کے لڑکے پر عاشق ہو گئے "نفحات" کی روایت کے مطابق سلطان مصر نے آپ کو مصر کا شیخ الشیوخ بنا دیا لیکن آپ اسی طرح بازار میں پھرا کرتے تھے، ایکدن بازار میں جا رہے تھے ایک چمار کی دوکان پر پہونچے دیکھا ایک خوبصورت لڑکا دوکان پر کام کر رہا ہے، عراقی نے موچی سے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ اس نازک لب اور چمکیلے دانتوں سے گدھے کا چمڑا کاٹا جائے، موچی نے جواب دیا، حضرت! یہی میرا پیشہ ہے اور اسی پر ہماری روزی کا مدار ہے، اگر ایسا نہ کرے تو کھانے کو کہاں سے میسر آئے، عراقی نے پوچھا کہ روزانہ کتنا کماتا ہے، موچی نے جوابدیا کہ چار درم، عراقی نے کہا کہ آٹھ درم مجھ سے لیا کرو، لیکن اس لڑکے سے یہ کام نہ لو، آپ روزانہ موچی کی دوکان پر جاتے اور کفشگر زادے کے حُسن کا نظارہ کرتے اور شعر پڑھا کرتے۔ سلطان مصر کو خبر پہنچی تو اُس نے دریافت کیا کہ کبھی اس لڑکے کو اپنی خانقاہ میں بھی لاتے ہیں یا دوکان پر کبھی خلوت بھی ہوتی ہے، لوگوں نے کہا نہیں۔ سلطان نے اُسی وقت وظیفہ میں پانچ درم کا اور اضافہ کر دیا ملاقات ہوئی تو کہا کہ سُنا ہے کسی موچی زادے پر طبیعت آگئی ہے، اِس لئے خرچ کے لئے پانچ درم کا اضافہ کر دیا گیا اگر خواہش ہو تو اُسے خانقاہ میں لے آئیں، عراقی نے جواب دیا۔

مارا انقاد او می باید بود بروے حکم نتوانیم کرد۔[2]

اس کے بعد عراقی نے شام کا سفر کیا۔ سلطان مصر نے شام کے ملک الامرا کو لکھ بھیجا کہ عراقی کا اعزازانہ استقبال کیا جائے۔ ملک الامرا کا ایک حسین لڑکا تھا عراقی نے دیکھا تو اُسکے سر پر قدم رکھدیا لڑکے نے بھی شیخ کے قدموں پر سر رکھا اور اُسی کے ساتھ ملک الامرا نے بھی، اہل دمشق کو یہ عشق بازی ناگوار گزری، لیکن کسی دم مارنے کی مجال نہ تھی۔

علامہ بہاؤ الدین احمد کی کتاب "کشکول" میں ایک نہایت ہی دلگداز روایت عشق پائی جاتی ہے، علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

دریائے دجلہ کے دو[2] دل والے | محمد بن اسحاق موصلی جس زمانہ میں وزیر اور حاکم عراقین تھا، اپنے خدم و حشم کے ساتھ سامرے سے بغداد کی طرف جا رہا تھا، قافلہ حرافہ نامی ایک منزل میں پہونچا، اُس وقت دجلہ میں طغیانی تھی، وزیر نے قافلہ کو ایک ایسے مقام پر فروکش ہونے کا حکم دیا جہاں سے دجلہ قریب ہو، ایک طرف وزیر کی مغنیہ لونڈیاں اُتریں، دوسری طرف وزیر اور اسکے رفقا و خدام اُترے، بیچ میں پردہ پڑ گیا۔ وزیر نے محفل شراب بپا کی اور لونڈیوں کو حکم دیا کہ پردہ کے اندر سے گانا بجانا شروع کر دیں، ایک لونڈی گا چکی تو دوسری نے "پردۂ عشاق" میں گانا شروع کیا جس کا فارسی ترجمہ یہ ہے۔

مرا افسوس آید رحم و شفقت ۔۔۔ بحال عاشق معشوق جانی

کہ ایشاں را مغنی نیست در عشق ۔۔۔ بغیر از فرقت و درد نہانی

اور چند والہانہ شکوہ سنجی و درد کے بعد یہ اشعار گانے لگی۔

چوں بشنید ایں سخن آں شخص گفتا ۔۔۔ مکن مکشوف ایں راز نہانی

چہ باید کرد ایشاں گفت اینکہ آنکہ ۔۔۔ بدریا شد فرو بے خوف جانی

یہ کہتی ہوئی اُس نے پردہ اُٹھایا، لوگوں کی نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ بدلی سے چاند نکل آیا اور بے خوف و خطر اُس نے خود کو دریائے دجلہ کے موجوں کے حوالہ کر دیا یہ حال دیکھنا تھا کہ ایک رُومی غلام نے جو حسن و جمال میں یگانہ تھا اور جس کے چہرہ سے وجاہت و عظمت ٹپکتی تھی، اور پنکھا لئے وزیر کے سرہانے کھڑا تھا، پنکھے کو ہاتھ سے پھینکدیا اور فوراً اُس مبتلائے فراق لونڈی کے عقب میں دریائے دجلہ کے اندر کود پڑا، وزیر نے بڑی کوشش کی کہ ان دو مریضانِ عشق کو ملاحوں اور غوطہ خوروں کے ذریعہ بچالے لیکن ممکن نہ ہوا۔ غالب نے شاید "عشق خانہ ویراں ساز" کے اسی بے پناہ حربہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

رونق ہستی ہے عشق خانہ ویراں ساز سے ۔۔۔ انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوازدہم ذکر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ۔ [2] نفحات الانس جامی تذکرہ شیخ ابراہیم عراقی۔

ذرہ ذرہ میں ترے حُسن کا جلوا دیکھا

از مولینا باسط صاحب بسوانی

پُوچھتا ہے جو کوئی پردے سے "جلوا دیکھا" — طالبِ دیدیہ کہتے ہیں۔ ابھی کیا دیکھا!

دَیر ہو آئے۔ حرم پہونچے۔ کلیسا دیکھا — خانۂ دل میں مگر یار کا جلوا دیکھا

کیا کہیں۔ ہستی دوروزہ میں کیا کیا دیکھا — جو مقدر نے دکھایا وہ تماشا دیکھا

پردۂ دل میں ترا روئے دل آرا دیکھا — دل کے آئینے میں بھی آئنہ سیما دیکھا

جلوۂ اس طرح دکھادو جو دکھانا ہے تمہیں — اہل نظارہ بھی کہہ اُٹھیں کہ "دیکھا دیکھا"

قطرہ قطرہ میں نظر آیا ترا عکس جمال — ذرہ ذرہ میں ترے حُسن کا جلوا دیکھا

ہم نے کیں چشم سُخن گو سے ہزاروں باتیں — تجھ کو خاموش اگر اے لبِ گویا دیکھا

کنج زنداں میں خبر موسم گُل کی پاکر — ہم نے حسرت سے بہت جانبِ صحرا دیکھا

کام آتا نہیں ہنگام مصیبت کوئی — اُس نے مُنہ پھیر لیا جس نے شناسا دیکھا

دامن یار کی زینت نہ بنے اشک کبھی — رنگ لاتے نہ تجھے خونِ تمنّا دیکھا

آپ سے کیا کہیں کچھ یاد ہے۔ کچھ بھول گئے — خواب تھا عہد جوانی بھی اُسے کیا دیکھا

ہم نے خلوت میں وہی انجمن آرائی کی — جو تصور میں تری بزم کا نقشا دیکھا

قیس و فرہاد ہوں یا وامق و باسط کوئی
کوچۂ عشق میں دیکھا جسے رُسوا دیکھا

سرحدی اقدامی پالیسی

از آنریبل سید حسین امام صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ

کچھ دن ہوئے۔ کہ جناب اسلم خاں صاحب کی فرمائش ہوئی۔ کہ ایک مضمون سیاست پر لکھوں۔ مگر قید یہ عائد کیگئی کہ مضمون سیاست مسلمانوں کی دلچسپی کا ہو۔ اولاً یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی۔ کہ سیاست میں کونسی باتیں ایسی ہیں۔ جن کو ہندو مسلمانوں میں تقسیم کروں۔ میرا تو ابتک یہ خیال تھا۔ کہ سیاست ایک مشترکہ چیز ہے۔ ہاں زاویہ نگاہ مختلف جماعتوں کا ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ اشتراکیہ احرار اور قدامت پسند ایک ہی مسئلہ پر مختلف خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے یقیناً بہتیرے مسائل سیاسی ایسے ہیں جنہیں ہم کو ہندوؤں سے اختلاف رائے ہے۔ مگر اس کے معنی یہ تو نہیں ہوئے کہ ہم لوگوں کو اس معاملہ سے دلچسپی نہیں۔ پھر دوبارہ جب غور کیا۔ تو اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ اس فرمائش کی علت غائی یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں کو سیاست سے دلچسپی بحیثیت سیاست کے نہیں ہے۔ بلکہ چند ایسے معاملات جن کو مسلمانوں کی فلاح و بہبودی سے تعلق ہے۔ اُن کو تو البتہ ہم لوگ ذوق سے پڑھتے ہیں۔ اور دلچسپی لیتے ہیں۔ مگر دیگر اور شعبۂ امامت سے ہم لوگ متمتع نہیں ہوتے اس لئے اسلم خاں صاحب کی قید لازمی تھی۔ کیونکہ رسالوں کو تو صرف ایسے مضامین دینے چاہئیں۔ جو اُن کے خریداروں کے لئے دلچسپ ثابت ہو سکیں۔ میرے خیال میں یہ کلیہ بھی ہر حالت میں صحیح نہیں۔ بڑے رسائل کو تو قارئین کرام کے بھی ذوق کو ارفعہ اور بلند کرنا چاہئے اس لئے میری استدعا ہے۔ کہ آئندہ سے اپنا لائحہ عمل یہ رہنا چاہئے کہ مذاق سلیم مُلک کا بڑھے۔

سیاست اوّل ہے کیا۔ اس سے واقفیت کے بعد معلوم ہو جائیگا۔ کہ کتنی چیزیں ایسی ہیں جن میں ہمارا بھی تعلق ویسا ہی ہے جیساکہ دیگر برادران وطن کا۔ اور ابتک صرف ناواقفیت کی بنا پر ہم اس سے بالکل علیحدہ ہیں۔ علم السیاست اُس مجموعہ لامتناہی کا نام ہے۔ جس کی غائت انسانوں کو اُس کے ذاتی اور طبعی حیوانیت سے بلند اور ارفع بنا کر ایک نظام کے اندر منسلک کرکے ایک مکمل اور مہذب اور منضبط ہستی قرار دے۔ یہ اصولی تعریف علم السیاست کی ہے۔ مگر عملی توصیف اُس کی یہ ہے۔ کہ علم السیاست مُلک کے قانونی معاشرتی اور مالی انتظامات کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ ہمارے مسلمان اس علم سے مذاق نہیں رکھتے اس لئے کنڈرگارٹن کے اصول پر میں ابتداءً صرف اُس کے اُس شعبہ سے آگاہ کرانا چاہتا ہوں جس سے ہم لوگوں کا تعلق زیادہ ہے۔

صُوبہ سرحد کا مسئلہ اس وقت پیش نظر ہے۔ اس کی نسبت مختلف پہلوؤں سے اپنے خیالات کا اور واقعات کا اظہار کروں گا صُوبہ سرحد کا قیام بحیثیت ایک علیحدہ صُوبہ کے لارڈ کرزن کے نئے انتظامات کا مرہون منت ہے۔ اس کے ماقبل یہ صُوبہ بھی پنجاب کا ایک جزو لاینفک تھا۔ اور اوّل جنگ افغان کے وقت سے یہ عالم وجود میں آیا۔ اس صُوبہ کے قیام نے ماہرین سیاست کو دو مختلف جماعتوں میں منقسم کر دیا۔ ایک جماعت (Forward Policy) کی حامی اور دُوسری جماعت قدرتی سرحد کی موید تھی۔ انگلستان پر جس زمانہ میں رُومیوں کا قبضہ تھا۔ ان میں بھی اسی طرح پر دو خیال کے حامی تھے۔ اقدامیہ جماعت کا خیال تھا کہ مشرق میں ([illegible]) پکٹس کے حملہ اور یلغار کا بہترین سد باب یہ ہے۔ کہ اُن کے مُلک میں داخل ہو کر ان کو مغلوب کیا جائے۔ دُوسری جماعت جو کہ آخر میں کامیاب رہی۔ اس کا خیال یہ تھا۔ کہ فطرتی اور فزیکل تشکیل سے فائدہ اُٹھا کر ایسے سرحد کی مضبوطی سے قلعہ بندی کیجائے۔ کہ جس پر سے آسانی سے اور یقینی طور پر مدافعت کیجا سکے۔ واقفان تاریخ برطانیہ سے یہ بات مخفی نہیں۔ کہ انجام کار آخری جماعت کامیاب رہی۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ خود انگلستان کے باشندے جو اس وقت برسر اقتدار ہیں۔ وہ اپنے مُلک کی تاریخ سے سبق نہیں لیتے۔ اور

عہ موجودہ وقت میں ہندوستانی سیاسیات نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے زاویہ ہائے نگاہ میں لازمی طور پر بہت فرق ہے یعنی سید صاحب سے جو درخواست کی تھی اُس کا مطلب یہ تھا کہ وہ موجودہ سیاسی مسائل میں سے کسی پر مسلمانوں کے زاویۂ نگاہ سے روشنی ڈالیں۔ (محمد اسلم خاں)

اقدام کی پالیسی کے پیچھے کروڑہا کروڑ غریب ہندوستان کا روپیہ ایک ایسی بے سُود اور غیر فائدہ رسانی مہم پر ہر سال پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔
ممکن ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ اقدام کی پالیسی کے مخالف صرف ہندوستانی قوم پرور جماعت ہے۔ واقعہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ خود انگریزوں میں ایسے انصاف پسند لوگ موجود ہیں۔ جو قوم پرور جماعت کے اس خواہش کے پیدا کرنیکے مؤید ہوئے ہیں۔ کرنل ہنا (Hanna) کا نام صف اولین میں حروف زریں سے اس جماعت کے قائدین کرام کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ میں نے صرف تاریخی تبصرہ کیا ہے میں اقدام کی پالیسی کے معائب اور نقائص میں بالتفصیل نہیں جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایسی طولانی بحث ہے کہ جس پر ایک مضمون کی محدود وسعت میں تبصرہ کرنا ناممکن ہے۔ سطحی طور پر کچھ اظہار خیال کروں گا۔
مُلک کی توسیع عموماً ان تین اغراض کے لئے کیجاتی ہے۔ اوّلاً آمدنی میں اضافہ کے لئے۔ دوئم اُس کی عظمت میں چار چاند لگانے کیلئے یا پھر مُلک کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ دُشمن کے قبضہ میں مضرت رسان محاذ نہ چلا جاتے۔
آمدنی کا فائدہ تو کجا۔ سرحد کا مُلک نہ تو زرخیز ہے۔ نہ زر ریز ہے۔ ایک چٹیل میدان اور پہاڑوں کا سلسلہ جس میں نہ تو زراعت ہی ممکن ہے اور نہ معدنیات کی کثرت۔ اور نہ تجارت کی توقع۔ پھر ایسے مُلک پر قبضہ سے یقیناً بجائے فائدہ کے نقصان ہی متصوّر ہے۔ چنانچہ ابتک دولت برطانیہ کو اس صُوبہ کے پیچھے زر کثیر خرچ کرنا پڑا ہے۔ گذشتہ تین سالوں میں ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۱ء تک سات کروڑ چھتیس لاکھ خرچہ کا تخمینہ ہے۔
دُوسری صورت یعنی عظمت میں اضافہ۔ وہ بھی ہندوستان کو حاصل نہیں۔ کیونکہ یہ مُلک نہ تو کوئی تاریخی اہمیت رکھتا ہے نہ مذہبًا مقدس جگہوں میں شمار ہوتا ہے۔
تیسری صورت صرف ذرا بحث طلب ہے۔ سرحد کے دُوسری جانب افغانستان کی ایک چھوٹی سلطنت ہے جس سے کسی قسم کا خطرہ ہندوستان جیسے بڑے مُلک کو نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے صرف ایک خطرہ بعید روس سے پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر افغانستان سے جو روابط گورنمنٹ برطانیہ کے ہیں اُنکی غائت ہمیشہ حفظِ ماتقدّم ہی رہی ہے۔
انگلستان افغانستان کا اس لئے مددگار کبھی نہ تھا۔ کہ افغانستان قوم کے ساتھ خاص اُنس ہے۔ بلکہ پوشیدہ غرض اُس کو مضبوط کرنے کی یہی تھی۔ کہ وہ روس اور ہندوستان کے درمیان (بفر اسٹیٹ) ایک حد فاصل رہے۔ جس طرح پر کہ فرانس نے ہمیشہ بلجیم کی پُشت پناہی قبل از جنگ عظیم اس لئے کی تھی کہ وہ اپنے اور جرمنی کے درمیان بُنیان مرصوص اور آہنی دیوار کھڑی کردے۔ یہ تشبیہ اور بھی مکمل ہوجاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فرانس اور جرمنی کے درمیان (ووسجز) کا پہاڑی سلسلہ حدفاصل اُسی طرح پر ہے جس طرح چترال وغیرہ کا پہاڑی سلسلہ ہمارے اور روس کے درمیان ہے۔
جنگ عظیم نے ہم لوگوں کو یہ بھی سبق دیا۔ کہ لکھو کھا افواج سے بہتر حفاظت مُلک پہاڑی سلسلہ سے ہوتی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کو کسی قسم کا خوفِ زیاں نہیں۔ اِس لئے تیسرے شق کے مطابق بھی اقدام کی پالیسی فائدہ بخش نہیں۔
اَب میں چند نقائص علاوہ مالی نقصان کے دکھانا چاہتا ہوں۔ صُوبہ سرحد دو حصّوں میں مقسوم ہے۔ ایک (Settled District) یعنی منظوم اضلاع اور دُوسرا غیر منظوم (Tribal Area) منظوم اضلاع کی آبادی (۲۵ لاکھ) غیر منظوم کے برابر ہے۔
منظوم اضلاع میں حکومت برطانیہ کی عملداری مستحکم ہے۔ اور وہاں کے باشندے بھی کسی قدر طوق غلامی کے خوگر ہوگئے ہیں۔ غیر منظوم اضلاع میں باضابطہ نظم سلطنت نہیں ہے۔ وہاں کے رہنے والے چونکہ ماضی قریب میں زیر نگین حکومت برطانیہ ہوئے ہیں۔ اس لئے ابھی محکومیت کی ملامت سے پوری طرح آشنا نہیں ہوئے ہیں۔ اور آزادی جو کہ انسان کا فطرتی حق ہے اس کی طلب بھی اُن کے دل سے فراموش نہیں ہوئی ہے اِس لئے کبھی کبھی اس خداداد کے حق کے حصول کے لئے نبرد آزما بھی ہوجایا کرتے ہیں۔
گورنمنٹ برطانیہ نے اپنے تحفظ کے لئے قانون کے نام سے جو ضوابط مسمّی (Frontier Regulation Act) وغیرہ وہاں جاری کئے ہیں۔ وہ اس قدر بربریت وبہیمیت پر مشتمل ہیں کہ انہیں قانون کا نام دینا قانون کی تذلیل ہے۔
ابھی حال میں جو حبیب نور مرحوم کی پھانسی کا قضیہ اسمبلی میں پیش ہوا تھا۔ تو کُل ہندوستانی اقوام کے نمایندوں نے حکومت کی منطق کی

کہ وہ اس قدر نا انصافانہ اور بہیمانہ قانون مُلک میں جاری کئے ہوئے ہیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے موجودہ کمیٹی برائے تحقیقات قوانین سرحد قائم کی۔ سرحد کے لوگوں کو چاہئیے کہ "جیب لُور ڈے" قائم کریں کیونکہ اس کی پھانسی اُن کی گلو خلاصی کی سبب ہونے والی ہے۔

گورنمنٹ کو اس قدر تشدّد آمیز قوانین جاری کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ آزادی کے شیدا سرحدی باشندے جور وستم زندان و محن سے بھی حراساں نہ ہوئے۔ اور اپنے عشقِ آزادی کے پیچھے جان تک کی حقیقت نہ سمجھی۔ تعجب ہے کہ آزاد مُلک کے باشندے جنھوں نے طلب آزادی کے پیچھے اپنے بادشاہ تک کی جان لینے میں دریغ نہ کیا ہو اور جنھوں نے سیکڑوں لڑائیاں اپنی اور دُوسروں کی آزادی قائم رکھنے کیلئے لڑیں ہوں وہ آج ایک بہادر اور حُرّیت پسند قوم کو غلام رکھنے کیلئے اس قدر جد وجہد کر رہے ہیں۔

غزل

از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی رجسٹرار ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

ہے آہ میں اثر بھی بس اِک گماں ہے گویا
اور اس پہ آہ کرنا اِک اِمتحاں ہے گویا

دیکھو تو وہ نہاں ہے سمجھو تو ہر جگہ ہے
وہ ان نشانیوں پر اِک بے نشاں ہے گویا

سُننے کو سب ہیں سُنتے۔ ہوتی نہیں ہے عبرت
میرا بھی قِصّۂ غم اِک داستاں ہے گویا

آئے ہیں ہم کہاں سے جانا ہمیں کہاں ہے
یہ زندگی ہماری اِک چیستاں ہے گویا

مُلکِ عدم کے رہرو اس طرح جا رہے ہیں
ہستی سے نیستی تک اِک کارواں ہے گویا

آفت نئی ہے آتی ہر روز دل کے ہاتھوں
میرے لئے تو دل بھی اِک آسماں ہے گویا

کیونکر ہو اسکے در تک فرحت میری رسائی
اسکی گلی میں جو ہے اِک پاسباں ہے گویا

زیب النسا بیگم

از ملک غلام غوث صاحب منشی فاضل سوہاوہ

گاہے گاہے باز خواں این دفترِ پارینہ را تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

یہ نامور خاتون حضرت ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی سب سے پہلی اولاد تھی۔ ماہِ شوال ۱۰۴۸ھ میں پیدا ہوئی جب ذرا ہوش سنبھالا اور پڑھنے کے قابل ہوئی تو اورنگ زیب نے دینی علوم کی تکمیل کے لئے حافظہ مریم کو مقرر کیا۔ زیب النسار نہایت ذہین اور طباع تھی۔ بہت جلدی قرآن حفظ کر لیا جس کے صلہ میں قدر دان باپ نے تیس ہزار اشرفیاں انعام میں دیں۔ زیب النسار نے عربی فارسی کی تعلیم نہایت اعلیٰ درجہ کی حاصل کی تھی۔ بڑے بڑے علمار و فضلار اسکی خدمت میں رہتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ مقربِ ملا سعید اشرف ماژندرانی تھے۔ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ وہ پالیٹیکس سے بالکل نا آشنا تھی۔ زیب النسار علوم عربی اور فارسی زباندانی میں کمال رکھتی تھی۔ خط شکستہ اور نستعلیق نہایت عمدہ لکھا کرتی تھی۔ عام طور پر مشہور ہے کہ وہ مخفی تخلص کرتی تھی اور دیوان مخفی اسی کا ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ مخفی دراصل حاکم فارس کے ایک صاحب کا تخلص تھا۔ مولوی غلام علی آزاد ید بیضا میں لکھتے ہیں ع

"این دو بیت از نام او مسموع شدہ"

پھر دو شعر نقل کئے ہیں۔ اگر اس کا دیوان ہوتا تو صرف دو شعروں کا کیوں ذکر کرتے۔ ہاں یہ بات مسلّم ہے کہ وہ شاعرہ تھی اور زیب تخلص کرتی تھی۔ لیکن اس کا کلام ضائع ہو گیا۔ زیب النسار کی بیاضِ خاص ایک خواص کے ہاتھ سے جس کا نام ارادت فہم تھا، حوض میں گر پڑی تھی۔ تذکرہ میں یہ دو شعر زیب النسار کے نام سے منقول ہیں ؎

بشکند دستے کہ خم در گردنِ یارے نشد کور بہ چشمے کہ لذت گیرِ دیدارے نشد
صد بہار آخر شد و ہر گل بہ فرقے جا گرفت غنچۂ باغِ دلِ ما زیبِ دستارے نشد

زیب النسار نے اپنی زیر نگرانی اہل علم و فن سے بہت سی کتابیں تصنیف کرائیں۔ اس کا دربار حقیقت میں بیت العلوم تھا۔ ہر فن کے علمار و فضلار نوکر تھے جو ہر وقت تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے اور یہ کتابیں اس کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ زیب النسار تصنیف و تالیف کا جو محکمہ قائم کیا تھا اس کے ساتھ ایک عظیم الشان کتب خانہ بھی تھا جس کی نظیر کسی کی نظر سے نہ گذری ہوگی۔

زیب النسار اگرچہ درویشانہ اور منصفانہ مذاق رکھتی تھی۔ تاہم شاہجہان کی پوتی تھی۔ اِس لئے نفاست پسندی اور شاہانہ امارت کے سامان بھی لازمی تھے۔ اس نے کشمیر میں نہایت پُر تکلف باغات اور عمارات تعمیر کرائی تھیں۔ یہ اپنے بھائیوں سے نہایت محبت رکھتی تھی۔

زیب النسا نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ کیونکہ اس کی منگنی شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ ہو چکی تھی۔ جب گردشِ زمانہ سے دارا شکوہ اور اس کے دو نوجوان بیٹے سلیمان شکوہ اور سپہر شکوہ ملیا میٹ ہو گئے۔ تو اس عفت اور عصمت کی پتلی نے تمام عمر کنوار پنے میں کاٹ کر جہان کو دکھا دیا کہ چغتائی خون میں یہ حیا اور پاکبازی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود افسوس کا مقام ہے کہ اس کے متعلق متعدد جھوٹے قصے مشہور ہو گئے ہیں۔ اور وہ اس کے حالات زندگی کا ایسا جزو بن گئے ہیں کہ جب کبھی زیب النسار کا ذکر آتا ہے ان قصوں کا حوالہ ضرور ہوتا ہے ان میں سے دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "ایک دفعہ زیب النسار نے یہ مصرعہ کہا ع از ہم نمے شود ز حلاوت جدا لبم۔ چاہتی تھی کہ مطلع ہو جائے، لیکن دوسرا مصرعہ اس کی جوڑ کا موزوں نہیں ہوتا تھا۔ آخر ناصر علی شاعر کے پاس لکھ کر بھیجا اس نے برجستہ کہا ع شاید رسید بر لبِ زیب النسار لبم"۔ لیکن جو شخص تیموریوں کے جاہ و جلال اور آئین و قوانین سے واقف ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ناصر علی بچارے کو خواب میں بھی اتنی جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر جیسے مُدبر، منتظم اور جابر بادشاہ کی بیٹی کے بارے میں یہ گستاخانہ کلمات کہے۔ وہ اورنگ زیب کہ جس کے رعب و دبدبہ سے بڑے بڑے سرکش اور باغی جنگلوں میں مارے مارے پھرا کرتے تھے جس کا نام

سنتے ہی دشمنوں کے خون خشک ہو جاتے تھے۔ جسکی ہیبت و سطوت، عظمت و جبروت کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی کوئی خط دربار عالیہ سے شاہزادوں کے نام جاتا تو وہ کانپ جاتے تھے۔ یہ اُس نامور بادشاہ شاہجہان کی پوتی تھی کہ جس کے بارے میں خود زیب النسار کا قول ہے ؂

از ہیبتِ شاہِ جہاں لرزد زمین و آسماں　　انگشتِ حیرت در دہاں نیمے دروں نیمے بروں

پھر بھلا ناصر علی کی کیا مجال تھی کہ وہ ایسے کلمات کہہ سکتا۔

دُوسرا واقعہ یہ ہے "کہ زیب النسار کو عاقل خاں سے محبّت تھی۔ اور درپردہ ان میں خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ زیب النسار اس کو چوری چھپے سے محل میں بلایا کرتی تھی۔ ایک دن عالمگیر محل میں موجود تھا کہ اُس کو پتہ چلا کہ عاقل خاں محل میں ہے اور حمام کی دیگ میں چھپا دیا گیا ہے۔ عالمگیر نے انجان بن کر اُسی دیگ میں پانی گرم کرنے کا حکم دیا۔ عاقل خاں نے اخفائے راز کے لحاظ سے دم نہ مارا اور جل کر رہگیا مرتے وقت یہ شعر کہا ؂

بعدِ مُردن زجفائے تو اگر یاد کنم　　از کفن دست بروں آرم و فریاد کنم"

اب ذرا اس واقعہ پیش نظر رکھکر شاہانِ تیموریہ کے طرز معاشرت و رہائش پر غور کیا جائے تو اصلیت و واقعیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ زیب النسار کا عاقل خاں کو چوری چھپے بلانا اور پھر اورنگ زیب کا بہانے سے دیگ گرم کرانا ایسی غلط باتیں ہیں جن کو کوئی صحیح العقل آدمی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ مخدراتِ تیموریہ کے قصرات و محلات میں پردہ کا یہ انتظام تھا کہ ایک غیر شخص کو اتنی جرأت پڑ جائے کہ وہ اندر چلا جائے؟ جب اورنگ زیب پر یہ بھید کھل گیا تو کیا وہ عاقل خاں کو کوئی اور سزا نہ دے سکتا تھا کہ اُس نے بُزدلانہ طور پر بہانے سے دیگ میں پانی گرم کرا کے عاقل خاں کا خاتمہ کیا؟ یہ سب باتیں سراسر بے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

نیز عاقل خاں کا تذکرہ مآثر الامرا میں موجود ہے۔ چونکہ شاعر تھا۔ تمام تذکروں میں اس کے حالات مذکور ہیں لیکن اس واقعہ کا کہیں نام و نشان نہیں۔ عالمگیر نامہ، مآثر الامرا، خزانہ عامرہ وغیرہ میں ایک حرف بھی اس واقعہ کے متعلق نہیں۔ حالانکہ اس کی وفات کا تذکرہ سب نے لکھا ہے۔

زیب النسار نے ۱۱۱۳ھ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ "ادخلی جنّتہ" مادہ تاریخ ہے۔ عالمگیر اس وقت دکن کی مہمات میں مصروف تھا۔ یہ خبر سُنکر غمزدہ ہوا اور باوجود نہایت مستقل مزاج اور صابر ہونے کے بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ یہ پاکباز خاتون جو کبھی شاہجہاں کے تختِ طاؤسی پر بیٹھکر کھیلا کرتی تھی، جس کی رہائش کیلئے آگرہ اور دہلی کے قصر و ایوان اور اوڑھنے کیلئے ریشم و سمور و قاقم کے بچھونے تھے۔ رات کے وقت کافوری اور عنبرین شمعیں جلتی تھیں اور چاروں طرف سے عطر اور حنائے مشکیں کی لپٹیں آتی تھیں۔ آج نہایت حقارت اور ذلّت کے ساتھ لاہور کے قریب مقام نواں کوٹ میں مدفون ہے۔ جہاں پر وحشت و حسرت، بےکسی اور نامرادی چھائی ہوئی ہے۔ چمگادڑوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور رات کے وقت اُلو اپنی بھیانک آوازوں سے اس منظر کو اور بھی حسرتناک بنا دیتے ہیں۔ اللہ باقی والکل فانی۔

میرا کنھیا

از جناب سید احمد حسین صاحب امجد حیدرآبادی

اے لو، وہ دن ڈھلا جا رہا ہے
وقت مغرب، قریب آ رہا ہے
ہاں، قدم جلدی جلدی اُٹھاؤں
بھرنے گاگریں جمنا پہ جاؤں
ہے ہَوا شام کی کیا سُہانی
یا شب وصل کی ہے نشانی
آفتاب، آ رہا ہے زمیں پر
اِک سماں چھا رہا ہے زمیں پر
راستے والے کم ہو رہے ہیں
نور و ظلمت بہم ہو رہے ہیں
نور کی دوپہر ڈھل رہی ہے
شمع کافور کی جل رہی ہے
کیا خبر، آسماں کیا دِکھائے
کیا خبر، سامنے کون آئے
غیر مردوں کا پھیرا نہ ہو جائے
شب سے پہلے اندھیرا نہ ہو جائے

(۲)

شام کلیاں ہوا گا رہی ہے
بانسری کی صدا آ رہی ہے
موج دریا کو یہ کس کی دُھن ہے
راگ پانی کا کیا مست کُن ہے

(۳)

دیکھ کشتی میں بیٹھا ہے کوئی
یہ تو بے جانا بُوجھا ہے کوئی
بانسری، اس کے مُنہ سے لگی ہے
زیر و بم کی ہَوا کیا بندھی ہے
بانسری کیا بجاتا ہے آہا
راگ کیا سُناتا ہے آہا
سُن کے ہر ایک سُن ہو رہا ہے
دُھن میں ہوش و خرد کھو رہا ہے
وجد میں عقل کس کی بجا ہے
مَیں اگر باولی ہوں تو کیا ہے
کان نغمے سے پُر ہو رہے ہیں
بُلبلے پھوٹ کر رو رہے ہیں
ہے کوئی شعبدہ گر، کہ ساحر؟
مَیں بھی دیکھوں، کہ ہے کون آخر
ہائیں، یہ اجنبی تو نہیں ہے
یہ، نیا آدمی تو نہیں ہے

یہ تو ہے میرا پیارا کنھیا
میری آنکھوں کا تارا کنھیا

حضرت بابا فرید مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

از جناب مولینا عبدالباری صاحب آسی

کتنی بابرکت ہیں وہ مبارک اور مسعود ہستیاں جو درجہ شاہی سے چشم پوشی کرکے اور تخت و تاج سلطنت کو لات مارکر بوریائے بیریائے فقر و تصوف پر جلوہ افروز ہوئیں۔ اور کیسی بلند نظر ہیں وہ باعظمت ذاتیں جو ملک و دولت کو تج کر اور ملبوسات فاخرہ سے منہ موڑ کر خرقۂ گدایانہ میں چھپ کر دنیا و مافیہا سے ہمیشہ کیلئے بےنیاز ہو گئیں۔ جو یا نظریں اگر تلاش کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو ممکن ہی نہیں کہ جذبۂ صادق ہزاروں ایسے برگزیدہ صفات حضرات سے روشناس نہ کرادے جنہوں نے ایک دلق مرقع کو ہزاروں جبۂ و عمامہ پر اور ایک کاسۂ درویشی کو جام جم پر ترجیح دی۔ خود میں اگر نام گنانے پر آؤں تو بہت سے نام زیب فہرست کرسکتا ہوں۔ اور بہت سے ایسے بےنیازوں کے نام لے سکتا ہوں جن کے قبضہ میں بظاہر ایک کشکول تھا یا ایک گدڑی۔ مگر حقیقۃً وہ حکمراں تھے اور تمام دنیا کے ذرے انکے تابع فرمان تھے۔ اُن کی ایک نگاہ جبر و قہر ہنگامہ بعث و نشر کا نمونہ تھی۔ اور ایک نگاہ کرم ہزاروں جنتیں اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھی جن کی ذات گرامی کا نام نامی زیب عنوان ہے ان کا اسم گرامی تو ایک ایک بچہ کی زبان پر ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ ایسے لوگ بہت کم ہونگے جو اس راز سے بھی واقف ہوں کہ آپ شاہی خاندان سے تھے۔ اور عالم ظاہر کے بھی اُسی طرح فرماں فرمان تھے جیسے کہ ملک باطن انکے زیر نگین تھا۔ کیونکہ آپ کے والد ماجد حضرت جمال الدین سلیمان محمود غزنوی کے بھلیجے تھے۔ جو سلطان شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں کابل سے لاہور تشریف لائے۔ اور قصور میں جو ضلع لاہور کی ایک تحصیل ہے سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں چند روز قیام کیا تھا کہ بادشاہ ہندوستان کے فرمان کے موافق ملتان تشریف لیگئے۔ اور وہیں مُلا وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے شادی ہوئی جن کے بطن عفت سے تین صاحبزادے پیدا ہوئے جن میں سے بڑے صاحبزادے کا نام اعزالدین محمود۔ اور چھوٹے صاحبزادے کا نام نجیب الدین متوکل۔ اور منجھلے صاحبزادے کا فریدالدین مسعود تھا۔ جن کا تذکرہ مقصود ہے۔

آنحضرت کا شجرہ نسب سترہ واسطوں سے حضرت سلطان ابراھیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ تک اور تئیس واسطوں سے حضرت عمر ابن خطاب رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے۔ اسی سلسلہ کی آٹھویں پشت میں فرخ شاہ بادشاہ کابل ہے۔ چنانچہ فرخ شاہ کی وفات کے بعد جب شاہان غزنین سلطنت کابل کے حکمران ہوئے۔ اور وہ نظام سلطنت جو قدیم سے چلا آرہا تھا ابتر ہو کر قوانین ملکداری میں ایک تغیر ہو کر نظام قدیم میں ابتری پیدا ہو گئی۔ تو فرخ شاہ کی اولاد تباہ ہو گئی۔ مگر پھر اُن کی سکونت کابل ہی میں رہی۔ آسمان نے اس حالت پر بھی رشک کی نگاہیں ڈالیں اور چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ایک نیا فتنہ برپا کیا یعنی چنگیز خاں نے خروج کیا۔ اور اُس کے ہنگامۂ دار و گیر سے ایک قیامت کبریٰ کا نمونہ برپا ہو گیا۔ کابل میں وہ حوادثات اور سوانح رونما ہوئے کہ انکے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے دادا مرحوم بھی اُسی ہنگامہ میں شہید ہوئے مجبوراً اسی بیکسی اور بےبسی کے عالم میں آپ کے والد ماجد ہندوستان تشریف لائے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۵۸۰ھ میں قصبہ کھوتوال مضافات ملتان میں واقع ہوئی اور اسی نواح میں نشو و نما پائی۔ قدیم زمانے کے دستور کے موافق آپ ایک مکتب میں تعلیم پانے لگے۔ اول میں قرآن پاک حفظ کیا۔ اور اُس کے بعد دوسری درسیات ضروری کا مطالعہ فرمایا۔ ملتان میں مولینا منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ تھا۔ آپ نے بھی انہیں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور مذہبی درسیات پڑھتے رہے۔

مثل مشہور ہے۔ کہ "مچھلی کے جائے کون تیرائے"۔ آپ کو اول ہی سے زہد و تصوف کی طرف کامل رغبت تھی۔ اور ہمیشہ سلوک و عرفان کی منازل حقہ کو طے فرمانے میں مصروف رہتے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ مگر صرف یہی دو کام تھے یا تو تحصیل علوم شریعت، یا طے راہ حقیقت۔ دنیا اور دنیا کے اشغال سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اتفاق بالائے اتفاق یہ ہوا کہ جس زمانہ میں آپ کتاب نافع پڑھتے تھے۔ اُسی زمانہ میں ایک روز مدرسہ میں جو مسجد ملتان میں واقع تھا ایک روز بیٹھے ہوئے نافع کے سبق کی تکرار فرما رہے تھے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف فرما ہوئے

آپ کے ذوق وشوق علم کو ملاحظہ فرمایا۔ اور نہایت خوش ہوکر دریافت کیا۔ کہ کیوں صاحبزادے تم کیا پڑھتے ہو۔ حضرت نے جواباً عرض کیا کہ نافع۔ یہ جواب سُنکر خواجہ صاحب نے ایک نہایت ہی جامع جملہ ارشاد فرمایا اور ارشاد کیا کہ نافع۔ اِنشاء اللہ نافع ہی ہوگی۔ یہ جملہ سُنتے ہی آپ کے دل میں ایک جذبہ صادق موجزن ہوا۔ اور ذوق وشوق کے دریا میں ایک طوفان عظیم برپا ہوگیا۔ فوراً دستِ اِرادت دراز کرکے حلقہ مُریدین میں داخل ہوئے۔ اور اس کے بعد تمام لکھنے پڑھنے کو چھوڑ کر جس وقت کہ آپ دہلی کو روانہ ہونے لگے تو آپ کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس سفر کو منظور تو کر لیا۔ مگر مصلحت بینی فرما کر ارشاد کیا کہ چلنے میں کوئی ہرج تو نہیں ہے مگر مناسب یہ ہے کہ پہلے علوم ظاہر کو حاصل کر لو۔ پھر تصوف کی طرف توجہ کرو کیونکہ جاہل صوفی ایک مسخرہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ہے۔ جب تحصیل علوم شرعیہ سے فراغت حاصل کر لو تو دہلی چلے آنا۔ مُرید سعید نے بسر وچشم اس حکم کو قبول کیا۔ چند روز مُلتان ہی میں تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ اس کے بعد قندھار پہونچے اور وہاں تحصیل علوم کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد بغداد پہنچے اور قطب الاقطاب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور سیف الدین باخرزی اور سعدی حموی، بہاء الدین حموی، شیخ بہاء الدین زکریا مُلتانی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری وغیرہ بزرگانِ دین کی صحبتوں میں رہے اور مجاہدہ نفس وتزکیہ قلب کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ اس کے بعد دہلی میں اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت فیضدرجت میں حاضر رہتے۔ خواجہ صاحب نے پہلی ہی آپ کی پیشانی پر ستارۂ نُور چمکتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس واسطے خصوصیت سے توجہ فرمائی اور آپ کیلئے علیحدہ ایک حجرہ متعین کردیا کہ فراغت کے ساتھ ریاضت میں مشغول رہیں۔ آپ کے مجاہدہ نفس کی یہ کیفیت تھی کہ روزانہ ایک مرتبہ قرآن شریف کی تلاوت فرمالیا کرتے تھے۔ آپ دہلی میں غزنوی دروازہ میں رہتے تھے وہ حجرہ واقع تھا۔ ہر دوسرے ہفتہ میں خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیوض غیر متناہی حاصل فرماتے تھے۔

یوں تو آپ کے کمالات کی بُنیاد اُسی روز پڑ گئی تھی جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے آپ کو خصوصی توجہات بزرگانہ کا مستحق ٹھہرا کر حجرۂ خاص رہنے کے واسطے مرحمت فرمایا تھا مگر اُس وقت سے آپ کو اور بھی شہرت ہوئی جبکہ ایک روز برسات کے زمانہ میں آپ کھڑاؤں پہنے ہوئے خواجہ صاحب کی خدمت میں جا رہے تھے۔ رستہ بھر میں کیچڑ ہو رہی تھی اس واسطے اِتفاق سے آپ کا پاؤں پھسل گیا۔ اور آپ زمین پر گر پڑے۔ گرتے ہی حسب عادت آپ کی زبان مُبارک سے اللہ کا لفظ نِکلا۔ اِتفاق سے مٹی کی ایک چھینٹ اُڑ کر آپ کے مُنہ میں گری اور گرتے ہی شکر ہوگئی۔ آپ اُٹھکر خواجہ صاحب کی خدمت بابرکت میں تشریف لائے۔ خواجہ صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آج ایک مٹی کنکر تمہارے مُنہ میں پہنچی تو شکر ہوگئی عجب نہیں ہے کہ خدا تمہیں گنج شکر بنا دے۔ آپ نے یہ سُنتے ہی خوش ہوکر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اِس کے بعد جب آپ اپنے حجرہ کی طرف واپس ہوئے تو جو ملتا تھا وہی آپ کو گنجشکر کے نام سے پُکارتا تھا۔ یہی واقعہ آپ کی خدا پرستی اور خدا رسیدگی کا سنگ بُنیاد ہوا۔ آپ کیا تھا اِتنی شہرت ہوئی کہ کسی وقت لوگوں کا اژدہام کم نہ ہوتا تھا۔ اور معتقدین کے گروہ آپکی زیارت کو ہر وقت آتے رہتے تھے۔ کسی وقت ہجوم کم نہ ہوتا تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ لوگوں کی مُلاقات سے اپنے آپ کو بچائیں مگر ممکن نہ تھا مجبوراً یہ حال آپ نے خواجہ صاحب سے کہا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تم ہانسی چلے جاؤ۔ چنانچہ آپ دہلی سے ہانسی تشریف لے گئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔ ہانسی چونکہ کوئی ایسا مشہور مقام نہ تھا۔ اور آپ کو تشریف لائے ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا۔ اِس لئے نسبتاً یہاں اہل غرض اور دُنیا داروں سے امن تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہاں اطمینان تھا اور کئی سال تک آپ یہاں تشریف فرما رہے۔

سنہ ۶۳۳ھ یا سنہ ۶۳۴ھ میں جب حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ پھر دہلی تشریف لائے۔ اور خرقہ مُبارک خواجہ رحمۃ اللہ کا زیب تن فرما کر ایک ہفتہ تک آپ کی جگہ تشریف فرما رہے۔ اِس دوران میں تمام دِلی آپ کی کشف وکرامات کا حال سُن کر اُمڈ پڑی، اور اپنے مُدعا کی دُعائیں کرانے میں مصروف ہوگئی چونکہ اس سے آپ کے اوقات خدا پرستی میں گونہ فرق پڑنے لگا۔ لہذا آپ فوراً دوبارہ ہانسی چلے گئے۔ مگر شُہرت کے پَر نکل چکے تھے۔ اب اُس کا روکنا محال تھا۔ اس لئے یہاں بھی معتقدین اور ارادتمندوں کا وہی جم غفیر موجود ہوگیا۔ اور شب وروز ایک انبوہ رہنے لگا۔ مجبوراً آپ کو پھر سکونت ترک کرنا پڑی۔ اور رہنے کے واسطے ایسی جگہ تجویز کی جہاں لوگ نہایت ہی ددشت مزاج اور بد اعتقاد رہتے ہیں۔ چنانچہ اجودھن جو ایک نہایت ہی کوردیہہ جگہ تھی اپنے رہنے کے واسطے تجویز فرمائی۔ اور ہانسی سے رُخصت ہوکر اجودھن کے ایک نہایت خراب اور ویران مقام میں قیام فرمایا۔ اور خدا پرستی میں مصروف ہوکر شب وروز عبادت الہٰی میں بسر کرنے لگے۔

اجودھن میں جس جگہ آپ رہتے تھے وہاں نہ کوئی بازار تھا نہ عمارت تھی نہ رونق نہ آبادی بلکہ برعکس اس کے ایک کریل کا جنگل تھا اور اسی

خاردار درخت سے وہاں کی زیب وزینت تھی۔ یہی سازوسامان تھا اور یہی محل ومکان۔ توکّل کا یہ رنگ تھا کہ کبھی ایک کوڑی بچا کر نہ رکھتے تھے۔ دو دو تین تین دن فقروفاقہ میں گزرجاتے تھے۔ اور آخر وہی کریل کے پھلوں سے افطار فرماتے تھے۔ مگر زبان ہر وقت شکر کے لئے جاری تھی تسبیح وتہلیل کا دور تھا اور مطلق خیال نہ ہوتا تھا کہ کیا تکالیف ہیں جو گزررہی ہیں اور کیسا عالم ہے جس میں گزر کیجا رہی ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ کا یہی عالم تھا کہ یہاں بھی انوار وفیوض کی اشاعت ہوئی اور تسبیح وتہلیل کی آواز اجودھن کے حدود دیوار سے گونجنا شروع ہوئی۔ ہزاروں لاکھوں حاجتمندوں کا اجتماع ہونے لگا۔ اور آپ سب کو فیوض وبرکات سے بہرہ مند فرماتے رہے۔ اتفاق دیکھئے کہ محفل سماع کی گرماگرمی کی خبر اجودھن کے قاضی شہاب الدین کو پہونچی۔ کچھ تو عہدہ کا پاس تھا اور کچھ شیخ کی گرم بازاری کا افسوس اور تعصب تھا کہ قاضی کو یہ شہرت سخت ناگوار گزری۔ اور شیخ کریل کا کانٹا بنکر اُسکی متعصب نگاہوں میں کھٹکنے لگے۔ چاہا کہ کوئی تعرض کرے مگر ہزاروں عقیدتمند اور جاں نثار موجود تھے کر ہی کیا سکتا تھا۔ مجبوراً اجودھن کے بڑے بڑے سربرآوردہ لوگوں کو جمع کیا۔ اور اُن کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا کہ عرصہ سے جو یہ فقیر یہاں آگیا ہے۔ اس نے عجیب ہنگامہ فروزی کر رکھی ہے۔ اور مذہب میں ایک رخنہ ڈال رکھا ہے نہایت گمراہ ہے سماع سُنتا ہے جو شریعت محمدی کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سب پر بھی کوئی وبال آئے۔ اِس لئے بہتر یہ ہے کہ جلد سے جلد اُسکو یہاں سے نکال دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ قاضی کا اُس وقت وہی درجہ تھا جو آجکل جج کا یا ڈپٹی کمشنر کا۔ اس واسطے کسی کو انکار کی گنجائش ہی کیا تھی مجبوراً سب نے ہاں میں ہاں ملادی۔ قاضی شہاب الدین کی تو عین مرضی یہی تھی اُس نے فوراً ایک درخواست حاکم بالا کے نام لکھی اور اعیان شہر کی مُہریں لگوادیں۔ درخواست میں کیا تھا اس کو لوگ خود ہی سمجھ گئے ہونگے وہی شیخ رحمۃ اللہ کی شکایتیں اور وہی فتنہ انگیز حکایتیں اسکے علاوہ یہ دریافت طلب امور تھے کہ جو شخص سماع کو جائز سمجھکر سُنے اُسکے واسطے آپ کیا سزا تجویز فرماتے ہیں۔ جب یہ درخواست حاکم مُلتان کے پاس پہنچی تو ازراہِ دُوراندیشی اُس نے قاضی سے یہ سوال کیا کہ پہلے اُس شخص کا نام لکھو بغیر نام کے کوئی صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا۔ قاضی نے جواب میں شیخ کا نام لکھا۔ آپ کا نام مُبارک دیکھکر حاکم ملتان کو بیحد غصہ آیا۔ اور جواب میں لکھ بھیجا کہ تم نے ایسے آدمی کا نام لکھا ہے جس پر علمائے ظاہر کو تعرض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے لہذا مجبوری ہے۔ مگر قاضی شہاب الدین کو اس پر بھی تنبیہ نہ ہوئی۔ انہوں نے دوسری تدبیر شروع کی۔ ایک بدمعاش کو کچھ لالچ دے دلاکر اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ رح کو قتل کردے۔ موقع پاکر وہ ایک روز خانقاہ میں جا پہنچا۔ اُس وقت آپ مراقبہ میں مشغول تھے۔ نُور باطن سے یہ راز بھی معلوم ہوگیا کہ ایک بدمعاش اس نیت سے خانقاہ میں گھس آیا ہے۔ آپ نے آواز دی کہ کوئی ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے حاضر ہوئے۔ اور دست بستہ سبب یادآوری دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو ایک بدمعاش کمر میں زنجیر پہنے، کانوں میں سفید کنڈل ڈالے بغل میں ایک چھُری دبائے ہوئے آیا ہے۔ اُس سے کہدو کہ جا ابھی موقع ہے یہاں سے بھاگ جا ورنہ فضیحتہ ہوگا۔ حضرت نظام الدین رح نے جاکر اُس سے کہا وہ فوراً بھاگ گیا۔ اس قسم کی شرارت کے بعد عدم کامیابی پر قاضی شہاب الدین کو جس قدر بھی افسوس ہوتا کم تھا چنانچہ یہی ہوا کہ وہ ہر طرح سے اِس بات پر تُلا ہوا تھا کہ آپ کو تکلیف پہنچائے۔ اور اسی کی بدولت اُس نے اپنی جان تلف کردی۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک روز آپ کے بڑے صاحبزادے آئے اور آکر آپ سے شکایت کی کہ قاضی اجودھن نے مجھے اور میرے مُریدین کو علانیہ گالیاں دی ہیں۔ اور بے عزت کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ یہ باتیں کچھ ایسے دردناک انداز میں بیان کی گئیں کہ شیخ رح پر بھی بڑا اثر پڑا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ یہ سُنکر آپ نے عصا زمین پر دے مارا۔ اُسی وقت قاضی شہاب الدین دردِ شکم میں مبتلا ہوا تکلیف بڑھتی گئی۔ بہت کچھ علاج کیا جب کچھ نہ ہوا تو کہا کہ مجھے شیخ رح کی خدمت میں لے چلو کہ اپنی تقصیرات سابقہ کی معافی چاہوں اور دُعا کے واسطے عرض کروں۔ لوگوں نے چاہا کہ شیخ کی بارگاہ میں حاضر کریں۔ مگر ایسا ہو نہ سکا اور فوراً کام تمام ہوگیا۔

یہی نہیں بلکہ اس قسم کی سیکڑوں کرامات اور خرق عادات کا شیخ رحمۃ اللہ سے ظہور ہوا۔ مگر آپ کو سوائے عبادت الٰہی کے کسی سے نہ سروکار تھا۔ اور نہ کسی سے اُلفت وعداوت تھی۔ حالت یہ تھی کہ جو کچھ زبان سے نکل جاتا تھا۔ وہی کام ضرور کسی نہ کسی وقت ہوکر رہتا تھا۔ چنانچہ ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ ریش مُبارک میں کنگھا کررہے تھے۔ اتنے میں ایک قلندر آیا۔ اور اُس نے کنگھے کا سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ مستعمل ہے دینے کے قابل نہیں ہے۔ وہ قلندر نہایت ہی گُستاخ اور بے ادب تھا کہنے لگا کہ مجھے دینا

کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مَیں لے سکتا ہوں۔ لا۔ کنگھا مجھے دے خدا برکت دیگا۔ اِس گستاخی پر آپ کی زبان مُبارک سے نکلا کہ جا تجھے اور تیری برکت کو ہم نے دریا میں ڈبو دیا۔ وہ قلندر اُسی روز دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

مُصنّف سیر المشائخ نے یہ عجیب و غریب واقعہ درج کیا ہے کہ ایک شخص دہلی سے اس ارادہ سے شیخ رح کی خدمت میں روانہ ہُوا کہ جاکر مُرید ہو جائے۔ اُس زمانہ میں ریل اور ہوائی جہاز تو تھے نہیں پیدل کا رستہ تھا۔ یا زیادہ سے زیادہ بیل گاڑی وغیرہ میں سفر ہوتا تھا۔ اسی طرح پیدل اس شخص کو بھی سفر کرنا پڑا۔ راستہ میں ایک رقاصہ فاحشہ عورت بھی جا رہی تھی۔ اُس کا اور ان کا ساتھ ہو گیا۔ چونکہ یہ شخص نہایت خوبصورت اور حسین جوان تھا۔ اِس لئے عورت کے متواتر عشووں اور غمزوں کے باوجود بھی اس طرف متوجہ نہیں ہُوا کئی دن اسی طرح گزر گئے۔ ایک روز اتفاق سے شب باشی کا ایک ہی جگہ اِتفاق ہُوا۔ وقت کی بات کہ تنہائی کا مقام تھا۔ عورت کئی دن سے درپئے ہوس تھی ادھر یہ بھی جوان تھا شیطان نے کام کیا اور اس شخص کے دل میں بھی ایک قسم کا ہیجان پیدا کر دیا۔ قریب تھا کہ کچھ فساد واقع ہو۔ کہ اتنے میں ایک شخص ظاہر ہُوا اور اُس نے اس آدمی کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارتے ہوئے یہ کہا کہ او بے ادب یہ کیا گُستاخی ہے کہ شیخ رح کی خدمت میں توبہ کی نیت سے جاتا ہے اور یہ بد نما حرکتیں کرتا ہے۔ یہ کہکر وہ غائب ہو گیا۔ وہ آدمی نہایت متنبہ ہُوا۔ اور اس گناہ سے بچ گیا جس وقت کہ وہ حضرت شیخ رح کی خدمت میں پہنچا۔ شیخ رح نے سب سے پہلے اسی واقعہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ تم اُس فاحشہ کے مکر و حیلہ سے بچ گئے اور خدا نے تمہیں اس گناہ سے محفوظ رکھا۔

قصبہ پالپور کا حاکم باز کے شکار کا نہایت شائق تھا۔ اُس کے پاس ایک باز تھا جس کی خدمت کے لئے ایک میر شکار مقرر تھا۔ مگر یہ تاکید تھی کہ اپنے لئے کبھی اس باز کو شکار پر نہ چھوڑنا۔ مبادا کہ اُڑ جائے۔ اِتفاق کی بات کہ ایک روز دوستوں کے اصرار سے باز کو کلنگ پر چھوڑ دیا۔ باز اُڑ کر نظر سے غائب ہو گیا۔ اَب یہ بہت گھبرایا۔ دوڑا ہُوا آپ کی خدمت میں آیا اور عرض حال کیا۔ آپنے از روئے ترحم فرمایا کہ گھبراؤ نہیں باز ملجائیگا یہ کہکر اُس کا ہاتھ پکڑ کر بتایا اور کہا کہ دیکھ فلاں دیوار پر تیرا باز بیٹھا ہُوا ہے اُس کو پکڑ لے۔ وہ تجھے دیکھکر پرواز نہیں کرے گا۔ یہ شخص حسب ہدایت گیا اور جاکر باز کو پکڑ لیا۔ جب اُس حاکم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ وہ نہایت معتقد ہو کر میر شکار کی معیت میں آیا۔ اور تارک الدنیا ہو کر حضرت کا مُرید ہو گیا۔

مولانا شاہ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ اول اول میں آنحضرت کے مجاہدۂ نفس کا یہ عالم تھا کہ تین تین روز تک روزہ پر روزہ رکھتے تھے۔ ایکمرتبہ افطار کے وقت ایک آدمی کھانا لایا۔ آپنے نوش فرمایا۔ مگر فوراً استفراغ ہو گیا۔ صبح کو جب حضرت خواجہ بختیار کاکی رح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپنے فرمایا کہ رات کا کھانا اس لئے تمہارے پیٹ میں نہیں ٹھیرا کہ ایک خمر فروش کے یہاں کا تھا۔ اب تین روز کے بعد جو کچھ خدا ئے برتر عطا فرمائے وہ کھانا۔ آپ منتظر رہے مگر کچھ نہ ملا۔ جب کچھ رات گزر گئی تو آپ نہایت بے طاقت ہو گئے۔ زمین پر ہاتھ مار کر چند کنکریں مُنہ میں ڈالیں۔ معلوم ہُوا کہ وہ مصری کی ڈلیاں تھیں۔ آپ نے یہ سمجھ کر کہ شاید وسوسۂ شیطانی ہو تھوک دیں۔ اس کے بعد پھر کنکریاں اُٹھائیں اور نوش فرمائیں تو پھر وہی واقعہ ہُوا۔ اب آپنے خیال فرمایا کہ عطائے خداوندی ہے۔

مُصنّف تذکرۃ العاشقین نے لکھا ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لادکر مُلتان سے دہلی کی طرف جا رہا تھا آپنے اُس سے دریافت فرمایا کہ تم نے اونٹوں پر کیا لادا ہے۔ اُس نے کہا کہ نمک۔ آپنے فرمایا کہ بہتر ہے نمک ہی ہوگا۔ جب منزل پر پہنچا تو معلوم ہُوا کہ تمام شکر نمک ہو گئی ہے آکر عرض حال کیا۔ تب آپنے فرمایا کہ خیر تم شکر کہتے ہو تو شکر ہوگی۔ تب اُس نے مُصیبت سے نجات پائی۔

مُصنّف سیر الاقطاب نے آپکے مُتعلق ایک عجیب و غریب یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ جس زمانہ میں شیخ تنہا جنگل میں رہکر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے ایکمرتبہ نہایت پیاسے تھے ایک کنوئیں پر تشریف لیگئے۔ مگر رسّی اور ڈول کے نہ ہونے سے نہایت مایوس ہوئے۔ اتنے میں دو ہرن آئے اُنکے آتے ہی پانی میں ایک جوش پیدا ہُوا اور کنارہ تک آگیا۔ دونوں ہرنوں نے خوب سیراب ہو کر پانی پیا۔ آپنے بھی چاہا کہ پانی پی لیں۔ جیسے ہی ارادہ کیا پانی پھر تہ میں چلا گیا۔ آپنے آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا کہ اے پروردگار ہرنوں کو سیراب کیا اور بندہ کو محروم چھوڑ دیا۔ حکم ہُوا کہ تیرا بھروسہ ڈول اور رسّی پر تھا اور ہرن صرف ہمارے بھروسہ پر آئے تھے۔ یہ سُنتے ہی آپ سخت نادم ہوئے اور اس کے پاداش میں چالیس روز تک پانی نہیں پیا۔

مُشتے نمونہ از خروارے کے مصداق یہ مَیں صرف اتنے ہی واقعات پر بس کرتا ہوں۔ ورنہ درحقیقت شیخ رح کے کشف و کرامات اتنے ہیں کہ اُن سے ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ طوالت مضمون کا خوف ہم کو اس سے روکتا ہے اس واسطے صرف انہیں کو کافی سمجھا گیا۔

آپ نے آخر وقت تک عبادات و ریاضات شاقہ میں بسر کی۔ متوکل قانع ہونے کے علاوہ آپ کے وجود باجود سے اتنے فیوض دُنیا کو پہنچے کہ

ان کا اندازہ اور شمار عالم الغیب کے سوائے کسی کو معلوم نہیں۔ مصنف اخبار الاخیار نے آپ کا سن وفات ۶۶۴ھ بیان کیا ہے اور تاریخ وفات پانچویں محرم یوم سہ شنبہ لکھی ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے۔ مؤلف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ آپ نے ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔ اور دوسرے محققین کا اجماع اس پر ہے کہ آپ کا سن وفات ۶۷۰ھ ہے۔ سیر الاقطاب کے مصنف کے نزدیک ۶۹۰ھ میں آپ نے عالم ظاہر کو خیرباد کہا۔ مگر یہ غلط ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار قصبہ پاک پٹن میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ہر سال آپ کے مرقد مبارک پر عُرس ہوتا ہے جس میں بے تعداد زائرین شریک ہوتے ہیں اور اس کھڑکی سے جو دروازہ بہشتی کے نام سے موسوم ہے عبور کرتے ہیں اس کھڑکی کے متعلق اگرچہ بہت سی عجیب عجیب باتیں مشہور ہیں کہ کیوں اس کا نام بہشتی دروازہ ہوا۔ مگر زیادہ تر معتبر یہ ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ نے خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازے کے متعلق یہ کہتے سُنا کہ یا نظام من دخل فی ہٰذا الباب کان اٰمناً۔ یعنی اے نظام الدین جو کوئی اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔ اسی وجہ سے آج ہزارہا بندگان خدا اس دروازے سے گزرتے ہیں۔

آپ نے اولاد کثیر چھوڑی جن میں قریب قریب سب درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ اسی طرح بے شمار مُرید اور خلیفہ آپ کے یادگار رہے۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ۔ اور شیخ علی احمد صابرؒ آپ کے داماد اور بھانجے بیحد مشہور و معروف ہیں۔ جن کے احوال سے آج بہت سی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

اِظہارِ تشکّر

از جناب اصغر حسین خاں صاحب نظیر لودیانوی

بارہا ٹوٹ گئی دیر و کلیسا کی کمند
طائرِ بامِ حرم کو کبھی پہنچا نہ گزند

ہوگئے ملّتِ بیضا کے پرستار آخر
خشک و تر، سرخ و سیہ، شاہ و گدا، پست و بلند

اتحادِ ظفر و شوکت و اقبال سے آج
ہوگئی محفلِ توحید کی رونق دوچند

مژدہ اے ہند کہ پھر تیرے بھلے دن آئے
متحد ہوگئے اِسلام کے سارے فرزند

کفر خائف ہے سرافراز ہے ایماں کا علَم
غیر مسلم ہیں غم اندوز مسلماں خورسند

شکر ایزد کہ میانِ من و او صُلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند

خدمتِ مخلوق

از مولانا احسن مارہروی

ایک دن مولائے کُل یعنی علیِؓ مرتضیٰؓ
وقتِ مغرب مسجدِ کوفہ میں تھے رونق فزا

شاہِ مرداں کی خلافت کا وہ زرّیں عہد تھا
دورِ عدل و داد تھا امن و اماں کا مہد تھا

واردِ مسجد ہوا بہرِ نماز اِک اجنبی
حضرتِ والا سے جس کو واقفیت کچھ نہ تھی

گوشۂ مسجد میں مصروفِ عبادت تھے علیؓ
چہرۂ اقدس سے نُورِ حق نُما تھا منجلی

اجنبی بعد نماز آیا جو حضرت کے قریب
دیکھکر اُن کو یہ سمجھا، ہے کوئی مجھ سا غریب

اور پھر دیکھا کہ ستّو کی طرح کوئی غذا
کھول کر دامن سے کھائی اور پانی پی لیا

دیکھکر یہ اکل و شُرب اس کو ہوا پُورا یقیں
واقعی محتاج اور مُفلس ہے یہ عزلت گزیں

تھا اسی فکر و تخیّل میں کہ آئی یہ صدا
جو مُسافر ہوں وہ آئیں اور کھائیں غذا

جتنے کھانے والے تھے چلنے لگے دھو دھو کے ہاتھ
سُوئے مہمان خانہ وہ بھی اُٹھ کے آیا سب کے ساتھ

آکے دیکھا اُس نے کھانا چُن رہا ہے صف بصف
اور مہمان و مُسافر بھی ہیں بیٹھے ہر طرف

آرہی ہیں ہر طرح کی اغذیہ حسب الطلب
مہتمم ہیں جس کے سبطِ اکبرِ محبوبِ رب

غور سے دیکھا تو ہر مہماں وہاں موجود ہے
ایک مسجد کا وہی عزلت گزیں مفقود ہے

دِل میں سوچا کیا سبب کیوں وہ یہاں سے دُور ہے
ہو نہ ہو بے چارہ چل سکتا نہیں معذور ہے

لاؤں میں اُس کے لئے تھوڑا سا کھانا لیچلوں
تاکہ معذوری میں اپنی، اُس کو حاصل ہو سکوں

یہ عمل کرنے لگا کھانے میں وہ مردِ خدا
ایک لُقمہ آپ کھاتا، ایک رکھ لیتا جُدا

دیکھکر سبطِ رسول اللہ نے یہ طُرفہ حال
اُس سے پُوچھا کر رہا ہے تو یہ کیا اے خوشخصال

یہ عمل استغفراللہ، ہے دیانت کے خلاف
اِس دنائت سے خیانت کا ہوا ہے انکشاف

تھا کسی کے واسطے مطلوب اگر زائد طعام
ہم سے کہتا، ہم ابھی اُس کا بھی کرتے انصرام

توبہ کر توبہ! کہ یہ بیجا تصرف کیوں کیا
تو نہ تھا جس کا مکلف وہ تکلف کیوں کیا

سُن کے ارشادِ امام اور دیکھکر خُلقِ حَسَن
دست بستہ ہو کے وہ بولا کہ یا شاہِ زمن

کیجئے للہ اس عاجز کی گُستاخی معاف
جو حقیقت ہے اُسے کرتا ہوں ظاہر صاف صاف

یہ عمل میرا دنائت یا خیانت سے نہ تھا
بلکہ انسانی حمیّت کا یہ تھا اِک اقتضا

آپ کی مسجد میں ہے بیٹھا ہوا اِک گوشہ گیر
جانتا ہوں جس کو مَیں مفلوک و محتاج و فقیر

ضعفِ بے قوتی سے عاجز، شرم سے مجبور ہے
غالباً بے دست و پائی کے سبب معذور ہے

ورنہ اس مہماں سرا کا نام تو مشہور تھا
اس جگہ تک اُس کا آجانا بھی کوئی دُور تھا

الغرض میں نے جو کچھ کھانا بچایا ہے ابھی
سب اُسی کو جاکے دُوں گا۔ کھائیگا اس کو وہی

سُن چکے تقریر جب یہ نورِ عینِ بوتراب
آبدیدہ ہو کے فرمایا سُن اے مصرفِ خواب

تونے دیکھا جس قدر یہ ساز و سامانِ طعام
ہے اُسی عزلت گزیں مولا کا شاہی انتظام

نامِ حق نفسِ نبی۔ دستِ خدا۔ زوجِ بتول
کعبہ زاد و عرش تاز و قبلۂ آلِ رسولؐ

بوتراب و حیدرِ کرار و شیرِ کردگار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

بابِ شہرِ علمِ احمدؐ واقفِ سرِ جلی
جس کو فرمایا ہے اقضاکم نبیؐ نے وہ علیؑ

یہ لقب، اتنے لقب، ایسے لقب کس کو ملے
افتخارِ ہر دو عالم ہو گیا جس کو ملے

وہ امیر المومنین جن پر غریبوں کو ہے ناز
جس کے ہیں درویش ابوذر سے ہزاروں پاکباز

فقر سازی پر نہ ہو کیوں فخرِ شاہی کا گماں
خاکساری، سرفرازی کی مرادف ہے یہاں

وہ علی ہوتے تھے فاقے جس کو دو دو تین تین
اور اس حالت میں بھی پڑتی نہ تھی چہرے پہ چیں

وہ علی جس کو مساکین و یتامیٰ اور اسیر
جانتے تھے اپنا حامی و شفیق و دستگیر

دیکھتے ہو جس قدر چاروں طرف شانِ کرم
ہے اُسی کے فیض کا پھیلا ہوا خوانِ کرم

ہے خلافت اُسکی، بیت المال کا مختار ہے
لیکن ان سب کا حقیقت میں امانتدار ہے

اپنے حق کی کوئی خواہش ہے نہ پروا ہے نہ یاد
فکر ہے لیکن نہ رہ جائے کوئی حق العباد

تھا بہت ممکن کہ وہ بھی مثلِ شاہانِ زمن
صرفِ زر کرتا، بناتا قصر و ایوان و چمن

تھا بہت آساں کہ بیت المال کے اموال و زر
اپنی ذاتِ خاص پر تقسیم ہوتے بیشتر

لیکن ایسا کر نہیں سکتے وہ خاصانِ خدا
ہیں جو اس ظلمتکدے میں مشعلِ راہِ ہُدےٰ

خدمتِ مخلوق اصلِ طاعتِ معبود ہے
عام انسانی تمدن کا یہی مقصود ہے!

خاتونِ ہند

(سنہ ۱۹۲۴ء)

سُن اے خاتونِ ہندی! انجمن سے کیا تجھے نسبت
کہ زیبا ہے تجھے تو خلوتِ اخلاق کی مسند

تری رعنائیوں پر حق نہیں بزم و شبستاں کا
ترے عشووں کا مرکز ہے حیا و شرم کا گنبد

"چہ رفت از زہرہ یا ہاروت، خاکم در دہاں بادا
تو مریم باشی و کارِ تو با رُوح الامیں باشد"

(غیر مطبوعہ) (جوش ملیح آبادی)

سیرۃ الحسین — حضرت امام حسین رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی شہادت و واقعات کربلا مفصل مع طوطو تاریخ مع آپکے مزار کے فوٹو کے چار رنگوں میں چھپا ہوا نفیس مجلد قیمت عہ ۱۲ر

سیرۃ صدیقہ — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی۔ آپکے تفقہ فی الدین۔ علمی تبحر تفسیر قرآن و روایت حدیث میں خاص قابلیت کا بیان مسلمان بچیوں کیلئے قابل مطالعہ اور قابل تقلید ہے۔ قیمت عہ ۱۲ر

سیرۃ الکبریٰ — ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی مفصل سوانح عمری معہ فوٹو مزار۔ قیمت ایک روپیہ دو آنے (عہ ۲)

سیرۃ بلال — پروانہ شمع رسالت حضرت بلال حبشی کے حالات۔ زمیندار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر سید وجاہت حسین صاحب مرحوم کے زور قلم کا نتیجہ قیمت عہ

حضرت ابو ایوب انصاری — ہجرت کے بعد رسول اللہ صلعم کی میزبانی کا جس بزرگ کو فخر حاصل ہوا ہے وہ آپکی ذات ستودہ صفات تھی اس کتاب میں آپکے حالات اور مزار کا فوٹو درج ہے قیمت ۶ر

رشد الراشدین — شیعہ مذہب کے لغو اور لایعنی سوالات و اعتراضوں کا مجموعہ انکی کتاب سے جواب دیا گیا ہے قیمت عہ ۸ر

امین و مامون — علامہ جرجی زیدان ایڈیٹر رسالہ الہلال مصر کا مشہور تاریخی ناول ہے جس میں خلفائے عباسیہ کے دربار کے حالات اور اس زمانہ کی تاریخ بہت خوبی سے بیان کی گئی ہے قیمت عہ ۸ر

تاریخ افغانستان — سید جمال الدین افغانی کی مشہور عربی تاریخ متعلق افغانستان کا اردو ترجمہ قیمت عہ ۸ر

شرح درود کبریت احمر — یہ درود شریف حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے جس کی شرح مولینا عبد المالک صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور نے کی ہے قیمت ۱۲ر

شرح قصیدہ غوثیہ — مؤلفہ مولینا عبد المالک صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور قصیدہ غوثیہ حضرت غوث الثقلین جس کے یمن و برکت سے مشکلات دینی و دنیوی حل ہوتی ہیں آج تک اسکے حل کا حوصلہ کسی بزرگ نے نہیں کیا غرضیکہ دریا بکوزہ بند ہے۔ قیمت عہ

مشاہیر اسلام — مختلف صوفیائے کرام علمائے عظام شہدائے ملت غازیان شمشیر بکف اور مجاہدین سلاطین اسلام کی زندگی قیمت حصہ اول ۳ حصہ دوم ۳

غازی انور پاشا — سیف اللہ شہید ملت غازی انور پاشا کے حالات زندگی میں بہترین کتاب قیمت عہ ۸ر

مہدی سوڈانی — جنرل گارڈن اور لارڈ کچنر کی معرکۃ الآرا لڑائیوں اور حضرت کے روحانی تصرف و بزرگی کے کمالات میں نہایت دلچسپ کتاب ہے قیمت عہ ر

نفحات — کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ کرایا گیا ہے۔ تصوف میں بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

تفسیر سورہ یوسف — یہ اس سورہ کی مکمل تفسیر ہے۔ سورہ یوسف کو اللہ تعالیٰ نے احسن القصص لکھا ہے قیمت ۸ر

اسلامی سپاہیانہ زندگی — اس کتاب میں تاریخی واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نکبت و افلاس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے سپاہیانہ زندگی کو چھوڑ کر شاہانہ اور امیرانہ زندگی اختیار کر لی ہے پھر اس مرض کا علاج تجویز کیا ہے مصنفہ مولینا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی قیمت عہ ر

اکابر قوم — مسلمان عالموں فقیروں امیروں اور لیڈروں میں جو خرابیاں ہیں انکی اصلاح کے طریقے بتاتے ہیں قیمت ۶ر

بدایۃ الہدایۃ — یہ کتاب حضرت امام غزالی رح نے عربی میں لکھی تھی۔ اس میں اخلاق و آداب۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے ہم نے اس کا اردو ترجمہ کرایا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

انسان کامل — متعلق کاملوں کی تعریف اور کامل و مکمل انسان کے صفات۔ مصنفہ عارف ربانی حضرت سید عبد الکریم جیلانی رح قیمت عہ ر

آئینہ خود شناسی — خدا شناسی و خدا رسی کا سچا رہبر تصوف کے بےنظیر اور لاجواب مسائل۔ قیمت ۶ر

اسلامی کہانیاں — مسلمان بچوں کے لئے بہترین اسلامی کہانیاں قیمت حصہ اول ۴ر حصہ دوم ۴ر

مجموعہ وظائف — خاندان چشتیہ اہل بہشت نظامی کا سلسلہ معہ دیگر وظائف جو روزمرہ معمول سے پڑھے جاتے ہیں قیمت مکمل مجموعہ مجلد ۱۰ر
مجموعہ وظائف خورد قیمت ۳ر

ملنے کا پتہ۔ مینجر دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

فہرست مضامین رسالہ صوفی

جلد ۴۶ بابت ماہِ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ نمبر ۳

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	رسُولِ عربیؐ	جناب طالب صاحب باغپتی	۴
۲	ٹیپو سُلطانؒ	جناب سید نصیر احمد صاحب	۵
۳	محمد علی	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۹
۴	اِنّا الیہ راجعون	جناب سید احمد حسین صاحب امجد حیدر آبادی	۱۰
۵	کِسان	جناب سید محمد حسن شاہ صاحب معین الدین پور	۱۱
۶	دوہری محرومی	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۱۶
۷	دَو زاہد	(ایک روسی افسانہ) مترجمہ میرزا ادیب صاحب	۱۷
۸	کہاں تک ؟	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۱۸
۹	تعلیم کا نفسیاتی پہلو بتقریب دورِ طفلی	مولینا اسرائیل احمد صاحب بی - اے (جامعہ)	۱۹
۱۰	وطن میں پہنچادے ! یاد ہے ؟	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۲۴
۱۱	قصیدہ نعت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	جناب عبدالرحمٰن خاں صاحب احسان دہلوی	۲۵
۱۲	تفاوت رہ	مولینا جوش صاحب	۲۶
۱۳	شترگربہ رشتہ	جناب احمد مجتبٰی صاحب تُرک منشی فاضل	۲۷
۱۴	کبتک ؟ مستقبل	مولینا جوش صاحب	۲۹
۱۵	برسات	جناب طالب صاحب باغپتی	۳۰
۱۶	خطاب بہ ماہتاب	جناب نجسم صاحب	۳۰
۱۷	شریک زندگی سے	مولینا جوش صاحب	۳۱
۱۸	احسن الکلام	جناب احسن صاحب مارہروی	۳۱
۱۹	سُورج مُکھی	(اینڈرسین) مترجمہ اسرائیل احمد صاحب بی - اے (جامعہ)	۳۲
۲۰	عہد فاروقی کا ایک واقعہ	مولینا محمود اسرائیلی صاحب	۳۵
۲۱	ساہوکار - سرکار اور زمیندار	ا - ص	۳۶
۲۲	ہندی شاعری	مولینا روش صاحب صدیقی جوالا پوری	۳۸
۲۳	یاد کر !	مولینا جوش صاحب	۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صوفی

رسولِ عربیؐ

از جناب طالب باغپتی

میرے آقا، مرے سرکار رسولِ عربیؐ
اے مرے ہادیِ افکار رسولِ عربیؐ!

فخرِ خلاقِ جہاں، عزِّ رُسل، شانِ رُسل
پرتوِ جلوۂ انوار رسولِ عربیؐ!

"ذاکِ دعویٰ وہٗ اتّا وتلک الایّام"
ضامنِ رحمتِ غفار رسولِ عربیؐ!

شرحِ "فالق الاصباح" منوّر عارض
حاملِ حُسنِ جہاندار رسولِ عربیؐ!

"الامیں" کہکے خود اعدانے پکارا جن کو
تم ہی تھے وہ دُرِ شہوار رسولِ عربیؐ!

یہ مروّت، یہ کرم صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
عُفو تھی آپ کی تلوار رسولِ عربیؐ!

جن کی توصیف میں آیا ہے "لقد کان لکم"
تم ہی تھے وہ مرے سرکار رسولِ عربیؐ!

ہوں گنہگار تو یہ فخر مجھے کیا کم ہے
کہ تمہارا ہوں گنہگار رسولِ عربیؐ!

اتنا عاجز نہ کرو ابتو اُٹھا دو للہ
عقل سے پردۂ پندار رسولِ عربیؐ!

طالبِ عفو و کرم ہوں مرے عصیاں کو نہ دیکھ
مُسکرا دے سرِ دربار رسولِ عربیؐ!

ٹیپو سُلطان رح

از جناب سیّد نصیر احمد صاحب

دُنیا میں ایسے بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی قوم اور اپنے مُلک کیلئے لڑتے لڑتے جان دیدی ہے لیکن دُنیا کی تاریخ میں بمشکل ٹیپو سُلطان کی نظیر مل سکیگی۔ جن مخصوص واقعات اور حالات کے درمیان اس نے اپنی اولوالعزمی کا ثبوت دیا اُس سے ہماری نظریں عزت و احترام کی وجہ سے جُھک جاتی ہیں۔ اگر سُلطان شہید کے ارادے پورے ہوجاتے تو یقیناً آج ہندوستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ سُلطان کی شہادت کے ساتھ ہی ہندوستان ایک اجنبی طاقت کے قبضہ میں آگیا۔ درحقیقت یہ بالکل ٹھیک کہا گیا ہے کہ سُلطان کی موت اسلام کی موت تھی۔ اِسلامی جاہ و جلال اور اسلامی شان و شوکت کی موت تھی۔ ہندوستان کی آزادی کی موت تھی اور ہندوستان کی غیرت و خودداری کی موت تھی۔

سُلطان شہید کا سلسلہ نسب شیخ ولی محمد تک پہنچتا ہے جو صحیح النسل عرب اور قبیلۂ قریش میں سے تھے اور تلاشِ معاش کے سلسلہ میں بغداد سے دہلی اور دہلی سے گلبرکہ آکر وہیں آباد ہوگئے تھے۔ سُلطان کے والد نواب حیدر علی اُس دُرِ مقصود سے خالی تھے جسے اولاد کہا جاتا ہے اِس لئے حضرت ٹیپو مستان ولی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے بارگاہ خداوندی میں اولاد کے لئے دُعا مانگی گئی۔ ساعت اچھی تھی دُعا مقبول ہوئی اور سنہ ۱۷۹۲ء میں یوسف آباد میں وہ نامور فرزند اسلام پیدا ہوا جس نے ہندوستان میں جب مُسلمان انتہائی زوال میں تھے شہید ہوکر اُن کی لاج رکھ لی۔ حضرت مستان رح کے نام پر اُس کا نام ابوالفتح ٹیپو سُلطان رکھا گیا۔

جن حالات میں سُلطان کی ولادت ہوئی اُس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا کس درجہ خیال رکھا جاتا ہوگا۔ چنانچہ پانچ سال ہی کی عُمر میں عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی پڑھانے کیلئے اساتذہ کا انتظام کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی فنون سپہ گری اور شہسواری بڑے بڑے کاملین سے حاصل کئے۔ پندرہ ۱۵ سال کی عُمر میں ٹیپو سُلطان اپنے والد کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہونے لگا۔ سترہ ۱۷ سال کی عمر میں ایک لائق سپاہی اور زبردست جنرل بن گیا۔ میسور کی پہلی جنگ میں سُلطان کی عُمر تیئس ۲۳ برس کی تھی۔ اس جنگ میں اُس نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ نواب حیدر علی نے بہت تعریف کی۔ اس لڑائی سے فتح پانے کے بعد سُلطان کی شادی نواب امام بخش کی صاحبزادی کے ساتھ بہت دھوم دھام کے ساتھ کی گئی۔ میسور کی دُوسری جنگ میں بھی سُلطان نے اپنی ہوشیاری اور قابلیت کی وجہ سے بڑا امتیاز حاصل کیا۔ ابھی یہ جنگ ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ نواب حیدر علی نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

ٹیپو سُلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنی سلطنت کو مستحکم و منظم کرنا شروع کیا۔ اُس نے اپنی لیاقت اور خداداد قابلیت سے انگریزوں کو اس قدر خائف کر دیا تھا کہ انگریز اُس کے جانی دُشمن ہوگئے تھے۔ اُس وقت جبکہ انگریز ہندوستان میں اپنی سلطنت کی بُنیاد رکھ رہے تھے وہ کس طرح گوارا کرسکتے تھے کہ کوئی اُن کا زبردست رقیب پیدا ہوجائے۔ ٹیپو سُلطان اُن کے پہلو میں خار کی طرح کھٹکتا تھا۔ لارڈ کارنوالس جو اُس وقت ہندوستان کا گورنر جنرل تھا اُس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ وہ ٹیپو سُلطان کو نیچا دکھا کر رہیگا۔ اُسکے سامنے دو مقاصد تھے انگریزی سلطنت کو مستحکم کرنا اور اپنے آپ پر سے بدنامی کا وہ دھبہ دُور کرنا جو اُس پر امریکہ میں تمام برطانوی مقبوضات کو واشنگٹن کے حوالہ کر دینے پر لگ چکا تھا۔ لڑائی چھیڑنے کے لئے ایک چھوٹے سے بہانہ کی ضرورت تھی اور وہ کارنوالس کو جلد ہی مل گیا۔ غرضیکہ سنہ ۱۷۹۰ء میں ٹیپو سُلطان کے خلاف اس بہانہ سے لڑائی چھیڑ دی کہ ٹیپو سُلطان راجہ ٹراونکور پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے جو سلطنت برطانیہ کا حلیف ہے حالانکہ یہ بات غلط تھی۔ اس موقعہ پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ حکومتِ مدراس اس جنگ کے خلاف تھی اور مسٹر ہالینڈ نے جسے مدراس کی گورنری سے مستعفی ہونے پر مجبور کیا گیا تھا لارڈ کارنوالس کو صاف صاف لکھ دیا تھا کہ ٹیپو سُلطان کا ہماری حکومت سے جنگ کرنے کا یا عہد نامہ توڑنے کا کوئی خیال نہیں۔ لیکن ان تمام باتوں کی گورنر جنرل نے قطعی کوئی پرواہ نہیں کی۔ نظام اور مرہٹوں دینے کو

بالکل تیار تھے۔ لارڈ کارنوالس نے منگلور میں ایک زبردست فوج تیار کر لی تھی۔ ٹیپو سلطان جنگ کیلئے قطعی تیار نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قلعہ میں محصور ہو گیا۔ انگریزی فوجوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور توپیں قلعہ کی دیوار کی طرف لگا دی گئیں۔ مجبوراً ٹیپو سلطان کو شکست ماننی پڑی اور صلحنامہ پر انگریزوں، ان کے حلیف اور ٹیپو سلطان کے دستخط ہو گئے۔ یہ صلحنامہ دراصل انگریزوں کی فتح تھی کیونکہ شرائط بہت کڑی تھیں۔ پہلی شرط یہ تھی کہ ٹیپو سلطان اپنی نصف سلطنت دول ثلاثہ کے حوالہ کر دے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ دو سال کے اندر اندر تین کروڑ تیس ہزار روپیہ بطور جرمانہ اور اخراجات فوج انگریزوں کے حوالہ کرے اور جب تک یہ شرائط پوری نہ ہو جائیں اپنے دو شہزادوں کو انگریزوں کی پناہ میں رکھے۔ صلحنامہ پر ۲۴ مئی ۱۷۹۲ء میں دستخط ہو گئے۔

دوسری شرط کے یہ معنی تھے کہ اگر روپیہ وقت پر ادا نہ ہوا تو باقی رہی سہی سلطنت بھی چھین لی جائیگی۔ اگر ٹیپو سلطان لائق۔ قابل اور منتظم حکمران نہ ہوتا تو کبھی بھی اتنی گراں قدر رقم ادا نہ کر سکتا تھا۔ غور کیجئے کہ نصف سلطنت جاتی رہی ہے اور نصف سلطنت کا انتظام بھی دو سال کی مسلسل جنگ و جدل میں خراب ہو چکا ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود روپیہ ادا کیا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ صلح ہونیکے دو سال کے اندر ہی ٹیپو سلطان نے اپنے ملک کی ایسی حالت کر دی جو کسی فارغ البال عہد میں ہونی چاہیئے۔ کسان پھر سے خوش نظر آنے لگے۔ نئے سپاہی بھرتی ہونے لگے۔ سامانِ جنگ خرید اگیا۔ غرضیکہ ٹیپو سلطان نے اپنی وہی عظمت، وہی عزت، وہی شوکت اور وہی شان پیدا کر لی جو دو سال پہلے تھی۔ اور بدستور دشمنوں کے کلیجہ پر سانپ لوٹنے لگا۔

انگریز جو یہ سمجھتے تھے کہ اب سلطنت میسور نزع کی حالت میں ہے اور اب اس باغ میں کبھی بہار نہیں آئیگی اس کو سرسبز اور پھلا پھولا دیکھ کر دانت پیسنے لگے۔ اور اُن کی قدیم عداوت پھر عود کر آئی۔ لارڈ کارنوالس کے خطوط سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا ارادہ ٹیپو سلطان کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنیکا تھا۔ لارڈ ولزلی جو اُس کے بعد ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر ہوا وہ لارڈ کارنوالس کے خیالات سے بیحد متاثر ہوا اور ہندوستان کے ساحل پر قدم رکھنے سے پہلے ہی اُس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ کچھ بھی ہو وہ ٹیپو سلطان کا خاتمہ کر دیگا۔ لہذا جب وہ ہندوستان پہنچا تو ٹیپو سلطان کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔

لارڈ کارنوالس نے ٹیپو سلطان کے خلاف جو جنگ چھیڑی تھی اُس کا کوئی معقول بہانہ اُس کے پاس نہ تھا اس لئے پارلیمنٹ میں اُس کی بہت مخالفت ہوئی تھی۔ اب ولزلی کسی ایسے بہانہ کا متلاشی تھا جس سے وہ تمام قوم کے سامنے سُرخرو ہو سکے۔ بہانہ تلاش کرتے دیر نہیں لگی۔ ٹیپو سلطان پر یہ الزام لگایا گیا کہ سلطان نے خفیہ طور سے اپنے ایک سفیر کو جزیرہ مارشس بھیجا ہے تا کہ فرانسیسیوں کی مدد سے انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکال دے۔ وقت کے لحاظ سے بھی یہ الزام موزوں معلوم ہوتا تھا کیونکہ اُسی زمانہ میں انقلاب فرانس کے بعد نپولین فرانسیسی فوجوں کو لیکر مصر تک پہنچ چکا تھا۔ یہ الزام اور جنگی کارروائیاں بالکل پوشیدہ رکھی گئیں۔ اور یہ صرف اسوجہ سے کہ کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ مرہٹے اور نظام یا تو انگریزوں کی مدد کریں یا بالکل الگ رہیں۔

اس مطلب کیلئے اُس کے دماغ نے ایک نئی تجویز اختراع کی۔ اور یہ مشہور تجویز پالیسی آف سبسڈیری الائنس کہلاتی ہے۔ سب سے اس جال میں اُس نے نظام کو پھانسا۔ اُسکی سلطنت میں انگریزی فوجیں بغرض حفاظت مقرر کی گئیں اور اُن کے اخراجات کے لئے چند اضلاع لے لئے گئے۔ فرانسیسی عہدہ دار برطرف کر کے انگریزی عہدہ دار مقرر کئے گئے۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ ہندوستان کی تقریباً تمام کی تمام ریاستیں اِس نئی چال کا شکار ہو گئیں۔ اور تمام ملک انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا۔ نظام کی قسمت کا فیصلہ کر کے وہ مرہٹوں کی جانب متوجہ ہوا۔ یہاں نظام سے زیادہ عقلمند لوگ تھے۔ اور پیشوا کے سامنے تو ایسی کوئی تجویز پیش کرنا ہی بہت مشکل تھا لیکن یہاں بھی مکاری ہی کام آئی۔ سندھیا کو اپنی طرف ملا کر پیشوا کے خلاف کر دیا اور اُن دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ لارڈ ولزلی کا کام بن گیا اور وہ مرہٹوں کی جانب سے بالکل مطمئن ہو گیا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جب اِدھر لارڈ ولزلی ٹیپو سلطان کو نیست و نابود کرنے کی فکر میں تھا اُدھر ٹیپو سلطان کی کیا حالت تھی۔ آیا وہ بھی جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا یا نہیں۔ اور اُس الزام کی کیا حقیقت تھی جو اُس پر لگایا گیا تھا۔

ٹیپو سلطان جنگ کے لئے کوئی تیاریاں نہیں کر رہا تھا۔ کیونکہ اُسے لارڈ ولزلی کی جنگی تیاریوں کی کچھ خبر نہ تھی۔ بلکہ اُلٹا لارڈ

ولزلی نے ٹیپو سلطان کو ایسے خطوط لکھے جن سے محبت و اخوت ظاہر ہوتی تھی اور اس طرح سے اُسے دھوکا دیا گیا۔ ولزلی کا مقصد یہ تھا کہ جب اس کی جنگی کارروائیاں بالکل پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں تو وہ اچانک ٹیپو سلطان پر حملہ کر دے تاکہ وہ پریشان اور بدحواس ہو کر حکومت برطانیہ کی شرائط کو منظور کر لے جس طرح کارنوالس کے زمانہ میں ہو چکا تھا نہیں تو اسکی سلطنت بھی سلطنت برطانیہ کا ایک جزو بنجائے۔ بہرحال ٹیپو سلطان کو جنگ کا کوئی خیال نہ تھا اور اسکی تصدیق اُسکے کئی ایک خطوط سے ظاہر ہوتی ہے جو اُس نے سرجان شور اور لارڈ ولزلی کو لکھے تھے۔ ۲۶ر اپریل ۱۷۹۸ء کو وہ سرجان شور کو لکھتا ہے:۔

آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ واپس یورپ تشریف لیجا رہے ہیں اور آپ کی جگہ لارڈ ولزلی کا تقرر ہوا ہے مجھے اُمید ہے کہ اُن کے ساتھ بھی محبت و اُخوت ویسی ہی اُستوار رہیگی جیسی کہ اب ان دونوں سلطنتوں میں ہے آپ کو چاہیئے کہ آپ لارڈ ولزلی کو اس دوستانہ تعلقات کی طرف توجہ دلائیں جو ہم دونوں میں ہے۔

۱۰ر جولائی ۱۷۹۸ء کو وہ لارڈ ولزلی کو لکھتا ہے:۔

آپ کا دوستانہ خط جس میں آپکے کلکتہ پہنچنے کا ذکر ہے مجھے ملا اور جس سے مجھے ایسی مُسرت ہوئی کہ ظاہر نہیں ہو سکتی خدا سے دُعا ہے کہ آپ کامیاب ہوں۔ خدا کے فضل سے دونوں سلطنتوں میں برادرانہ محبت، اُخوت اور اتحاد کی بُنیادیں بہت مضبوط ہیں۔ صُلحنامہ کی تمام شرائط کی پابندیاں کرنا میرا فرض اولیں ہے۔

غور کیجئے ایک طرف تو سُلطان شہید تمام صُلحناموں کا پابند رہنا اپنا فرض اولیں خیال کرتا ہے۔ اور دُوسری طرف انگریز اپنی چالبازیوں سے اُس کو مٹانے کی فکر میں ہیں۔ سُلطان پر جو الزام لگایا گیا تھا وہ بھی بالکل بے بُنیاد تھا۔ کیونکہ اسی دوران میں فرانسیسی جزیرہ مارشس سے اپنے جنگی جہاز فرانس لے گئے تھے اور مصر میں دریائے نیل کی بحری جنگ میں نلسن نے نپولین کو شکست فاش دی تھی اور ایسے حالات میں فرانسیسیوں کا ہندوستان آنا ناممکن تھا۔

ولزلی نے اپنی حالت کو مضبوط کرنے کے لئے ایک اور چال چلی یعنی روپئے کا لالچ دیکر ٹیپو سُلطان کے امرا کو اپنی طرف کرنا شروع کر دیا۔ اُن سب میں میر صادق علی کی نمکحرامی نے سلطنت میسور کو سخت نقصان پہنچایا۔ سُلطان شہید ان تمام چالوں سے بے خبر اپنی سلطنت کے اِنتظام میں مصروف تھا اُس کو کیا معلوم تھا کہ دُشمن اُسکے سر پر آیا چاہتا ہے۔

آخر یہ جنگی کارروائیاں کب تک پوشیدہ رہتیں۔ چند ماہ کے بعد اُڑتی سی خبر معلوم ہو ہی گئی۔ اُسی وقت ٹیپو سُلطان نے لارڈ ولزلی کو خط لکھا کہ:۔

اِس دُنیا میں ہر بادشاہ کے کچھ دوست اور دُشمن ہوتے ہیں اور ان میں چند ایسے نفوس بھی ہوتے ہیں جن کی بہبودی کا انحصار دو بادشاہوں کی جنگ پر ہوتا ہے۔ لہذا اگر میری طرف سے کوئی شکایت آپ کے پاس پہنچی ہو تو سفیر بھیج کر معاملہ صاف ہو سکتا ہے تاکہ دونوں مُلکوں میں امن و امان قائم رہے اور رعایا کو نقصان نہ پہنچے۔

لیکن ولزلی کی طرف سے اس کا کیا جواب ملتا ہے؟ یہ کہ تم فوراً سبسیڈیری الائنس میں شامل ہو جاؤ۔ اور اُسکی بدنیتی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ سُلطان کے جواب کا اِنتظار کئے بغیر ۲۱ر دسمبر ۱۷۹۸ء میں مدراس روانہ ہو گیا۔ مدراس پہنچنے پر ٹیپو سُلطان کا جواب ملا کہ جزیرہ مارشس و الامعاملہ بالکل بے بُنیاد ہے اور اگر کوئی ایسی دُوسری بات ہو گئی ہو تو معاملہ اب بھی صاف ہو سکتا ہے اور خدا گواہ ہے کہ اپنے عہدناموں کا بالکل پابند ہوں۔ ۹ر جنوری ۱۷۹۹ء کو اس کا جواب ملتا ہے کہ ساحل کے سب شہر اور بندرگاہیں انگریزوں کے قبضہ میں دیدی جائیں اور اگر چوبیس گھنٹوں میں اس کا فیصلہ نہ کیا گیا تو جنگ۔ ٹیپو جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھا لیکن اس کے سوا اور چارا کیا تھا۔

جنگ کے لئے تیاریاں تو بالکل مکمل تھیں ولزلی نے سب فوجوں کو میسور پر حملہ کرنیکا حکم دیدیا۔ ایک فوج آرتھر ولزلی کی ماتحتی میں میسور پر مشرق کی طرف سے اور دُوسری فوج مغرب کی طرف سے حملہ آور ہوئی۔ نمکحرام تو سُلطان کے اردگرد پیدا ہو ہی چکے تھے انھوں نے سُلطان سے کہنا شروع کیا کہ انگریزی فوج کی تعداد بہت ہی قلیل ہے اور وہ تو مقابلہ کے لئے بھی تیار نہیں۔ ٹیپو سُلطان نے فوج کا ایک دستہ

لورینا کی ماتحتی میں آرتھر وکزل کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لورینا پر سُلطان کو بہت اعتبار تھا لیکن اُس نے وقت پر دھوکہ دیا یعنی دُشمنوں پر حملہ کرنے سے باز رہا۔ سپاہی حیران تھے کہ ماجرا کیا ہے۔ جب اُنہوں نے انگریزی فوج کو دیکھا تو وہ سُلطان کے وفادار تو تھے ہی انگریزی فوج پر ٹوٹ پڑے اور کُشتوں کے پُشتے لگادیئے۔ لیکن اس کا بدلہ اُن کے سپہ سالار کی طرف سے کیا ملا؟ لعنت و ملامت۔ آخر سُلطان خود فوج لیکر میدان میں آیا۔ مالولی کے میدان میں ایسے گھمسان کا معرکہ ہوا کہ انگریزوں کو پسپا ہونا پڑا لیکن ابھی جنگ کا کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ ٹیپو سُلطان کو خبر ملی کہ مغرب سے ایک دُوسری فوج میسور پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ یہ سُنکر تھوڑی سی فوج وہیں چھوڑ اور سخت منزلیں طے کرتا ہوا ٹیپو سُلطان نے اس دوسری فوج کو بھی جالیا۔ دُوسرے دن سخت لڑائی ہوئی۔ اس دن ٹیپو سُلطان کا لوہا دُشمن بھی مان گئے۔ انگریزی فوج پیچھے ہٹنے لگی۔ دغابازوں اور کمینوں نے فوراً یہ کہا کہ انگریزی فوج اب بالکل بھاگ گئی ہے حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ انگریزی فوج قریب ہی ایک جنگل میں چھپ گئی تھی کہ دُوسری فوج آئے تو ساتھ ملکر جنگ شروع کیجائے۔ ٹیپو سُلطان یہ سُنکر قلعہ میں چلا گیا۔ دُوسرے دن انگریزی فوجوں نے سرنگا پٹم کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ بہت ہی مختصر تھا لیکن بہت ہی دردناک۔ نمک حرام جگہ جگہ پیدا ہو چکے تھے اور اس موقعہ پر اُن دوستوں اور سپہ سالاروں تک نے بیوفائی کی جن کی ذات پر سُلطان کو پورا بھروسہ تھا اور جس کی وجہ سے اُنہوں نے قدر و منزلت کی جگہ پائی تھی۔ لیکن اب بھی ٹیپو سُلطان کے قدموں میں جان نثار کرنیوالا ایک وفادار موجود تھا جس کا نام غفار خان تھا۔ اُس نے قلعہ کی حفاظت نہایت عمدگی سے کی۔ لیکن میر صادق علی نمک حرام کی چالوں سے اُسے اس فرض سے واپس بُلالیا گیا۔ بس پھر کیا تھا انگریزی فوج کو اشارہ ہوگیا۔ دونوں طرف سے گولہ باری شروع ہوئی۔ ٹیپو کو اُس وقت خبر ہوئی جب دیواریں ٹوٹ چکی تھیں اور انگریزی فوج سیلاب کی طرح قلعہ کی طرف آرہی تھی۔ ٹیپو سُلطان گھوڑے پر سوار ہوا اور دُشمنوں کے مقابلہ میں آگیا۔ میر صادق علی نے اس وقت بھی قلعہ سے باہر جانیکا رستہ بند کردیا تھا کہ سُلطان کہیں فرار نہ ہو جائے لیکن ٹیپو سُلطان کے ایک وفادار نوکر نے جب یہ دغابازی دیکھی تو میر صادق علی کا سر فوراً تن سے جُدا کردیا اور دُنیا کو دکھا دیا کہ دغابازی اور نمک حرامی کا یہ حشر اور انجام ہوا کرتا ہے۔ اب ٹیپو سُلطان قلعہ کے دروازہ پر بندوق لئے اپنے چند جان نثاروں کے ساتھ رہ گیا۔ اور ایسی بہادری اور شجاعت کا ثبوت دیا کہ دُشمنوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ ولزلی کو بھی قائل ہونا پڑا کہ ٹیپو بہادر تھا، مرد تھا اور مردوں کی طرح زندہ رہا۔ خود سُلطان کا یہ قول سو سال کی گیدڑ کی زندگی سے ایک دن کی شیر کی زندگی اچھی ہے۔ ٹیپو سُلطان نے اپنی بندوق سے کئی ایک افسروں کو جہنم رسید کیا۔ آخر جب ایک گولی بائیں طرف آکے لگی تو ایک ہی ہاتھ سے وار کرتا رہا۔ جب دُوسرا ہاتھ بھی بیکار ہوگیا تو جب بھی بہادروں کی ڈٹا رہا۔ آخر جب شام کو قلعہ فتح ہوا تو سُلطان شہید کی لاش ایک جگہ پڑی ملی جس کے گرد بہت سے جان نثار پروانہ بنکر فدا ہو چکے تھے۔ جب جنرل ہیرس کو سُلطان کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ پُکار اُٹھا آج ہندوستان ہمارا ہے۔

سُلطان شہید ہوا لیکن اُسکی عظمت و عزت آج بھی ہر ایک کے دل میں موجود ہے۔ ہندوستان میں سُلطان شہید ہماری ترکش کا آخری تیر تھا۔

ترکش مارا خدنگ آخریں   درمیان کارزار کفر و دیں

انگریزوں کو سُلطان کی شہادت سے بیحد خوشی ہوئی اور ان کی دلی تمنا بر آئی۔ سرجان انیس ٹردتھر جو اُس زمانہ میں کلکتہ میں چیف جسٹس تھا اپنی خوشی کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے :-

ٹیپو کی طاقت ہی ہماری فوجوں کو شکست دینے کے لئے کافی تھی۔ اس کے مرتے ہی ہندوستان میں ہمارا قبضہ ہمیشہ کے لئے ہوگیا۔

انگریز مؤرخین اور بعض دُوسرے لوگ کہتے ہیں کہ سُلطان شہید متعصب اور ظالم تھا۔ ہندوستان میں مُسلمان بادشاہوں کے متعلق اکثر ایسی ہی باتیں کہی جاتی ہیں۔ اس موقعہ پر ہم صرف مہاتما گاندھی کی وہ سطور درج کرتے ہیں جو اُنہوں نے ینگ انڈیا میں تحریر فرمائی تھیں۔ وہ لکھتے ہیں :-

میسور کا بادشاہ فتح علی ٹیپو سُلطان اجنبی (انگریز) مؤرخوں کی نگاہ میں تو وہ متعصب مُسلمان تھا جس نے اپنی ہندو رعایا کو بجبر مُسلمان بنایا لیکن یہ سب جھُوٹ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں سے اس کے تعلقات نہایت دوستانہ رہے۔ اس کے کارنامہ زندگی کی یاد ایسے وقت میں جبکہ ہندو اور مُسلمان اپنے اصلی بدیشی دُشمن کو بھُول کر ایک دُوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار ہیں اور غور و خوض کی قوت ان سے سلب ہو چکی ہے دِل میں مُسرت کی ایک گدگدی پیدا کر دیتی ہے۔ اس عظیم المرتبت سُلطان کا وزیر اعظم ایک ہندو تھا جس نے نہایت شرم سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس فدائے آزادی کو دغا دیکر دُشمنوں کے ہاتھ میں دیدیا۔

ٹیپو نے ہندو مندروں کے لئے نہایت فیاضی سے جائدادیں وقف کیں۔ خود ٹیپو سُلطان کے محلات کے گرد و پیش میں بہت سے مندروں کی موجودگی سُلطان کی وسیع النظری اور رواداری کا ثبوت ہے ہمیں ٹیپو سُلطان کے اس مقولہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دُو دن شیر کی طرح جینا کُتوں کی طرح دو سو سال کی زندگی سے بہتر ہے۔

محمد علی[1]

از مولینا جوش ملیح آبادی

اے متاعِ بُردۂ ہندوستان و ایشیا
اے کہ تھا ناخن پہ تیرے عقدۂ حق کا مدار

غش تھا کاوش پر تری اندازۂ صبح و مسا
خم تھی قدموں پر ترے نیرنگیِ لیل و نہار

اے غرورِ مُلک و مِلت، تو وہاں لیتا تھا سانس
موت جس عالم میں بنتی ہے حیاتِ پائدار

وقت کے سیلاب سے تیرا سفینہ ہے بلند
سیرتِ پیغمبرِ اسلام کے آئینہ دار

تجھکو بخشی تھی مشیّت نے وہ برتر زندگی
جس بہادر زندگی کو موت پر آتا ہے پیار

تیرے آگے لرزہ براندام تھی رُوحِ فرنگ
اے دِلِ ہندوستاں کے عزمِ تُند و استوار

طنطنے سے تیری ہیبت آفریں آواز کے
تھی حسین ابنِ علیؑ کی استقامت آشکار

ڈوب جاتی تھی دلِ باطل میں لہراتی ہوئی
تیرے لہجے میں لچکتی تھی وُہ تیغ آبدار

موڑ کر رکھدی، تھی تو نے جنگ کے میدان میں
اہلِ بدعت کی کلائی، خنجرِ باطل کی دھار

تجھ سے آتا تھا پسینہ افسر و اورنگ کو
اے کہ تھی ہمّت تری قوت شکن، سلطاں شکار

خون میں تیرے نہاں تھی جُنبشِ نبضِ علیؑ
خاک میں تیری ودیعت تھا مزاجِ ذوالفقار

تیری سیرت میں تھی مضمر صولتِ پیغمبری
تیری فطرت میں تھی پنہاں سطوتِ پروردگار

رُوئے مِلت پر ہے تیری موت کی تابندگی
کج ہوئی جاتی ہے ماتھے پر کُلاہِ اِفتخار

---

[1] ہندوستان کا قائدِ اعظم جس نے گول میز کانفرنس کے سلسلے میں آخری وقت تک کام کرتے ہوئے لنڈن میں جان دی۔

اِنّا اِلیہِ راجعُون

از جناب سیّد احمد حسین صاحب امجدؔ حیدر آبادی

علم رسمی میں ہوئیں عمریں تمام / کرلیا ہم نے لبِ ساحل مقام
کچھ تو پانی میں اُترنا چاہیئے / کچھ عمل بھی ہم کو کرنا چاہیئے
اب بہارِ شادمانی ہو چکی / آگئی پیری، جوانی ہو چکی
گُل کھِلا کر فصلِ گُل رُخصت ہوئی / شکلِ رحمت، صورتِ زحمت ہوئی
سب جوارح ہوگئے بیکار اب / زندگی سے جان ہے بیزار اب
اعتدالِ تن میں گڑ بڑ ہوگئی / جسم کے گلشن میں پت جھڑ ہوگئی
قامتِ رعنا میں بھی خم آگیا / سانس سے تو ناک میں دم آگیا
کھائی ہے کانوں نے سُننے کی قسم / دیکھتی ہیں آنکھیں شہ راہِ عدم
مرگ ہے پیشِ نظر شام و سحر / گھر میں شکلِ گور ہے پیشِ نظر
مَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ پڑھو / پیچھے ہٹنے کے لئے آگے بڑھو

(۲)

تک رہے ہو کیوں مری صُورت کو تم / ہوگئے ہیں کیا، حواس و ہوش گُم؟
سانس کی رفتار مثلِ برق ہے / کشتیِ خاکی، عَرَق میں غرق ہے
کش مکش اعضا میں ہے کیوں اس قدر / ٹوٹتی ہے کیوں رگِ تارِ نظر
آج شاخِ زندگی بے برگ ہے / نزع کی تکلیف، حُسنِ مرگ ہے

(۳)

اے لو، تن میں رُوح گھبرانے لگی / وہ صدائے "اِرجعی" آنے لگی
صورتے کو از درُوں آمد برُوں
باز شد، اِنّا الیہ راجعون

کسان!

از جناب سید محمد حسن شاہ صاحب معین الدین پور

دلی تڑپ اللہ جنت نصیب کرے ملا رموزی صاحب کو جن کے درد بھرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی۔ اور ایک مظلوم فرقہ کی نسبت آپ نے نہایت دردمندی سے آواز اُٹھائی۔ چنانچہ آپ کے الفاظ اس قابل ہیں۔ کہ ان کو ہر گوشۂ ملک میں پہنچایا جائے۔ آپ نے "رسالہ صوفی" ماہ جون ۱۹۳۱ء کے شذرات میں اپنے خیالات کا یوں اظہار فرمایا:-

"یہ جو ہم آپ اور یہ انگلستان کے انگریز بہادر ہندوستان کے اِس سرے سے اُس سرے تک اکڑے پھرتے ہیں۔ یہ سب اصل میں "گیہوں کی روٹی کا زور ہے"۔ ورنہ آپ یقین دلا دیجئے۔ کہ ایک انگریز بہادر چنے کے بسکٹ اور جوار کی ڈبل روٹی کھا کر بھی اتنا ہی اکڑ سکتا ہے جتنا کہ وہ آجکل اکڑا ہوا نظر آتا ہے"۔

"اس گیہوں کے زور کا ہر جگہ چرچا ہے۔ اور اسے ہر چیز میں دخل ہے۔ دُنیا میں اگر خوفناک فوجوں سے ملک فتح کئے جاتے ہیں۔ تو وہ فوجیں بھی اسی گیہوں کے آٹے کے بل پر لڑتی ہیں۔ اور دُنیا کو عقل کے ذریعے فتح کیا جاتا ہے۔ تو بھی وہ اسی گیہوں کے آٹے کے ذریعے تازہ رہتی ہے"۔

"مگر کوئی نہیں جو اس گیہوں کو بازار میں لانے والے کسان کی حالتِ زار پر توجہ کرے۔ پس ہم لوگ تو یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ کسان پر مصائب و شدائد کے کتنے ہی پہاڑ ٹوٹیں۔ مگر وہ غلہ ہر حال میں پہنچائیگا۔ کسان تو مہاجنی مظالم اور آپکی بے اعتنائی کا شکار ہو چکا۔ اس کا سب کچھ قُرق۔ نیلام۔ گرو۔ بیعہ۔ رہن اور فروخت ہونے کو ہے۔ مگر آپ تو شہروں میں بیٹھے اتنا ہی سمجھ رہے ہیں۔ کہ کسان کے ہاں سب طرح کی خیریت اور خیر و عافیت ہے۔ اور اس کے خورد و کلاں بھی درجے بدرجے اچھے ہیں مگر آپ کے اعتماد اور تجاہل سے کسان جس تباہی کے غار میں جا گرا ہے اگر آپ ایک مرتبہ بھی اُسے اس حالت میں دیکھ لیں۔ تو آپ دُنیا کا سب کچھ چھوڑ کر صرف کسان کی اصلاح و خدمت پر مجبور ہو جائیں گے"۔

شکریہ اب اِس بارے میں جو کچھ بھی لکھا جائے۔ وہ مندرجہ بالا خیالات کی تشریح ہی ہوگی تاہم (بحوالہ سن رائیز) اس کی شرح میں لکھنے کے لئے ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ ہمارے خیال کے ساتھ دیکھ لینا ملا رموزی بھی اتفاق کرینگے۔ کہ گیہوں کا خمار "مبلغات چہرہ شاہی" جیب میں ہونیکے باعث زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ غیر معمولی ارزانی کے سبب روپیہ پیسہ تو زمینداروں کو بوجا کیلئے بھی نہیں ملتا۔ اس لئے اس خمار کا کم ہونا ضروری تھا۔ اور جب انسان میں ہوش ہو تو اپنی بیماریوں کا علاج بھی کر سکتا ہے چنانچہ زمینداروں نے لاٹ صاحب کی چوکھٹ کو یہودیوں کی "دیوارِ گریہ" بنا لیا۔ یہ آہ وزاری بیکار نہ گئی۔ اور آف انڈیا والی گورنمنٹ نے اپنی گذشتہ روایات کی قدرے خلاف ورزی کرتے ہوئے زمین کے لگان اور آبیانہ میں کسی حد تک تخفیف کر دی۔ گو یہ تخفیف زمینداروں کی تسکین نہ کر سکی۔ تاہم کچھ مل جانا نہ ملنے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور اناج کے پیدا کرنے والوں کی گردنیں اس احسان کے بارسے سبکدوش نہیں ہو سکتیں۔ اس فیاضی سے یہ بھی مظاہرہ ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ بہادر جائز تکلیفات کے دفعیہ میں ضرور ہمدردی دکھاتی ہے۔ اس لئے جہاں ہم سرکار کی اس فیاضی کے شکر گذار ہیں وہاں ہم مزید تخفیف کی بھی اُمید کرتے ہیں۔

مقصد یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر لگان اور آبیانہ میں مزید تخفیف بھی ہو جائے۔ تاہم یہ "گاندھی ارون سمجھوتہ" کی طرح کسانوں کی حالت کو ہمیشہ کیلئے سدھارنے کے واسطے کافی نہیں اور اس بات کو نظر انداز کرنا نہیں چاہیئے۔ کہ کسانوں کی تکلیفات چند روزہ نہیں۔ بلکہ انہوں نے تو خوشحالی کی کبھی صورت ہی نہیں دیکھی۔ اس لئے ان کی حالت کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے ان ذرائع پر غور کرنا ضروری ہے جو ان کے خون کو کھٹملوں کی طرح چوس رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فیاضانہ تخفیف زمینداروں کو ایک

سال کے لئے مطمئن کرسکتی ہے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ پھر دوسرے سال وہی شامت سر پر سوار ہو۔

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ کہ زمیندار اس حد تک مقروض ہیں۔ کہ ان کا اس بار سے سبکدوش ہونا ایسا ہی ہے جیسا ہندوستان کو حقیقی معنوں میں آزادی ملنا۔ اور یہ خیال ایک لحظہ کیلئے بھی دل میں نہیں سما سکتا۔ کہ وہ کبھی ساہوکاروں کے پنجہ سے رہائی پاسکیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ زمینداروں نے یہ قرضہ صرف قرضہ لینے کی خاطر اُٹھایا۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تعلیمی حالت کی کمزوری۔ رسوم و عادات کی غلامی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث زمینداروں کو اس کا شکار ہونا پڑا۔ گو یہ امور زمینداروں کا ہی خاص حصہ نہیں۔ تمام قوم تعلیمی کمزوری اور رسوم و عادات کی غلام ہے۔ تاہم جس درجہ زمیندار مقروض ہیں کوئی فرقہ ایسا نہیں۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ نقص تعلیم اور غلامی رسومات کے علاوہ کوئی وجوہات اور بھی ان کے مقروض ہونے میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ اور جب تک ہم ان اسباب کو معلوم کرتے اور ان کے دفعیہ میں کامیاب نہیں ہوتے۔ تب تک زمیندار اس لعنت سے نجات نہیں پاسکتے۔

اشیاء کی قیمت کا گر جانا

یہ واضح رہے کہ تجارتی اشیاء کی قیمت کم ہوجانیکے دو بڑے سبب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ خریداروں کا کم ہوجانا۔ دوسرے پیداوار کی زیادتی۔ کسی خاص جنس کی قیمت اُس وقت تک کم ہوجاتی ہے جس وقت یا تو اُسکے خریدنے والی کمپنیاں نہ خریدیں یا اُس جنس کی پیداوار ضروریات سے بہت زیادہ ہو۔ ہندوستانی زمینداروں کے معاملے میں یہ دونو خصوصیات برابر کام کر رہی ہیں۔ خریداروں کا کم ہوجانا اس بات پر مبنی ہے۔ کہ گذشتہ سال سے اہل انگلینڈ نے اپنی ضروریات ہندوستان سے مہیا نہیں کیں۔ اور اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ ہندوستانی بنک ولایتی بنکوں کے اس حد تک مقروض نہ رہے جیسا کہ پہلے ہوا کرتے تھے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک ملک کسی دوسرے ملک سے اشیاء تجارتی خرید کرتا ہے تو خرید کرنیوالا نقد روپیہ اُس چیز کی قیمت میں ادا نہیں کرتا۔ بلکہ لین دین کا معاملہ محض ہنڈیوں کے طور پر ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک ہندوستانی سوداگر ولایت سے دس لاکھ روپیہ کا کپڑا خریدے تو وہ دس لاکھ روپیہ نقد ولایت میں نہیں بھیجیگا۔ بلکہ کپڑا ملنے پر وہ روپیہ کسی بنک میں جمع کرادیگا۔ اور جمع کرنے والا بنک اپنی شاخ کے بنک کو ولایت میں لکھ دیگا کہ دس لاکھ روپیہ ادا کردیا جائے۔ اس طور پر ہندوستانی بنک اپنے ولایتی بنک کا دس لاکھ روپے کا مقروض ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت والے دس لاکھ روپیہ کا مال ہندوستان سے خریدنے کے مجاز ہونگے۔ اس طرح سے دونو بنکوں کا حساب آپس میں درست ہوگا۔ اب اگر اہل ہندوستان ولایت سے کوئی چیز نہ خریدیں تو ولایت کے بنک کا ہندوستانی بنکوں کے ذمے کوئی قرضہ نہیں ہوگا۔ اس حالت میں ولایت کے سوداگر ہندوستان سے کوئی چیز خریدنے میں دریغ کرینگے۔ اس سبب سے کہ اُنہیں اس طرح خرید کردہ اشیاء کا نقد روپیہ دینا ہوگا۔ اور خرید و فروخت کا یہ طریق کسی ملک کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے منافی ہوتا ہے۔ پس ولایت کے مال کو ہمارے بائیکاٹ کرنیکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ولایت کی کمپنیوں نے ہندوستان سے مال خریدنا بند کردیا۔ اور ہندوستان کے خریداروں کی لسٹ میں بہت کمی ہوگئی۔ انسانی تعداد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی مگر معاملہ دراصل یہ ہوا کہ ولایت کی کمپنیوں نے بجائے ہندوستان کے آسٹریلیا۔ امریکہ اور دیگر ممالک سے اپنی ضروریات خرید لیں۔ کیونکہ تجارتی معاہدوں کے مطابق اُن ممالک نے بھی اپنی ضرورتوں کا سامان ولایت سے مہیا کیا۔ اور اس حالت میں جبکہ ولایت اپنی ضروریات دیگر ممالک سے پوری کرسکتا ہے تو اُس کو کونسی مصیبت پڑی ہے کہ وہ ضرور اُس ہندوستان سے چیزیں خریدے جس نے اُسکے مال کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔

پیداوار

دوسرا سبب جو کہ ہندوستانی نقصان کا باعث ہوا۔ زمین کی پیداوار کا معمول سے زیادہ ہونا ہے۔ زمین کی پیداوار دو وجوہات پر مبنی ہے۔ اولاً یہ کہ گذشتہ جنگ عظیم نے یہ ثابت کردیا۔ کہ اگر کسی ملک کا سلسلہ درآمد دشمن بند کردے۔ تو وہاں کے لوگ جرمنی کی طرح قحط سے کس قدر تنگ آسکتے ہیں۔ اِس لئے وہ لوگ جو پہلے کارخانوں کے ذریعے ملک کی ترقی کرنا چاہتے تھے۔ ان کی توجہ اصول کاشت کی بہتری کی طرف منعطف ہوگئی۔ اور انہوں نے پیداوار بڑھانے پر زیادہ زور دیا۔ اس انقلاب سے بعض ملکوں کو بیرونی ملکوں سے اشیائے خوردنی خریدنے کی ضرورت نہ رہی۔

رُوس رُوس کی سلطنت ایسے طریقہ پر ہے۔ جن کی رُو سے تمام زمین گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔ ہر ایک زمیندار کو صرف اسی قدر زمین دیجاتی ہے۔ جس کو وہ خود بآسانی کاشت کر سکے۔ پھر کسی زمیندار کو اپنی حسبِ خواہش کسی چیز کے بونے کی اجازت نہیں۔ یہ صرف گورنمنٹ کے فیصلہ پر منحصر ہے۔ کہ کسی ٹکڑہ زمین میں کونسی جنس کاشت کی جائے۔ انہوں نے وسیع پیمانے پر تجربے کر کے معلوم کر لیا ہے، کہ کونسی زمین کس چیز کی پیداوار کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ ان تجربات کی بنا پر گورنمنٹ ہر زمیندار کو مجبور کرتی ہے کہ وہ کسی خاص طبقہ زمین میں اسکی بتائی ہوئی جنس کاشت کرے۔ جب فصل تیار ہو جاتے ہیں۔ تو زمیندار کو اُسکی تمام ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اتنا غلہ مل جاتا ہے۔ جو کہ اس کے لئے سال بھر تک کافی ہو سکے۔ اس طریقہ کاشت کی بنا پر رُوس میں گیہوں کی پیداوار حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور رُوسی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ اسی طریقہ سے کپاس کی پیداوار بڑھائی جائے۔ گیہوں کی مقدار جو کہ رُوس میں پیدا ہوتی ہے۔ اُن کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد لاکھوں من فالتو بچتی ہے۔ جو کہ ہندوستان میں نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتی ہے۔ رُوس میں گیہوں کا اس زیادتی سے پیدا کیا جانا اور دُنیا میں نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہونا اس پالیسی پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے نتائج سے زمیندار تنگ آ جائیں۔ اور اپنے ممالک میں شور و شر برپا کریں جس کی وجہ سے وہ ممالک قدرتی طور پر کمزور ہو جائینگے۔ سوائے رُوس کے کوئی مُلک ایسی اسکیم کا پیرو کار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رُوس ہی ایسا واحد مُلک ہے جہاں تمام زمین حکومت کی ملکیت ہے۔ اور وہ زمینداروں کو مجبور کر سکتی ہے۔ کہ اُس کی حسبِ خواہش کاشت کی جائے۔ اور چونکہ لوگوں کو خوراک۔ کپڑا۔ اور دُوسری تمام ضروریات کے مہیا کرنیکی ذمہ دار گورنمنٹ ہے، اس لئے کاشتکاروں کو اسکی خس بھر پرواہ نہیں۔ کہ گورنمنٹ غلے کو کس نرخ پر فروخت کرتی ہے اور چونکہ دُوسرے ممالک میں اس قسم کا انتظام نہیں۔ اس لئے زمیندار روسی پالیسی کی وجہ سے مُبتلائے عذاب ہو رہے ہیں۔

ہندوستانی روپیہ کی قیمت تیسرا سبب جو کہ ہماری اقتصادی حالت کی ہلاکت کا موجب ہے ہندوستانی روپیہ کی "قیمت تبادلہ" کی زیادتی ہے۔ اربابِ ہندوستان نے یہاں کے روپیہ کی قیمت بڑھا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ غیر ممالک کو اپنے مُلکی سکے کے تبادلہ میں پہلے کی نسبت کم روپے ملتے ہیں۔ اس حالت میں انہیں ہندوستانی اشیاء کی خرید کے لئے پہلے کی نسبت اپنا مُلکی سکہ زیادہ دینا پڑتا ہے۔ یہ صاف معاملہ ہے کہ جب کسی مُلک کے سکہ کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو وہاں کی باہر جانے والی اشیاء کی خرید کم ہو جاتی ہے۔ اس کی نمایاں مثال ہم کو جرمنی سے ملتی ہے۔ جنگ عظیم کے بعد جرمنی نے اپنے سکہ کی قیمت بہت زیادہ کم کر دی اور غیر مُلکی تاجروں کو تجارتی سامان کی قیمت پہلے سے بہت تھوڑی ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جرمن مارکٹ پر غیر مُلکی تاجروں کی مانگ بہت زیادہ بڑھ گئی اور جرمنی اس پالیسی کے باعث تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ٹانگوں کے سہارے کھڑا ہو گیا۔ فرانس اور اٹلی نے بھی اس تجویز سے اپنے مُلک کی حالت سُدھار لی۔

دو رُخی تلوار ہم اس جگہ اپنے مقصد سے دُور ہو کر پولٹیکل معاملات میں رائے زنی کرنا نہیں چاہتے۔ مگر اس معاملہ کا ذکر بیجا نہ ہوگا کہ گذشتہ سال اہلِ جاپان نے بھی اقتصادی حالت کی تباہی کو محسوس کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ غیر مُلکی اشیاء کا مقاطعہ کر کے اپنے سکہ کو باہر نہ جانے دیا جائے۔ مگر جاپان کے وزیر مالیات کی باریک بین نگاہوں نے تاڑ لیا کہ بائیکاٹ دو رُخی تلوار ہے۔ یہ صرف اُن کے لئے ہی موجب تکلیف نہ ہوگی جن کے خلاف استعمال کی جائے۔ بلکہ ویسے ہی مُہلک اثرات اسکے استعمال کرنیوالے کے حق میں بھی ظاہر ہونگے۔ کون ہے جو اس حقیقت سے اِنکار کرتا ہو؟ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم کو غیر مُلکی اشیاء کا مقاطعہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ مگر جب ہم غیر مُلکی مال کی بائیکاٹ کرتے ہیں۔ تو ہم کو اپنے مال کی خرید کرنے والے سوداگروں کے کم ہو جانے کے نتائج کیلئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ پس جب ہم غیر مُلکی اشیاء کی بائیکاٹ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ تو ہم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہم زمینداروں کی موجودہ بدتر اقتصادی حالت کو طول دے رہے ہیں۔

تقلیدِ رُوس رُوس کی موجودہ اقتصادی پالیسی محض پولٹیکل چال ہے۔ اور اس کا دو طریق سے سدِ باب ہو سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ ہم بھی رُوس کی مانند ملکیتِ زمین سے دست بردار ہو جائیں۔ زمین نئے سر سے تقسیم ہو۔ اور اس بات کا حق کہ اُس میں کیا کاشت

کیا جائے۔ گورنمنٹ کو حاصل ہو۔ مگر چونکہ اس عظیم الشان انقلاب سے ہمیں سخت نفرت ہے۔ اِس لئے اس کا تو ذکر ہی بیجا ہے۔ دُوسرا ممکن الوقوع حل اس مسئلہ کا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تمام مُلک متحدہ طور پر فیصلہ کرلیں۔ کہ رُوس کی پیداوار کو اپنے ممالک کی حدود میں داخل نہ ہونے دیں۔ اگر دُنیا کی تمام یا بیشتر حکومتیں اس امر پر متحد ہو جائیں تو موجودہ تکلیفات سے رہائی ممکن ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مُلک کی خوشحالی کے لئے اگر تمام حکومتیں متحدہ طور پر رُوس کی پیداوار کی حد مقرر کردیں یا رُوسی اشیاء کا داخلہ اپنے ممالک میں قطعًا بند کردیں۔ تو مُفید نتائج پیدا ہونگے۔ برخلاف اس کے اگر رُوس کو اس پالیسی پر چلنے کا موقع ملتا رہا۔ تو زمینداروں کی حالت بد سے بدتر ہو جائیگی۔

پونڈ کی قیمت میں اضافہ | تیسری وجہ کا سدِباب اس طور پر ہو سکتا ہے۔ کہ ہم حکومت کو مجبور کریں۔ کہ وہ پونڈ کی قیمت میں اضافہ کرے۔ یعنی پہلے کی طرح پونڈ کی قیمت کم از کم ساڑھے تیرہ روپے سے پندرہ روپے تک ہو۔ اس طور پر ہندوستانی اشیاء کے خریدار زیادہ ہو جائیں گے اور تجارتی چیزوں کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔

کرایہ ریل کی تخفیف | اگر ریل کے کرایہ میں تخفیف ہو جائے۔ تو اس سے بھی حالت بہت کچھ سُدھر سکتی ہے۔ اس طریقہ سے ہندوستان کے لئے نئے تاجر پیدا ہو جائیں گے۔ اور اشیاء کی قیمت بڑھ جائیگی۔ البتہ جہازی کمپنیوں کے لئے گورنمنٹ کو مالی مدد دینے کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ وہ بھی اپنے کرایوں میں کافی تخفیف کرسکیں۔

اگر مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کیا جائے۔ تو ہمارے خیال میں حالت پُرسکون ہو سکتی ہے۔ گو آغازِ کار میں گورنمنٹ کو مالی نقصان بہت ہوگا۔ مگر آہستہ آہستہ جب زمینداروں کی حالت بہتر ہو جائیگی۔ تو گورنمنٹ کے اس نقصان کی تلافی اُس روپیہ سے ہوگی جو فی الحال تخفیف لگان کے طور پر معاف کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ جب اشیاء کی قیمت گراں ہو جائیگی۔ تو حکومت کو اس قدر تخفیف کی جبری ضرورت پیش نہ آئیگی۔

افلاس کے حقیقی اسباب | مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ وہ درحقیقت زمینداروں کی تکلیف کے عارضی اسباب ہیں۔ علاوہ ان کے اس افلاس کے جو اصلی سبب ہیں۔ جب تک ان کا قلع قمع نہ ہو ہم حقیقی معنوں میں آسودہ نہیں ہو سکتے۔

پہلا سبب یہ ہے۔ کہ ہمارے مُلک میں زمین کی کاشت متفقہ طور پر نہیں کی جاتی۔ زمینداروں کی ملکیت میں بہت تھوڑی زمین ہوتی ہے۔ جس کی کاشت کے لئے اعلیٰ مشینوں اور دیگر ذرائع سے کام لینا بہت گراں ہے۔ اور بہت سے لوگ صرف انہی زمینوں میں سر دُھنتے رہتے ہیں جہاں سے کہ وہ اپنے گذارہ کے لئے بمشکل پیداوار حاصل کرسکتے ہیں۔ چونکہ زمین کم ہونے کے باعث وہ اپنی ضروریات کیلئے کافی فصل پیدا نہیں کرسکتے۔ اس لئے اُن کو قرضہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس طور پر زمینداروں کا طبقہ مُلک کی اقتصادی حالت کے لئے تباہ کُن نتائج پیدا کر رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ پیداوار بڑھانے کے ذرائع عمل میں لائے جائیں۔ تاکہ زمینداروں کو حتی الوسع قرض کی لعنت میں گرفتار نہ ہونا پڑے۔ اور اگر اس طرف توجہ نہ کی گئی تو اگر آج نہیں تو کل یہ معزز زمیندار اور اس کی اولاد گلیوں میں بھیک مانگتے نظر آئیں گے۔

دُوسرا سبب جو عام طور پر زمینداروں کے بڑھتے ہوئے افلاس کا ذمّہ دار ہے۔ یہ ہے کہ حکومت اصل پیداوار کی جنس اور مقدار پر لگان وصول نہیں کرتی۔ بلکہ لگان مستقل صُورت میں اور زمین پر لیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غریب زمیندار لگان کی ادائیگی کے لئے روپیہ مہیا نہیں کرسکتا۔ اگر شرح لگان اصل پیداوار کی مقدار اور جنس کے مطابق عمل میں آتی۔ تو زمینداروں کی یہ نازک حالت دُنیا کو پریشان نہ کرتی۔ اس حالت میں جبکہ کسی خاص ٹکڑۂ زمین سے بیس روپے کی پیداوار ہوتی تو حکومت ایک روپیہ کے قریب بطور لگان وصول کرتی۔ مگر موجودہ حالت میں تو بعض دفعہ لگان اور آبیانہ وغیرہ پیداوار کی قیمت سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس ہمیں اس بات پر زور دینا چاہیئے۔ کہ حکومت ہر سال پیداوار کے لحاظ سے لگان مقرر کیا کرے۔ اور اگر یہ صُورت ناقابلِ عمل ہو۔ تو زمین کا کچھ مقررہ رقبہ لگان کی ادائیگی سے مستثنےٰ رہے۔ اور اُس زمیندار پر جس کا رقبہ حدودِ معیّنہ کے اندر ہو کچھ لگان وصول نہ کیا جائے۔

حکومت کے قانون میں اس کی مثال بھی نہیں ملتی ہے۔ جن سوداگروں یا ملازموں کی آمدنی مقررہ حدود کے اندر رہتی ہو۔ اُن سے ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا۔ اور صرف وہی ٹیکس کے حقدار سمجھے جاتے ہیں جن کی سالانہ آمدنی دو ہزار سے زائد ہو۔ اس اصول کے ماتحت کوئی وجہ نہیں۔ کہ زمیندار اس رعایت سے محروم رکھے جائیں۔

تیسرا سبب زمینداروں کی ہلاکت کا یہ ہے۔ کہ ان کے ہاں حساب کی جانچ پڑتال ایک عیب سمجھا جاتا ہے۔ اُن کو صرف یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضروریات پوری ہوں اس بات کی پرواہ نہیں کہ کہاں سے اور کس طرح ہوں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جس زمیندار کو ایک ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہو وہ ایسے مواقع خود بخود پیدا کر لیتا ہے۔ جن پر اُسکی تمام آمدنی خرچ ہو جائے۔ اور اگر دوسرے سال اُسکی آمدنی کم ہو۔ تو بڑھی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ساہوکاروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بجائے اسکے کہ ان نامناسب ضروریات کو ہی گھونسا مار دے۔ چاہیئے کہ آمدنی کے خرچ کا حساب لگا کر مصارف کو آمدنی کی حدود کے اندر رکھے۔ لیکن فی ہزار ایک آدمی بھی ایسا نہیں۔ کہ اُس نے کبھی آمدنی اور خرچ کی پڑتال کے لئے تکلیف گوارا کی ہو۔ اس کا قدرتی نتیجہ ہے کہ وہ دن بدن مقروض ہو رہے ہیں۔

چوتھا سبب جو کہ زمینداروں کی اقتصادی حالت پر بُرا اثر ڈالتا رہتا ہے۔ اُن کی قبیح رسومات ہیں جن پر آمدنی سے کئی حصے زیادہ خرچ کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اصلاحی مجالس قائم کی جائیں۔ اور اُن تمام رسومات کو جو سوائے تباہی کے اور کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کرتیں۔ یک لخت خیر باد کہہ دیا جائے۔

پانچواں سبب زمیندار کی ہلاکت کا یہ ہے۔ کہ اُس پر قرض کا بار اس قدر گراں ہے۔ کہ اُسکی آمدنی سے صرف سالانہ سود ہی مہیا نہیں ہو سکتا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ صوبہ پنجاب میں ڈیڑھ ارب سے زیادہ ساہوکارہ قرضہ زمینداروں پر ہے جس کا سود بارہ کروڑ روپیہ سالانہ ہوتا ہے بحالیکہ حکومت کا زمینداروں سے واجب الوصول مالیہ قریباً پانچ کروڑ ہے۔ یعنی اگر پنجاب کی تمام قابل زراعت زمین فروخت کر دی جائے۔ تو اس قرضہ سے سبکدوش ہونا محال ہے۔ بہ الفاظ دیگر گو ظاہرا طور پر زمیندار اپنی زمینوں کے مالک ہیں مگر حقیقی معنوں میں یہ زمین ساہوکاروں کی ملکیت ہے۔ پس جب تک اس طرف عملی قدم نہ اُٹھایا جائے۔ تمام کوششیں بے سود ہونگی۔

کوئی مرض نہیں جس کا علاج نہ ہو۔ اگر مقروض زمینداروں کی فہرست تیار کی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس میں زیادہ تر وہ ہیں جنہوں نے مثلاً ایک سو روپیہ قرض لیا۔ اور باوجودیکہ پانچسو ادا کر چکے کے وہ ہنوز ساہوکار کے پنجوں سے رہائی حاصل نہیں کر سکے۔ یہ قرضہ نہیں بلکہ ظلم ہے۔ اس لئے حکومت سے ایسا قانون پاس کرایا جائے جس کی زد سے زمینداروں کے قرضوں کی پڑتال کی جائے۔ اور جس قرضہ میں سود اصل رقم سے ڈیوڑھا زیادہ دیا گیا ہے وہ تو بالکل معاف کر دیا جائے۔ اور جس حالت میں ڈیوڑھے سے کم دیا گیا ہے اُس میں اتنی کمی کو پورا کرنے کے لئے اقساط مقرر کر دی جائیں۔ اور بعد ادائیگی اقساط کے مقروض کو بری الذمہ سمجھا جائے۔

اس کے ساتھ ہی حکومت سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ سود کی خاص شرح مقرر کرے۔ جب تجارتی کمپنیاں دن رات کی محنت کے بعد چھ یا سات فیصدی منافع کافی تصور کرتی ہیں۔ اور حکومت خود سیونگ بنک سے تین فیصدی سود ادا کرتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ساہوکاروں کی شرح سود اس سے زیادہ ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ اگر امن قائم رکھتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا جائے۔ تو وہ ضرور ان ہلاکت خیز امور کے دفعیہ کے لئے ہر ممکن سعی میں ہماری معاون ہوگی۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری آیندہ حالت کا اگر خدا حافظ نہیں تو کیا گاندھی جی مہاراج ہیں؟

دوہری محرومی

از مولینا جوشؔ ملیح آبادی

شب کو اِک واقعہ عجب دیکھا
راہ تھی تنگ اور تُند ہوا

آب و آتش میں اضطراب سا تھا
آسمانوں پہ پیچ و تاب سا تھا

بدلیاں تھیں فلک پہ زیر و زبر
اور گلی کے اُداس ذرّوں پر

فاقہ کش، درد مند، سینہ فگار
کروٹیں لے رہا تھا اِک بیمار

ہونٹ سمٹے ہوئے، جھکی پلکیں
چہرہ دُھندلا، بجھی ہوئی آنکھیں

سسکیوں سے گرہ سی آنکھوں میں
موت کی بے رُخی نگاہوں میں

شدّتِ تشنگی سے رہ رہ کر
پھیرتا تھا زبان ہونٹوں پر

آدمی اور یہ داغِ محرومی
تجھ پہ تُف اے وبائے محکومی

ناتوانی پہ رات تھی بھاری
ہائے اِفلاس، وائے ناداری

کپکپاتی ہوئی سی موجِ ہوا
"اللہ، اللہ" کراہنے کی صدا

بزمِ ارواح میں تھا اِک کہرام
ذرّہ ذرّہ تھا لرزہ بر اندام

سامنے اِک نمائشی دیندار
محوِ تسبیح تھا بہ صد پندار

اُس طرف اِک ستم رسیدۂ رنجور
اِس طرف اِک عابدِ مغرور

اُس طرف اِک خدا کا عبدِ ذلیل
اِس طرف عاشقِ خدائے جلیل

اُس طرف ضُعف و درد و بیماری
اِس طرف بے نیازیاں طاری

دل میں واں فکرِ عاقبت سے خراش
چہرہ خوفِ خدا سے یاں بشّاش

لہر پہ لہر اُٹھ رہی تھی ادھر
نبض کے ڈوبنے سے ماتھے پر

اِس طرف حشر سا تھا اِک برپا
رُخ پر اورادِ باتبسّم کا

اُس طرف ناتوانیوں کا تھا جوش
اِس طرف تھی ضخامتِ تن و توش

اُس طرف ہڈیوں پہ جامۂ تار
اِس طرف حجم جُبّہ و دستار

غم نے جالی تھی رُخ پہ واں کاڑھی
اِس طرف تھی گھنی ہوئی داڑھی

اُس طرف تھی مریض کی یہ صدا
"قطرہ، پانی کا صرف اِک قطرہ"

تھا اُمڈے ہوئے اِدھر طوفان
نعرۂ "یا غفور" "یا رحمٰن"

اُس طرف ہر نفس پناہ پناہ
اِس طرف بار بار اِلا اللہ

اے خدائے بزرگ و ذوالاکرام
تیرے محبوب پر درود و سلام

کیا عبادت کا ہے یہی مقصود
رحم کی راہ دل پہ ہو مسدود

درسِ تقویٰ میں دل کا نام نہ آئے
آدمی آدمی کے کام نہ آئے

کیا یہی رسم ہے کہ بعدِ وضو
برف ہو جائے عابدوں کا لہو

کیا عبادت کا ہے یہی دستور
خاکساری بنے بنائے غرور

لب پہ ہو ذکرِ دین و ایماں کا
دل ہو مُہرہ بساطِ شیطاں کا

کیا بناتِ بہشت کی تخئیل
دل کو کرتی ہے سنگ میں تبدیل

کیا یہ لے دے کے ہے مآلِ نماز
دل میں پیدا ہو بغضِ سوز و گداز

موسمِ گُل خزاں کی رُت بن جائے
بُت شکن خود ہی ایک بُت بن جائے

کیا اثر ہے یہ پارسائی کا
خاک دعویٰ کرے خدائی کا

اصل میں ہے یہ ایزدِ باری
زُہد کے بھیس میں گنہگاری

ہاں غلط ہے کہ ہر جگہ شیطان
جمع کرتا ہے کُفر کے سامان

بلکہ دیکھا گیا ہے یہ اکثر
کہ یہ ظالم حریفِ نوعِ بشر

راہِ بد ہی نہیں دکھاتا ہے
بلکہ دیندار بھی بناتا ہے

جب شرارت کی حد پر آتا ہے
قرض دِلوا کے حج کراتا ہے

کشتیٔ اِتّقا کو کھیتا ہے
حفظِ قرآں کا ذوق دیتا ہے

پیش کرتا ہے خُلد کے باغات
دل کو کرتا ہے مائلِ خیرات

کتنے سجدوں میں سر جُھکاتا ہے
کس قدر داڑھیاں بڑھاتا ہے

یہی کہہ کہہ کے راہ کرتا ہے گُم
کہ خدا کے ہو خاندان سے تم

برتر از جُملہ ماسوا تم ہو
یعنی بندے نہیں خدا تم ہو

اے خدائے بزرگ و بندہ نواز
رِند گھاٹے میں ہیں کہ یہ حق باز

رِند تو لُطف اُٹھا کے جاتے ہیں
کچھ مزے تو اُڑا کے جاتے ہیں

اور یہ بہروپیے زبوں انجام
نہ تو مایا ملی، نہ جن کو رام

جان دیتے ہیں بھوکے اور پیاسے
رہ کے محروم عیشِ دُنیا سے

آگ ہوتی ہے واں مہیّا یار
وَقِنَا رَبَّنَا عذاب النّار

دو زاہد

(ایک رُوسی افسانہ)

مترجمہ میرزا ادیب اسلامیہ کالج لاہور

صحرائے مصر میں دو زاہد مرتاض شخص دو علیحدٰہ علیحدٰہ جھونپڑیوں میں رہا کرتے تھے، وہ تمام دن ریاضت وعبادت میں مستغرق رہا کرتے اور گناہوں سے بالکل مبرا تھے۔ جب کسی کو دوسرے کی ضرورت ہوتی وہ اُس کے ہاں چلا جاتا اور تھوڑے سے عرصے کے بعد واپس آجاتا۔ شیطان بہت عرصہ تک اُن کو دام تزویر میں پھنسانے کی کوششیں کرتا رہا مگر ناکامیاب رہا۔ بپایان کار وہ کامیاب ہوگیا، دونوں زاہدوں نے جھونپڑیوں کو چھوڑا اور درختوں کے پھلوں کو اکٹھا کرکے الگزنڈرا کی طرف روانہ ہوگئے۔ پھلوں کو بیچا اور جو روپیہ حاصل کیا اُس سے شراب خریدی اور تین دن تک بادہ نوشی اور عصیان کاری میں محو رہے۔ جب روپیہ ختم ہوگیا تو دونوں نے باہم بیٹھ کر سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا۔

دوسرا۔ بھائی حوصلہ رکھو، خدا ظالم نہیں ہے وہ اتنی سی بات سے ہماری تمام عُمر کی ریاضت نہیں ضائع کریگا۔

پہلا۔ بھائی شاید تم پاگل ہوگئے ہو۔

دوسرا۔ مَیں ہوں یا تم؟

پہلا۔ مَیں کیسے پاگل ہوسکتا ہوں؟ تم جانتے نہیں کہ ہم نے تین دن تک مے نوشی کی اور اپنی تمام عبادت کو ضائع کردیا، اب ہم کو پورا گنہگار ہوجانا چاہیئے کیونکہ اب ریاضت چنداں فائدہ مند نہیں ہوگی۔

دوسرا۔ بھائی عقل کے ناخن لو، تمہاری تمام عبادت ضائع نہیں گئی۔ یاد رکھو اگر تم بالکل مایوس ہوجاؤگے تو نہ دین کے رہوگے اور نہ دُنیا کے۔

یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں اپنے اپنے ٹھکانے کو واپس آگئے۔ ایک اُن میں سے بہت پچھتایا اور زار و قطار رو کر دوسرے سے کہا "بھائی میری تمام عُمر کی عبادت رائیگاں ہوگئی ہے اب مَیں کسی طریقے سے بھی قابلِ بخشش نہیں ہوسکتا۔ آہ مَیں برباد ہوگیا ہوں"۔ دوسرے نے اُس کے الفاظ کی طرف زیادہ توجہ نہ دی اور خوشی میں گیت گاتا رہا، جب وہ بات ختم کرچکا تو یوں گویا ہوا۔

دوسرا۔ کیوں بھائی، کیا ہوا تمہاری ساری عُمر کی عبادت کس طرح ضائع ہوگئی۔ کیا تین دن تک شراب نوشی اور سیہ کاری سے تمام عُمر کی ریاضت برباد ہوسکتی ہے؟

پہلا۔ ہاں کیوں نہیں، آہ اے بھائی مَیں برباد ہوگیا ہوں اب کسی طریقے سے بھی نہیں بخشا جاسکتا۔

دوسرے نے مایوس زاہد کو بہتیرا سمجھایا مگر وہ نہ مانا، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شہر میں چلا گیا اور عصیاں کاری اپنا لائحۂ عمل اور نصب العین بنالیا۔ آخر کار وہ کسی گناہ کی پاداش میں تختۂ دار پر چڑھایا گیا اور دُنیا سے گناہگار ترین انسان بن کر رخصت ہوا۔ برخلاف اس کے دوسرے شخص نے اپنے گناہوں کی طرف توجہ نہ کی اور اپنی ریاضت کو جاری رکھا، نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ تمام مصر میں ایک بزرگ ترین ہستی مانا گیا۔

بعض اوقات اِنسان اپنے گناہوں کو دیکھ کر بالکل مایُوس ہوجاتا ہے اور قعرِ عصیاں میں گر جاتا ہے، آدمی کو چاہیئے کہ کسی حالت میں بھی درگاہِ ربّ العِزّت سے مایُوس نہ ہو۔

کہاں تک؟

از مولینا جوش ملیح آبادی

یہ شگفتہ سری اے دلِ ناکام کہاں تک؟
یہ شکوۂ بے مہریٔ ایام کہاں تک؟

دارائیٔ اسلاف پہ تا چند یہ ماتم؟
انجامِ تنعّم پہ یہ کہرام کہاں تک؟

اس دغدغۂ گردشِ افلاک سے حاصل؟
یہ وسوسۂ فتنۂ ایام کہاں تک؟

ہمّت کے مزامیر کو مضراب ہے خطرہ
اے بے خبر! اندیشۂ انجام کہاں تک؟

بے رُوحِ عمل سعیِ سیادت میں ہے سرگرم
او ننگِ زمانہ! ہوسِ نام کہاں تک؟

مَردوں کے لئے خُلد ہے طوفانِ حوادث
مُردوں کی طرح خواہشِ آرام کہاں تک؟

اُٹھ، رعد کے آغوش میں ہے ربطِ معراج
یہ سازِ طرب کی ہوسِ خام کہاں تک؟

آ، صرصر و سیلاب میں ہے رُوحِ شبستاں
یہ ذوقِ ہلال و مئے گلفام کہاں تک؟

جو دوڑ میں پیچھے تھے، بہت بڑھ گئے آگے
اے پائے طلب! رشتۂ اوہام کہاں تک؟

ہاں خود و زرہ بھی تو ہے اسلام کا زیور
پہنے گا فقط جامۂ احرام کہاں تک؟

ایمان کا دعویٰ ترے لب پر نہیں پھبتا
اے سُست عمل! ذلّتِ اسلام کہاں تک؟

گردوں پہ حریفوں نے بنائے ہیں نشیمن
اے پست نظر، سیرِ لبِ بام کہاں تک؟

ناداں مہ و خورشید پہ ہے تیری حکومت
یہ نالۂ محکومی و آلام کہاں تک؟

تدبیر سے واقف نہیں جب تیری تمنّا
تقدیر سے یہ بارشِ الزام کہاں تک؟

ہمّت ہے تو مطلوب سے خود کیوں نہیں ملتا
یہ سلسلۂ نامہ و پیغام کہاں تک؟

ہاں دیکھ حریفوں کے چھلکتے ہوئے ساغر
اے تنگ نظر، دُردِ تہِ جام کہاں تک؟

کیوں قوّتِ پرواز پر ایماں نہیں لاتا
اے مُرغِ قفس! نالۂ تہِ دام کہاں تک؟

خود خوشۂ انگور نچوڑا نہیں جاتا
اغیار سے ننگِ طلبِ جام کہاں تک؟

خود اپنے عمل پر بھی کبھی غور کیا ہے؟
اے جوشؔ! یہ اوروں ہی پر الزام کہاں تک؟

~~~~~~

نغمۂ قفس

آگ ہے لحنِ طائرِ آزاد
خاک ہے طائرِ قفس کے لئے

ہمصفیرو! گلے کی ساخت کو بھی
کیا اسیری بگاڑ دیتی ہے؟

(جوش ملیح آبادی)

ندائے آسمانی

ندا کیا آرہی ہے آسمان سے
سُنو اے ساکنانِ خاکِ پستی

غلامی کی حیاتِ جاوداں سے
"کہ آزادی کا اِک لمحہ ہے بہتر"

(جوش ملیح آبادی)

خانگی

۲۲/۲۳ جولائی کی درمیانی شب کو مطابق ۸ ربیع الاوّل ۱۳۵۰ھ بروز پنجشنبہ ملک محمد اسلم خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا کو اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا کیا۔ نام محمد افضل خاں رکھا گیا۔

(ایڈیٹر)
~~~~~~

تعلیم کا نفسیاتی پہلو بتقریبِ دورِ طفلی

از مولینا اسرائیل احمد صاحب بی۔ اے (جامعہ)

اُس ارتقائے ذاتی کی ماہیت کیا ہے جو نفس کی طبعی اندرونی فعالی کا ثمرہ ہے؟ اس ارتقائے ذاتی۔ کے متعلق تین چیزیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اوّلاً یہ کہ وہ اپنی شرط ماقبل کے طور پر "وقت" کو فرض کرتا ہے۔ ثانیاً وہ انسان کی بالقوت استعدادوں کے عملی مظاہر میں تبدیل ہونے کے ایک دورِ انتقال کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور ثالثاً وہ نشو و نما کی یکے بعد دیگرے آنیوالی منازل کو اپنی راہ و گذرگاہ بناتا ہے! ارتقائے ذاتی کے ان تینوں لوازم کی تھوڑی تھوڑی تفصیل یہاں ضروری ہے۔ سب سے پہلے ہم اُسکے پہلے جُزئیے ہی کو لیتے ہیں۔

کسی قسم کی بھی نشو و ترقی ہو "وقت" کا عنصر اُس میں لامحالہ شرط اوّلین کے طور پر شامل رہا کرتا ہے۔ وقت ہی کی راہ سے چیزیں بڑھتی ہیں اور کم سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وقت کا اختصار نشو و نما کے مُتناسب نقص کا مُستلزم ثابت ہوگا! بلوغ سے پہلے عمل تعلیم کا اختتام یہ معنی رکھتا ہے کہ نفس و ذہن کی تربیت و ترقی کو قبل از وقت مسدود کر دیا گیا! اس سلسلے میں ایک نہایت اہم اور قابل ذکر حقیقت یہ ہے کہ دماغی پختگی کا وقت انسان کے اندر تمام دُوسرے حیوانات کے مقابلے میں طویل تر واقع ہوا ہے! علم وظائف الاعضا کی رُو سے اس حقیقت کی جو بُنیاد ہے وہ طفولیت کی نفسیاتی ماہیت کی بحث میں ماہرین فلسفۂ تعلیم نے واضح کی ہے۔ یہی حقیقت ہے جس نے کہ بشرطیکہ مطلوبہ وقت کی بہم رسانی میں بُخل کو دخل نہ دیا جائے، اِنسانی دماغ کی ایک عظیم تر تعلیم کو ممکن بنایا ہے! ایک معنی خیز حقیقت یہ ہے کہ عہد شباب، اور نیز دَورِ طفلی نوع بشری کے اندر بہت زیادہ مُمتد واقع ہوا ہے! اگر ہم چاہیں تو اس طویل فرصت کو دیکھ کر اپنے نیم حکیمانہ اجتہاد کی مشق کرتے ہوئے، اسکول کے اندر ایک نوجوان کی تعلیم کی مُدت کی قطع و بُرید کر کے وقت کی کافی کفایت کر سکتے ہیں، لیکن حقیقتہً یہ وقت کی جُز رسی نہ ہوگی، بلکہ تعلیم کے ایک مستقل باب کی قربانی ہوگی!! واقعہ یہ ہے کہ "وقت" ہی اِرتقا کی جانِ جاں ہے! اور طفلی، نوخیزی، اور جوانی کے اَدوار کو پیدا کر کے مبدء فیاض نے ہمارے حکمار تعلیم کو وقت کی وہ مقدار بتا دی ہے جو ایک اِنسانی وجود کے کامل اور غیر ناقص طور پر ساختہ و پرداختہ کرنے کے لئے ناگزیر ہے!!

ثانیاً۔ ہر ایک عمل نشو و ارتقا عبارت ہے اِس حقیقت سے کہ اُس میں اُس کا "جوہر مضمر" ایک لباس عمل پہن لیتا ہے! ایک ارتقا پذیر چیز جو کچھ بننا چاہتی ہے وہ پہلے ہی سے معنوی و مخفی طور پر وہ ہوا کرتی ہے! ایسے حیوانی وجود جیسے کہ درخت اور جانور ہیں، اُنکے اُگنے یا بڑھنے کی حقیقت بھی بس یہی ہے کہ وہ اپنی اندرونی قوت نشو کو ایک بیرونی اظہار نمو میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ دوسری چیزیں جیسے کہ پتھر اور پہاڑ ہیں، وہ اپنے عمل کاہش یا افزائش سے مُتغیر ہوتے رہتے ہیں! ارسطو نے جو فلسفۂ افلاطون کا مُتمم سمجھا جاتا ہے، ثابت کیا ہے کہ وہ منزل مقصود جس کی سمت میں ہر ذی حیات جسم سفر کر رہا ہے وہ روزِ اوّل ہی سے اُسکی لوح روح پر نقش ہے! ہر شے کا حقیقی نصب العین یہ ہے کہ وہ اپنی ہی مخصوص و متعین، طبعی و فطرتی شخصیت کی تکمیل کرے، نہ کہ اُسکی "تغیر"! ایک چیز صحیح و صالح ارتقا کے ذریعے وہی بنے گی جس کا تصوّر اُسکے تخم میں پہلے سے موجود ہے! کانٹے شاخ انگور نہیں بن سکتے، اور نہ جھاڑ کا بید انجیر! پس اسی طرح ذہنی اِرتقا کے کاروبار میں بھی تعلیم اُسی زلیخائے خلوت نشین کو دماغ کے پردۂ عصمت سے باہر لے آتی ہے جو ازل سے حجلۂ نفس کے اندر جلوہ آرا ہے!! سوائے اس مقصد کے کسی اور چیز کو مقصود نظر قرار دینا ایسا ہے کہ گویا ایک زندہ اور حامل عزم وجود کے اندر ہم، اُس کو ایک بیجان تختۂ مشق بناتے ہوئے ایک مصنوعی کمی پیدا کر رہے ہیں یا ایک مصنوعی زیادتی! ایک بیمار ہزال یا ایک بیمار تر آماس! غیر صحیح تعلیم کا پیدا کیا ہوا یہ حشو و زائد انسانی فطرت کے نسخ و مسخ کرنے کا ایک خطرناک عمل ہے!

ایک نوخیز انسانی بچے کا دماغ اپنے اندرونی نہاں خانے میں، ایک خوابیدہ صورت میں، وہ تمام قوتیں رکھتا ہے جن کو بعد میں

وہ ضروری تحریک تربیت کے وسیلے سے حاصل کرسکتا ہے۔ اُسکے تمام ممکن تعلیمی مکسوبات کی اسی نقش پیشین سے صورت پذیری اور نیز حد بندی ہو جاتی ہے، جس سے آگے بڑھنا اُسکے دائرۂ امکان سے باہر ہے! "اسکول" کبھی حقیقی آدمیوں کو ہیئت اجتماعیہ کے حوالے نہیں کرسکتا جبتک کہ "گھر" اسکول کو اچھی "خام انسانی جنس" فراہم نہ کرے! غیر موجود انسانی اوصاف و قُویٰ کی تخلیق یا عطا تعلیم کے قبضۂ قُدرت سے خارج ایک بات ہے! تعلیم اتنا ہی کرسکتی ہے کہ خالق ہستی کے پیدا کردہ بیج کو اُگا دے اور بس! حق تو یہ ہے کہ بیشتر اوقات وہ اتنا بھی نہیں کرسکتی! وہ انسانی پودے کو اُگانے کے بجائے بعض اوقات اُسکی قلب ماہیت کر دیا کرتی ہے، یا کم از کم اُس کے ممکن ثمر کو ایک کمتر پھل سے بدل دیتی ہے! وہ تنویر افکار کے بجائے مجہول الحال معلومات کا ایک گرانبار انبار دماغ کی پشت پر لاد دیتی ہے!

پھر ہمارے اسکولوں کی ایک لعنت یہ ہے کہ وہ اپنی ذہنی و تعلیمی کارگاہوں کے اندر یکسانیٔ طریق کار اور نیز یکسانی اشیاء پیداوار پہ بُری طرح اصرار کیا کرتے ہیں! خدا نہ کرے کہ یہ عملِ ارتقا ہو! یہ ہے ... ڈھلائی کا کام!! .... فرزندانِ آدم فیکٹری کے نہج پہ ایک ہی سلپنچے سے نہیں ڈھالے گئے ہیں، بلکہ باغ کی روش پر دستِ قدرت سے اُگائے گئے ہیں جہاں کہ ع

هر گُلے را رنگ و بوئے دیگر است

ایک انسانی بچے پر یہ ظلم ہے کہ اُس کو طالبعلم بنا کر اُس سے ایک بیجان اور بے لوچ تعلیمی بُت کی پوجا کرائی جائے! اُس کے متعلق جو کچھ ایک آشنائے فطرت اُستاد کو کرنا ہے وہ یہی ہے کہ جب وہ اسکول سے نکلے تو اپنی ودیعت شدہ فطرت اور اپنے مخلوق شدہ مذاق کا ایک ہو بہو عکس ہو! قدیم طریق تربیت یہ تھا کہ بچے کو "نیچے سے اوپر" اُٹھایا جائے، ہمارا اصول تعلیم اَب یہ ندرت اور حکمت رکھتا ہے کہ بچے کو "اندر سے باہر" نکالا جائے! سب سے بلند اور جائز مقصد تعلیم کا جو علم النفس کی روشنی میں ہم کو ملا ہے یہی ہے کہ ایک بچے کے لئے اپنے قلبی مذاق اور اپنی طبعی استعداد کی بنا پر جو کچھ بننا ممکن ہے وہی اُس کو بنایا جائے — نہ کچھ کم نہ کچھ زیادہ! اندرونی "جوہر مضمر" کی بیتقابی ہمارے میدان تعلیم کا آخری کلمہ ہے!! مدرسے کے اندر یہ "بیتقابی" و "لاالتصور" اتنا ہی بُنیادی ہے جتنا کہ "انصاف" ایک عدالت گاہ کے اندر، اور تقویٰ ایک عبادت گاہ کے محراب و منبر پر!!

ثالثاً، وقت کے عنصر اور ودیعت شدہ استعداد کے بروئے کار لائے جانے کے بعد ارتقائے ذاتی کی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مسلسل منازل نشو و ترقی کی شاہراہ کو اختیار کرے۔ "پہلے پودا، پھر بالی، اور بعد ازاں اناج کے دانے!" یہ ہے وہ حکیمانہ ترتیب جس کی رعایت فطرت کیا کرتی ہے اور جس کی قدم بقدم اتباع ہمکو کرنی چاہیئے۔ انسانی فطرت کی ذہنی اور اخلاقی نشو و نما میں اِن مذکورہ منازل کا تقابل اِن مراحل سے ہوتا ہے۔ "پہلے بچہ، پھر نو خیز نوجوان، اور بعد ازاں ایک مرد بالغ و عاقل!" ترقی کی زندگی کے یہ سارے دَور ہماری فہم عامہ سے بھی مطابقت رکھتے ہیں اور سائنٹفک اساس و بُنیاد بھی۔ چند اشارات ان میں سے "دَور اوّل" کے متعلق عرض کئے جاتے ہیں۔

"بچپن" کی یہ تعریف کہ انسان کے ذہنی ارتقا کی وہ "پہلی منزل" ہے اِس قدیم مبہم تشریح سے بہتر تسلیم کی جائیگی کہ وہ ابتدائے عُمر کی بعض "مخصوص سالیں" ہیں! یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک نوجوان، نیز ایک پیر نابالغ، حتیٰ کہ ایک پوری قوم کی قوم ذہنی فقدان ارتقا کی بنا پر ایک معمولی بچے ہی کی طرح ایک بچہ ہو! عارف شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمتہ نے کسی "بہ پیری کودکے" کو ہی خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ؎

چہل سال عمر عزیزت گزشت مزاج تو از حال طفلی نگشت

اصطلاح طفلی کو کسی مقررہ سن و سال سے محدود کر دینا ایک مخدوش بات ہے۔ نہ صرف اِس وجہ سے کہ کوئی مخصوص فرد بشر اِس "منزل زمانی" کے بعد بھی "مکان طفلی" میں مقیم رہ سکتا ہے، بلکہ اس بنا پر بھی کہ تمام انسان ایک غیر شعوری طور پر "بازیگاہ کودگی" سے رخصت ہو جایا کرتے ہیں! پس اصلی مایہ الامتیاز بچپن کے متعلق اُس کا "وقت" نہیں ہے بلکہ اُس کا ایک "مخصوص زاویۂ نگاہ" ہے! تاہم یہ ساری مشکلات اور مغالطات ہم کو نہ تو اپنے مروج "عام" "اوسط" نکالنے سے باز رکھ سکتے ہیں اور نہ ہمارے اس کہنے میں مانع ہو سکتے ہیں کہ "بچپن" کا زمانہ (بایں معنی کہ وہ ذہنی نشو و نما کی ایک خاص منزل ہے) انسانی عمر کے "ابتدائی دس سالوں" پر حاوی ہوتا ہے! تعلیمی نقطۂ نظر سے ہم

کہہ سکتے ہیں کہ بچپن "کنڈر گارٹن" سے متعلق ہے، یا پرائمری اسکولوں کے ابتدائی درجات سے! اس میں دورِ طفلی کے وہ اولین تین سال بھی شامل سمجھنا چاہیئے جو گھر کے صحن میں گزرتے ہیں۔ تاہم اِتنا یقینی ہے کہ "بچپن" کے ساتھ جس مخصوص "تقدس" کو وابستہ کیا جاتا ہے اُس کی کوئی اصلیت نہیں ہے!

اچھا اب یہ دیکھنا ہے کہ "بچپن" کی عمر کی نفسی خصوصیات کیا ہیں؟

ذہنی طور پر تو بچپن کی حقیقت یہ ہے کہ وہ جذبات وحسیات کی بادشاہت کا ایک عہد ہُوا کرتا ہے! عین اُس وقت بھی کہ شیر خوار بچہ ابھی بالکل نحیف اور بیدست و پا ہوتا ہے مخصوص حسیات کے اعصاب اور نیز اُنکے متعلقہ دماغی مراکز معتدبہ حد تک ترقی پا جاتے ہیں! ولادت کے بعد چند ہی روز کے اندر اندر لامسہ، ذائقہ اور شامہ کے زیریں حسیات متحرک و بیدار ہوجاتے ہیں جس کے عین بعد ہی سامعہ، باصرہ، اور عضلات کے قوٰی معرضِ عمل آنے لگتے ہیں۔ پہلا مسئلہ بچے کے دماغ کے لئے یہ ہُوا کرتا ہے کہ وہ اپنے مختلف آلات ادراک کو عناں بعناں چلائے۔ یعنی جس چیز کو اُس نے آنکھ سے دیکھا ہے اُسے ہاتھ سے چھوئے بھی، یا جس چیز تک نظر پہنچی ہے اُس کو اپنی دسترس میں بھی لائے! ادراکات کا یہ اجتماع اِس چھوٹے سے انسانی محقق" کو تجربے کی محسوس اشیا بہم پہنچاتا ہے۔ یہی اشیائے مُدرکہ اگر صرف ایک عضوِ ادراک یا زیادہ سے معلوم کیجائیں تو اُن کا اِس طرح کا علم صرف مشاہدہ یا مطالعہ کہلائیگا! جب ادراک کے آلات چیزوں کی نقشبندی کرنے لگتے ہیں تو اُس وقت بچہ اُس شاہراہ کامیابی پر پڑ جاتا ہے جو اُس پر دُنیا کی علمی فتح کا دروازہ کھول دیتی ہے! بچہ حقیقتہً مشہور فلسفی برکلے کا اصطلاحی "فانوس خیال" ہوتا ہے! ہر محسوس چیز اُس کے علمی تجربے کی مقصودِ نظر ہوتی ہے" اور مسلسل مطالعہ اُس کے ذہنی مکسوبات کے حصول کا تنہا آلہ ہُوا کرتا ہے! تقریبًا تین برس کے سن کو پہنچکر، عضلاتی ادراکات کے واسطے سے، نیز پورے نظام جسمانی کے عمومی احساسات سے، اور اُس دوگونہ طریق ادراک کی معرفت جو اس طرح حاصل ہُوا کرتا ہے کہ مثلاً بچے کے بدن کا ایک حصہ اُسی کے بدن کے کسی دُوسرے حصے سے مَس ہوجاتا ہے، تو ـــــ ایسے تمام اوقات میں، بچے کو ایک مبہم طریقے سے اپنی ذات اور دُوسری چیزوں کے درمیان تمیز کرنے کا ایک شعور پیدا ہوتا ہے۔ یہی بیج بنتا ہے زمانۂ مابعد کی تمام اندرونی دانش و بینش کا اور نیز اُس بصیرت کا جو انسان کی شعوری اور نیم شعوری حالتوں سے متعلق ہے!

بچپن کے دماغی قوٰی کی حیثیت سے مشاہدے کے احساس پر حافظے اور تخیل کی بسم اللہ کو بھی مستزاد کرنا چاہیئے۔ تاہم ابھی چیزوں کا یاد رکھنا بچے کے لئے اُتنی سہل الحصول لذت نہیں ہوتی جتنی کہ وہ مستقبل قریب میں ہونیوالی ہوتی ہے۔ بچے کا تخیل بھی اس ابتدائی دَور میں ایک لاعبانہ قسم کا ہوتا ہے، جو حقیقت اور توہم میں فرق نہیں کرسکتا! حق و باطل کی یہ تمیز تخیل کے ظہور کے بعد کی ایک ذہنی نمو ہے۔ بچے جو اپنے مشاہدات کے متعلق مبالغہ آمیز بیانات کے عادی پائے جاتے ہیں اُن کے اِس دماغی نقص کی ذمہ دار اُن کی یہی خیال آفرینی ہے۔ "پریوں کی کہانیاں" سُننے یا کہنے کے مخصوص و مشہور طفلانہ شوق کی محرک بھی بچوں کی یہی تخیل طرازی ہے! معرضِ مثال میں اِس ساری صورت حالات کو یوں پیش کرسکتے ہیں کہ "بچپن کی صبح زندگی میں ایک گلابی تخیل بچے کی دُنیا کو منور کیا کرتا ہے، قبل اس کے حقیقت کی "سفید روشنی" مطلع کو بے نقاب کردے!!"

اگر ہم ادراک حسی کو بچے کی ذہنی کارگاہ کی ایک خصوصی صفت تسلیم کریں، ـــــ جس کے عمل کے نتائج یہ ہوتے ہیں کہ اُس سے مادی محسوس قسم کی اشیاء کا تجرباتی علم حاصل ہُوا کرتا ہے ـــــ تو پھر ہم کو بچپن کے ذہنی نقطۂ نظر کی تعبیر اس طرح کرنی ہوگی کہ "وہ انسانی وجود کے ذہنی نشو و ارتقا کا انفرادیت آور عہد ہے!"

لیکن بچے کے معاملے میں اُسکے حسیات اور اُس کی قوت ارادی بھی، اگرچہ اپنی نوعیت میں بسیط ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن بچپن کی ایک مکمل تصویر پیش کرتے ہوئے ہمیں ان خدوخال کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے، گو یہ بات ضرور ہے کہ وہ ذہنی وظائف کی طرح ایک واضح و قاطع قسم کے تجزیے کی زد میں نہیں لائے جاسکتے! اس سلسلے میں واقعات بجائے خود اور بھی مبہم اور ناقابل فہم نظر آتے ہیں، مزید براں "نفسیات اطفال" کے ماہرین نے بھی اُن کو کچھ زیادہ درخور اعتنا نہیں سمجھا!

بچے کے حسیات بیشتر "لذت و الم" سے متعلق ہوتے ہیں۔ اِنہی دو منتہاؤں کے درمیان بچے کی دماغی زندگی کا ہنڈولہ ہر وقت

گردش کیا کرتا ہے! وہ ذراسی بات پر پھول جاتا ہے، اور ذرا ہی سی دوسری قسم کی واردات پر دل شکستہ ہو جاتا ہے! بچے کے انہی دونوں میادیاتی حسیات سے بہت سے علماء علم النفس نے بالغ العمر انسان کی ساری جذباتی زندگی کی روکشی کر لی ہے! ان جذبات کی کارفرمائی کا آخری ثمر شیریں وہ چیز ہوتی ہے جس کو "ذوق جمال" کی اصطلاح سے نامزد کیا گیا ہے! لیکن واضح رہے کہ بچہ بعض دوسری بسیط اشکال حسیات کا بھی حامل ہوا کرتا ہے۔ ہمارا روئے سخن اضطراب و سکون اور برہمی و توازن سے ہے! پھر بچے میں نظام جسمانی کی عمومی حیاتی حس متعلق راحت و عدم راحت بھی ہمیشہ غیر منقطع طور پر موجود پائی جاتی ہے، اور یہی شے شعور ذات کا مایۂ خمیر ہے! بچپن کی خوشگواریاں اور غیر خوشگواریاں، جیسی کہ عام طور پر توقع کیجائیگی، سب ایک جذباتی سرچشمے کے اندر اپنا منبع و مخرج رکھتی ہیں!

ہر ایک حس بلاشبہ اپنے "لباس مظاہر" کے ساتھ ساتھ جلوہ گر ہوا کرتا ہے۔ یہ حس جب طبعی حدود کے اندر رہے ہے تو "لذت بخش" ہوا کرتا ہے، اور اگر وہ اپنے اثر و عمل میں کم یا زیادہ ہو جاتا ہے تو کم و بیش ایک "الم انگیز" احساس کی تخلیق کرتا ہے! نقل و حرکت والی حسیات ــــ خواہ وہ بادہوائی ہوں، خواہ، جیسا کہ بعد میں ہوتا ہے، لہو و لعب کے متعین ارادے سے ظہور میں آئی ہوں، بچے کی زندگی کی بڑی "سچی لذتوں" سے لبریز ہوا کرتی ہیں! بچے کی کھیل کود کی زبردست لذت کو غیر معمولی تھکائی کی ناگواری ہی کبھی کبھی ماند کر دیا کرتی ہے! بچے کی نفسی زندگی میں درد بجائے خود ایک نہایت ہی بدیع احساس ہے جسے "غیر خوشگواری" کی حس کے ساتھ خلط مبحث کرنا غلطی ہوگی! البتہ درد اور غیر خوشگواری کی سرحدیں ایک موقع پر اس طرح ملجایا کرتی ہیں کہ جب اول الذکر چیز، یا کوئی اور احساس جو ایک غیر جدت آمیز بیہودہ تکرار سے، یا جذبے کی کم و زائد خفت یا شدت سے بے لطف ہو جاتا ہے تو وہیں "غیر خوشگواری" کے ایک احساس کی تحریک بہم پہنچتی ہے!

پیچیدہ اور ثقیل قسم کی حسیات جو ایک دہ سالہ بچے کو عارض ہو سکتی ہیں ان کی ایک طویل فہرست تیار کی جا سکتی ہے، اس مجموعے کے سر فہرست پر خوشی اور غم، محبت اور نفرت، غصہ اور خوف، غرور اور شرم ہیں۔ ان کو "ثقیل حسیات" اس لئے کہا گیا ہے کہ انکے متعلقہ بیرونی مظاہر میں ایک قسم کی شدت و غلظت ہوتی ہے۔ اپنے اصلی مخرج کے اعتبار سے ان کو بجائے بچے کے ذاتی واردات یا کسی خارجی تعلیم کے ایک گونہ "اضطراری کیفیت" پر محمول کیا جا سکتا ہے! بچے کی زندگی میں جس "ذوق جمال" کا دعویٰ کیا گیا ہے اسکی غمازی بچے کا وہ شوق کیا کرتا ہے جو اس کو "رنگین" چیزوں سے ہوا کرتا ہے! بچے کا احساس استعجاب اسکے دماغ کی ایک بہت ہی ابتدائی نشو و نما کا نتیجہ ہے۔ یہ چیز اس نقطہ نظر سے نہایت ہی اہم سمجھی جانی چاہیئے کہ اس سے بچے کے ذہن کی استفہامی اور تفتیشی عادت کو ایک قیمتی محرک بہم پہنچتا ہے! لطف یہ ہے کہ بچے کی یہی وہ بیش بہا نفسی خصوصیت ہے جس کا خیر مقدم بجائے قدردانی و ہمت افزائی کے "بزرگانہ خفگی و برافروختگی" سے اکثر کیا جاتا ہے!! بچے کا جذبۂ پسندیدگی و ناپسندیدگی بہت شدید ہوا کرتا ہے اور وہ بہت جلد پیدا اور ناپید ہو جایا کرتا ہے۔ ان متضاد جذبات کی تعیین و تعلیل اس طرح ہوا کرتی ہے کہ ہم ان اسباب کو دیکھیں جو اسکے ذاتی راحت و لطف میں مؤید یا مانع ہوں! یہ بات بھی عیاں ہے کہ بچوں میں ہمدردی کا مادہ بھی بحیثیت ایک متحرک حس کے موجود ہوتا ہے، لیکن بات یہ ہے کہ اس جذبۂ ہمدردی کا نشو و ظہور بچے کے "جذبۂ رعایت ذات" کے بعد عمل میں آتا ہے، اور عموماً اس کا تابع فرمان رہا کرتا ہے! شاید بچے کی ساری حیاتی زندگی کا خلاصہ صرف ایک جامع لفظ کے ذریعے یوں پیش کر سکتے ہیں کہ وہ (زندگی) بُری طرح اپنی ذات میں مرکوز" ہوتی ہے۔ یہ ناگوار حقیقت بچے کی مجلسی و اخلاقی تعلیم کی خارزار راہ میں ایک بڑا سنگ راہ ہے!!

بچے کا ارادہ بڑا غیر مستقل اور متلون ہوا کرتا ہے۔ وہ صرف تقاضائے نفس کے رحم پر ہوتا ہے، بچے کی ضابط قوتیں بڑی کمزور ہوتی ہیں، اور اظہاری میلانات بڑی قوی! اسکی کارگاہ دماغی کے بازیچہ میں بات کی بات میں تصورات و تخیلات کے مختلف پیکر ہر گھڑی تیار ہوتے رہتے ہیں اور بگڑتے رہتے ہیں! بچے کے یہ سارے واردات نفسی برائے نام بھی شائبۂ شعور و ہوش نہیں رکھتے۔ نہ وہ اپنے فوری مطالبوں کے پورا ہونے میں اتنا توقف و تامل کرتے ہیں کہ ان کی تردیدی یا تنقیدی، اثر آفرینیوں کو بھی اپنے ظہور کا موقع ملے! دماغ کے یہی جوابی یا متوازی تصورات ہوتے ہیں جو ہم کو تذبذب اور تفکر میں ڈالدیتے ہیں اور ہم کو اپنے خیالات

اور ارادوں کی نظرِ ثانی کی طرف توجہ دلاتے ہیں، لیکن بچے کی نفسی زندگی میں خیال اور عمل کے ڈانڈے ایسے ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ دونوں ہمزمان وہمعنان ہو جاتے ہیں! بچے کے لئے سوچنا اور کام کرنا ایک ہی بات ہوتا ہے! اُس کا ہر تصوّر ارادے میں اور ہر ارادہ معاً عمل میں منتقل ہو جاتا ہے! پروفیسر بین نے جو ایک نفسیاتی اصول معلوم کیا ہے اور جو انسان کی ایک ایسی کیفیت دماغی کو بے نقاب کرتا ہے جس میں کہ خیال ہی اولین اور قوی ترین محرک عمل ہوتا ہے، اُس اصول کی نمایاں ترین مثال بچہ ہوتا ہے! اُسکے دماغ کے تخیلی کارخانے کے اندر، جو تصوّرات صف اول میں ہوا کرتے ہیں بس اُنکے ادنےٰ اشارے پر صدائے لبیک بلند کرنا بچے کی غیر مُفکّر اور بے عُذر نفسیت کی سب سے دلپسند خدمت ہے! بچوں کی بدنام وضرب المثل بیفکری ہی اُنکے انفجاری (پھٹ پڑنے والے) ارادے کی وجہ مُوجِہ ہے! مختصر یہ کہ بچہ اپنے خیال کا "تابع فرمان" ہوا کرتا ہے، نہ کہ اپنے خیال پر "حکمران"!

بچے کی یہ "خوشی خواہی" جو اُسکے طفلانہ ارادے کی اخص الخواص خصوصیت ہے، اُس کا پیش خیمہ ایام طفلی کے اوائل میں بادی ہوئی "انعکاسی" اور اضطراری اعمال وحرکات ہوا کرتے ہیں۔ ایک شیر خوار بچے کے ہاتھ پاؤں کی جو بیقاعدہ وبیضابطہ حرکات ہوا کرتی ہیں اُن کو اُسکے لبریز اُمنگ وولولہ کی علامات سمجھنا چاہیئے! یہ بچے کی عضلاتی نشوونما کے لئے بہترین قدرتی محرکات ہیں! بچے کے دماغ کے تاثراتی عمل کی جو حقیقت ہوتی ہے وہ صرف یہی ہے کہ میکانکی ہیجانات کے مقابلے میں اُس کا نظام عصبی بالکل سادہ قسم کی جوابی حرکات پیش کیا کرتا ہے، مثلاً اپنے پاؤں پر کسی چوٹ یہ ٹھوکر لگنے پر بچے کا بے اختیار اُس کو گھسیٹ لینا ایسے اضطراری اعمال جیسے کہ گھٹنوں گھٹنوں چلنا، کھڑا ہونا اور چلنا ہیں یہ بچے کے مخلوط دماغی انعکاسات کے نتائج ہیں! بچے کی نفسیت کی یہ عادات دراصل اُسکے عصبی نظام میکانکی کی موروثی استعداد کے اندر اپنا سرچشمہ رکھتی ہیں، اور اِس نسلاً بعد نسل اور اس قرناً بعد قرن ورثہ کا نقش ایک انسانی بچے کی لوح دماغ پر اتنا گہرا ہوا کرتا ہے کہ اُسکے اقتضا سے اُس کے فرائض اس طرح از خود سرزد ہوا کرتے ہیں جس طرح کہ ایک الارم گھڑی کا مقررہ وقت وساعت پر بج اُٹھنا! —— ۳ سال کی عمر تک بچوں کے سارے کام اور ساری حرکتیں اضطراری اور نقالانہ ہوتی ہیں۔ اُسکے بعد پھر اُنکو تھوڑا تھوڑا اس بات کا شعور ہونے لگتا ہے کہ کام کے وقوع سے پہلے کسی قدر اُس کا اندازہ کر سکیں، لیکن یہ قابلیت صرف ایک جزوی پیدائش "ادراک" ہی سے تعلق رکھتی ہے، اور اُس کے ساتھ کسی ایسی "قوت" کا نشوونما ہنوز نہیں ہوتا جو بچوں کے ارادوں میں کوئی تبدیلی یا ضبط پیدا کر سکے! الغرض یہ طریق کار تمام وکمال "خوشی خواہ" ہوا کرتا ہے اور یہی "دل کی بادشاہی" عہد طفلی کا سب سے بڑا طغرائے امتیاز ہے!! بچے کی اِن بے اصول غیر منضبط اور بے مقصد سرگرمیوں کے اندر فطرت کی یہ اہم مصلحت مضمر ہے کہ اِس طرح، اپنی مرضی کی آزاد وبیقید روش سے، وہ اُس زبردست حاکمانہ اور نیز ناقدانہ ارادے کی تولید کرے جو سن شعور کے بہترین اور ممتاز ترین اعمال وخدمات کا خالق بنتا ہے!! بچہ جو بیشمار کام کرتا رہتا ہے وہ دماغ کی لوح شعور پر اپنے متعلقہ ارتسامات بناتے رہتے ہیں، جو بعد میں ارادی طور سے اِنہی اعمال کے مُتقاضی ہوا کرتے ہیں، اور ایام مابعد میں قوائے تمیزی واخلاقی کے امتزاج سے آراستہ ہو کر یہی دماغی ترتیبیں انسان کے اعلیٰ درجے کے مُنتخب اعمال کی داعی بنا کرتی ہیں!!

بچوں کا طبعی وصف اثر پذیری اور اُنکی اندرونی تخیلی اثر آفرینی اس اہم حقیقت کی اہمیت کا ایک مزید اظہار ہے کہ وہ ابتدا ہی سے صحیح قسم کے خیالات کے حامل ہوتے ہیں! بہتر ہوتا کہ اُن کی اخلاقی تربیت اسی ایمابی انداز سے شروع کیجاتی، اور اُس سلبی طریقے پر لعنت بھیجی جاتی جس کے آداب یہ ہیں کہ اُنکا دماغ ایسی تعلیمات کے پشتارے سے لاد دیا جاتا ہے جن میں تقریباً سب کی سب "نواہی" ہی ہوا کرتی ہیں! اِن ممنوعات کا مسلسل دماغ میں رکھنا کیا یہ نتیجہ نہ پیدا کریگا کہ بچے اپنے نہاں خانۂ نفس کے مخفی گوشوں میں اُن کا ارتکاب کیا کرینگے؟! یاد رکھیئے کہ بچوں کے پاس کوئی "ارادے" ہوتے ہی نہیں جنکو وہ توڑیں، وہ صرف تخیلات رکھتے ہیں جنکی متابعت کے بغیر اُن کو چارہ نہیں!! پس بجائے اسکے کہ ہم اُنکو "آپنی سرا" کہکر الزام دیں اچھا یہ ہے کہ ہم اُنکے دماغی مرقع خیالات کو اچھے تصوّرات سے پُر کریں! بچے کی اخلاقی تعلیم کا طریق کار یہ دوگونہ عمل ہونا چاہیئے کہ ہم پورے اہتمام والتزام کے ساتھ اُسکے دل کو تمام بُری باتوں سے بچاتے رہیں اور کثرت کے ساتھ اچھے خزینۂ خیال وتصوّر سے اُسکو لبریز کرتے رہیں! البتہ جب سن تمیز کی ضابطہ قوتیں ظہور کرنے لگتی ہیں تو اس مسئلے کی صُورت حالات پھر معتدبہ حد تک منقلب ہو جاتی ہے!

وطن میں پہنچا دے!

نگارِ رفتہ کو یارب وطن میں پہنچا دے
دوبارہ دُرِّ عدن کو عدن میں پہنچا دے

خُدا لئے مہر و وفا اس نگارِ شیریں کو
دوبارہ غمکدۂ برہمن میں پہنچا دے

خُنک نسیم کو دے گلستاں میں اذنِ خرام
چمن کی جان کو یارب چمن میں پہنچا دے

اُفق اُداس ہے، نُورِ سحر کو واپس کر
غزالِ شہرِ خُتن کو خُتن میں پہنچا دے

دوبارہ اس صنموں کے صنم کو بارِ خُدا
جو اربت کدۂ برہمن میں پہنچا دے

وہ اپنے حُسن سے محفل ہیں اپنے عشق سے بزم
اُس انجمن کو پھر اِس انجمن میں پہنچا دے

فسردہ جوش ہے بے یارِ نادرہ گفتار
سخن کی شمع کو بزمِ سخن میں پہنچا دے

(جوش ملیح آبادی)

یاد ہے؟

دِل نے بخشا تھا تقاضائے زُلیخا تجکو
یاد ہے وُہ خلشِ عہدِ تمنّا تجکو

نرگسِ ناز میں یوں اشک بھرے رہتے تھے
نظر آتا تھا ورق دھر کا دُھندلا تجکو

کیا قیامت تھی کہ اس گلبدنی کے باوصف
روز کانٹوں پہ لٹاتی تھی تمنّا تجکو

راستے سے کوئی آواز جب آجاتی تھی
میری آواز کا ہوجاتا تھا دھوکا تجکو

جب ہوا ابر کے سائے میں سنک جاتی تھی
چھیڑ دیتا تھا محبّت کا تقاضا تجکو

چاندنی صحن ہیں جس وقت چھٹک جاتی تھی
پھونک دیتی تھی لگاوٹ کی تمنّا تجکو

قہر ڈھاتا تھا مِرا درسِ تحمّل تجھ پر
زہر لگتا تھا مِرا وعدۂ فردا تجکو

وہ بھی کیا دن تھے کہ آئینے کے آگے ہر صبح
چاند سا مُنہ نظر آتا تھا جب اُترا تجکو

مَیں کسی بات پہ دم بھر کے لئے غور کروں
اتنی دُوری بھی نہ ہوتی تھی گوارا تجکو

جوش سے پوچھ کہ اَب تک ہے اسے یاد یہ بات
کہ کبھی مہر و وفا کا بھی تھا دعویٰ تجکو

(جوش ملیح آبادی)

قصیدہ نعت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے مکرم مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی لکھتے ہیں :-

مکرمی تسلیم - ایک قصیدہ نعتیہ بھیجتا ہوں - یہ اُس شخص کا لکھا ہوا ہے جو کسی زمانہ میں ہندوستان کا جگت اُستاد مانا جاتا تھا یعنی عبدالرحمٰن خاں احسان دہلوی ابتک یہ کہیں طبع نہیں ہوا - اسکے پرنواسہ سے مجھے ملا تھا - مَیں نے سوچا کہ لاؤ چھپوادوں - اس میں دو تین چیزیں قابل غور ہیں - اوّل یہ کہ انھوں نے عدالت کا جو تلازمہ باندھا ہے اُسکی نقل غالب مرحوم نے اپنی اس غزل میں کی ہے جس کا مطلع ہے -

پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے سینہ جویائے زخم کاری ہے

احسان نے اپنے شعر نمبر ۲۲ میں ذوق پر حملہ کیا ہے - دو اشعار میں بعض لفظ چھوٹ گئے تھے وہ مَیں نے یونہی رہنے دیئے - بہرحال ایک نایاب چیز ہے - چلو اسی طرح چھپ کر محفوظ تو رہ جائیگی - والسّلام !

دیارِ عشق میں عزّت ہے ذلّت و خواری
لباس برہنگی ہے - غذا جگر خواری

سرک نہ وہاں سے عجب شہر ہے لطافت پر
سڑک ہے مانگ کی - اشکوں کی نہر ہے جاری

ہجوم غم ہے یہاں تک ہر ایک کوچہ میں
گزار عاشق صادق بھی ہے بدشواری

زہے دیار محبت - زہے مقام سرور
زہے فراغ معیشت - زہے عملداری

وہاں کا جج ہے جنوں اور وہاں کا عدل، ستم
وہاں کا دائر و سائر ہے علت ساری

وہاں ہے داغ کی کمخواب - داغ کی چھینٹیں
کٹاؤ لخت جگر کے - گلوں کی پھلکاری

وہاں کا دیدہ پر انتظار ناظر ہے
سررشتہ دار دغا - شحنہ ہے دل آزاری

جمعدار جنوں - قیس زار چوکیدار
ملی ہے حضرت منصور کو پولیس داری

حبیب مدعی و مدعا علیہ یہ دل
جو ابدعوی عاشق ہے گریۂ زاری

وکیل درد - موکل، دلِ خرابِ فراق
رسوم و فیس ہے داغ اور گواہ ناچاری

قیضیۂ دل بیمار کیوں نہ فیصل ہو
جہاں کے مفتی و قاضی - قضا و بیماری

بزیر دشنہ قصاب اضطراب الم
بسانِ بز ہیں سدا بربری و بلغاری

جنون عشق سے وہ قہقہے کئے میں نے
ہوا ہے کبک کا خجل مجھ سے کبک کہساری

خیال مجھ کو نہیں
دھری ہے سینہ دل پہ یہ ایک چنگاری

یہ کس کے نشتر مژگاں کی یاد ہے دل کو
چھٹی ہے ہر رگ دل سے لہو کی پچکاری

اگرچہ شیفتہ قامت بلند ہوں میں
گئی نہ بخت نگوں کی مرے نگونساری

نظیر بلبل آمل ہزار حیف سپئے
مدام خون جگر سے شراب گلناری

ہُنر کو عیب سمجھتے ہیں اس زمانہ میں
ہوئی یہ جنس ہُنر کی کساد بازاری

اِدھر تو ملک نصارا نے لے لیا سارا
اُدھر زمین ہے سکھوں نے گھیر لی ساری

علاوہ غم دُنیا تفکرِ دیں ہے
- زمینِ ہند میں دُنیا ہے اور نہ دینداری

لگی ہے چار طرف آگ کس طرف جاؤں
بچا رسو سے بلائیں ہیں اور ناچاری

نہ باز آتے دل آزاری جفا سے مرے
یہ چرخ کہنہ و نو دولتاں بازاری

گریز گاہ نہیں ہے کہیں مگر درِ شاہ
کہ جس کے در کا ہے یاقوت مہر بازاری

فلک جناب۔ رسالت مآبؐ بحر نوال
شفیع امت و مقبول حضرتِ باری

مقیم حجرہ قدس و مزیل کفر و ضلال
محیط علم و لدنی و امی و قاری

جہانِ علم و حیا و نشانِ رحمت حق
زمین فقر و فنا۔ آسمان سالاری

جو نام احمدؐ مرسل نگین دل پہ لکھیں
رہیں بہشت میں ناقوسیانِ زناری

تمہاری نعت نے لے ابر رحمت یزداں
سکھائی نوک قلم کو مرے گہرباری

ہو اس عجمی محمدؐ عربی
کہ بخت خفتہ کو ہووے نصیب بیداری

یہ چار نام ہیں مشہور تیرے دشمن کے
سیاہ بخت۔ سیہ رُو۔ جہنمی۔ ناری

یہی صدائے مہیب آئی کان میں اس کے
ق
جو کی گریز کی دُشمن نے تیرے تیاری

کہاں تو بھاگ کے جائیگا ہم سے اے مردود
قضا قفا سے پُکاری اجل بھی للکاری

تمہاری خاک کف پا جو ہاتھ آئی اسے
ق
کہ سر بسر ہے خجل ساز مشک تاتاری

بہشت میں کہ وہ نزہت سرشت ہے۔ جا کر
نسیم خلد نے کھولی دوکانِ عطاری

بگرد شہد و شکر جس طرح ہوں مور و مگس
گِرے ہیں حور و ملائک پئے خریداری

مُراد ہر دو جہاں یہاں صلہ ہے ادنےٰ سا
یہ راہ نعت ہے۔ چل اے قلم بہ ہُشیاری

مرے یہ کثرت عصیاں ہیں اے مرے ممدوح
ق
کہ مجھ سے نفس کے شیطاں نے کی ہے عیاری

گزار میرا اگر ہو بر سفینہ نوح
یہاں تلک ہے گُنہ کی مرے گرانباری

وہ ڈوب جائے نہ ہووے شفیع گر تجھ سا
اور اس غفور کی غفاری اور ستاری

غلام آپ کا احسان ہے یا رسول اللہ
سدا سے تم کو ہے انعام حضرت باری

سموئے قصر خلافت نموئے نخل مُراد
علوئے شانِ شفاعت غلوئے غمخواری

بحال نزع۔ بزیر مزار و روز حساب
خدا کے واسطے کیجیو شہا خبرداری

تفاوت رہ

از مولینا جوش ملیح آبادی

اِک گدا کی زباں پہ ہے قرآں
واہ کیا شانِ کبریائی ہے

کل فروغِ حیات تھا جو کلام
مُردنی اُس پہ آج چھائی ہے

جرسِ کارواں تھا کل جو سخن
آج آہِ شکستہ پائی ہے

کل جو قرآں تھا افسرِ شاہی
آج وہ کاسۂ گدائی ہے

شُترگُربہ رِشتہ

از جناب احمد مُجتبےٰ صاحب تُرک (منشی فاضل)

لچھمی داس بالکل اِسم بامسمّیٰ تھا۔ پیسوں کے مقابلے میں اُس کے لئے دین دھرم کچھ چیز نہ تھی۔ وہ جس قدر چالاک تھا اُسی قدر حریص۔ لالچی اور دھوکے باز بھی تھا۔ اُس نے بھولے بھالے نادان دیہاتیوں کو وہ وہ ہتھکنڈے چکھائے۔ کہ اُن میں بہتوں کو بھیک مانگتے بن آئی کسی کی زمین بکوائی۔ کسی کے مویشی نیلام کرائے۔ کسی کے زیور گروی لئے۔ غرض روپیہ اس قدر جمع کیا۔ کہ اگر اُس کا اثاثہ کسی طریقہ سے خرچ کیا جاتا۔ تو اُس کی سات پُشتوں کو کافی تھا۔

پوس کا مہینہ تھا۔ سردی زوروں پر تھی۔ لچھمی داس نے سویرے اُٹھ کوئیں پر جا اشنان کیا۔ کسان مقروض تھا۔ اُس سے ایک مولیوں کا گٹھا بھی ہمراہ اُٹھوا لایا۔ گھر میں مولیاں کچھ سکھائی گئیں۔ کچھ پکائی گئیں۔ کچھ نمک مرچ لگا کر لچھمی داس نے کچی بھی کھا لیں۔ دس بجے کے قریب سر میں چکر آنے لگے۔ دائیں پسلی میں درد اُٹھا۔ ہزاروں علاج کئے۔ لیکن لچھمی داس جانبر نہ ہو سکا۔ اور دوسری صبح کو اُسکی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اب لچھمی داس کا اکلوتا بیٹا عیش لعل جانشین ہوا۔ لیکن اس کے کچھ ڈھنگ ہی ایسے نرالے تھے۔ کہ یار دوست فوراً تاڑ گئے اور لگے سایہ کی مانند اردگرد پھرنے۔ غرض محفلِ نشاط گرم ہوئی اور عیش لعل باپ کا اندوختہ کھلے بندوں لُٹانے لگا۔ بھنگ۔ افیم۔ چرس۔ شراب کا دور چلنے لگا۔ قمار بازی شطرنج اور تاش دن رات کے مشاغل تھے۔ چند ہی دنوں میں جہاں لکھشمی دیوی نے اوتار لیا تھا۔ جہاں لچھمی داس کے بہی کھاتہ اور سُود درسُود کے ہیر پھیر کے صدقے روپیہ پیسہ کی کچھ کمی نہ تھی ایک حسرت کدہ اور ویرانہ نظر آنے لگا۔

عیش لعل کی حقیقی بہن سُندری جس قدر حسین تھی۔ اُسی قدر شریف بھی تھی۔ فہم و ذکا، سلیقہ و ہنر۔ ادراک و شعور اُس میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا۔ افعالِ حسنہ کی وہ مجسّم تصویر تھی۔ اور صنفِ نازک کی تمام بہترین خصائل سے وہ مالا مال تھی۔ سُندری کا پندرہ سالہ سن تھا۔ لیکن اُس کا رشتہ ابھی کہیں قرار نہیں پایا تھا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ کہ زمانہ بڑا نازک ہے۔ پندرہ سالہ دوشیزہ کی نسبت کہیں قرار نہ دینا بڑی بیوقوفی ہے۔ خاندان کو بٹہ لگجائیگا۔ عیش لعل کی عقل ماری گئی ہے۔ خود بھی زندگی تباہ کر رہا ہے بیچاری سُندری کو بھی تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر صد آفرین سُندری پر جو اپنی عزت و وقار قائم رکھتے بیٹھی رہی۔ اگر کوئی اور ہوتی۔ تو بس خاندان کا ناک ہی کاٹ دیتی۔

اب عیش لعل بالکل قلاش ہوچکا تھا۔ سوائے چند بوسیدہ کپڑوں اور مٹی کے برتنوں کے گھر میں اللہ اللہ خیر سلا تھی۔ موسمی یار دوست کنارہ کش ہو گئے تھے۔ آنتیں اِدھر قل ہو اللہ پڑھتی تھیں۔ نشہ اُدھر تنگ کرتا تھا۔ قمار بازی اور جوئے کی لت نچلا نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ بیچارہ ہزاروں تدبیریں سوچتا مگر کچھ نہ بن پڑتی۔ آخر کار اُسے سوجھی کہ سُندری نوجوان ہے۔ حسین ہے۔ سلیقہ شعار ہے۔ شہرہ آفاق ہے۔ اُس کا حُسن جہاں سوز مشہور زمان ہو چکا ہے۔ ہزاروں عُشاق مال کیا جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ چلو کسی امیر کو تلاش کریں سُندری کا رشتہ دیں۔ اور آٹھ دس ہزار روپیہ اینٹھ لیں مُصیبت کے ایام ٹل جائینگے۔ اور باقی عُمر بخوشی گذریگی۔

اِس خیال کا دماغ میں آنا تھا۔ کہ سیٹھ چوکھامل کا مجسمہ فانوسِ خیال میں چکر لگانے لگا۔ اس میں کلام نہیں کہ سیٹھ چوکھامل کروڑپتی تھا۔ کارخانے اُسکے چلتے تھے۔ کوٹھیاں اُسکی تھیں۔ زمینیں اُسکے پاس رہن تھیں۔ ساہوکارہ وہ کرتا تھا۔ سب کچھ بجا اور دُرست۔ لیکن اب وہ ستر بہتر ہوچکا تھا۔ دانت کِل کِل کر رہے تھے۔ بینائی اور شنوائی کم ہو چلی تھی۔ نحیف اور ناتواں اتنا کہ ڈنڈے کے سہارے چلتا۔ غرض اُسکی جسمانی حالت ناگفتہ بہ اور رُوحانی حالت ناقابل بیان تھی۔

خدا کی شان۔ سُندری۔ وہ سُندری جو شریف تھی۔ وہ سُندری جو مہ جبین تھی۔ وہ سُندری جس کے حُسن افروز چشم کا چرچا چار دانگ عالم میں

مہور ہو رہا تھا - وہ سُندری جس کی عُمر پندرہ سال تھی دس ہزار کے بدلے سیٹھ چوکھا مل کے گلے مڑھ دی گئی - شرط یہ ٹھیری کہ پانچہزار عیش لعل اِس وقت لے لیوے - اور بقیہ پانچہزار جب دقیانوسی دُولھا ڈولا لینے آوے - غرض پانچہزار لے عیش لعل گھر پہنچا - محفل عیش از سرِ نو گرم گرم ہوئی - جوا اور قمار بازی نئے سرے سے جاری ہوئی - بھنگ - افیم وغیرہ نے نیا جنم لیا - اور مُفت خورے پھر عیش لعل پر جان نثار کرنے لگے - شہر بھر میں اُسی دن خبر پھیل گئی - کہ سُندری کا رشتہ کہیں قرار پایا ہے - مزید حالات معلوم ہوئے - اور عیش لعل پر چاروں طرف سے لعنت و پھٹکار پڑنے لگی - لیکن دھن عیش لعل جس کے کانوں پر جُوں بھی نہ رینگی -

سُندری اپنی قسمت کا فیصلہ سُن کر دِل ہی دِل میں گھُلی جاتی تھی - ہزاروں منصوبے باندھتی اور توڑتی - کبھی کہتی سنکھیا کھا لوں - دریا میں ڈوب مروں - کنوئیں میں کُود کر جان پر کھیل جاؤں - پھر خیال آتا حرام کی موت کیوں مروں - آخر میرا گناہ - میرا کوئی جُرم -

ایک دن عیش لعل کو اکیلا پا کر جی کڑا کر کے بولی - آخر کس جُرم کی پاداش میں مجھے زندہ درگور کر رہے ہو - وہ میرا کونسا قصور ہے جس کے بدلے ایک ستّرہ بہتّرہ میرا رفیق زندگی بنایا جا رہا ہے - جو خود چند دن کا مہمان ہے - میرا کونسا گناہ ہے جس کی سزا میں میری زندگی تباہ و برباد کی جا رہی ہے - قانون ہے - کہ گردن زدنی مُجرم کو بھی اُسکے قصور سے آگاہ کر کے پھانسی دی جاتی ہے - للّٰہ مجھے میرے جُرم سے آگاہ کر دو - پھر جو جی میں آئے شوق سے کرو -

عیش لعل خاموش تھا - سُندری کے الفاظ اُسکے دل کی گہرائیوں میں چُبھ رہے تھے - اُس کا ضمیر اُسے ملامت کر رہا تھا - سُندری کے سوالات کا اُس کے پاس کوئی جواب نہ تھا - لیکن اُدھر سابقہ پانچہزار ختم ہونے کو تھے - نشہ نہ ملنے کے تکلیف دِہ ایام یاد تھے - اگر سُندری کا ڈولا نہ دے تو پانچہزار کہاں سے ادا کرے - تھوڑی دیر چُپکا سا رہا - پھر مشیر شیطان نے تھپکی دی - اور جھلّا کر بولا "دیکھ سُندری! شریف اور خاندانی لڑکیاں بھی کبھی ایسے الفاظ مُنہ سے نکالا کرتی ہیں - اگر کوئی سُن لے تو کیا کہے - سُندری خود پسند بر کرنا چاہتی ہے - میرا ناک کاٹتی ہو - خاندان کے نام پر بٹّہ لگاتی ہو - مجھے بدنام کرنا چاہتی ہو - کیا اب میں تمہارا رشتہ دینے سے انکار کر دوں - ماشاء اللّٰہ تمہارا شوہر امیر ہے - کروڑ پتی ہے - کوٹھیاں اُسکی ہیں - کارخانے اُسکے ہیں - کیا ہُوا - اگر وہ کم سُنتا ہے یا کم دیکھتا ہے تجھے اس سے کیا - مجھے تو اس سے بہتر شوہر تمہارے لئے میسّر نہیں آسکتا"

بچاری کو ایسا ڈانٹا - کہ وہ بے اختیار رونے لگی - روئی اور خوب روئی - والدین کا سایہ پہلے اُٹھ چکا تھا - بھائی اپنے ہاتھوں بیچ رہا تھا - اور کوئی رشتہ دار نہ تھا - غرض تمام مُصیبتوں کی بھڑاس رونے میں نکالی -

عیش لعل اُدھر سابقہ پانچہزار ختم کر چکا تھا - اِدھر سُندری کی یہ باتیں سُنیں - آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ پنڈت بُلوا مہورت نکلوایا - اور دقیانوسی سیٹھ کی شادی خانہ آبادی ۲۳ پھاگن سمت ۱۹۶۷ کو قرار پائی -

دُولھا شادی کے اہتمام میں مصروف ہو گیا - ہزاروں روپے آتشبازی منگوائی گئی - طوائف بُلوائے گئے - خدا خدا کر کے مقررہ دن آیا - بوڑھے دُولھا نے داڑھی مونچھ منڈوا - سر پر خضاب لگا نوعروسی کا جوڑا پہنا - اور بڑی شان و نرالی سج دھج سے برات روانہ ہوئی - برات عیش لعل کے گاؤں کے نزدیک پہنچی - پھٹ پھٹ - شوں شوں کی آواز سُندری نے سُنی - اور اُس کا رنگ فق ہونے لگا - برات جوں جوں قریب آ رہی تھی - سُندری کا خون خشک ہوتا جاتا تھا - آخر اُسے غشی سی طاری ہو گئی - اور وہ نیم بیہوش پلنگ پر لیٹ گئی -

آدھی رات کا وقت تھا - سُندری بیخودی میں اُٹھی - دستِ دُعا دراز کئے - اور یوں گویا ہوئی :-

"اے پورن پرماتما! اے میرے پیدا کرنے والے ایشور! مظلوموں پر رحم کھانے والے آقا! اے مجروح دلوں کی مرہم، غمزدوں کے سہارے - اے یتیموں کے ملجا - لاوارثوں کے والی! مجھ یتیم اور لاوارث کی فریاد سُن اور مجھے باعصمت دُنیا سے رُوپوش کر دے"

یہ الفاظ اُس کی دل کی گہرائیوں سے خود فراموشی کی حالت میں نکلے - زبان حال نے اُسے دھیمی سی آواز میں کچھ جواب دیا - اور اُسے کامل سکون حاصل ہو گیا -

صبح ہوئی - بقیہ پانچہزار عیش لعل نے گن لئے - برات کی واپسی کی تیاریاں ہوئیں - ڈولا لایا گیا - سُندری کو ڈولے میں

بٹھایا ہی گیا تھا۔ کہ ڈولے سے ایک ایسی جگر دوز چیخ نکلی۔ کہ برات پر سناٹا چھا گیا۔ پردہ اُٹھا کر دیکھا تو سُندری سر ہو چکی تھی۔ معصوم سُندری عیش لعل کی عیش کے بھینٹ چڑھ چکی ہے۔ عیش لعل بھی اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکا ہے۔ لیکن اہل بصیر کے لئے سُندری کی قربانی وہ کچھ اثر رکھتی ہے۔ جو واعظ، مقرر اور کتابیں پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔

کب تک؟

ستم شعار، یہ اندازِ ساحری کب تک؟
رہیگی رونقِ بازارِ سامری کب تک؟

یہ درسِ امن کی ابلہ فریبیاں تاچند؟
یہ اشتہارِ کرم کی فسونگری کب تک؟

یہ بزمِ عیش و مزامیرِ خسروی تاکے؟
یہ تاج و تخت، یہ گلبانگِ قیصری کب تک؟

یہ فرِّ تیغ و علم کی نمائشیں تاچند؟
یہ شانِ طُرّہ و دستارِ سروری کب تک؟

یہ طنطنے، یہ تحکم، یہ دبدبے کے دن
زبوں خصال، یہ جھُوٹی سپہگری کب تک؟

یہ شیطنت میں نمُودِ پیمبری تاکے،
پیمبری میں یہ اندازِ داوری کب تک؟

یہ چیرہ دستیِ تثلیثِ ناروا تاچند؟
یہ فتنہ خیزیِ توحیدِ آذری کب تک؟

یہ شغلِ ظلم بہ آئینِ دلدہی تاکے؟
یہ مشقِ جور بہ اندازِ دلبری کب تک؟

ٹھہر، کہ چرخ نئی چال چلنے والا ہے
سنبھل، سنبھل کہ زمانہ بدلنے والا ہے

(جوش ملیح آبادی)

مستقبل

مژدہ اے دل! کہ نیا آب سر و ساماں ہوگا
جس کو دشوار سمجھتا ہے وُہ آساں ہوگا

ایک بار اور صبا لائیگی پیغامِ وصال
ایک بار اور علاجِ شبِ ہجراں ہوگا

ایک دھندلا سا نشاں ہوگا نشانِ ماضی
ایک بھولا سا فسانہ غمِ دوراں ہوگا

سنگریزہ جو سرِ راہ پڑا ہے خاموش
کاوشِ مہر سے کل لعلِ بدخشاں ہوگا

خوفِ صیّاد سے جو بھول چکا ہے پرواز
کل وہی مُرغِ قفس، مُرغِ سُلیماں ہوگا

پائے ادبار پہ جھک جائیں گے شاہوں کے قصور
ہمسرِ بامِ فلک کلبۂ دہقاں ہوگا

آج جس بزم پہ طاری ہے جلالِ فرعون
کل وہیں دبدبۂ موسیِٔ عمراں ہوگا

آج جس رُعب پہ ہے سوتے امارت کو غرور
کل وہ مزدور کے چہرے سے نمایاں ہوگا

"نفسِ بادِ صبا مشک فشاں خواہد شُد
عالمِ پیر دِگر بارہ جواں خواہد شُد"
(حافظؒ)

(جوش ملیح آبادی)

"برسات"

ازجنابِ طالب باغپتی۔

لبِ آبِجو یہ سبزہ، یہ فضائیں "داستانی" یہ گھٹائیں اودی اودی، یہ زمین دھانی دھانی!
یہ نسیم ٹھنڈی ٹھنڈی، یہ پھوار ہلکی ہلکی یہ فلک سے ابرِ نیساں کی نئی گہرفشانی!
سطحِ زمیں پہ ہر سُو یہ نئے نئے جزیرے یہ کہیں کہیں پہ خشکی، یہ کہیں کہیں پہ پانی!
چمنِ بساطِ صحرا، یہ ذرا ذرا سی جھیلیں پۓ نوعروسِ فطرت یہ لباس جامدانی!
یہ بسی ہوئی فضائیں، یہ دُھلے ہوئے مناظر یہ شباب موہنی کا، یہ گلاب کی جوانی!
یہ پیامِ بادہ نوشی کہیں گھُور بادلوں کی یہ صدائے عیش و مستی کہیں مور کی زبانی!
کہیں آم کے درختوں پہ پُکار کوئلوں کی کہیں سروِ کی قطاروں میں چکور کی کہانی!
کہیں جامنوں کے سایہ میں قمروشوں کے جھمگٹ کہیں موسمی ترانوں میں حکایتِ جوانی!
کہیں دامنِ گلستاں پہ نقوشِ دستِ فطرت کوئی پھول آسمانی، کوئی پھول زعفرانی!
نہ گھٹاؤں نے چھپائی، نہ فضاؤں نے سنبھالی لو، بہار بنکے دُنیا پہ برس پڑی جوانی!

مگر این چہ راز باشد کہ جمالِ خودنمائی
نہ درون پردہ پایم، نہ برونِ پردہ آئی!

خطاب بہ ماہتاب

ازجناب نجم صاحب

کیوں ترے چہرے پہ ہیں اے ماہتاب آثارِ یاس کیوں نظر آتا ہے تیرا عارضِ روشن اُداس
چرخ پیمائی کی محنت سے ہے تو افسردہ دل مستقل نگرانیِ عالم سے یا ہے مضمحل
گو جہاں گردی میں تارے بھی ہیں تیرے ہمسفر ہے مگر ایک ہمنوا کی فکر میں تیری نظر
برتری تاروں پہ ہے از روئے پیدائش تجھے چاہیئے، ہمجنس کوئی بھرا اسائش تجھے
یوں عیاں ہے تیری صورت سے تحیر کا اثر جس طرح محوِ تجسس ہو کوئی چنچل نظر

کوئی شئے جس کو نظر آتی نہیں ہو حسب خواہ
کوئی شئے جس میں بھری ہو قوت جذب نگاہ

ترجمہ "ٹو دی لون" از شیلے

شریکِ زندگی سے!

از مولینا جوش ملیح آبادی

اے شریکِ زندگی، اس بات پر روتی ہے تو
کیوں مرا ذوقِ ادب ہے مائلِ جام و سبو!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ اہلِ خانقاہ؟
کر رہے ہیں داڑھیوں کے سایہ میں دلیں سیاہ

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ مصنوعی صلوٰۃ؟
خم کئے دیتی ہے اپنی وزن سے پشتِ حیات!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ اب جینا ہے شاق؟
دیر سے منڈلا رہا ہے چرخ پر ابرِ نفاق!

کیوں نہیں روتی کہ دُنیا دام میں آئی ہوئی؟
زر کے پیچھے دوڑتی پھرتی ہے گھبرائی ہوئی!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ سر پر ہے زوال؟
بن رہا ہے انجمن کی مِلک عورت کا جمال!

کیوں نہیں اس بات پر روتی کہ حاکم کا عتاب؟
تیری ہمجنسوں کی راہوں میں اُلٹتا ہے نقاب!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ ہے گرمِ فغاں؟
سبحہ و زنار میں جکڑا ہوا ہندوستاں!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ تیرے نونہال؟
بن رہے ہیں مغربی تعلیم سے رنگیں جمال!

کیوں نہیں روتی کہ جن کے رُخ پہ تھا رعب وقار؟
آج ان لڑکوں کی سج دھج دیکھکر آتا ہے پیار!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ ہندی نوجواں؟
کھو چکا ہے تیغ زن اسلاف کی رُوحِ تپاں!

کس لئے اس پر نہیں روتی کہ بیٹے کی جبیں؟
باپ کے ماتھے کی سی تابندگی رکھتی نہیں!

چھوڑ کر چہرہ کے دھبے آئینہ دھوتی ہے تو؟
میری درویشانہ میخواری پہ کیوں روتی ہے تو؟

احسن الکلام

از جناب احسن مارہروی

نہ صنم کدے سے وہ شاد ہے نہ حرم کی آب و ہوا سے خوش
وہ ہے خود پسند اک آدمی نہ بتوں سے خوش نہ خدا سے خوش

مرضِ محبتِ گلرخاں جسے ہو گیا وہ ہے شادماں
کہ علاج ہو تو وہ خستہ جاں نہ دوا سے خوش نہ دُعا سے خوش

یہ بجا کہ وہ ہے پیامبر نہیں روک ٹوک کہیں مگر
جو نہ لا کے دے کبھی کچھ خبر تو ہو خاک کوئی صبا سے خوش

کبھی صلح ہو کبھی جنگ ہو کبھی موم ہو کبھی سنگ ہو
جو یہ ہر گھڑی ترا ڈھنگ ہو تو ہو کون ایسی ادا سے خوش

نہ کرم کرے نہ وفا کرے مری یاد اُس کو رہا کرے
جو کبھی کبھی یہ ہوا کرے تو ہو احسن اس کی جفا سے خوش

سُورج مُکھی

ڈنمارک کے مُعجز رقم ہنس اینڈرسین کے قلم سے
مُترجمہ اسرائیل احمد صاحب بی۔اے

سُنو میری کہانی!

دیہات میں سڑک کے کنارے ایک گرمائی مکان ہے۔ اس مکان کے دلکشا[1] صحن[2] میں ایک باغ ہے۔ یہ ہر قسم پھولوں کا ایک خوشنما چمنستان ہے۔ سبز گھاس کے مخملی فرش ہر طرف بچھے نظر آتے ہیں۔ اس باغیچے میں جن پودوں پر پہلی دفعہ نگاہ جاتی ہے اُن میں ایک سُورج مکھی ہے۔ دھوپ کی کرنوں نے اپنی گودوں میں ان پھولوں کو پالا ہے۔ ہوا نے اُنکے سروں پر پنکھا جھلا ہے، مینہ کی دھاروں نے پانی پلایا ہے، اور اس طرح وہ دن دونے رات چوگنے بڑھے ہیں۔ سُورج مُکھی کی شادابی[3] سب پر فائق[4] ہے۔ گرمیوں کی ایک سُہانی صبح کو یہ شاندار منظر دیکھا گیا ہے کہ یہ درخت اپنی شادقدی[5] کے ساتھ اپنے سر پر ایک زرّین[6] تاج رکھے کھڑا ہوا ہے! یہ سُورج مُکھی کا ایک نیا کھلا ہوا پھول تھا!

یہ پھول اپنے سارے حُسن کے ساتھ پردہ نشینوں کی سی شرم و حیا رکھتا تھا بھرے بھرے درختوں کے ہجوم میں وہ اپنے کو نظر بازوں[7] کی آنکھوں سے بالکل محفوظ سمجھتا تھا لیکن سُورج کے ساتھ اُسکی آنکھ مچولی ہر گھڑی جاری رہتی تھی! صبح و شام کے سماں میں بُلبل کے نغمے[8] عجیب لُطف دیا کرتے تھے۔

سُورج مُکھی کا پھول اس قدر ہشاش بشاش[9] معلوم ہوتا تھا کہ گویا عید کا دن ہو! لیکن یہ سب جوانی کا جوبن تھا! سامنے کے مدرسہ میں بچے اپنی کتابوں کو پڑھ رہے تھے اور پھول اپنے سبز ڈنٹھل کی چوٹی پر بیٹھا ہوا قُدرت کی بہار دیکھ رہا تھا۔ سارا چمنستان ایک کُھلی ہوئی کتاب تصویروں کی نظر آرہا تھا! خدا اپنی اس خوبصورت مخلوق پر کتنا مہربان ہے!

اس تماشائے بہار کو دیکھتے دیکھتے آخر بُلبل چہک اُٹھی۔ وہ محفلِ باغ کی شاعرہ[10] تھی! سارا چمن نغموں سے گونج رہا تھا اور خوشبو سے معطّر[11] ہو رہا تھا۔ بلبل کو سُورج مُکھی کا پھول اپنی ہی جنس سے سمجھتا تھا اور اپنے دل میں یہ سمجھتا تھا کہ میری ہی پتیوں نے حرکت میں آکر اُڑتی ہوئی بُلبل کی شکل اختیار کرلی! وہ کہتا تھا کہ "بُلبل میری ہی ایک بہن ہے جو میری شاخ کی گود سے اُڑ گئی ہے اور باغ کی چڑیا بن گئی ہے! مجھ کو اُسکی خوش الحانی[12] پر مطلق رشک[13] نہیں آتا، کیونکہ میں اور وہ دو دو نہیں ہیں۔ وہ اُڑتی ہے اور گاتی ہے، لیکن میں اپنی آنکھوں سے اور کانوں سے ان دونوں چیزوں کا پورا مزہ لیتا ہوں۔ سُورج کے رُخِ روشن کا نظارہ[14] اس کے علاوہ ہے!"

باغ کا منظر[15] بڑا دلچسپ اور پُر بہار تھا۔ رنگ برنگ کے پھولوں نے ایک چراغان سا کر رکھا تھا۔ کہیں گلاب اور گیندا تھا اور کہیں سوسن و یاسمن[16]۔ سُورج مُکھی ایک بڑی قندیل کی طرح نظر آرہا تھا!

نرگس کا پھول اپنی حسین آنکھوں سے چاروں طرف تک رہا تھا۔ باغ کی چار دیواری سے باہر بھی خودرو[17] پھول کچھ کم خوبصورت نہ تھے، باغ کی گود اور مالی کی نظروں میں پرورش پائے ہوئے شہری پھول ان جنگلوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے، لیکن ایک نرگس ہی تھا جو صحرا[18] و چمن کو ایک ہی نظر سے دیکھتا تھا۔ اُسکی آرزو تھی کہ باغ کی بُلبل کبھی وہاں جا کر بھی اُن کو اپنے گیت سُنائے۔

ایکدن بُلبل باغ کی سیر کر رہی تھی کہ اُڑتے اُڑتے وہ سُورج مُکھی کے پاس جا پہنچی۔ ہر پھول بُلبل کی آمد کا منتظر رہا کرتا تھا اور اُس درخت کے بڑے بھاگ سمجھے جاتے تھے جسکی شاخ پر بلبل آ بیٹھے۔ سُورج مُکھی کو اس وقت یہی عزت و سعادت نصیب ہوتی تھی۔ وہ خوشی سے جھوم رہا تھا اور اُسکے پھول کی چمک دوچند[19] ہو گئی تھی!

بُلبل دیر تک اس درخت پر شغل کرتی رہی۔ سبز گھاس کا تختہ جہاں سُورج مُکھی اُگا ہوا تھا اُس کو بہت بھایا۔ پھر اُس سُنہرے پھول پر بھی وہ لوٹ ہوتی جاتی تھی۔ اُسکے بیچوں بیچ کی زرّین ذرّوں کی بڑی ٹکیہ اور آس پاس کا پتیوں والا حلقہ[20] قُدرت کی کاریگری کا ایک دلچسپ نمونہ معلوم ہوتا تھا۔

---

[1] بارونق، بہار دار [2] آنگن [3] تازگی [4] بڑھا ہوا [5] شمشاد کے درخت کا سا قد ہونا [6] سُنہرا [7] دیکھنے والوں [8] گیت [9] خوش و خرّم [10] شاعر عورت [11] مہکا ہوا [12] خوش آواز [13] حسد [14] دیدار، تماشا [15] سماں [16] چنبیلی [17] خود اُگے ہوئے، قدرتی، جنگلی [18] جنگل [19] دونی [20] گھیرا۔

سُورج مکھی کے پھول کی زندگی کے یہ سب سے خوش قسمت لمحے تھے۔ بُلبل عین اُسکے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے آئینہ رُخ[1] کا تماشا کر رہی تھی! اُسکے سامنے وہ ایک عاشقانہ غزل گاتی، اور گاتے گاتے جوشِ محبت میں آکر اپنی چونچ سے اُس کو چُوم لیتی۔ پھر ایک مستی کے عالم میں وہ اوپر اُڑ جاتی اور ہوا میں ایک مختصر چکر کاٹ کر پھر پھُول کے پاس آ بیٹھتی اور دوبارہ اشتیاقِ دیدار[2] اور محبت کی حرف و حکایات کا بیان ہونے لگتا! الغرض سُورج مکھی اس وقت بلبل کا معشوق[3] و محبوب[4] بنا ہُوا تھا! بُلبل اُس پر واری جا رہی تھی اور وہ جامے میں پھُولا نہ سماتا تھا! آج سُورج مکھی سارے باغ کا چشم و چراغ[5] نظر آتا تھا اور ہر پھُول بُلبل کے اس منظورِ نظر[6] کی قسمت کو قابلِ رشک[7] سمجھتا تھا!

بعض پھُولوں کے دلوں میں بُلبل کی طرف سے سُورج مکھی کی ان ناز برداریوں[8] پر رشک سے گُزر حسد[9] پیدا ہونے لگا۔ ان جلنے والوں میں لالہ کے پھُول کا خاص طور پر ذکر کیا جا سکتا ہے جو غصّے سے لال ہوگیا! گیندا بھی اپنے کو سُورج مکھی کا چھوٹا بھائی شمار کرتا تھا، اُس کے غرور کو بھی اِس وقت بہت ٹھیس لگی۔ مگر خیر سے اُن کی زبان بہت موٹی واقع ہوئی تھی اِس لئے جی کی جی ہی میں رہ گئی۔ سُورج مکھی کے لئے بھی یہ اچھا ہُوا کہ اُس کو اپنے ہمجولیوں کی یہ جلی کٹی باتیں نہ سُننی پڑیں، ورنہ اُسکی یہ ساری خوشی تلخ[10] ہو جاتی!

لیکن اِن بدخواہوں[11] پر بہت جلد خدا کی مار پڑی۔ ایک لڑکی آئی جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار چاقو تھا۔ فوراً یہ چاقو لالہ کے پھُولوں کے گلے پر رکھا جانے لگا۔ باغ کے لالہ والے تختوں پر کُشتوں[12] کے پُشتے[13] لگ گئے اور وہاں کی زمین لالہ زار[14] بن گئی۔ اس کے بعد گیندوں کا بھی یہی انجام ہُوا۔ ننھے قاتل (لڑکی) کے اُنکی طرف رُخ کرنے سے پہلے ہی اُنکے چہرے زرد پڑ گئے تھے اور اُن پر ایک مُردنی چھا گئی تھی!

سُورج مکھی نے اپنی سلامتی پر خُدا کا شکریہ ادا کیا۔ سُورج ڈوبنے کے بعد اُس نے اپنی پتیوں کے نازک ہاتھ پاؤں سمیٹ لئے، اپنی سُنہری آنکھ میچ لی اور پھر سو گئی۔ رات بھر اُس نے سُورج اور بُلبل کے خواب دیکھے!

دُوسرے دن صبح جبکہ سُورج مکھی نے سُنہری دھوپ اور نیلے آسمان کی فضا میں اپنی آنکھ کھولی تو بُلبل کی آواز پھر کان میں آئی۔ لیکن خوش آواز پرندے کا لب و لہجہ بالکل بدلا ہُوا تھا اور اُس میں ایک صاف ماتمی رنگ ٹپک رہا تھا۔

اس تغیرِ حال[15] کی کافی وجہ موجود تھی۔ بُلبل اس وقت ایک پنجرے کے اندر قید تھی! اور اسی جگہ وہ اپنی آزادی کے چھن جانے پر صفِ ماتم[16] بچھائے ہوئے تھی۔ اُس کا پنجرا مکان کی کھڑکی کے سامنے ٹنگا ہُوا تھا اور باغ کُنجوں میں بیٹھنے والی بُلبل اس وقت اس تنگ حوالات کی قیدی بنی ہوئی تھی۔ آہ! وہ آزادی پرواز[17] اب کہاں تھی جو چند لمحہ پیشتر تک اُس کو حاصل تھی! آسمان کی کھُلی ہوا، جنگل کے وسیع[18] سبزہ زار[19]، باغوں کے پھُولوں کے تختے سب اُس کی سلطنت میں داخل تھے اور وہ ان کی ملکہ تھی! افسوس کہ اُسکی بادشاہت کی حدود[20] اب ایک پنجرے کی تیلیاں تھیں!

سُورج مکھی کو بُلبل کی بیکسی و بےبسی پر بڑی ہمدردی تھی۔ وہ اُسکے غم میں مُرجھایا جاتا تھا۔ اُس کے آس پاس ایک بہشتی دُنیا کا سماں تھا لیکن بُلبل کی قید نے پھُول کی آنکھوں میں ساری دُنیا تاریک[21] کر رکھی تھی! افسوس کہ وہ بجز دلسوزی[22] کے بدقسمت پرندے کیلئے کچھ نہ کر سکتا تھا!

سُورج مکھی اسی رنج و فکر میں ڈُوبا ہُوا تھا کہ اُس کا دل ایک نئے منظر کو دیکھ کر دھڑک گیا! اُس نے دیکھا کہ دو لڑکے باغ میں سے نکلے چلے آ رہے ہیں اور دونوں کے ہاتھ میں تیز تیز چھُریاں چمک رہی ہیں۔ اُنھوں نے سیدھے سُورج مکھی کا رُخ کیا اور اُسکے پاس آکر کھڑے ہو گئے!

سُورج مکھی کا ننھا سا جی خدا کے حوالے تھا!

"اپنی بُلبل کو اُسکے پیارے سُورج مکھی کی کچھ پتیاں چاہئیں" اُنھوں نے کہا اور پھر اُنھوں نے پھُول کا مرکزی[23] سُنہرا حلقہ[24] چھوڑ کر گرداگرد[25] کی ساری پتیاں کاٹ لیں!

ان کو لے کر وہ چلنے ہی کو تھے کہ ایک لڑکا ذرا ٹھٹکا اور پھر اُس نے اپنے ساتھی سے کہا:۔

"میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ سارے پھُول ہی کو توڑ لیا جائے"۔

---

[1] مُنہ کا آئینہ [2] دیکھنے کا شوق [3] جس سے عشق کیا جائے [4] جس سے محبت کیجائے [5] لاڈلا [6] جو نظر پر چڑھا ہُوا ہو [7] آرزو کرنیکے قابل [8] لاڈ لڈیت [9] جلنا [10] کڑوی، بیمزہ [11] بُرا چاہنے والوں [12] مرے ہوؤں [13] ڈھیر [14] لال، مُراد خون سے لال [15] حالت کی تبدیلی [16] ماتم کا فرش [17] اُڑنے کی آزادی [18] لمبے چوڑے [19] ہریالی کے میدان [20] جمع ہے حد کی [21] اندھیری [22] دل جلانا، دل کُڑھانا [23] سماں [24] بیچ کا [25] گھیرا۔

سُورج مُکھی کا نازک دل تھرّا گیا! وہ جانتا کہ توڑ لیا جانا اُس کے قتل کے ہم معنی تھا اور اَب اُس کو اپنی زندگی بہت عزیز ہو رہی تھی اِس لئے کہ اُس کی پتّیوں کو پنجرے کے اندر بُلبل کی دلجوئی[1] کا کام سپُرد ہُوا تھا جس کے لئے وہ اَب عرصے تک اپنے کو زندہ رکھنا چاہتا تھا!

"نہیں نہیں!" دُوسرا لڑکا بولا، "اس بیدردی میں کیا مزہ ہے؟! بُلبل کیلئے پھُول کی ان چند پتّیوں کا تحفہ ہی کافی ہے۔ سارے پھُول کی تاراجی[2] اُس کے لئے اور ماتم کا باعث ہوگی!"

سُورج مُکھی کے یہ پَر پُرزے بُلبل کے پنجرے میں لیجاتے گئے، لیکن اُنہیں دیکھکر اُس کے دل پر اور سانپ لوٹ گیا! پھُولوں کی صحبت اور باغ کی محفل کی یاد از سرِ نو[3] تازہ ہوگئی اور اُس وقت بُلبل کی بے صبری اور تڑپ دیکھی نہ جاتی تھی! وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بازوؤں کو پھڑپھڑاتی تھی اور اپنے ننھے سے سر کو پنجرے کی دیواروں پر پٹکتی تھی لیکن آہ کہ صیّاد[4] کا دل بہت سخت تھا!

"افسوس، ان ظالموں نے اس قید خانے کے اندر پانی بھی تو نہیں رکھّا ہے!" بُلبل نے فریاد کرنی شروع کی، "آہ! ؎

قید کرنے کا ہے یہ کون طریقہ صیّاد؟ کُنجِ تنہائی میں جو باندھ کے پر چھوڑ دیا!

میرا گلا جو ہزاروں نغموں کا ساز[5] تھا تشنگی[6] اور خشکی سے جلا جاتا ہے! آہ، شاید معلوم ہوتا ہے کہ باغ و چمن کی جھلک اَب دوبارہ دیکھنے میں نہ آئیگی! یہ خوبصورت بازو ہرے بھرے میدانوں کی ہواؤں میں حرکت کرنیکا پھر موقع نہ پائیں گے! آہ کوئی بتاتا کہ یہ حبسِ دوام[7] کی سزا آخر کس قصور میں دی گئی ہے؟!"

بُلبل کے پنجرے میں تھوڑی سی گھاس بچھادی گئی تھی اور اُس پر سُورج مُکھی کے پھُول کی پتّیاں ڈالدی گئی تھیں۔ بُلبل کی نظر اس وقت اپنے پنجرے کے اس سامان پر پڑی اور وہ ان چیزوں سے خطاب کرکے بولی:-

"آہ! یہ ہے کُل حصّہ جو سارے سبز جنگل اور سارے گلزار[8] باغ سے مجھ کو دیا گیا ہے! آہ، میرا یہ حق میری حق تلفیوں[9] کی یاد دلاتا ہے! پیارے پھُول کی نازک پتّیو! تم اُس گلبدن[10] سُورج مُکھی سے کیسی بیدردی سے نوچی گئیں! آہ، اَب تم یہاں کیسی سسک سسک کر جان دوگی! میرا دل تمہاری جوانا مرگی[11] کو دیکھ کر کیسا خون ہوتا ہے! (گھاس کے بستر کو دیکھکر) آہ! اس ننھے سے گھاس کے تختے نے میری آنکھوں کے سامنے اُن کوسوں لمبے چوڑے میدانوں کی تصویر کھینچدی جن کی میں نے اپنی اُڑانوں میں سیر کی ہے! آہ، وہ وسیع صحرا آج اتنا تنگ ہے جس کی حد بندی[12] اس پنجرے کی چاردیواری کر رہی ہے؟! مجھ کو اس گھاس کا تنکا تنکا پیارا ہے کیونکہ اَب لے دیکے یہی میری اُس پُر فضا[13] اور دلکشا[14] دُنیا کی تنہا نشانی ہے!"

سُورج مُکھی کے پھُول کی پتّیاں اس بے چینی اور نوحہ گری[15] پر بُری طرح کُڑھ رہی تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ کسی طرح بُلبل کے زخمی اور خونی دل پر اپنے کو مرہم کے پھاہے بنا کر رکھدیں لیکن وہ اُس کے دردِ دل کی دوا کرنے سے اپنے کو معذور پاتی تھیں! لیکن جوشِ ہمدردی اور شدّتِ محبّت میں اُن کے جسم کے ایک ایک سُوراخ سے پسینہ نکلنے لگا اور اس کے ساتھ اُن کی رگ رگ سے خوشبو پھُوٹنے لگی! پتّیاں اس مفرح[16] نسخے[17] سے بُلبل کی قلبی[18] و رُوحانی تکلیف کا علاج کرنا چاہتی تھیں! لیکن بُلبل کی تڑپ اور بیقراری اس سے کچھ اور بھی بڑھ گئی! پھُول کی پتّیوں کی اس دلسوزی[19] اور اُلفت سے اُس کا حال اور بھی غیر ہوگیا اُس نے اُنکی طرف دیکھا اور بیتاب ہوکر اپنی چونچ سے اُن کے سینکڑوں چُومے لیلئے!

شام ہوگئی اور بیرحم اِنسانوں میں سے کوئی بھی پانی کا ایک قطرہ لیکر پنجرے کے پاس نہ آیا! بُلبل کی حالت اَب دیکھی نہ جاتی تھی۔ اُس پر جانکنی[20] کی سی کیفیت طاری ہونے لگی، چنانچہ اُس کے بازوؤں میں ایک اینٹھن سی نظر آنے لگی۔ زبان پر اس وقت ایک نہایت کمزور اور غمگین گیت تھا۔ اُس کا سر سُورج مُکھی کی پتّیوں پر پڑا ہُوا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنے پیارے پھُول کی ان ننھی ننھی بیٹیوں کو اپنی گود میں بٹھالے اور سینے سے لگالے!

بُلبل کو قید کرنے والے لڑکے واقعی بڑے بیرحم تھے۔ اُنہوں نے کہیں دُوسرے دن صبح اس گنہگار کی خبر لی، لیکن اُنکی غفلت اَب اپنا کام کر چکی تھی۔ ایک پورا دن اور پوری رات بے آب و دانہ[21] رہنے کی وجہ سے بُلبل مر چکی تھی! اُس کا جسم سبز گھاس کے بستر پر اور سر سُورج مُکھی کے پھُول کی پتّیوں پر تھا!!

---

۱ دل خوش کرنا ۲ بربادی، لوٹ ۳ نئے سرسے ۴ شکاری ۵ باجا ۶ پیاس ۷ ہمیشہ کی قید ۸ پھُولوں سے بھرے ۹ حق کا مارا جانا ۱۰ گلاب کے پھول بدن رکھنے والا ۱۱ جوانی کی موت مرنا ۱۲ احاطہ بنانا، گھیرنا ۱۳ بارونق، بہاردار ۱۴ دل خوش کرنے والی ۱۵ ماتمی رونا رونا ۱۶ فرحت یا خوشی دینے والے ۱۷ دوا ۱۸ دل کی ۱۹ دل جلانا ۲۰ دم توڑنا ۲۱ بغیر پانی اور دانے کے۔

بچّے اس بدقسمت چڑیا کی ناشاد موت کا ماتم کرنے میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہے! اُنہوں نے اپنے آنسوؤں کے موتیوں کے بہت سے ہار اس معصوم میت پر ڈالے! بُلبل کا جنازہ ایک پھولوں کی سیج سے بنایا گیا، اور بڑی شاہانہ شان کے ساتھ اُس کی تجہیز و تکفین[۱] کی گئی! سُورج مُکھی کا وہ خوبصورت پھول معہ اپنی ساری پتیوں کے بُلبل کی لحد[۲] میں رکھ دیا گیا۔ اپنے اس معشوق کو لے کر وہ گوشۂ قبر[۳] میں اتنی ہی راحت و مسرت سے تھی جتنی بیقراری و مُصیبت میں وہ پنجرے کی قید میں نظر آتی تھی!

۱ کفن دفن ۔ ۲ قبر کی بغلی ۔ ۳ قبر کا کونا۔

عہدِ فاروقی کا ایک واقعہ

وظیفۂ اطفال

اِک قافلہ مدینہ کے باہر تھا خیمہ زن — اور دشت بے پناہ میں پھیلا ہُوا تھا مال
تھے جُملہ اہل قافلہ بے یار و غمگسار — لُٹ جانے کا تھا اُن کے سرِ راہ احتمال
جب حضرتِ عمرؓ کو ملی اس کی اطلاع — کرنے گئے وہ قافلے کی آپ دیکھ بھال
گو اہلِ قافلہ سے وہ واقف نہ تھے مگر — ہردم تھا اُن کی راحت و آرام کا خیال

اس پاسباں نے آکے یہ دیکھا کہ اِک طرف — روتا ہے بار بار کوئی طفل خورد سال
ظاہر ہوئے نگاہ سے آثارِ انتشار — آوازِ گریہ سُن کے طبیعت ہوئی نڈھال
پروانہ وار گھومتا پھرتا تھا ہر طرف — مقصد کی شمع کا نظر آتا نہ تھا جمال

دیکھا کہ ماں کی گود میں ہے طفل شیر خوار — کرتا ہے چشم یاس سے جو دودھ کا سوال
بے رحم ماں مگر اُسے دیتی نہیں ہے دودھ — بچّے کا روتے روتے بُرا ہو گیا ہے حال
بچّے کی ماں سے حضرتِ فاروقؓ نے کہا — یہ ظلم ناروا ہے کہ بچّہ ہے خورد سال
اس بے زباں کو دُودھ پلاتی نہیں ہے کیوں — سوچا نہیں ہے غالبًا اس جور کا مآل
ایسا نہ ہو کہیں کہ یہ رُل جائے خاک میں — زینت ترے چمن کی ہے ناداں یہ نونہال

سُنتی رہی خموش وہ پہلے تو یہ کلام — عورت تھی آخر آ ہی گیا اس کو اشتعال
کہنے لگی کہ جا تجھے معلوم ہی نہیں — یہ شیر خوار بچّے ہیں ماں کے لئے وبال
احکام یہ خلیفہ کے نافذ ہوئے ہیں اب — ہو طفل کا وظیفہ نہ اُس وقت تک بحال
جب تک کہ دُودھ ماں کا وہ اپنی نہ چھوڑ دے — خواہ اُس کے والدین کا غُربت سے کچھ ہو حال
پھر وظیفہ دُودھ چھڑاتی ہوں کیا کروں — اس بے زباں کا تجھ سے نہیں کم مجھے خیال
عورت کو کیا خبر تھی خلیفہ ہے وقت کا — تقریر اس کی سُن کے جو ہے غرقِ انفعال
جو سوچتا ہے ہونگے بہت ایسے شیر خوار — جن کا مرے سبب سے ہُوا ہوگا اِنتقال

آتے ہی اپنے حکم کو منسوخ کر دیا
پھر بھی عمرؓ کو اس کا رہا مدتوں ملال

(محمود۔ اسرائیلی)

ساہوکار، سرکار اور زمیندار

مُلک کے سامنے آجکل ایک نہایت دُشوار اور ناقابل حل سوال پیش ہے۔ انگریزی تجارت کو بائیکاٹ کے ذریعہ تباہ کرنے کی جو مہم خداوندان کانگریس نے شروع کر رکھی ہے۔ اُس کے نتائج ساعت بہ ساعت جنت نشان ہندوستان کو دوزخ بنا رہے اور تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ مُلک کی آبادی کا ستاسی فیصدی حِصّہ زمیندار اور کاشتکار ہے۔ ان کی حالت سے عدم توجہی کبھی سوا راج حاصل نہ ہونے دیگی۔ گورنمنٹ نے پچھلے سال ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ مالیہ زمینداروں کی افلاس اور مفلوک الحالی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ گو یہ مُصیبت کانگرس والوں نے کھڑی کی تھی مگر سرکار نے زمینداروں کی عین وقت پر امداد کی۔ یہ فیصلہ شُدہ اَمر ہے کہ گورنمنٹ بصورت موجودہ اور کمی کرنے کے قابل نہیں کیونکہ بجٹ مزید تخفیف کی اجازت نہیں دیتا۔ اور گورنمنٹ سے مزید تخفیف کا مطالبہ کیا گیا تو اس کا اثر مُلک کی تعلیم۔ حفظانِ صحت۔ تحریک امداد باہمی اور دیگر مفید مُلکی امور پر پڑیگا۔ جو صرف ٹیکس اور مالیہ پر چل رہے ہیں۔ لیکن ہم زمینداروں کی تباہی کی سب سے بڑی وجہ مالیہ سرکار کی فراوانی نہیں بلکہ سُود کی لعنت ہے۔ جو بیچارے زمینداروں کا خون چوس رہی ہے۔ گورنمنٹ کا مالیہ تو پنجاب میں پانچ کروڑ ہے۔ مگر پنجابی زمینداروں کا قرضہ دو ارب کے قریب ہے۔ ایک ارب بیالیس لاکھ تو وہ قرضہ ہے جو کہ بنکنگ انکوائری کمیٹی کے تخمینہ کے مطابق زمینداروں کی طرف سے ساہوکاروں کو واجب الادا ہے۔ اور اس کے علاوہ کی رقم وہ ہے جو کہ زمینداروں کی عورتوں کو مہاجنوں کی عورتوں نے بہت سخت شرح سُود پر دے رکھی ہے اور تین فیصدی ماہوار کے حساب سے جو شرح سُود آجکل ساہوکار عام لگا رہے ہیں اس قرضہ کا سُود ۷۲ کروڑ سالانہ سے بھی زیادہ ہے گو اصل تعداد سُود اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ پنجاب کی کُل زرعی اراضی کی اوسط قیمت اگر دو سو روپیہ فی ایکڑ لگائی جاوے تو دس ارب بنتی ہے۔ مزید سات سال کے عرصہ میں یہ سُود اور قرضہ سُود در سُود کے حساب سے زمینداروں کی تمام زمین کو کھا جائیگا۔ غیر مُلکی حکومت نے تو مہربانی کی اور اپنے مطالبہ کا قریبًا چہارم حِصّہ معاف کر دیا کیا ہمارے ساہوکار بھائیوں نے بھی جنہیں اکثر حُب الوطنی کا دم بھرتے ہیں اور زمینداروں کے بل بوتے پر کروڑ پتی اور لاکھ پتی بنے ہوئے ہیں اپنے اہل وطن کے ساتھ کچھ ہمدردی ظاہر کی۔ اس ناداری کے زمانہ میں وہ اُلٹا اور تنگ کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ حال میں سکندر آباد ضلع مُلتان میں جو المناک واقعہ ہوا اُس کی تہ میں صرف ساہوکاروں کے استبداد۔ مظالم اور زیادتیوں کے واقعات ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ساہوکاروں کی چیرہ دستی ہر جگہ ایسے ہی خوفناک انجام نہ دکھائیگی۔ پچھلے دنوں مسٹر گاندھی نے عبد الغفور خاں "سرحدی گاندھی" کو جو اپنی سادگی کی وجہ سے کئی ہزار سرحدی مُسلمانوں کو تباہ کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ سابرمتی میں نہایت بھولا بن کر کہا۔ کہ خانصاحب آپ کے پٹھان احمد آباد کے ہندوؤں سے بہت زیادہ سُود لیتے ہیں آپ اُن کو منع کر دیں۔ کیا گاندھی کو معلوم نہیں۔ کہ پنجاب میں اُسکے بھائی بند اور ہم مذہب کس طرح غریب کسانوں اور سادہ لوح زمینداروں سے پٹھانوں کی شرح سُود سے سہ چند اور چہار چند شرح سُود لگاتے اور ایک ایک قرضہ کو دس دس دفعہ وصول کرتے ہیں۔ پٹھان تو ساری آبادی میں بمشکل ۲ فی ہزار روپیہ دیتے ہونگے۔ کیا گاندھی نے پنجاب کے اُن سُورماؤں کو بھی ہدایت کی ہے کہ تمہارے ظُلم و ستم ناقابل برداشت ہو گئے ہیں۔ متعدد شاستروں کی رُو سے کسی قرضخواہ کو مناسب نہیں کہ اپنے قرضہ کی مقدار کے دو چند سے زیادہ مقروض سے وصول کرے۔ اس کو اصطلاح قانونی میں Law of Damdupat کہتے ہیں۔ مگر جور و جفا کا یہ پُتلا بیس بیس پچاس پچاس اور بعض حالات میں سو سو گُنا اپنی اسامیوں سے وصول کرتا اور پھر اُن کو آرام کا سانس لینے نہیں دیتا۔ ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ ادھر توجہ کرے اور قانون کے ذریعہ شرح سُود کی ایک جائز حد مقرر کر دے۔ ورنہ مُلک کے امن و امان کو سخت خطرہ ہے۔

پچھلے دنوں مَیں نے اپنے ایک دوست سے جو محکمہ کوآپریٹو سوسائٹیز میں پُرانے سرکل رجسٹرار ہیں دریافت کیا کہ دوران مُلازمت میں کوئی گاؤں آپ نے ایسا بھی دیکھا ہے۔ جس کے زمیندار خوشحال ہوں اور قرضہ کی لعنت سے بچے ہوئے ہوں۔ وہ فرمانے لگے دو مواضعات

ہیں نے قرضہ سے بچے ہوئے دیکھے ہیں۔ ایک زمیندار نے بیان کیا۔ کہ جب ساہوکاروں نے ہمیں اپنے مظالم کا تختہ مشق بنا لیا اور کوئی تجویز اپنے بچاؤ کی ہمیں نظر نہ آئی تو ہم نے ایک دن جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ آج کے بعد کوئی شخص کسی ساہوکار کو ایک حبہ تک ادا نہ کرے۔ اجرائے ڈگری میں اگر وہ مال نیلام کرائیں تو کوئی شخص بولی نہ دے۔ اگر عدم ادائیگی زرِ ڈگری میں وہ قید کرائیں تو چھ ماہ کی یہ قید ساری عمر کی قید غلامی سے بہتر ہے چنانچہ اس فیصلہ پر عمل کیا گیا۔ کئی آدمی قید ہوتے۔ ڈگریاں ادا نہ ہوئیں۔ مال جو نیلام کرایا جاتا۔ اُس کا کوئی خریدار گاؤں سے کجا باہر کے زمینداروں سے بھی نہ بنتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بارہ سال کی طویل میعاد جو اجرائے ڈگری کے لئے مقرر ہے۔ وہ ہم نے بڑی مشکلوں سے کاٹی۔ اور آج آپ دیکھتے ہیں کہ ہم سب گاؤں والے خوشحال ہیں۔ کسی کے ذمہ ساہوکارہ قرضہ نہیں۔ آئندہ کبھی ہمارا طرزِ عمل دیکھکر کسی ساہوکار کو ہمیں قرضہ دینے کی جرأت نہیں۔ اور ہم بچ گئے۔ آج ہمارے گاؤں کے بنک میں کئی ہزار روپیہ بلا ضرورت پڑا ہے جس کو قرض پر لینے والے نہیں ملتے۔ اور مجبور ہو کر وہ روپیہ ہم نے دُوسرے دیہاتی بنکوں کو قرضہ پر دے رکھا ہے۔

دُوسرے موضع کی خوشحالی کا یہ باعث تھا۔ کہ وہاں زمین اچھی نہ تھی۔ اراضیات کی پیداوار کم ہونیکے باعث ساہوکاروں نے قرضہ دینے میں لیت ولعل کی۔ جس سے زمینداروں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہوں نے عہد کر لیا۔ کہ آج سے کسی ساہوکار سے قرضہ نہ لیا جاوے۔ ان کی اس حلف کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ وہ گاؤں قرضہ کی وبا سے پاک ہو گیا۔

گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اب جبکہ قانون انضباط حسابات کی وجہ سے ساہوکاروں کی اصل آمدنی ظاہر ہو جاویگی۔ وہ ساہوکارہ سُود پر پچاس یا ساٹھ فیصدی سوپر ٹیکس لگا دے تاکہ ساہوکار اپنے روپیہ کو تجارت پر لگا کر اپنے مُلک کو مرفہ الحال بناویں۔ نہ کہ زمینداروں کا خون چوس کر مُلک کو اور تباہ کرتے رہیں۔ حیرت ہے۔ کہ ساہوکاروں سے دو ہزار سالانہ کی آمدنی تک کوئی ٹیکس نہ لیا جاوے۔ لیکن زمیندار بیچارہ اگر سال میں سو روپیہ بھی کمائے تو وہ ضرور مالیہ ادا کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انکم ٹیکس سے جو دولتمند فرقہ کی جیب سے نکلتا ہے پچاسی لاکھ روپیہ سالانہ وصول ہوتا ہے اور مالیہ پانچ کروڑ تک پہنچ جاتا ہے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ زمیندار اور ساہوکار کو ایک آنکھ سے دیکھے۔ ساہوکارہ لین دین پر پچاس ساٹھ فیصدی ٹیکس لگا دے۔ اس نئے ذریعے سے جو آمدنی وصول ہو وہ زمیندارہ بنکوں کے اجرا اور زمینداروں کی تعلیم پر خرچ کرے تاکہ مُلک کے عوام خوشحال ہوں۔ قانون کے ذریعہ شرح سُود محدود کر دے۔ ورنہ ایک دن زمینداروں کی تباہ حالی ان کو مجبور کرے گی۔ کہ ساہوکاروں کو ادائیگی قرضہ سے جواب دیدیں۔ اور ایسی حالت میں اگر کوئی بدامنی رُونما ہوئی تو اس کی ذمہ واری گورنمنٹ پر ہو گی جو آنکھیں بند کر کے خطرناک کارروائیوں کو دیکھ رہی ہے اور کوئی علاج نہیں کرتی۔

ہندی شاعری

اسلامی تصوّف کے سایہ میں

ہندی سے ترجمہ مُترجمہ مولینا روشن صدیقی

ہندی شاعری کے دورِ ارتقا کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے نگاہیں بے اختیار اُن مسلمان شاعروں کی طرف اُٹھ جاتی ہیں جنھوں نے "عشق و محبت" ہی کو تخلیق کائنات کی علّت غائی بتلایا ہے، اور جن کے عقیدے میں محبت ہی "نظامِ کائنات" کی اوّلین بانی ہے، یہ ہی با عظمت شعرائے عظام ہیں کہ جن کے بیان کئے ہوئے افسانہ ہائے محبت کی تزئین عشق و محبت کے اُن مقدّس جذبات سے ہوتی ہے جن کی پرواز انسان کو خداوند حقیقی کے حضور میں پیش کر دیتی ہے، انہیں شاعروں کو ہم "مسافرانِ محبت" یا "صوفی شعرا" کہہ سکتے ہیں اِن صاحبِ احساس اور باخبر اسرار شعرا نے اپنی دلکش ترین نظموں میں یہ دکھلایا ہے کہ جہاں محبت نہیں —— وہاں —— زندگی بھی نہیں ہے، ذیل میں انہیں شعرائے متصوفین کے مقدّس حالات قلمبند کئے جاتے ہیں۔

قطب شیخ

شیخ قطب خاندانِ چشتیہ کے مشہور بزرگ شیخ برہان الدین کے مُرید خاص تھے، اور شیر شاہِ اعظم کے والدِ ماجد حسین شاہ کے ندیم قدیم —— آپ نے ۱۵۶۰ء میں مرگاوتی (मृगावती) کے نام سے ایک بہترین صحیفۂ شعریت مرتب کیا، مرگاوتی، پدماوت ہی کی طرح چوپائیوں اور دوہوں کی شکل میں ترتیب دی گئی ہے، پانچ پانچ چوپائیوں کے بعد ایک ایک دوہا آتا ہے، قطب شیخ نے اس صحیفۂ شعر و تصوف میں ایک عجیب داستانِ محبت بیان کی ہے، فرماتے ہیں، کہ

> چندر نگر کے راجہ گنپت دیو کا فرزند دلبند راجکمار کنچن روپ کے راجہ روپ مراری کی کنیا "مرگاوتی"[1] کو دل نذر کر دیتا ہے، ایک مُدت تک غم جدائی کے ہاتھوں تباہ ہو کر آخر تلاشِ محبوب میں نکلتا ہے، راہ میں لامحدود آلام و مصائب پہ فتح پانے کے بعد راجکمار مرگاوتی کے حضور میں پہونچتا ہے۔
>
> فلکِ کینہ ساز کو یہ قربت کیوں پسند آتی، اچانک "مرگاوتی" کسی بات پر راجکمار سے رنجیدہ ہو گئی، وہ علمِ پران میں مہارتِ خصوصی رکھتی تھی، ایک دن راجکمار کو دھوکا دیکر کہیں اُڑ گئی، راجکمار کی آنکھ کھلی تو دلآرام کو غائب پایا، اس کے لئے تمام کائنات تیرہ و تار ہو گئی، زندگی کے سانس اسکے قلب پر بوجھ معلوم ہونے لگے، مُضطرب ہو کر پھر اُس بے وفا کی تلاش میں نکلا، چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر گذر ہوا جہاں ہر طرف سمندر ہی سمندر تھا، اور وسط میں ایک سبز و شاداب پہاڑی، اس پہاڑی پر اُسے "رکمنی" شام کی ایک حسین دوشیزہ ملی، جسے ایک دیو یہاں اُٹھا لایا تھا، راجکمار نے دیو کو مار کر رکمنی کو اُس کے شہر میں پہونچا دیا، اس کا باپ بھی ایک بہت بڑا راجہ تھا، بیٹی کو دیکھکر نئے سر سے زندہ ہوا، راجکمار کی ہمت و شجاعت کیلئے بہت کچھ خراج تحسین پیش کیا گیا، اور راجہ نے اور راجہ نے بضد ہو کر "رکمنی" کے ساتھ اسکی شادی کر دی۔
>
> راجکمار کو یہاں بھی "مرگاوتی" کی یاد مضطرب کئے رکھتی، بالآخر رکمنی سے اجازت لیکر پھر اسے ڈھونڈھنے نکلا، عرصہ کے بعد وہ اس شہر میں پہنچا جہاں مرگاوتی اپنے "پتا" کی وفات کے بعد راج کر رہی تھی، وہ اس شہر میں بارہ برس تک رہا، راجکمار کے بوڑھے باپ کو یہ خبر ملی تو اس نے قاصد بھیجکر لوٹ آنے کی التجا کی، باپ کی خواہش کے احترام میں راجکمار مرگاوتی کو ساتھ لیکر

---

[1] اُردو میں "مرگاوتی" کے لئے کوئی حسین لفظ موجود نہیں "غزالہ" سے یہ مفہوم ادا ہو جاتا ہے مگر "مرگاوتی" کا کیفِ بے پناہ اس میں کہاں؟

چل نکلا، رکمنی کے نگر میں پہنچکر اُسے بھی ہمراہ لیا گیا، اور اس طرح اپنے باپ کے شہر میں پہنچا۔ آخر ایک مُدت تک عیش و مسرت کی زندگی گذارنے کے بعد سورگ کو سدھارا، دونوں رانیاں اپنے شوہر کے ساتھ چتا میں جلکر مسرت کے ساتھ ستی ہوگئی، قطب شیخ نے رکمنی کے متعلق اس مقام پر جو ابیات لکھی ہیں اُن کی عظمت کا اندازہ کیجئے۔

रुकमनी कि पुनि वै साहि मर गई ।
कुलवंती सत सो सति भई ॥
बाहर वह भीतर वह होई ।
घर बाहर को रहै न जोई ॥॥
विधि का चरितन जानै आन ॥
जो सिरजा सो जाहि निआन ॥

محبوب کے مرتے ہی رکمنی بھی مرگئی، وہ نازش
خاندان تھی، صداقت و عظمت کے ساتھ ستی ہوئی
وہ محبت کے عالم غیب میں روپوش ہوگئی
یگانوں اور بیگانوں کی پرواز سے بہت دور
یہ بھی خداوندِ کائنات کا ایک راز تھا
خدا والے ہی اُسے بے نقاب کرسکتے ہیں

اوپر جو کہانی بیان کی گئی ہے وہ تاریخی صداقت سے معرا ہے، شاعر نے اپنی افسانہ طرازی کو زبردست تمثیلی پیرایہ عطا کیا ہے، کہانی کو ادب رنگین کا مرقع بنانے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے، کہیں کہیں یہ سعی ناکام بھی رہی ہے تاہم "مرگاوتی" کو ادب ہندی میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ہندی سے محبت کرنے والوں کے دلوں میں آج بھی اس صحیفۂ ادب کیلئے بہت کچھ عقیدت و عظمت موجود ہے۔

منجھن

اِن کے متعلق مستند اور قابلِ اعتماد معلومات بہت کم ہم پہنچ سکی ہیں، ملک الشعرا ملک محمد جائسی نے اپنی مشہور ترین تصنیف پدماوت میں اپنے سے قبل کی منظوم تصانیف کا جو ذکر کیا ہے اگر وہ صحیح ہے (اور کوئی وجہ نہیں کہ اسکی صحت میں شبہ کیا جاسکے) تو ان کا زمانۂ تصنیف ۱۵۱۶ء کے بعد ٹھیرتا ہے، "مدھومالتی" کے نام کے ساتھ منجھن کا نام بھی زندۂ جاوید رہیگا، "مدھومالتی" ہی ان کی ایک ایسی بلند پایہ تصنیف ہے کہ جو انہیں ہندی کے صف اول کے شعرا میں ممتاز مقام پر کھڑا کرتی ہے۔

مدھومالتی کی زبان بھی "اودھی" ہے مگر اس میں بندیلکھنڈی لفظوں کی بھی کمی نہیں، ادبی نقطۂ نظر سے یہ ایک اعلیٰ ترین تصنیف ہے محبت کے متعلق اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہمارے سامنے ایک اونچے سے اونچا نصب العین رکھتا ہے۔ مرگاوتی کی طرح اس میں بھی پانچ پانچ چوپائیوں کے بعد ایک دوہا آتا ہے، مگر مرگاوتی کے مقابلہ میں مدھومالتی کا اسلوبِ نگارش، جوشِ بیان، مرفعتِ تخیل، ندرتِ جذبات، کہیں زیادہ حاملِ علوئیت ہے، کہانی کا خاکہ اس طرح سمجھئے۔

کیسر نگر کے راجہ سورج بھان کے راجکمار منوہر کو کچھ پریاں شبستانِ اقبال سے عالمِ خواب میں اُٹھا کر "مہارس نگر" کی راجکماری مدھومالتی کی عشرت منزل میں چھوڑ آتی ہیں، جاگنے پر دونوں ایک دوسرے کی محبت کے جال میں پھنس جاتے ہیں، اسی حالت میں پریاں راجکمار کو اُٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آتی ہیں، علی الصبح خوابِ ناز سے بیدار ہوتے منوہر مدھومالتی کو نہیں پاتا، حیران رہ جاتا ہے آخر مضطرب ہوکر تلاشِ یار میں نکل پڑتا ہے، اس کا سفر بحری ہوتا ہے، سمندر میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہونے جہاز غرق ہوجاتا ہے منوہر کے سبھی رفیق غرقِ آب ہوجاتے ہیں وہ خود بھی ایک تختے پر بہتے بہتے ایک سنسان جنگل کے قریب ساحل پر پہونچتا ہے وہاں "پریما" نام کی ایک جمال آفرید حسینہ سے ملاقات ہوتی ہے، پریما منوہر سے مدھومالتی کو ملادینے کا وعدہ کرتی ہے، پریما کو بھی ایک دیو یہاں اُٹھا لایا تھا، وہ آیا تو منوہر نے اُسے ہلاک کرڈالا اور پریما کو ساتھ لیکر اس کے باپ کے نگر میں پہونچا۔

راجکماری پریما کے باپ نے منوہر کی شجاعت اور اُن کے "دیوتاؤں جیسے حسن" کو دیکھا تو "موہت" ہوگیا، اور پریما سے منوہر کی شادی کرنے کی ٹھان لی، مگر پریما نے یہ کہکر اس کے ارادوں کا خاتمہ کردیا کہ منوہر میرا پیارا بھائی ہے۔ میں اُسکی بہن بن چکی ہوں میرا کام تو مدھومالتی سے منوہر کو ملادینا ہے۔

دوسرے دن اپنی ماں روپ منجری کو ساتھ لیکر مدھومالتی پریما کے گھر آ پہونچی، اسے کہتے ہیں محبت کی کشش، پریما نے اسی رات

مدھومالتی اور منوہر کا ملاپ کرادیا، صبح سویرے اُٹھنے پر روپ منجری ٹہلتے ٹہلتے ادھر جا نکلی جہاں یہ دونوں دلدادگانِ محبّت محوِ خواب تھے، روپ منجری نے کسی طرح "مدھومالتی" کو دوسرے مکان میں اُٹھوا منگوایا، جگانے پر اُسے بہت کچھ ملامت کی اور چاہا کہ کسی طرح یہ منوہر کی محبّت سے باز آجائے، مدھومالتی اپنے "مرکزِ حیات" کو چھوڑ دینے پر کس طرح تیار ہو سکتی تھی، اس نے اپنی ماں کو سختی کے ساتھ مطلع کر دیا کہ وہ اپنی پرتگیا توڑنے پر کبھی تیار نہیں ہو سکتی۔ تنگ آکر روپ منجری نے (جو علوم سفلی میں یگانۂ عصر تھی) ایک منتر پڑھکر اس پر پھونکا، مدھومالتی فوراً ایک چڑیا کی شکل میں تبدیل ہو کر اُڑ گئی، اور یہ جادہ جا، غرض نگاہوں سے غائب، روپ منجری نے اشتعال و اضطراب کے عالم میں یہ سب کر تو دیا، مگر اب پشیمانی نے اُسے آگھیرا، کاش مدھومالتی کہیں ملجاتی تو وہ اسے پھر چڑیا سے انسان بنا دیتی مگر مدھومالتی اب کہاں، خدا ہی جانے کس جنگل میں اُسنے اپنا آشیانہ بنایا ہوگا۔

مدھومالتی اڑتے اُڑتے تھک کر ایک درخت پر جا بیٹھی، وہاں تاراچند کے ایک راجکمار نے جس کی شکل بالکل منوہر سے مشابہ تھی اُسے پکڑنا چاہا، مالتی منوہر کے شبہ میں خود ہی دام اسیرِ دام ہو گئی، مگر قریب سے دیکھا تو یہ کوئی اور ہی تھا، تاراچند نے چڑیا کی بڑی آؤ بھگت کی، ایک طلائی قفس میں اُسے رکھا، اور پہروں باتیں کرتا رہا، مالتی نے تاراچند کو مہربان پاکر اسے اپنی داستانِ محبّت سُنادی، تاراچند بہت متاثر ہوا اور وعدہ کیا کہ جس طرح بھی ہوگا، تمہیں منوہر سے ملادونگا۔

آخر —— تاراچند مالتی کا پنجرا لیکر مہارس نگر پہونچا، روپ منجری نے اپنے گوشہ جگر کو پایا تو جی اُٹھی فوراً منتر پڑھکر پانی اس پر چھڑکا، مالتی اپنی شبیہ اصلی میں تبدیل ہو گئی، مدھومالتی کے پتا نے تاراچند سے اُس کا بیاہ کرنا چاہا مگر اُس نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ وہ میری بہن ہے۔ میں جس طرح ہو سکے گا اُسے منوہر سے ملادونگا۔ مدھومالتی کی ماں یہ سب حال لکھکر "پریما" کے پاس بھیجتی ہے، اور ایسا ہی مدھومالتی بھی کرتی ہے، پریما ان خطوط کو لئے ہوئے بہت غمگین ہو رہی تھی اس لئے کہ منوہر تو اُسی وقت سے مالتی کی تلاش میں نکلا ہوا تھا، اچانک، ایک سہیلی نے منوہر کے آنے کی بشارت سُنائی۔ پریما نے فوراً مدھومالتی کو بلا بھیجا، اور وہ اپنے متعلقین کے ساتھ پریما کے نگر میں آئی، یہاں بڑے تزک و احتشام سے منوہر اور مدھومالتی کی شادی رچائی گئی، اس کے بعد کا حال نہیں کُھلتا، مگر یہ بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح فطرت نگار شاعر نے منوہر اور مالتی کو ملایا ہے اُسی طرح پریما اور تاراچند کی زندگی کو بھی فردوسِ محبّت بنایا ہوگا۔

آپ کو مدھومالتی میں عرفانِ الٰہی کے سرچشمے موجیں نظر آئیں گے، شاعر نے محبّت کی وسعتوں کو بے اندازہ طور پر جہانگیر بنایا ہے صوفیوں کے عقیدے میں یہ دُنیا نظامِ محبّت کے ماتحت اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے، اسی نظامِ محبّت کی ایک کڑی بنجانے سے انسان خدا میں ملجاتا ہے اور یہی "نجات" کی آخری منزل ہے، صوفی ہر شئے میں محبّت یا خدا کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ ملک الشعرا منجھن نے ان جذبات کو کس قدر حقیقی رنگ دیکر بیان کیا ہے۔

देखत ही पहिचानेउ तोहि ।
एही रूप [illegible] जीहि मोहि
एही रूप बुत अहै छपाना
एही रूप सृष्टि समाना
एही रूप सकती औ सीऊ
एही रूप त्रिभवन कर जीऊ
एही रूप प्रगट बहु भेसा
एही रूप जग रंक नरेसा ॥

محبوب! میں تجھے دیکھتے ہی پہچان گیا
یہ وہ ہی تو حسن ہے جس نے میرا دل لیا ہے
اے محبوب جس "حسن" کو تو نے چھپا رکھا ہے
وہ تو مجھے کائنات کے ذرہ ذرہ میں نظر آتا ہے
"قدرت" جس کا نام ہے اے محبوب وہ تیرا ہی حُسن
تو ہے یہ تینوں عالم (ناسوت، ملکوت، جبروت)
تیرے ہی اشاروں پر ہیں اے محبوب تیرا
حُسن کیسے مظاہر میں تجلّی ریز ہے، ایک تاجدار میں
بھی تیرا ہی حُسن جلوہ آ ہے اور ایک غریب میں بھی تیرا
حسن بیدار،

صُوفیا کے نزدیک دلدادگانِ محبت کی زندگی جُدائی ہی میں ہے، یہی وہ زندگی ہے جو انسانوں کو وصال کی ابدی مسرتوں کو برداشت کرنے کے قابل بناتی ہے، منجھن فرماتے ہیں۔

बिरह अवध अवगाह अपरा
कोटि माहिं एक परेत पारा
बिरह कौ जगत अबिरथा जाहिं
बिरह रूप यह सृष्टि समाहिं
नैन बिरह अंजन जिन सारा
बिरह रूप दरपन संसारा

جُدائی! آہ یہ تو زمان و وقت کی حدود سے منزّہ ہے
لامحدود آلام مصائب کے بعد بھی جُدائی کے کنارے تک پہنچنا ممکن
اے شخص، دُنیائے فراق کی وسعتیں کیا تلاش کرتا پھرتا ہے
یہ کائنات ہی جُدائی کا مظہر ہے۔
وہ کہ جنہوں نے جُدائی کا سُرمہ آنکھوں میں لگا لیا ہے
اس کائنات کے آئینے میں "جُدائی" ہی کو دیکھتے ہیں،

کتنے بصیرت افروز اور متجلی حقائق ہیں، زندہ باد اے ہندی ملک الشعرا۔

ملک محمد جائسی

ملک محمد جائسی اودھ ہی کی خاک پاک سے اُٹھے، اَودھی ان کی مادری زبان تھی، پدماوت اپنی مشہور تصنیف میں لکھتے ہیں۔

जायस नगर धर्म स्थाना
तहां जाय कवि कीन्ह बखाना

مُقدّس مقام جائس ہیں — شاعر نے
اپنے کلام کا آغاز کیا ہے۔

اِس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ رہنے والے کہیں اور ہی کے تھے، مگر جائس تشریف فرما ہوئے اور پھر یہیں کے ہو گئے۔ اسی نسبت سے جائسی کہلائے، اپنے تعارف میں فرماتے ہیں۔

एक नयन कवि मुहम्मद गुनी

یہ مصرعہ ان کے یک چشم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ بعض تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی "چشمِ چپ" خراب ہو گئی تھی، اس لئے یکچشم کہلائے۔
ملک محمد جائسی اپنے زمانہ کے مشہور پیر طریقت صُوفی بزرگ شیخ محی الدینؒ کے مُرید خاص تھے۔ پدماوت کا سالِ تصنیف اس طرح بیان کرتے ہیں۔

सन नौ सौ सैंतालीस कथा अरंहौ बैन कवि कहा।

سنہ ۹۴۷ہجری کے قریب اسی مایہ ناز کتاب شعریت کا آغاز ہوا، اس وقت دہلی کے تخت پر شیر شاہ اعظم متمکن تھا، جائسی اسی ضمن میں لکھتے ہیں۔

सेर साह देहली सुलताना
चारहुं कूंट तपै जस भाना
ओही छाज छात औ पाटा
सब राजन भुईं धरा लिलाटा

شیر شاہ اعظم سُلطان دہلی کی حکومت چاروں طرف
اِس طرح پھیل رہی ہے جیسے سُورج کی روشنی،
ایک سرے سے دُوسرے سرے تک تمام راجہ
مہاراجہ اس کے سایۂ حکومت میں ہیں۔

پدماوت کے آغاز ہی میں انھوں نے ملک یوسف، سالار خادم، سلونے میاں، اور بڑے شیخ، اپنے چاروں دوستوں کا ذکر خیر فرمایا ہے جس سے اُن کے حلقۂ احباب کا موزوں تعارف ہو جاتا ہے۔

جائسیؔ اپنے زمانے کے مسلمہ متصوفین میں سے ہیں، ایک دفعہ ایک بادشاہ آپ کی کریہہ المنظر ہیئت کو دیکھ کر مُسکرا دیا تو آپ نے فرمایا۔

مجھے دیکھ کر کیوں ہنستے ہو، "اس" کمہار پر ہنسو

بادشاہ سخت نادم ہوا، بعد میں ان کا تعارف ہوا تو خلوص قلب سے معافی چاہی۔

پدماوت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جائسی کا قلب "پریم کی پیڑ" سے بھرا ہوا تھا۔ اس تصنیف میں جو کہانی بیان کی گئی ہے وہ واہمۂ تخیل کا کرشمہ نہیں بلکہ اس کا پلاٹ تاریخ ہند کے اہم واقعات سے ترتیب دیا گیا ہے، مُسلمان ہوتے ہوئے بھی ہندوؤں کی کہانی انہیں کی زبان میں

پورے خلوص کے ساتھ قلمبند کرتے ہوئے محترم جائسی نے اپنی عظیم ترین ہندی نوازی، بے اندازہ کشادہ دلی، اور عدیم المثال رواداری کے درخشاں مظاہرے پیش کئے ہیں، ہوسکتا ہے کہ ہندوستان قدیم کے باعظمت صوفی شعرا میں جائسی کو مقام اولیت حاصل نہ ہو مگر رفعتِ خلوص، جذبۂ پرہیزگاری پاکیزگیٔ تخیل، ہمدردیٔ نوعِ انسان اور تبلیغ محبت کے قدوسی اوصاف نے ایک زندۂ جاوید شاعر بنا دیا ہے۔

(ناتمام)

ہندو راج کے منصوبے

اِس کتاب کا حجم ۲۰۸ صفحہ ہے۔ اس میں نہایت قابلیت سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ ہندو قوم کئی سو سال سے اپنے حکمرانوں کے خلاف غداری اور نمکحرامی کرنے کی عادی ہے اور ہندو راج قائم کرنیکے منصوبے باندھ رہی ہے۔ مُسلمان بادشاہوں نے جتنا ان پر اعتماد کیا اُتنے ہی یہ غدار ثابت ہوتے جس قدر ان کو نوازا اُتنے ہی بے وفا نکلے۔ اِسلامی عہد میں بار بار کی بغاوتیں سیواجی جیسے قزاقوں اور بندہ بیراگی جیسے دُشمنانِ حکومت کو اس قوم نے اتنا آسمان پر چڑھایا جیسا آجکل بھگت سنگھ اور دُوسرے قتل وغارت اور فساد کے مجرموں کو آسمان پر چڑھایا جاتا اور انکے حق میں ایسی بے سروپا باتیں گھڑکے انکے سوانحعمری شائع کئے جاتے ہیں جن میں سچ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ کانگرس۔ ہندو مہا سبھا آریہ سماج۔ شدھی۔ اچھوت دھار۔ گاؤ رکھشا اور ہندو سنگھٹن سب اسی غداری کا نتیجہ ہیں۔ غرض کہ یہ کتاب ہندو قوم کی چالاکیوں کا راز افشا کرنے کیلئے اور اس فتنہ انگیز تحریک کی قلعی کھولنے کیلئے قابل قدر معلومات کا ایک ذخیرہ ہے۔ قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸/) اور بُک ڈپو تالیف واشاعت قادیان ضلع گورداسپور سے مل سکتی ہے۔

یاد کر!

یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم رازدانِ یک دگر — رازدانِ یکدگر، شرح و بیانِ یک دگر
یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم دورِ نائو نوش میں — لحنِ شیریں و شرابِ ارغوانِ یک دگر
یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم بزمِ سوز و ساز میں — ہمخیال و ہم نوا و ہمزبانِ یک دگر
یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم شام سے تا صبحگاہ — راویٔ یکدیگر و افسانہ خوانِ یک دگر
یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم عہدِ صلح و جنگ میں — مہربانِ یکدگر، نامہربانِ یک دگر
یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم کاروبارِ شوق میں — دولتِ یکدیگر و جنسِ دُکانِ یک دگر
یاد کرو وہ دن کہ تھے ہم آرزو کی راہ میں — کاروانِ شوق و گردِ کاروانِ یک دگر

آہ کیونکر جوشؔ اُس عہدِ طرب کو بھول جائے
جب نیاز و ناز تھے رُوحِ روانِ یک دگر

(جوشؔ ملیح آبادی)

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی

خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات - قیمت ۶ر

حیات سعدی — حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ کے حالات ہر مرد عورت بچے بوڑھے کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنیکے قابل ہیں قیمت ۵ر

سیرۃ النعمانؒ — یعنی امام نعمان بن ثابتؒ کے حالات زندگی - قیمت ۴ر

آداب المریدین — شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کی تصنیف ہے پیر مرید کے تعلقات اور آداب پر بہترین کتاب ہے قیمت ۳ر

تحقیق الروح — اس کتاب میں روح کے متعلق مفصل بحث کیگئی ہے - قیمت ۳ر

میر درد دہلوی — ہندوستان کے مشہور صوفی اور اہل دل شاعر کے حالات - قیمت ۲ر

سید جمال الدین افغانی — موجودہ ترک احرار پارٹی کے تحریک کے سب سے پہلے بانی کے حالات - قیمت دو آنے (۲ر)

فضل الرحمن — حضرت فضل الرحمن گنج مرادآبادیؒ کے حالات زندگی قیمت ۲ر

رسالہ علم لدنی — حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کی کتاب کا اردو ترجمہ قیمت ۴ر

رشوت — رشوت کے اقسام - رشوت کیونکر پکڑی جاتی ہے اور اسکی اصلاح ایک ریٹائرڈ مجسٹریٹ وکلکٹر کے مشاہدات - قیمت چھ آنے (۶ر)

رموز شادی و خانہ آبادی — اس کتاب میں جوبات لکھی گئی ہے وہ قانون طب سائنس اور مذہبی اصول سے باہر نہیں، قیمت ۱۲ر

الرسالہ والنبوۃ — خدا کی ہستی اور حضرت رسول خدا صلعم کی نبوت اور رسالت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے - قیمت ۲ر

درس محبت — محبت خدا و محبت رسول صلعم کے بیان کے بعد ان امور پر بحث کیگئی ہے جنکی وجہ سے اہل سنت والجماعت کو دیگر فرق و مسلک پر تفوق و امتیاز حاصل ہے - قیمت ۲ر

حیات امام مالکؒ — حضرت امام مالکؒ کے حالات زندگی قیمت ۳ر

حیات امام مسلمؒ — حضرت امام مسلمؒ کے حالات زندگی قیمت ۴ر

حیات حالی — مولینا الطاف حسین صاحب حالی کے باتصویر حالات قیمت ۶ر

حیات داغ — حضرت مرزا داغ دہلوی کے باتصویر حالات قیمت ۶ر

آئینہ عید — اس کتاب میں شب برات لیلۃ القدر عید الفطر عید میلاد عید معراج عشرہ محرم الحرام - بارہ وفات - گیارھویں شریف کے فضائل ان کے متعلق جملہ مسائل اور حالات تفصیل کے ساتھ درج ہیں - قیمت دو آنے (۲ر)

پھل — ہر قسم کے پھلدار بوٹے اور درخت و باغات لگانیکے طریقے اور پھل محفوظ رکھنے کی ترکیبیں - قیمت ۸ر

ترکاریاں — ترکاریوں کی کاشت اور اسے تجارتی اغراض کے فائدہ اٹھانیکے علم زمانہ حال کی تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے - قیمت ۸ر

صابن سازی — اس کتاب میں صابن بنانے کے آسان سہل اور کم قیمت نسخے درج کیے گئے ہیں - قیمت ۲ر

تیغ کمال — اگر آپ کو غازی اعظم مصطفٰے کمال کی شمشیر کی لسو نحمری یونان کے خلاف مسلمانوں کی کوشش اور فتح کے منظر دیکھنے ہیں تو اس کتاب میں دیکھئے از مولینا راشد الخیری دہلوی - قیمت ع۸ر

یاسمین شام — تسخیر شام ہلال و صلیب کے معرکے کے واقعات - حضرت عمرؓ کے وقت کی داستان حسن و عشق کا دلچسپ فسانہ - قیمت ع۸ر

عروس کربلا — کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی سے کچھ کم درد انگیز نہیں اس پر مولینا راشد کے قلم گوہر ریز نے قیامت ڈھادی ہے، قیمت ع۸ر

جوہر قدامت — مغربی تعلیم اور مشرقی تربیت کا مقابلہ دو بہنوں کی پر تکلف داستان ناول کے پیرایہ میں لکھی گئی ہے - قیمت ع۸ر

موودہ — ایک لڑکی کی درد انگیز کہانی - علامہ راشد کی زبانی - قیمت ۸ر

فسانہ سعید — ہزاروں مصیبت زدہ بچیاں مردوں کی بدولت خون کے آنسو رو رہی ہیں یہ بھی ایک ایسی ہی مصیبت زدہ خاتون کی داستان ہے - قیمت ع۸ر

صبح زندگی — اس کتاب میں لڑکیوں کی تعلیم تربیت کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کھانا پکانا سینا پرونا کشیدہ کاری گھر کا انتظام عزیزوں کا میل جول خوش مزاجی چھوٹے بڑوں کے ساتھ برتاؤ وغیرہ غرضیکہ ایک لڑکی کی شادی تک کیلئے یہ مکمل تعلیم ہے، قیمت ع۸ر

شام زندگی — یہ کتاب صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے یہ عورتوں کو خاوند کی خدمتگزاری اور اطاعت سکھاتی ہے سلیقہ کے خانہ داری کے تمام امور میں کام دیگی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد لڑکی اپنے سسرال کو اپنا گرویدہ بنا سکتی ہے اور دونوں میاں بیوی کی زندگی خوشگوار زندگی ہوگی - قیمت عہ

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین - پنجاب

شبِ زندگی — یہ کتاب صبح زندگی اور شام زندگی کا تیسرا حصہ ہے جو دیکھنے کے قابل ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ/)

نوحہ زندگی — ایک نوعمر حسینہ بیوہ کے نکاح ثانی کرنے پر حسینہ کے ماں باپ اور کنبہ والوں نے اُس غریب پر جو ظلم ڈھائے ہیں شاید دُنیا میں کوئی ماں باپ اور عزیز اس کو گوارا نہ کریگا۔ نظام قدرت مُصیبت زدہ بیوہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اُسکی تمام تر تکالیف آرام سے بدلجاتی ہیں۔ قیمت ۱۲/

منازل السائرہ — ایک لڑکی کی عملی زندگی کا مکمل درس خانہ جس کے پڑھنے کے بعد دُنیا کی نشیب و فراز میں ایک تجربہ کار رسن رسیدہ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ خاوند کو اپنا دیوانہ بنا سکتی ہے کنبہ اور برادری میں عزت حاصل کر سکتی ہے غرضیکہ عجیب کتاب ہے۔ قیمت عہ/

ستونتی — کہنے کو افسانہ ہے پڑھنے کو کہانی لیکن اعلیٰ درجہ کی اخلاقی کتاب ہے

از علامہ راشد الخیری دہلوی۔ قیمت ۸/

جوہرِ عصمت — یہ مولانا راشد کے بارہ چھوٹے چھوٹے ناولوں کا مجموعہ ہے۔ تمام قصے عبرت انگیز۔ نصیحت آموز درد اور سوز میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ قیمت عہ/

جوہرِ عصمت خورد قیمت ۶/

تفسیرِ عصمت — بے انتہا عبرت انگیز اور مؤثر و سبق آموز افسانہ ہے۔ درد و اثر کی یہ کیفیت ہے کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ اس پر لطف یہ کہ رشید جبل کا کیرکٹر سنجیدہ سے سنجیدہ شخص کو بھی ہنساتے ہنساتے لٹا دیتا ہے۔ جلع اور ارتداد پر بے نظیر کتاب ہے

از علامہ راشد الخیری دہلوی۔ قیمت ۶/

دُرِ شہوار — ایک ایران کی شہزادی کا واقعہ جس کے حسن کی شہرت ایران سے لیکر سیستان تک پھیل گئی ہے۔ قیمت ۱۰/

طوفانِ حیات — شرک اور دوسری بیہودہ رسوم کے ازالہ کے لئے مولانا راشد نے یہ کتاب بطور ناول لکھی ہے قیمت عہ/

تائیدِ غیبی — ابو الحسن کی موت مستقبل کیلئے ایک سبق چھوڑ گئی ہے۔ ابو عبداللہ جس نے تخت سلطنت اور عیش پرستی کیلئے باپ سے دغا کی خوش نہ رہ سکا شہزادہ جسکی مدینۃ الزہرا اور قصر احمر جیسی عمارتیں گھوڑ بنی ہوئی تھیں دولت غرناطہ مدتوں سے اس کے جلوس میں حاضر رہی آخر کار اس عیش پرستی نے قدرت کی بے پناہ طاقت نے اسے محروم کردیا تھا۔ نتیجہ خیز ناول ہے قیمت ۸/

امین کا دمِ واپسیں — شہنشاہ ہارون الرشید کے لخت جگر اور اس کی مشہور ملکہ زبیدہ خاتون کے لعل شہزادہ امین الرشید کا قتل ماں کی بیچینی۔ باپ کی تڑپ۔ ایک لاجواب تاریخی ناول ہے۔ قیمت ۶/

نوبتِ پنج روزہ — اس میں آخری تاجدار اور مُغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر درد انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ کھوں کے آنسو لوا دینگی۔ پانچویں نوبت وہ ہے جب دہلی نے بادشاہ کو وداع کیا غدر ۵۷ء کے واقعات مجبوروں کا ظلم مظلوموں کی حالت آہ مردوں کی بربادی۔ عورتوں کی تباہی اور بادشاہ بیگم مصائب۔ ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ بادشاہ کی تصویر اور تین نادر عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت عہ/

تمغہ شیطانی — اس کتاب میں اُمت شیطانی کے آٹھ ہیتل کیرکٹر ہیں اور ہر کیرکٹر ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کا ہو بہو فوٹو ہے۔ افسانہ کی دلچسپی کی یہ کیفیت ہے کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ ناک کٹے والی بہری۔ خانصاحب مُلاجی وغیرہ کے حالات پڑھکر مارے ہنسی کے پیٹ میں بل پڑجاتے ہیں۔ قیمت ۱۲/

قلبِ حزیں — چھوٹے چھوٹے ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ۔ علامہ راشد کی انشاپردازی کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ۔ قیمت ۸/

انگوٹھی کا راز — تین مختلف الخیال لڑکیوں کا سبق آموز افسانہ ہے۔ رابعہ کا عبرت انگیز انجام اسلام کی جگر خراش داستان صفیہ کی شادی کی پُراسرار کہانی اور انگوٹھی کے راز کا تمام مشکلات کا حل کرتا ہے۔ ایسے دلچسپ واقعات کو بار بار پڑھیئے قیمت ۸/

نانی عشو — علامہ راشد الخیری مدظلہ جہاں داستان غم لکھنے میں فرد ہیں وہاں افسانہ لطف و ظرافت بھی ایسے لکھتے ہیں کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں نانی عشو ایسا ہی ہنسانے والا افسانہ ہے جدید و قدیم تہذیب ہر جگہ اس میں ٹکراتی ہے۔ بے انتہا مقبول ہوا ہے۔ ایک سال میں تین مرتبہ چھپ چکا ہے۔ قیمت ۱۰/

ولایتی ننھی — نانی عشو کے جوڑ کا نہایت پُرلطف افسانہ قیمت ۸/

لڑکیوں کی انشاء — اس میں پچاس کے قریب مختلف قسم کے خطوط ہیں جنہیں کنواری بچیوں کیلئے ضروری اور کارآمد باتیں ہیں۔ قیمت ۱۰/

گوہرِ مقصود — اس کتاب میں دو چھوٹے چھوٹے قصے ہیں پہلا قصہ ملک خیالستان کی ایک پری ہے۔ اور دوسرا قصہ ایک عورت کا ہے۔ قیمت ۶/

ملنے کا پتہ: **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین پنجاب**

طوفانِ اشک — ان بارہ دردانگیز افسانوں کا مجموعہ ہے جنکی ہندوستان بھر میں دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

سیلابِ اشک — علامہ راشد کے ایسے ہی نشاط معرکۃ الآرا افسانے جن کا ڈنکا بج چکا ہے۔ ہر افسانے کے ساتھ ہاف ٹون بلاک کی تصاویر ہیں۔ قیمت عہ

شہیدِ مغرب — شہیدِ مغرب اور دوسرے دردانگیز جگر خراش افسانے جو دردو اثر کے لحاظ سے علامہ راشد کے تمام افسانوں میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ قیمت عہ

گلدستہ عید — عید کی دُعا۔ عید کی خوشی۔ عید کا چاند میرے گھر میں۔ اُمِ جعفر کی عید۔ چہار عالم پچاس سال پہلے کی عید۔ ترکی ماما وغیرہ۔ علامہ راشد الخیری کے اُن چودہ مؤثر مضامین و افسانوں کا مجموعہ جن کا مطالعہ ہر مسلمان کو کسی ایسی عید کی سیر کرا دیگا جو مدت العمر فراموش نہ ہوگی قیمت ۱۲ر

رودادِ قفس — مولینا راشد کی بےنظیر اور پُردرد نظموں کا مجموعہ قیمت ۶ر

منازلِ ترقی — اس کتاب میں ترقی یافتہ انسانوں کی اندرونی زندگی کی تصویر ہے جس میں ایک سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

وڈیا کی سرگذشت — فیشن اور چھوت کی دیوانی ایک خاتون کی سرگذشت خود اُسی کی زبانی۔ قیمت ۴ر

دیوانِ غالب — مع شرح و مقدمہ مشتمل بر سوانحعمری و تنقید کلام غالب از قاضی سعیدالدین احمد صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ لکچرار مسلم یونیورسٹی علیگڑھ۔ حجم ۸۳۴ صفحے۔ قیمت عہ

اسیرِ قفس — قصّہ کے پیرایہ میں تعلیم نسوان پر محاکمہ از مولوی محمد بدرالدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ہائیکورٹ۔ قیمت ۴ر

احسن القصص — مسلمان بچیوں کیلئے برگزیدہ مشاہیر کے حالات سے منتخب قصص و حکایات مؤلفہ مولوی محمد بدرالدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل ہائیکورٹ قیمت حصہ اوّل ۶ر حصہ دوم ۴ر

جمالِ ہمنشین — خاتونِ اکرم کے ادبی مضامین کا نہایت خوبصورت مجموعہ جس کا عالمِ رسول کئی سال سے منتظر تھا۔ علامہ راشد نے کتاب کا دیباچہ لکھا ہے۔ اخبارات نے نہایت شاندار ریویو کئے ہیں۔ قیمت عہ

پیکرِ وفا — جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کا ایک نتیجہ خیز دل آویز مختصر افسانہ۔ قیمت ۸ر

بچھڑی بیٹی — خاتون اکرم مرحومہ کا ایک دلچسپ اور مختصر افسانہ۔ قیمت ۶ر

عصمتی دسترخوان — اردو زبان میں مشرقی و مغربی کھانے تیار کرنیکی بہترین کتاب ہے جس میں تمام ترکیبیں تجربہ کرنیکے بعد رسالہ عصمت کی خریدار صاحبان کے تجربات درج کئے گئے ہیں۔ ترکاریاں۔ سالن۔ کباب۔ چاول۔ مرغ مسلم۔ کیک۔ بسکٹ۔ پُڈنگ۔ جیلی۔ مچھلی۔ انڈے۔ مربّے۔ اچار۔ چٹنیاں۔ سوٹیاں۔ پراٹھے۔ حلوے۔ پوریاں۔ مٹھائیاں۔ گلگلے۔ سموسے بنانیکی ترکیبیں نہایت تفصیل سے بیان کیگئی ہیں۔ اسکے علاوہ ترکی عربی مصری کھانوں کی ترکیب مفصل درج ہے۔ قیمت عامر

دردِ جانستاں — دلی کا ایک سچا واقعہ مؤلفہ حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی۔ قیمت ۶ر

تاریخِ حریتِ اسلام — جس میں ماثرِ رسالت۔ عہد خلافت راشدہ۔ دورِ خلفائے بنی اُمیہ۔ عباسیہ۔ عہد بنی بویہ و سلجوقیہ۔ دولت ہسپانیہ و غزنویہ۔ ترکی مصر۔ الجزائر۔ مراکش۔ فرمانروایانِ ہند خاندان افاغنہ و غلامانِ عہد مغلیہ اور مسلمان بادشاہانِ دکن۔ سندھ و کشمیر کے عہدہائے گذشتہ کے راستباز۔ حق پرست۔ حق گو بزرگوں کے حیرت خیز۔ جرأت آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش و ایثار کے حریت آمیز حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات خداترسی و پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستارانِ حق و صداقت و فدائے مذہب و ملت عورتوں کی سوانح حیات درج ہیں قیمت ۳ روپے ۴ر

کائناتِ ادب — مسلم الثبوت اہل قلم کے چیدہ مضامین کا گلدستہ غالب۔ امیر۔ داغ۔ اکبر۔ شاد۔ سجاد حیدر یلدرم۔ شوق قدوائی ریاض خیرآبادی۔ جلیل۔ آزاد۔ شبلی۔ حالی۔ اقبال۔ نذیر احمد چکبست کے مختصر حالات زندگی اور نمونہ کلام قیمت عامر

قولِ حق — مسلمانوں کی موجودہ پستی اور اس کا علاج کفر و ظلمت اور شیطانی طاقتوں کی بیخکنی کس طرح ہوسکتی ہے۔ لیڈروں۔ پیروں۔ امیروں۔ مولویوں کی صلاح کیسے ہوسکتی ہے قومی انجمنوں کا تباہ کن طوفان وغیرہ مضامین پر نہایت بےنظیر اور قابل دید کتاب ہے۔ قیمت عامر

دل کا عجائب خانہ — مؤلفہ قاری محمد عباس حسین صاحب سیاح جاپان و انگلستان۔ قاری صاحب نے دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ قیمت ۴ر

قومی زندگی — ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے کا ایک لکچر۔ قیمت ۲ر

مامون اعظم — خلیفہ مامون الرشید عباسی کے حالات زندگی۔ قیمت ۴ر

ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

یہ کتاب سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پاک زندگی کے جامع و مانع حالات اور آپکی زبردست تبلیغی کارناموں کا عدیم النظیر مجموعہ ہے۔ ابتدا میں آپکا مولد اور نسب بیان کرنیکے بعد آپکے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

سیرت غوث اعظمؒ

محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل صحیح اور جامع حالات۔ قیمت ۳

سیرت امام ربانیؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے زمانہ طفولیت سے لیکر تمام حالات اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸

مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصومؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ کے مکاتیب شریف کا مجموعہ فن تصوف کی اعلیٰ اور اصلی تعلیم پر مشتمل ہے۔ قیمت ۱۲

شمائل ترمذی مترجم اردو

یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا بہترین مجموعہ ہے۔ عربی عبارات جلی با اعراب لکھی گئی ہیں۔ ترجمہ بین السطور ہے۔ قیمت عہ

صحیح مسلم شریف پارہ اول مترجم و محشی اردو

عربی عبارات با اعراب خوشخط جلی قلم سے لکھی ہوئی ہیں۔ ترجمہ بین السطور ہے۔ اسکے ہر صفحہ پر بہت سے مفید حواشی درج کئے گئے ہیں۔ [illegible] ہے کتاب الایمان کے تحت میں جو ۲۵۴ ابواب ہیں سب کے سب درج ہیں۔ قیمت عہ

بےنظیر خوشخط معرا حلبی حمائل شریف

کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد یہ حمائل شریف تیار ہوئی ہے باوجودیکہ سائز چھوٹا ہے لیکن حروف موتیوں کی طرح خوشنما خط بہت جلی اور صاف ہے۔ ٹائٹل نہایت خوبصورت پانچ رنگ کا ہے جلد پر چاروں طرف اور پشت پر سنہری بیل بوٹے مشین سے بنے ہوئے ہیں جلد نہایت مضبوط ولایتی طرز کی ہے۔ قیمت مجلد عہ ۱۲

قاعدہ تیسیر القرآن

یہ قاعدہ مولانا مولوی محمد سلیمان صاحب فاروقی بی-اے کی تصنیف ہے۔ اسکے پڑھنے سے بچہ چند ہی ماہ میں ہر خط کا لکھا ہوا قرآن شریف فر فر پڑھنے لگتا ہے۔ آخر میں کئی نماز درج کیگئی ہے۔ قیمت ۲ر

ہدیۃ الطالبین

یہ کتاب قیوم زمان حضرت شاہ حافظ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی کی بےنظیر تصنیف ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اسکے پڑھنے سے سلوک طے کر سکتا ہے۔ تمام اصطلاحات اور سلوک نقشبندیہ کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ ایک کالم میں اصل فارسی ہے اور دوسرے کالم میں سلیس مشرح اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

چاہ بابل

اس کتاب میں حدیث کی تمام کتابوں سے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کے حیرت انگیز حالات دلکش پیرایہ میں ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر

خون کربلا

اگر آپ نے خون کی ندیوں کی روانی۔ تشنہ تڑپتی ہوئی لاشوں کا منظر آتش خیز دوپہر میں ظلم و مظلومی جمع و مجروحی قتل و مقتولی کے صحیح ہنگامہ الم کا نظارہ ملاحظہ کرنا ہو تو اس کتاب کو منگائیں۔ قیمت چار آنے (۴ر)

عشرہ کاملہ

اس کتاب میں آریوں کے دس سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

اسلام اور تعدد ازواج

اس کتاب میں مسئلہ تعدد ازواج کو پر زور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تائید میں محققین یورپ کے خیالات نقل کئے گئے ہیں۔ توریت و انجیل کی تعلیم ویدک مت اور ویدک رشیوں کے طرز عمل سے غیر محدود اور غیر مشروط تعدد ازواج کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ پھر کئی ابواب میں آنحضرت صلعم کے تعدد ازواج کی بیشمار حکمتیں بیان کیگئی ہیں۔ آپکی خانگی زندگی پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ مخالفین کے تمام اعتراضات کا خوب دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

آسمانی کڑک

اس کتاب میں ان معیاروں کی جو مرزائی حضرات مرزا صاحب کے صدق میں پیش کیا کرتے ہیں بڑے زور سے تردید کیگئی ہے کتاب کے آخر حصہ میں ختم نبوت پر بحث کیگئی ہے۔ قیمت ۷ر

مرزائیوں سے فسخ نکاح

یہ فتویٰ حال ہی میں ترتیب دیا گیا ہے قیمت ۳ر

العقیدۃ الواسطیہ

اصول ایمان کی تفسیر ہے ترجمہ اردو قیمت ۶ر

تفسیر سورہ اخلاص

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ اخلاص کی جامع و مکمل تفسیر بیان فرمائی ہے بیشمار معرکۃ الآرا مسائل پر محققانہ و عالمانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ترجمہ اردو۔ قیمت ۸ر

الوصیۃ الکبریٰ

امام ابن تیمیہؒ نے اہلسنت والجماعت کے عقائد کا نہایت جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ترجمہ اردو۔ قیمت ۸ر

الوصیۃ الصغریٰ

حضرت رسول کریم صلعم نے معاذ بن جبل صحابی کو جو تقویٰ۔ توبہ استغفار و دیگر مکارم اخلاق کے متعلق جامع وصیت فرمائی تھی اس کی پوری تشریح ہے ترجمہ اردو۔ قیمت چار آنے (۴ر)

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین۔ پنجاب

تفسیر سورۂ فلق والناس

اس تفسیر میں امام ابن تیمیہؒ نے پہلے تمام متقدمین کے اقوال نقل کئے ہیں جو لفظ قب رب۔ ملک۔ الہ کے متعلق اُن کی تفسیروں میں پائے گئے ہیں۔ ترجمہ اُردو قیمت ۹ر

زیارۃ القبور

امام ابن تیمیہؒ نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قبروں کی زیارت کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ ترجمہ اُردو۔ قیمت ۹ر

درجات الیقین

علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین کی مکمل تفسیر ہے ترجمہ اُردو قیمت ۲ر

کتاب الہدیٰ

قرآن مجید کی مضمون وار ترتیب معرکۃ الآرا تفسیر مؤلفہ مولانا یعقوب حسن صاحب قیمت حصہ اول مجلد پارچہ للعہ

کشاف الہدیٰ مقدمہ کتاب الہدیٰ

یعنی قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور علوم و مطالب کا تبصرہ۔ قیمت مجلد پارچہ ۸ عہ

قرآن مجید ترجمہ فتح الحمید

یہ سب سے باقاعدہ سلیس ترجمہ قرآن مجید کا ہے جو مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری نے کیا ہے۔ ہدیہ پانچ روپے (ہ ر)

القول المتین

سورۂ والتین کی تفسیر اُردو زبان میں مولانا ابوالکلام آزاد کے رشحات قلم سے۔ قیمت ۸ر

رسالت مآب

یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں حضور سرور دو جہاں کی مبارک زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے قیمت عہ

فردوس آسیہ

فضائل صحابہ میں بہت اچھی دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ۸ عہ

پیارے نبیؐ کے پیارے حالات

حضرت رسول خدا حبیب کبریا کے حالات زندگی قیمت ۸ عہ

سعادت الکونین فی فضائل الحسنینؑ

یہ کتاب امام حسن و حسین سلطین رسول مقبول صلعم کے مناقب اور فضائل شریف میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کے خاندان کے رکن کی لکھی ہوئی۔ قیمت عہ

دارمی شریف

احادیث رسول مقبول صلعم کا ایک مستند مجموعہ کتب احادیث میں قدیم کتاب کا زر کثیر خرچ کر کے عربی سے ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت ۸ عہ

ہشت بہشت

یعنی سوانح عمری خواجگان چشت اہل بہشت جس میں مشائخ اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ قیمت عہ

ہشت بہشت

یعنی سوانح عمری خواجگان چشت اہل بہشت جس میں آٹھ اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ قیمت ۸ عہ

انقلاب قسطنطنیہ

جس میں جنگ عظیم کے سلسلہ میں ترکوں اور اتحادیوں کے جان توڑ مقابلوں کے فوٹو الفاظ کی صورت میں کھینچے گئے ہیں تازہ واقعات سے معمور عشق کی چاشنی اور کیف محبت میں مشہور نئی روشنی کے آلات جنگ کے ساتھ تلوار کی کاٹ دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

کلیات اکبر

مولانا اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی کے تیسرے ایڈیشن نمبر کا کلیات قیمت حصہ اول ۸ عہ حصہ دوم ۸ عہ حصہ سوم ۸ عہ

کلام اکبر

یعنی حضرت اکبر الہ آبادی کے کلام کا مختصر مجموعہ قیمت ۸ر

تاریخ سلاطین آل عثمان معہ جنگ ترکان حجاز و یونان

سلطنت عثمانیہ کی تاریخ کا مطالعہ ہندوستانی مسلمانوں کیلئے نہ صرف سبق آموز ہے بلکہ اسکے پڑھنے سے ہمارے بچوں میں شوق حصول حریت جذبہ حب قوم و ملک اور مذہبی جوش پیدا ہوگا۔ تمام سلاطین آل عثمان کی تصاویر اور چند ایک نقشوں کے ساتھ کتاب کو شائع کیا گیا ہے قیمت مجلد ۲ عہ

دیوان نہایت الکمال

مصنفہ سلطان الشعرا حضرت امیر خسرو طوطی ہند قدس سرہ جس میں آپکے نہایت نایاب چیدہ چیدہ قصائد غزلیات قطعات رباعیات مطائبات چیستان وغیرہ شامل ہیں۔ قیمت عہ

دیوان غایت الکمال

معہ دیباچہ سلطان الشعرا حضرت خواجہ امیر خسرو والی ہند کا دیوان جس میں قصائد غزلیات۔ قطعات چیستان۔ رباعیات وغیرہ شامل ہیں۔ قیمت ۸ عہ

سکندر نامہ خسرو

جسے مولینا نظامی گنجوی کے سکندر نامہ کے جواب میں حضرت امیر خسروؒ نے تحریر فرمایا ہے ساڑھے چار ہزار شعر کی کتاب علاوہ حسن عبارت و صنعت شاعری کے نصائح حکیمانہ اور مباحث فلسفیانہ سے لبریز ہے۔ قیمت عہ

بیان خسرو

حالات حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ از مولینا شبلی نعمانی۔ قیمت ۱۰ر

ستر ھویں نام

جس میں حضرت امیر خسرو کی کیفیت زندگی کے ساتھ انکی نہایت مزیدار پہیلیوں اور علمی تصنیفات کا تذکرہ ہے قیمت ۳ر

مذہبی معلومات

اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے کہ تمام اہم اور ضروری باتیں جو مذہبی معلومات سے تعلق رکھتی ہیں جمع کی گئی ہیں۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

فلاحِ دین و دنیا یہ کتاب دینی مسائل پر حاوی ہے مذہب کی انسائیکلوپیڈیا ہے یہ آپ کو وہ تمام مذہبی باتیں سکھائیگی جن کی زندگی میں ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہ نہایت مستند عربی فارسی کتب کا عطر ہے اور ایک زبردست عالم کی تصنیف ہے۔ حجم ۶۰۰ صفحات قیمت للعہ

اسلامی زندگی کلاں جس میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کے تحت اسلامی معاشرت سے تعلق رکھنے والے ان تمام ضروری اور نازک مسائل کو نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد معتبر کتب سے جمع کیا گیا ہے جن کی اس پُر آشوب وقت میں مسلمانوں کو بہت ضرورت ہے۔ قیمت سے

عملیات اس کتاب میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عالموں کے زیر عمل رہے ہیں۔ اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عالم بن سکتے ہیں۔ قیمت سے

دین و دنیا کے افسانے نہایت مفید دلچسپ اور مؤثر افسانوں کا مجموعہ جن کے مطالعہ سے زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح ہو سکتی ہے
قیمت حصہ اول درسِ عبرت عہ
قیمت حصہ دوم تصویرِ معاشرت عہ

طوفانِ زندگی دین و دنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

زندگی کی صبح و شام دین و دنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری قیمت ایک روپیہ (عہ)

دولہا دلہن یہ کتاب دولہا دلہن کی زندگی کو پُر کیف بنادیگی اور ان لذتوں کی طرف رہنمائی کریگی جن سے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مواصلت کی لذت دوگنی اور چوگنی ہو جائیگی۔ باغِ حسن کی گلچینی کا سلیقہ آجائیگا۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

میاں بیوی یہ کتاب بھی ان ہی لوگوں کیلئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

اولاد کی تربیت یہ کتاب نوجوانوں کو دیانتداری۔ خود پرستی نکوکاری کی تعلیم دینے والی ہے۔ قیمت عہ

میاں بیوی کے لطیفے مرتبہ محمد انوار رضا صاحب ہاشمی قیمت آٹھ آنے

لطفِ زندگی قاری سرفراز حسین صاحب کے گل ریز قلم کا ایک نہایت دلچسپ قصہ۔ قیمت دو آنے (۲)

معلوماتِ تجارت اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کیجائے۔ تجارت کے شروع کرنے اور تجارت میں کامیاب ہونیکے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت عہ

کملی والا اس کتاب کی جس قدر تعریف کیجائے کم ہے پنجابی زبان میں حضرت سرورِ کائنات سرورِ دو جہاں کے حالات زندگی کو ایسی خوبی سے نظم کیا ہے کہ مصنف کی محنت کی داد دینی پڑتی ہے۔ قیمت عہ

اسرارِ نباتات نباتات کی پیداوار تصویریں اور انکے طبی اسرار مختصر سی کتاب میں درج کرکے مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کرنیکی کوشش کی ہے۔ قیمت عہ

اکمال فی اسماء الرجال جامع مشکوۃ شریف کی تصنیف ہے یہ کتاب صدہا محدثین کے حالات پر مشتمل ہے۔ حدیث کے شائقین کیلئے اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ قیمت عہ

بہشتی زیور کامل اردو مؤلفہ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب۔ یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کیلئے تالیف کی گئی ہے اور اس کتاب کے گیارہ حصے ہیں اس میں تمام ضروری مسائل و حقوق طریقہ۔ تربیت اولاد طرز معاشرت قواعد تجوید و صلاح الرسوم مروجہ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق و ذکر قیامت اور نیک بیبیوں کی حکایات و حفظ صحت و سلیقہ خانہ داری وغیرہ وغیرہ بوضاحت درج کئے گئے ہیں قیمت مکمل کتاب سے

عارفاتِ سلطانی اس کتاب میں ہندوستان کی تعلیمیافتہ خواتین کے مطالعہ کے لئے چالیس ولی اللہ عورتوں کے حالات و اقوال لکھے گئے ہیں نیز ایک مخاطبہ ہے جس میں معزز خواتین کو وہ پیام دیا گیا ہے جس کیلئے قدرت نے انہیں پیدا کیا ہے قیمت مجلد عہ

تذکرۃ الاولیاء اردو اس کتاب میں ایک سو کے قریب ولیوں کا تذکرہ ہے ہزارہا نکات اور ولیوں کے اقوال ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے دل پر حقیقی اثر پڑتا ہے۔ قیمت عہ

تصدیق صداقت حضرت رسول مقبول صلعم کے حالات۔ کلام اللہ شریف اور اسلام کی صداقت کلیہ غیر مسلموں کی سند اور تائید سے ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲

الدر النضید اس کتاب کو امام مجتہد قاضی محمد بن علی شوکانی نے عربی زبان میں لکھا اور عربی زبان کے فاضل مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اسے اردو کا جامہ پہنایا۔ قیمت ۱۲

ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین پنجاب**

حیاتِ باقیہ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے حالات وخوارق عادات سلیس اُردو زبان میں نہایت احتیاط کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں معہ آپ کے ملفوظات اور کلمات طیبات کے قیمت ۱۲ر

رُکن الدین اُردو یہ کتاب علم فقہ میں بڑے اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

نمازِ حنفی مُدلل ہر دو حصہ قرآن وحدیث سے عام مسائل نماز مذہب حنفیہ کے ہر ایک مسائل کو ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ)

خُطباتِ دینِ محمدی اس میں ساٹھ عدد خطبات جمعہ۔ خطبات عیدین وخطبات نکاح درج ہیں۔ قیمت عہ

حکمت کے موتی وہ قول اور شلوک معہ تشریحات کاملہ جو انسانی زندگی کو بہترین اور کارآمد بنا سکتے ہیں۔ قیمت ۴ر

تُرکی حرم اس کتاب میں ٹرکی کی خواتین کی معاشرت پر ایک نظر غائر ڈالی گئی ہے اور تصویر کا اصلی پہلو دکھایا ہے۔ قیمت عہ

حجاج بن یوسف علامہ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول کا ترجمہ حجاج بن یوسف کے محاصرہ بیت اللہ شریف اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ کے حالات ضمناً عشق کی چاشنی بھی موجود ہے۔ قیمت عہ

المدینہ والاسلام علامہ محمد فرید وجدی مصری کی کتاب کا ترجمہ ہے جو بقول نواب محسن الملک مرحوم اسلام کے اظہار کے لئے بہترین کتاب ہے۔ قیمت عہ

سیرۃ النبی صلعم مؤلفہ مولینا شبلی نعمانی مرحوم قیمت جلد اوّل للعہ قیمت جلد دوم للعہ قیمت جلد سوم لعہ

الفاروق حضرت عمرؓ کی مفصل سوانحعمری کے علاوہ اُن تمام لڑائیوں کی تفصیل جو رسول خداؐ کے خلاف کفار عرب نے انجام دیں اور اُن میں حضرت عمرؓ کے عقلی وعملی کارنامے۔ رسول خدا کی وفات۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت۔ اسلامی قانون کا اجرا۔ تمام محکمہ جات کی ایجاد۔ ڈاک کے سلسلے ٹیکس اور لگان کے طریقے وغیرہ۔ قیمت قسم اول عہ قسم دوم عہ

سیرۃ النعمان حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کے حالات اور فن فقہ پر ریویو۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

الغزالی حضرت امام غزالیؒ کے متعلق اُردو زبان میں اس سے بہتر دُوسری کوئی کتاب نہیں۔ قیمت عہ

المامون یعنی نامور فرمانروایان اسلام کا پہلا اور دُوسرا حصہ قیمت ہر دو حصہ کامل عہ

مولوی روم مولینا جلال الدین رومی کی مفصل سوانح حیات جس میں مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر نہایت تفصیل سے تقریظ اور تبصرہ کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

حیاتِ حافظ جس میں نام ونسب سن رُشد اور شاعری کی شہرت۔ وفات اور اولاد۔ دُنیاوی تعلقات۔ کلام پر رائے۔ غزل۔ اساتذہ کا تتبع۔ خواجہ صاحب کی خصوصیات۔ جوش بیان بدیع الاسلوبی۔ وارداتِ عشق۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ واعظین کی پردہ دری وغیرہ درج ہیں قیمت ۸ر

حیاتِ سعدی مؤلفہ مولینا شبلی نعمانی مرحوم جس میں شیخ سعدی شیرازی کے بچپن کے حالات طالب العلمی سیر وسیاحت شیراز میں واپسی دربار کے تعلقات وفات عام حالات۔ اخلاق وعادات وتصانیف۔ شاعری آزادی اظہار جذبات۔ اخلاقی شاعری۔ قوت تخیل طرز ادا۔ غزل گوئی اور اُسکی خصوصیات وغیرہ پر مفصل بحث ہے۔ قیمت ۸ر

آفتابِ داغ حضرت داغ دہلوی مرحوم کا لاجواب دیوان۔ ابتدا میں آپکے مختصر حالات زندگی دیئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

مجموعہ نظم شبلی اس میں مولینا کی وہ تمام نظمیں موجود ہیں جو انہوں نے مختلف جلسوں میں پڑھی ہیں۔ آخر میں مولانا مرحوم کے مختصر حالات زندگی ہیں۔ قیمت ۸ر

مقالاتِ شبلی اس میں ۱۴ جُداگانہ مضامین ہیں قیمت عہ

سفرنامہ رُوم ومصر وشام مولینا شبلی کے حالات سفر قیمت ایک روپیہ

الکلام قیمت عہ **علم الکلام** قیمت عہ

تاریخ الاُمّت نہایت معتبر ومستند ماخذوں سے آسان فہم سلیس اور دلکش زبان میں اس سے بہتر بطرز جدید کوئی تاریخ اُمّت اسلامی کی موجود نہیں۔ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مُسلمان کے گھر اس کا ایک نسخہ رہنا ضوری ہے قیمت حصہ اوّل سیرۃ الرسول ایک روپیہ آٹھ آنے حصہ دوم خلافت راشدہ دو روپے

نفائس القصص والحکایات قرآن مجید کے قصے نہایت سلیس اُردو میں دو حصے۔ قیمت چودہ آنے (۱۴ر)

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، پنجاب

بادۂ ناب یعنی مجموعہ رباعیات فارسی از میر ولی اللہ صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی وکیل ایبٹ آباد۔ حیات ملیہ اسلامیہ کے حقائق و معارف۔ کتاب مجلد ہے۔ قیمت عہ

لسان الغیب شرح دیوان حافظ معہ مکمل سوانح خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ۔ قیمت جلد اول عہ قیمت جلد دوم عہ

خلق عظیم اخلاقی مضامین پر احادیث نبوی کا مکمل مجموعہ۔ ایک کالم میں حدیث عربی معہ اعراب۔ دوسرے کالم میں اردو ترجمہ۔ جابجا تشریحی نوٹ۔ کتاب ۱۴۸ ابواب پر مشتمل ہے قیمت مجلد عہ

نمکدانِ مصاحبت اردو فارسی اور عربی کے بہترین۔ علمی۔ ادبی۔ تاریخی اور شاعرانہ لطائف کا مجموعہ۔ قیمت عہ

کاس الکرام رباعیات حکیم عمر خیام کی مفصل شرح اور آپ کے مفصل حالات زندگی۔ قیمت ۳؎

بندگی امام ابن تیمیہؒ کی مشہور کتاب العبودیت کا اردو ترجمہ۔ حقائق دینی اور عقائد اسلامی کی نہایت جامع کتاب ہے۔ قیمت عہ

زاد المسافرین حکیم ناصر خسرو کی وہ کتاب جو عرصہ سے نایاب تھی اور اب مطبع کاویانی نے نہایت خوبی و اہتمام کے ساتھ طبع کرائی ہے قیمت ۱؎

گلستان شیخ سعدی شیرازی کی کتاب جدید قالب میں نظر آتی ہے۔ کاغذ عمدہ طباعت نفیس اور سرورق خوبصورت مطبوعہ جرمنی۔ قیمت عہ

تلغراف بی سیم فارسی میں وائرلس ٹیلیگرافی پر قابل قدر تصنیف ہے جس میں متعدد نقشے اور تصویریں اور بلاک شامل ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

حمائل شریف مترجم معہ ترجمہ و تفسیر حجم ۲۹۲ صفحات، ترجمہ نہایت عمدہ بامحاورہ۔ کاغذ گلابی جلد چرمی۔ ہدیہ چار روپے (للعہ)

دریائے لطافت جس میں اردو شاعری صرف و نحو منطق عروض و قافیہ معانی و بیان کی پوری تفصیل ہے۔ مؤلفہ سید انشاء اللہ خاں صاحب انشاء۔ قیمت مجلد عہ

نکات الشعراء یعنی تذکرہ شعرائے اردو مؤلفہ میر تقی صاحب میر قیمت مجلد عہ

تذکرہ شعرائے اردو مؤلفہ میر حسن صاحب دہلوی مؤلف مثنوی بدر منیر۔ قیمت مجلد دو روپے (عہ)

فلسفہ جذبات نفسیات کے شعبہ جذبات پر اردو زبان میں پہلی کتاب مصنفہ مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے۔ قیمت مجلد عہ

فلسفہ تعلیم قیمت مجلد تین روپے علاوہ محصولڈاک

سرگذشت حیات زندگی یا حیات کی آپ بیتی قیمت مجلد عہ

لغات اصطلاحات علمیہ کئی سال کی مسلسل محنت اور مختلف ماہرین فن و ماہرین لسان کی کاوش و کوشش کا نتیجہ ہے مصنفین مترجمین اور معلمین کیلئے ناگزیر ہے قیمت مجلد ۶؎

جاپان اور اسکا تعلیمی نظم و نسق قیمت مجلد تین روپے

بجلی کے کرشمے قیمت مجلد عہ

محاسن کلام غالب قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

القول الاظہر قیمت مجلد ایک روپیہ

محاصرہ پیرس گذشتہ جنگ میں پیرس کا زبردست محاصرہ۔ اہل فرانس کی مدافعت۔ اتحادیوں کے جوڑ توڑ۔ جدید آلات سائنس کے حیرت انگیز کرشمے۔ عشق صادق کی فتح۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸/)

سراب فیشن جس میں مغربی تہذیب کی ایک فدائی خاتون کا حیرتناک انجام۔ اکل حلال کی فضیلت۔ تجارت کا موازنہ۔ تقلید اغیار کا عبرتناک نتیجہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

نازنین مراکش ایک تاریخی اور قابل دید ناول قیمت ۸/

نقاب پوش ترک ہوا باز جنگ اناطولیہ کے حالات قسطنطنیہ پر انگریزی قبضہ کی داستان۔ قیمت ۸/

ہاجرہ کی کامیابی سچی محبت کا دلچسپ فسانہ ہندوستانی معاشرت کی گوناگوں خرابیوں اور نقائص سے بحث کی گئی ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

انقلاب سیاسی علامہ جرجی زیدان کے ایک تاریخی اور عشقیہ ناول کا اردو ترجمہ جس میں انقلاب مصر کے وقت کے واقعات دلچسپ فسانہ کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت عہ

فتاۃ غسان علامہ جرجی زیدان کے ناول کا ترجمہ۔ قیمت ۳؎

عروس مصر علامہ جرجی زیدان کے ایک تاریخی ناول کا اردو ترجمہ۔ قیمت دو روپے (عہ)

ندائے غیب مرتبہ مولانا سعید انصاری قیمت آٹھ آنے (۸/)

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

تصانیف حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

ہندی ترجمہ و تفسیر قرآن مجید
چار سو بیس صفحے۔ کاغذ، لکھائی چھپائی عمدہ۔ ابتدائی پندرہ ۱۵ پارہ کی پہلی جلد۔ ہدیہ پانچ روپے (ﷲ/)
جلد دوم۔ ہدیہ پانچ روپے .. (ﷲ/)

قلمی قرآن مجید آٹھ سو بہتر صفحے ہیں۔ غازی اورنگ زیب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کا فوٹو لیکر چھپوایا گیا ہے۔ ہدیہ عہ/

عام فہم تفسیر اردو پورے قرآن مجید کے تیس پارے صفحات دو ہزار ایک سو پینسٹھ ہیں لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ عربی متن اور اردو ترجمہ ہدیہ مجلد ۱۲ غیر مجلد ۱۰

تشریح بخاری پارہ اول ایک سو چھتیس صفحے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ عربی متن اور اردو ترجمہ۔ قیمت عہ/

تشریح بخاری پارہ دوم دو سو اکسٹھ صفحے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ عربی متن اور اردو ترجمہ۔ قیمت عہ/
ایضاً پارہ سوم، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم ترجمہ سمیت چھپ کر شائع ہوگئے ہیں۔ ہدیہ فی پارہ عہ/

قرآن آسان قاعدہ بہتر صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا باتصویر قیمت ۸/ ارزاں ایڈیشن کی قیمت ۲/

تعلیم القرآن چھیانوے صفحے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ قیمت ۸/

میلاد نامہ ایک سو سولہ صفحے میلاد کی مجلسوں میں پڑھنے کے قابل قیمت عہ/

سیرۃ نبوی سات سو چار صفحے عکسی تصویریں خواجہ صاحب کی نئی تصنیف جو تمام ملک میں مقبول ہوئی قیمت دو روپے (عہ/)

خلاصہ سیرۃ نبوی بڑی سیرۃ نبوی کا خلاصہ بچوں کیلئے قیمت ۱۲/

محرم نامہ ایک سو اٹھائیس صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا محرم کی مجلسوں میں پڑھا جاتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ/)

یزید نامہ ایک سو چوالیس صفحات لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا بنی امیہ کی مفصل تاریخ ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ/)

سلاطین عباسیہ حصہ اول ایک سو بانوے صفحے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی چھپائی عمدہ بنی عباس کی مفصل تاریخ ہے۔ قیمت عہ/

سلاطین عباسیہ حصہ دوم ایک سو اڑسٹھ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ بنی عباس کی مفصل تفسیر ہے۔ قیمت عہ/

فاطمی دعوت اسلام دو سو چالیس صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ۔ بنی فاطمہ کے تبلیغی کام کی مکمل تاریخ ہے قیمت تین روپے .. .. .. (سے/)

رسول کی عیدی بتیس صفحات۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ مسلمان بچوں کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۲/

اردو دعائیں اسی صفحے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ اس میں عربی دعائیں بھی ہیں قیمت ۸/

مفلسی کا مجرب علاج بتیس صفحات۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اچھی خواجہ صاحب کی سب سے پہلی تالیف ہے۔ قیمت ۴/

اعمال حزب البحر ۹۶ صفحے کاغذ بھی عمدہ اور لکھائی چھپائی بھی اچھی۔ قیمت ۱۰/

مرشد کو سجدہ تعظیم ۱۲ صفحے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ قیمت ۸/

شامی جہاد پانسو تیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ معمولی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہاد کی تاریخ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)

غزنوی جہاد چونسٹھ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ سلطان محمود غزنوی کے جہادوں کی تاریخ۔ قیمت آٹھ آنے .. (۸/)

گیارہویں نامہ اسی صفحے کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ حضور غوث الاعظم کی سوانح عمری قیمت ۱۲/

خلاصہ تعلیم تصوف چالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۶/

لاہوتی آپ بیتی سولہ ۱۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۲/

اردو خطبے دو سو چوبیس صفحے کاغذ اعلیٰ درجہ کا لکھائی چھپائی معمولی۔ ایک سال کے خطبے جمعہ کیلئے نہایت عمدہ۔ قیمت عہ/ مجلد عہ/

امام الزمان کی آمد چوراسی صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱۰/

لے حضور کا سلام آٹھ صفحے نعتیہ مضمون قیمت ایک آنہ (۱/)

قبروں کے غیبی نوشتے تیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ عجیب و غریب الواح مزارات۔ قیمت ۴/

انگریزوں کو دعوت اسلام چوبیس صفحے لکھائی چھپائی اچھی کاغذ معمولی۔ قیمت دو آنے .. .. (۲/)

خدائی انکم ٹیکس کلکٹر اسی صفحے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ کاغذ معمولی۔ زکوٰۃ کے مفصل مسائل قیمت ۱۰/

فلسفہ شہادت آٹھ صفحے شہادت حضرت امام حسین کا فلسفہ قیمت ایک آنہ (۱/)

ملنے کا پتہ:- منیجر دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

حق پرستوں پر ستم — سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا
صحابہ کرامؓ کے مصائب کا تذکرہ۔ قیمت ۲؍

تین شہید — سولہ صفحے۔ تین نامور شہیدوں کا تذکرہ۔ قیمت دو آنے

چار درویشوں کا تذکرہ — اٹھائیس صفحے خوبصورت ٹائیٹل
لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ قیمت ۳؍

داعیٔ اسلام — چالیس صفحے۔ لکھائی۔ چھپائی عمدہ کاغذ معمولی۔ وہ مشہور رسالہ جس کی
تمام ہندوستان میں دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت ۳؍

تبلیغی مرثیے — سولہ صفحے۔ لکھائی۔ چھپائی اچھی کاغذ معمولی۔ نثر کے اردو
مرثیے۔ قیمت ایک آنہ .. .. (۱؍)

عرب کا ارتداد — چوالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ معمولی۔ وفات
رسولؐ کے بعد کی مفصل تاریخ۔ قیمت ۴؍

عید کارڈ — ایک سو چھتیس کارڈوں کا مجموعہ بتیس صفحات۔ قیمت دو آنے

اسلام کا انجام — چونسٹھ صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ بادامی قیمت ۶؍

تبلیغی اشتہاروں کا پہلا مجموعہ
ایک سو بتیس صفحے کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۸؍

اسلامی رسولؐ — بتیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ درمیانی
مختصر سیرۃ نبویؐ۔ قیمت تین آنے (۳؍)

اسلامی توحید — چوبیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۲؍

تاکید نماز — بتیس صفحات۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی
عمدہ۔ قیمت دو آنے .. .. (۲؍)

جانباز مسلم — سولہ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ اسلام کے
فدائی لوگوں کے تذکرے۔ قیمت ۲؍

اسلام کے ضروری عقائد
تیس صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی درمیانی قیمت ۲؍

اسلامی رسولؐ کے معجزات
اڑتالیس صفحے۔ رنگین سرورق۔ کاغذ اور
لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت چھ آنے (۶؍)

محمدؐ درشن — اٹھاسی صفحے۔ رنگین سرورق۔ کاغذ اور
لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ نظم و نثر
اعلیٰ مضامین۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

ترکیب نماز — چوبیس صفحے۔ لکھائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا
قیمت دو آنے .. .. (۲؍)

مسلمان مہارانا باتصویر
دوسو اٹھاسی صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ
رنگین سرورق۔ ساڑھے پانچ لاکھ راجپوتوں کے
مسلمان ہونے کا تذکرہ۔ قیمت ۸؍

نادان وہابی — سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱؍

حلال خور — اسی صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ بادامی۔ قیمت ۸؍

ہندو مذہب کی معلومات
چونسٹھ صفحے۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ درمیانی
قیمت آٹھ آنے .. .. (۸؍)

سلاطین بہمنی — اسی صفحے سرورق رنگین کاغذ عمدہ قیمت ۸؍

بیگمات کے آنسو — ایک سو چھتر صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ
درجہ کا۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (۱؍۸)

انگریز فرنگی بنیا — چونسٹھ صفحے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت ۸؍

محاصرۂ دہلی کے خطوط — بتیس صفحے۔ رنگین ٹائیٹل۔ کاغذ اور
لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت چار آنے (۴؍)

بہادر شاہ کا مقدمہ — دو سو اسی صفحات لکھائی چھپائی عمدہ
کاغذ درمیانی۔ قیمت دو روپے (عہ؍)

گرفتار شدہ خطوط — ایک سو چوالیس صفحے لکھائی چھپائی اچھی
کاغذ درمیانی۔ قیمت سوا روپیہ .. (۱؍۴)

غدر دہلی کے اخبار — چوبیس صفحے لکھائی چھپائی اچھی
کاغذ درمیانی۔ قیمت چار آنے .. (۴؍)

غالب کا روزنامچۂ غدر
بہتر صفحے۔ رنگین ٹائیٹل۔ لکھائی چھپائی اور
کاغذ عمدہ۔ قیمت بارہ آنے .. (۱۲؍)

دہلی کی جاں کنی باتصویر
ایک سو صفحے۔ رنگین ٹائیٹل۔ لکھائی چھپائی اور
کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ایک روپیہ (۱؍)

دہلی کا آخری سانس — دو سو چار صفحے قیمت ۱؍۸

غدر دہلی کی صبح و شام — دو سو بہتر صفحے لکھائی چھپائی
اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (۱؍۸)

دہلی کی آخری شمع — ایک سو صفحے۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱؍

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب**

بیوی کی تعلیم — ایک سو اٹھاسی صفحے۔ رنگین سرورق۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ۔ قیمت عہ

بیوی کی تربیت — ایک سو بیس صفحے۔ رنگین سرورق۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی — ایک سو بیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت عہ

عورت نامہ — سولہ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت ۴ر

اردو سبق با تصویر — چونسٹھ صفحے۔ رنگین سرورق۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں — بانوے صفحے رنگین سرورق کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۸ر

جگ بیتی کہانیاں — اسی صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ۸ر

تاریخ مسیح — دو سو سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت عہ

کرشن بیتی — ایک سو بانوے صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت عہ

جرمنی خلافت — چونسٹھ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۶ر

شیطان کا طوطا — سولہ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۲ر

سی پارۂ دل — چار سو صفحے۔ رنگین سرورق۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت دو روپے (عہ)

طمانچہ بر رخسار یزید — ۱۱۴ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت عہ

کم تو موت — ۱۲۰ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت عہ

مرگ نامہ — اڑتالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ قیمت ۶ر

چٹکیاں اور گدگدیاں — ۱۱۲ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۱۲ر

فرام قبلہ ٹو شملہ — سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۲ر

پڑوس کے ستیرہ باجی — سولہ صفحے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۲ر

روسیہ عالم سکرات میں — سولہ صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ بادامی قیمت ار

نمونہ جنگ صفین — سات سو آٹھ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ خواجہ صاحب اور مسٹر محمد علی کی قلمی جنگ کا تذکرہ۔ قیمت دو روپے (عہ)

اتالیق خطوط نویسی ہر سہ حصہ — ایک سو باون صفحے۔ سرورق رنگین۔ لکھائی اور چھپائی عمدہ قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

پھکنی دست پناہ — آٹھ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی قیمت ار

دل کی عیدیاں — چھتیس صفحے رنگین سرورق لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت پانچ آنے (۵ر)

آپ بیتی حسن نظامی — ایک سو چالیس صفحے لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت سوا روپیہ (عہ)

روزنامچہ حسن نظامی سنہ ۱۹۲۴ء — ۳۴۴ صفحے۔ رنگین ٹائٹل لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت عہ

لڑائی کا گھر — چھپن صفحے۔ رنگین سرورق لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

گاندھی نامہ — باون صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ درمیانی۔ قیمت ۸ر

سفرنامہ مصر و شام و حجاز با تصویر — ۱۹۲ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت عہ

سفرنامہ ہندوستان — چھیانوے صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

سیر دہلی با تصویر — چھیانوے صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت عہ بلا تصویر قیمت ۱۲ر

سناتن سندیسہ — ۱۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ار

غازی مرقع — بڑا سائز ۱۶ صفحے اور ہر صفحہ پر ایک خاص تصویر غازی عصمت پاشا کی۔ بہت اعلیٰ کاغذ۔ عمدہ چھپائی۔ قیمت ۴ر

توپ کا کاگ — سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ار

ہڑیال کی گھڑیال — تین صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ار

سادھو سنگٹ — سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ار

بلاوا — سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ار

سکھ قوم — باون صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ معمولی۔ قیمت ۶ر

پنواڑی کی دکان — بتیس صفحے لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ۳ر

ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب**

تعلیم خدمتگاری کی چوالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ
کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت تین آنے (۳/)

سکھوں کا رستہ چوبیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ
کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت ایک آنہ (۱/)

خوشامدی و سرکش کی بتیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ
اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت دو آنے .. (۲/)

حلوائی کی تعلیم چھپن صفحے۔ لکھائی اور چھپائی عمدہ
کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت آٹھ آنے (۸/)

ترغیب حساب بتیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ اعلیٰ درجہ کا قیمت ۲/

بچوں کی کہانیاں باتصویر
اڑتالیس صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ
اعلیٰ درجہ کا۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

آواز سولہ صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ
قیمت ایک آنہ (۱/)

خدائی انکم ٹیکس چھوٹا سولہ صفحے کا رسالہ ہے
قیمت ایک آنہ

دس سبق سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی
چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۳/

مسلمان اور مہاراجہ الور کا آٹھ صفحے کا رسالہ ہے
لکھائی چھپائی۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت دو پیسے

مسلمان مہارانا کی تقریر کا سولہ صفحے کا رسالہ ہے
کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت ایک آنہ

مجالس حسنہ اٹھاسی صفحے کی کتاب ہے
لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۱/

کائنات ہستی حصہ اوّل
ایک سو بارہ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی
چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱۴/

تمباکو نامہ و ترک سگرٹ
سولہ صفحے کا رسالہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور
کاغذ بہت عمدہ ہے۔ قیمت ۳/

نپولین کے تاریخی اقوال
۱۶ صفحے کا رسالہ ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت ۲/

کتاب تسلی ایک سو بارہ صفحے۔ لکھائی چھپائی
اور کاغذ نہایت عمدہ
اعمال حزب البحر کا دوسرا حصہ ہے۔ قیمت عہ/

غدر کا نتیجہ ۲۴ صفحے کی کتاب ہے لکھائی
چھپائی کاغذ عمدہ قیمت عہ/

قیصر جرمنی کا ایمان ۱۶ صفحے کا رسالہ
قیمت ۱/

سیرۃ امام حسین علیہ السلام آرٹ پیپر پر چھپی ہے
مخملی جلد ہے۔ ہر صفحہ پر
ایک مضمون ختم ہو گیا ہے۔ ایسی سیرۃ جو خستہ ہو
اور جس میں نہایت تحقیق کے ساتھ بالکل نئے واقعات
سیدنا امام حسین علیہ السلام کے متعلق جمع کئے ہوں
اب تک نہیں چھپی۔ قیمت دو روپے (عگ/)

ریلیجن آف پیس قرآن مجید کے وہ مضامین
جن سے امن اور صلح کی
تبلیغ ہوتی ہے نہایت عمدہ تفسیر کے ساتھ انگریزی
زبان میں لکھے گئے ہیں اور خواجہ صاحب نے
یہ کتاب تیار کرائی ہے قیمت دو روپے (عگ/)

پہلا حصہ قرآنی قاعدہ کی قرآن مجید کے پڑھنے
والے بچوں کے لئے
یہ قاعدہ خواجہ صاحب نے ابھی حال میں لکھا ہے مختلف
صوبوں اور ریاستوں میں داخل نصاب ہو گیا ہے
۱۶ صفحے۔ کاغذ بہت موٹا اور عمدہ خط بہت روشن۔
چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت ایک آنہ (۱/)

دوسرا حصہ چالیس آیت کی سولہ صفحے
لکھائی چھپائی
کاغذ نہایت عمدہ۔ بچوں کی تعلیمی سائنس کے بموجب
لکھا گیا ہے۔ قیمت ایک آنہ .. (۱/)

تیسرا حصہ گیارہ سورۃ کی بچوں کے یاد کرنیکے
قابل گیارہ سورتیں
جمع کی ہیں۔ ۱۶ صفحے۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱/

چوتھا حصہ سترہ سورۃ کی سولہ صفحے۔ لکھائی
چھپائی۔ کاغذ عمدہ
بچوں کے یاد کرنیکے قابل سورتیں۔ قیمت ایک آنہ

قرآنی بول چال کی حضرت خواجہ صاحب نے
اس رسالہ میں اُن
آیات کو جمع کیا ہے۔ جن کے یاد کر لینے سے
بات چیت کے وقت خود بخود قرآن مجید کی
آیتیں بچوں کی زبان پر آ جاتی ہیں۔ قیمت ۱/

اسکول کی دعا کی سولہ صفحات۔ لکھائی
چھپائی۔ کاغذ عمدہ۔
اس رسالہ میں خواجہ صاحب نے عربی
اور اردو میں بچوں کے لئے ایسی دعا لکھی
ہے جو تعلیم شروع ہونے سے پہلے بچے
پڑھتے ہیں اور اس سے ان کو عربی زبان سے
تعلق بھی پڑتا ہے۔ اور اردو میں خدا سے
دعا مانگنے کی عادت بھی ہوتی ہے۔ قیمت ۱/

(محصول ڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ: **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب**

نامور حضرات کی بہترین اسناد

والیانِ ریاست

آب حیات کے فوائد کے متعلق ریاست دتیا کا شاہی فرمان

پ کا آب حیات نہایت مفید دوائی ہے اور اکثر اوقات تجربہ سے نہایت بیش قیمت ثابت ہوا ہے۔ (دستخط)

خان بہادر نواب سر قاضی عزیز الدین احمد سی آئی ای۔ او بی ای دیوان ریاست دتیا)

ہر ہائینس جناب بیگم صاحبہ بھوپال

(بذریعہ افسر انتظام باورچیخانہ)

حضور عالیہ کے حکم کے مطابق عرض ہے۔ آپ کی دوائی پچھلا سٹاک ختم ہو گیا ہے مزید چار شیشیاں بھیجکر مشکور فرمائیں۔

ہز ہائینس مہاراجہ ادھیراج صاحب بہادر دربھنگہ

(بذریعہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب)

حضور والا نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں مزید چھ درجن شیشی بھیجنے کیلئے آپ کو تکلیف دوں۔ آپ کی دوائی نے محلات میں متعدد امراض پر جن کی مختلف وجوہات تھیں قابل تعریف اثر دکھایا۔

آنریبل راجہ جنید اجور سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست چنہ اپور ایر یلی

آپ کا آب حیات دوائی نہیں بلکہ طلسم ہے۔ ۳۵ شیشیاں اور بھیجکر مشکور فرمائیں!

لفٹنٹ کرنل راجہ سر جے چند صاحب بہادر کے سی ایس آئی ای والئے ریاست لمبا گاؤں (کانگڑہ)

آپ کی دوائی کئی مرضوں پر مفید ثابت ہوئی ہے چار شیشیاں اور بھیجکر مشکور فرمائیں!

میڈیکل افسر صاحبان

کپتان آر سی ناتھ صاحب آئی ایم ایس سپرنٹنڈنٹ ڈالگور شہر مدراس

آپکی دوائی آب حیات و طلائے نادر جو میں نے منگائی تھیں بہت مفید ثابت ہوئیں۔ میں اپنے زیر علاج مریضوں کو آپ کی ادویہ کے استعمال کی سفارش کرتا رہتا ہوں۔

ڈاکٹر جے۔ ایمیڈیکن صاحب بہادر ایل آر سی۔ پی اینڈ ایس (انگلینڈ) سول سرجن لوٹائی برہما

آپ کا آب حیات نہایت مفید دوائی ہے پچھلے دو ہفتوں میں تین آب حیات چوبیس پیسہ کی دوائی منگا چکا ہوں۔ آئندہ بلا میری درخواست کے ہر ماہ تین شیشیاں بھیجدیا کریں۔

کپتان ایم۔ اے فاروقی صاحب ایم ایس ایم ڈی آئی سپیشلسٹ ملٹری سرجن لاہور چھاؤنی

میں روز ولایت کے چند مشہور ڈاکٹروں کے زیر علاج رہی لیکن کسی جگہ سے اسے فائدہ نہ پہنچا میں نے آپ کا آب حیات استعمال کی غرض سے اس کو دیا اسکی مرض رفع ہو گئی۔ اب وہ بالکل اچھی ہو گئی ہے۔

صوبیدار ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب فرسٹ کلاس سینئر سب اسسٹنٹ سرجن کنٹونمنٹ ڈسپنسری ساگر چھاؤنی

میں عرصہ سے آپ کے آب حیات اور نمک سلیمانی کا خریدار ہوں میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہر دو ادویہ نہایت مفید اور موثر ثابت ہوئی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آب حیات جملہ امراض کے جراثیم کے لئے بے نافع اور جسم کے دردوں کے لئے بے حد مفید ہے بدن کی دردوں کے لئے یہ جادو کی طرح اپنا اثر دکھاتی ہے میں ہمیشہ مریضوں کو انگریزی مکسچروں میں آب حیات کے چند قطرے ملا کر دیتا ہوں۔ گلے کے سخت امراض نمونیا سعال شعر یہ (درد پسلی) جراثیم مرض سل و دق کے دفعیہ اور ترقی ہضم کیلئے جو انگریزی مکسچر دیتا ہوں اس میں آب حیات ملا دینے سے مدد بہت بڑھ جاتی ہے میں دو شیشی آب حیات اور تین شیشی نمک سلیمانی اپنی پرائیویٹ پریکٹس کے لئے آپ سے منگا چکا ہوں۔

خانصاحب صوبیدار ڈاکٹر امام علی خاں صاحب سینئر سب اسسٹنٹ سرجن داؤد نگر ضلع گیا

میں ہر ایک ہندوستانی جنٹلمین سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ آب حیات کو ہمیشہ موجود رکھے میں نے اپنے مریضوں پر اسے ہیضہ پیچش اسہال۔ بدہضمی بخارات اور ہر قسم کی دردوں میں استعمال کیا اور نتیجہ ہمیشہ خاطر خواہ نکلا۔

ادویات ملنے کا پتہ: منیجر کارخانہ آب حیات پنڈی بہاؤالدین۔ ڈاکخانہ صوفی آبحیات

ڈپٹی کمشنر بہادر مجسٹریٹ و جج صاحبان

این۔ ایس۔ لوکر صاحب سشن جج دہاڑواڑ

آب حیات کو میں نے سر درد۔ درد دانت اور بچھو کے کاٹے پر استعمال کیا نہایت مفید ثابت ہوا

سی۔ ایف۔ سٹک لینڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گجرات

کارخانہ آب حیات کا کاروبار نہایت ترقی پر ہے جو اسکے مالک کی ایمانداری پر دال ہے

خان بہادر مولوی نہال الدین احمد صاحب کلکٹر ضلع اوناؤ

آب حیات نہایت مفید دوائی ہے ہر گھر اور ہر جیب میں ہر وقت اور ہر جگہ پاس رکھنی چاہیئے

سید احمد حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر افسر مال گجرات حال ملتان

مہربانی کرکے چار شیشی آب حیات اور دو شیشی نمک سلیمانی بھیجدیں۔ دونوں ادویہ نے اعلیٰ درجہ کا فائدہ دیا ہے۔

امیر احمد صاحب علوی ڈپٹی کلکٹر رخصتی کاکوری ضلع لکھنؤ

آپکا نمک سلیمانی دو تین سال سے استعمال کرتا ہوں بہت سے اعزہ واحباب نے اس کا تجربہ کیا واقعی مفید چیز ہے۔

خانصاحب محمود علی خاں عرف آغا علی خانصاحب تعلقدار و سپیشل مجسٹریٹ محمود منزل دریا آباد۔ الہ آباد

واقعی آپکا آب حیات عجیب و غریب تاثیر کا ہے ہر مرض کی ایک دوا کی ایجاد قابل مبارکباد ہے نمک سلیمانی جملہ امراض معدہ کیلئے اکسیر ثابت ہوا۔ اعوان ہیر آئیل بھی مفرح دماغ اور نہایت اچھی خوشبو کا تیل ہے۔

ڈاکٹر محمد غوث صاحب بہادر پنشنر ڈپٹی کلکٹر ویلور احاطہ مدراس

میں کئی سال گذشتہ سے آپکی ادویات کو استعمال کر رہا ہوں جو نہایت مفید اور سریع التاثیر ہیں میں آب حیات اور نمک سلیمانی کا خاص کر مداح ہوں میں ان کو ہمیشہ اپنے گھر استعمال کرتا ہوں میرے اکثر دوست خود اور نیز انکے خاندان ان دواؤں کو استعمال کرتے ہیں میں احاطہ مدراس میں بتقریب ملازمت جہاں جہاں گیا ہوں وہیں میں نے ان ادویات کی اشاعت کی ہے۔ آب حیات اور نمک سلیمانی کو میں نے مفصلہ ذیل امراض میں استعمال کرکے یا کرا کے مفید پایا ہے:۔

امراض چشم۔ دق و سل۔ پیچش۔ اسہال۔ بواسیر۔ امراض گردہ۔ اورام مفاصل نقرس۔ ذیابیطس۔ ہر طرح کے بخار۔ کمزوری جسم۔ مستورات کے ایام کی خرابی درد دانت۔ صفائی خون۔ بھڑ اور بچھو کے کاٹے پر۔ مرگی۔ کرم شکم۔ کھانسی۔ دمہ۔ ہیضہ۔ جوڑوں کا درد۔ اور کئی دیگر امراض میں انہوں نے فوری اثر دکھایا ہے۔

رائے صاحب منشی تربینی سہائے ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ بلیوں

آپکے کارخانہ کی ادویات ہم دورہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ آب حیات اور نمک سلیمانی دونوں دوائیں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ نمک سلیمانی سے امراض شکم قریب قریب سب دور ہوتے چلے گئے ہیں۔ اگر آپ میرے فیض عام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو قیمت میں کچھ رعایت کریں۔ کیونکہ میں مفت بلا قیمت تقسیم کرتا ہوں)۔

سرش چندر رائے صاحب جج فرید پور بنگال

معدہ کی تمام خرابیوں خصوصاً اسہال پیچش کیلئے آپ کا نمک سلیمانی جادو کا اثر رکھتا ہے میں نے اس کو خود استعمال کیا ہے۔ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو دیا ہے جو سب کے سب اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

سی وی رگھوایر صاحب بہادر ریٹائرڈ اگزیکٹو افسر پالکھاٹ (مالابار)

یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ آب حیات ایسی دوائی ہے کہ اسے سونے کے ساتھ تول کر خرید اجائے تو بھی سستی ہے میں کئی سال سے اسکو استعمال کرتا اور منگاتا ہوں اور مجھے اس کے اعجاز مسیحائی پر پورا یقین۔ کلی بھروسہ اور دلی اعتماد ہے۔ لوگ ایک ایک دو دو قطروں کے واسطے میرے پاس دوڑے چلے آتے ہیں۔ خواہ مریض کو کوئی سی بیماری بھی ہو باوجودیکہ ان کو معلوم ہے کہ میں کوئی حکیم وید طبیب یا ڈاکٹر نہیں ہوں لیکن ان کو دوائی کے تعجب خیز اثر پر پورا پورا اعتماد ہے۔ دوائی لگاتے ہی یا پہلی خوراک استعمال کرتے ہی ان کو تسلی حاصل ہو جاتی ہے۔ میں صرف اس قدر کرتا ہوں کہ دوائی لوگوں کو مفت تقسیم کرتا ہوں اور خاص توجہ سے طریق استعمال بتاتا ہوں۔

خان بہادر رانا محمد علی خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رئیس و آنریری مجسٹریٹ درجہ اول ہریانہ ضلع شاہ پور

کارخانہ آب حیات نہایت ایمانداری اور صفائی سے بہت مفید خدمت ملک کی کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اس کارخانہ کی تیار کردہ دوائی آب حیات اگر حسب ہدایت استعمال کی جائے تو بہت جلد اپنا اثر مریض پر ظاہر کرتی ہے میں ہمیشہ اپنے گھر میں ایک دو شیشیاں موجود رکھتا ہوں۔

سبتیا راماؤ نیڈو صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل انگول ضلع گنٹور احاطہ مدراس

میری لڑکی کو ماہواری ایام میں سخت درد ہوتا تھا۔ آب حیات کے استعمال سے اسکی تکلیف رفع ہو گئی اور اسے پوری صحت حاصل ہو گئی۔ میری نصیحت یہ ہے کہ ہر ایک آدمی حتیٰ کہ بالکل تندرست شخص کو بھی ایک شیشی آب حیات کی ہر وقت جیب میں رکھنا چاہیئے جہاں جائے دوائی پاس موجود رہے۔

ادویات ملنے کا پتہ:۔ مینیجر کارخانہ آب حیات پنڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آب حیات

یو ٹون یو صاحب بی ٹی ڈویژنل افسر مجسٹریٹ درجہ اوّل ین ما ہین برہما

پندرہ سال کا عرصہ ہوا جب میں نے آپکا اشتہار دیکھکر پہلی دفعہ آپ کی دوائی منگائی۔ اُس وقت میری بیوی کی عمر تیس سال کی تھی۔ اُسے بچپن سے سینہ میں درد رہتی تھی۔ اگر وہ کوئی ٹھنڈی چیز استعمال کرتی تو درد معًا شروع ہوجاتا۔ میں نے اُسے آبِ حیات تین قطرہ کی خوراک سے دینا شروع کیا۔ اس سے اُسکی تکلیف ہمیشہ کیلئے رفع ہوگئی۔ ایکدفعہ میرے اپنے کان میں شدت کا درد تھا آبِ حیات کے استعمال سے فوراً آرام آگیا۔ میرے ایک ہندوستانی دوست کو کُتے نے کاٹ کھایا۔ مہینہ بھر تک اُس کے زخم کا اندمال نہ ہوا۔ آبِ حیات کے لگانے سے اُسے بہت جلد صحت حاصل ہوگئی۔ میرے گھر کی ایک لیڈی کو عارضہ سوءِ ہضم کے باعث نیند نہ آتی تھی۔ آبِ حیات کے استعمال سے اُس کی تکلیف جا رہی۔

دلوی پرشاد ورما صاحب ڈپٹی کلکٹر گورکھپور

آپکے آبِ حیات کے استعمال سے سوزاک کے لئے ایک مریض کو فائدہ ہوا اور پیپ کا نکلنا فوراً بند ہو گیا مریض کی صحتیابی سے میں خوشی کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یو مونگ گئی صاحب پنشنر افسر خزانہ و اگسٹرا اسسٹنٹ کمشنر میمیو برہما

میں نے آبِ حیات کو مختلف امراض خصوصًا ہیضہ۔ درد سر۔ قرحہ۔ زخم ہائے جسم وغیرہ پر استعمال کیا اور حیرت انگیز طور سے فوری صحت حاصل ہوئی میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ دوائی معًا اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور میں اپنے جُملہ برہمی احباب سے اسکے استعمال کی سفارش کرتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ برہما میں یہ خوب بکے گی۔

قاضی محمد علی صاحب جسٹس آف دی پیس قاضی شہر بمبئی

آپکے ہاں کا آبِ حیات بہت مرضوں پر مفید ثابت پایا۔ آپ کا سُرمہ بھی نہایت مفید اور دُوسرے سُرموں سے اچھا ہے۔

افسران محکمۂ پولیس

ڈبلیو این لٹلم صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گجرات پنجاب

میں کارخانہ آبِ حیات کی شہرۂ آفاق دوائی آبِ حیات کا دل سے مداح ہوں۔ کیونکہ مجھے اس نے وجع المفاصل میں صحت بخشی۔

اے۔ بی اینڈرسن صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع سنڈوے برہما

آپ کی دوائی نے بدن کی دردوں کیلئے اعجاز مسیحائی دکھایا۔ تین شیشی اور بھیجدیں۔

کپتان غلام محی الدین صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس جالندھر شہر

میں نے آپکے آبِ حیات کو درد گُردہ اور شدید خونی دستوں میں استعمال کیا اور مفید پایا

فوجی حکّام

میجر گرین صاحب بہادر کمانڈنگ افسر ملٹری فورس سکندر آباد دکن

مجھے اس امر کے اظہار سے بہت مسرت محسوس ہوتی ہے۔ کہ آپ کی دوائی آبِ حیات نہایت مفید اور سریع التاثیر ہوتی ہے۔

کپتان حسام الدین صاحب بہادر سی۔ آئی ۱۱/۱۲ فیلڈ فورس رجمنٹ نوشہرہ

میں آپ کی دوائی بطور خیرات تقسیم کرتا ہوں۔ جس کو دیتا ہوں اللہ تعالےٰ شفا دیتا ہے۔ واقعی یہ دوائی بے نظیر ہے۔

آنریری لفٹننٹ بھوانی سنگھ صاحب ۳/۷ راجپوت رجمنٹ لنڈی کوتل

بیس سال سے میں آپکی دوائی منگاتا ہوں جب میں جمعدار تھا تو پہلے ۱۹۱۰ء میں منگائی۔ ابتک ایک ہزار روپیہ سے زیادہ کی منگا چکا ہوں۔ پرتاب گڈھ میرے وطن میں میرے دوستوں نے اسکے علاوہ منگائی۔ میں بڑے وثوق سے تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی دوائی جملہ امراض کا تیر بہدف علاج ہے۔

سردار بہادر لفٹننٹ راجہ شیر علی خان صاحب او۔ بی۔ ای پنشنر ۱۴/۱۲ سکھ رجمنٹ موڑا تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

تھوڑا عرصہ ہوا میرے والد صوبیدار میجر شاہ نواز خان صاحب نمونیا سے بیمار ہوگئے۔ اُن کے بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ موت سامنے نظر آرہی تھی ہمارے ایک قریبی رشتہ دار سردار بہادر کپتان راجہ فقیر اللہ خان صاحب او۔ بی۔ ای کے پاس تھوڑا سا آبِ حیات تھا جو اُنہوں نے میرے والد صاحب کو دیا۔ پندرہ منٹ میں اُنکی حالت اچھی ہوگئی اور پھر پوری طرح صحتیاب ہوگئے۔ آبِ حیات واقعی آبِ حیات ثابت ہوا۔ میری رائے میں ہر ایک آدمی کو آبِ حیات پاس رکھنا چاہیئے۔

لفٹننٹ عبد الرشید صاحب بہادر بی ڈویژنل سگنل کوئٹہ

میں نے آبِ حیات کو خود بھی استعمال کیا ہے اور دُوسروں کو بھی دیا ہے۔ میں بڑی مسرت سے جناب کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے اس کو بہت مفید پایا ہے۔ جن لوگوں نے میری سفارش پر دوائی آپ سے منگائی وہ ہر طرح مطمئن ہیں۔

امراض معدہ کے لئے آپ کا نمک سلیمانی بڑی اچھی دوائی ہے۔ اور سُرمہ امراض چشم کا بہترین علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپکے کارخانہ کو ہر طرح کامیاب کرے۔

ادویات ملنے کا پتہ مینیجر کارخانہ آبِ حیات پنڈی بہاؤالدین۔ ڈاکخانہ صوفی آبِ حیات

افسران محکمہ تعلیم!

مونگ - زا - پو صاحب بہادر انسپکٹر مدراس مانڈلے

میں نے سات آٹھ سال ہوئے آب حیات کا استعمال شروع کیا۔ اُس وقت سے اب تک میں اسکو بطور فیملی میڈیسن ہمیشہ موجود رکھتا ہوں۔ میں نے اپنے متعدد احباب سے اس کے استعمال کی سفارش کی ہے۔ یہ دوائی فوراً اپنا اثر ظاہر کرتی ہے۔

جناب فیروز الدین صاحب مُراد پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

میں نے آب حیات فارمیسی کی ادویہ کو بالعموم اور آب حیات کو بالخصوص بہت نافع پایا ہے۔ آب حیات اسم بامُسمّٰی تیر بہدف دوائی ہے۔ اس کے استعمال سے خلق خدا کو بہت نفع پہنچا ہے۔

افسران پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ

خان بہادر سردار محمد حسن خان صاحب بی۔ اے پولیٹیکل افسر انچارج سابق امیر صاحب کابل از مقام مصوری

آپ کا آب حیات میرے اور بچوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ اسہال۔ پیچش۔ بدہضمی اور دُوسری چھوٹی بیماریوں میں اس نے بجلی کی طرح اپنا اثر دکھایا۔

ایچ۔ ایل۔ ٹھاکر صاحب پولیٹیکل ایجنٹ ریاست میسو

میں نے سر۔ کان اور دانتوں کے درد میں آپ کی دوائی کو نہایت مفید پایا ہے بدہضمی۔ جوڑوں کا درد اور خرابی معدہ کیلئے اکسیر ثابت ہوا میرا خیال ہے کہ ہر شخص جس کو اپنی گھر والوں۔ دوستوں اور عزیزوں کی صحت کی کچھ بھی پرواہ ہے اُسے ایک شیشی گھر میں ضرور رکھنی چاہیئے۔

افسران محکمہ جنگلات

جے این دت صاحب اسسٹنٹ کنسرویٹر فارسٹ ڈویژن نا سک

میں نے آپ کے کارخانہ سے نمک سُلیمانی۔ اکسیر عنبری ادویات طلب کیں۔ دونوں دوائیں سریع التاثیر اور مفید ہیں۔ نمک سلیمانی روزانہ استعمال کے لئے بہترین دوائی ہے۔

خانصاحب چوہدری محمد عظیم صاحب بھٹی اگسٹرا اسسٹنٹ کنسرویٹر فارسٹ کوٹلی

آب حیات مُسافروں کا رفیق اور سفر میں اچانک تکالیف کا مجرب علاج ہے،

افسران محکمہ ریلوے!

چوہدری سردار خان صاحب اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بی این ڈبلیو ریلوے

آب حیات دُنیا کی عجیب ترین اور بہترین ایجاد ہے۔ یہ ہر قسم کے بُخاروں اور امراض معدہ کیلئے مُفید ہے پچھلے دنوں جبکہ میں انگلستان سے آرہا تھا جہاز پر میرے ایک دوست کو ہیضہ ہوگیا میں نے اُس کو آب حیات کے چند قطرے گرم پانی میں دیئے اور اُس کو فوراً آرام آگیا اور اُس نے آپکی مُفید ایجاد کا شکریہ ادا کیا۔ میں تمام یورپین اور ہندوستانی مُسافروں کو جو جہاز پر سوار ہوں وثوق کے ساتھ سفارش کرتا ہوں کہ وہ آب حیات کی چند شیشیاں ضرور اپنے پاس رکھیں کیونکہ سمندری بیماری کیلئے یہ بہت اچھا علاج ہے۔

افسران پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ

جے۔ او جالس صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ بی ڈبلیو ڈی سیوندم

پچھلے سال میں نے آپکی دوائی استعمال کی تھی اور اسے ملیریا اور دُوسری بیماریوں میں استعمال کیا اور میں یہ لکھتے ہوئے نہایت خوش ہوں کہ یہ اکسیر ثابت ہوئی۔

خان بہادر ہیرے خان صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر آگرہ

آپ کا آب حیات اسم بامُسمّٰی اور نہایت مفید اور سریع التاثیر دوائی ہے۔

اے۔ جی۔ فرسائمن صاحب بہادر اگزیکٹو انجینئر پی ڈبلیو۔ ڈی ویلور

چونکہ آپ کی دوائی نے بہت سی بیماریوں میں فائدہ دیا اس لئے عرض ہے کہ دو شیشیاں اور بھیجدیں

وُکلاء صاحبان!

خان بہادر قاضی نذیر احمد صاحب پلیڈر میونسپل کمشنر ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ اناؤ

میرا اشتہاری ادویہ پر اعتبار نہیں تھا لیکن آب حیات کے استعمال نے میری رائے کو بدلدیا ہے میں نے آب حیات کو بدن کی دردوں اور قبض میں مُفید پایا ہے۔ رحم کے اندر درد کی حالت میں بھی آب حیات کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ کارخانہ آب حیات واقعی قدردانی کا مستحق ہے۔

بابو لالتا پرشاد صاحب وکیل گیا

میں نے آب حیات کو خود بھی استعمال کیا اور بہت سے مریضوں کو استعمال کیلئے دیا۔ یہ نہایت مفید اور بے ضرر دوائی ہے۔ یہ واقعی آب حیات کہلائے جانیکے قابل ہے۔

این ویدناتھا آئر صاحب ایم۔ اے وکیل مایا دارم

میں چار سال سے آپکی دوائیں استعمال کرتا ہوں۔ یہ حد درجہ مفید اور سریع التاثیر ہیں۔

ادویات ملنے کا پتہ: مینیجر کارخانہ آب حیات پنڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آبحیات

عالمگیر الیکٹرک پریس سید مٹھا بازار لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم صاحب پرنٹر چھپکر پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب سے شائع ہوا

مسلمان بچوں کیلئے قابلِ قدر نایاب تحفہ

پارہ اوّل عکسی رنگین

۷۸۶

پیکو آرٹ پریس کی اسلامی مطبوعات
میں سے پارۂ اوّل عکسی تیار ہو چکا
ہے جو صحت خوشخطی اور خوبصورتی
کے لحاظ سے دنیا بھر میں لاثانی ہے
مفصّل حالات و تجارتی نرخنامہ ایک
کارڈ لکھ کر مفت طلب فرماویں ۔
یہ پارے کی طرزِ تحریر کا نمونہ ہے
بخوفِ بے ادبی اصل عبارت نہیں لکھی
پیکو آرٹ پریس موچی دروازہ لاہور

ھدیہ ۴ر

اپنے شہر کے تاجروں سے طلب فرمائیں

یا پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر پیکو آرٹ پریس بیرون موچی دروازہ لاہور سے براہ راست منگوائیں

قرآن مجید کی صحیح اور شاندار طباعت

دس خوبیوں والا پارہ اوّل

فی زمانہ کلام پاک کی طباعت میں دانستہ یا نادانستہ جو بے احتیاطی ہو رہی ہے۔ وہ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ پچھلے دنوں اسلامی اخبارات نے بھی اس امر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور فرزندانِ اسلام کو کلام پاک کی صحیح طباعت کی طرف خاص توجہ دلائی۔ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی طباعت کے سلسلے میں یہ اوصاف کسی غیر مسلم مطبع میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتے۔ اس لئے ہم نے اپنے مذہبی فرض کا احساس کرتے ہوئے قرآن مجید کی صحیح اور شاندار طباعت کا اہتمام کیا ہے۔ فی الحال پہلا پارہ مکمل ہوا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

۱۔ ہر صفحہ دو رنگ کے فوٹو بلاک سے چھاپا گیا ہے۔

۲۔ کتابت ایک ایسے کہنہ مشق اور ماہر فن خوشنویس سے کروائی گئی ہے جس نے اپنی عمر میں پچاس سے زائد قرآن مجید لکھے ہونگے۔

۳۔ لکھائی میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کوئی لفظ ایک دوسرے میں نہ ملے اور تمام حرکات حروف کے نزدیک اور ٹھیک جگہ پر ہوں۔

۴۔ تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ امید نہیں کہ اس احتیاط کے بعد کسی نقطے یا حرکت کی بھی غلطی رہ جائے۔

۵۔ قرآن مجید کی تیاری میں کتابت سے لیکر جلد بندی تک کے تمام مرحلے ہمارے مطبع ہی میں انجام پاتے ہیں۔ ان سب میں احتیاط کی جاتی ہے کہ اس کام کے وقت کاریگر اور کارندے پاک صاف اور باوضو رہیں۔

۶۔ عکسی بلاکوں کی تیاری میں تمام ایسی ادویات سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ جن کا استعمال شرعاً ناجائز ہے۔

۷۔ چھپائی کے وقت مشین اور بلاکوں کو دُھلے ہوئے پاکیزہ کپڑے سے صاف کیا جاتا ہے تاکہ اس عمل میں بھی بے ادبی نہ ہو۔

۸۔ کاغذ نہایت عمدہ سفید اور مضبوط لگایا گیا ہے۔

۹۔ سرورق کا کاغذ بھی خصوصیت سے دبیز اور پایدار استعمال کیا گیا ہے۔ تاکہ پختگی میں اور بھی اضافہ ہو جائے۔

۱۰۔ سائز چھوٹا رکھا گیا ہے کہ بچے بھی اسے آسانی سے سنبھال سکیں۔

غرض کہ اُن تمام بے احتیاطیوں کا جو عام طور پر قرآن مجید کی طباعت کے وقت عمل میں لائی جاتی ہیں۔ ہر ممکن طریقے سے انسداد کیا گیا ہے۔

متذکرہ بالا خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف (۴) چار آنے ہے

اپنے شہر کے کتب فروشوں سے طلب فرمائیں

یا پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر ہمارے مطبع سے براہ راست منگوائیں

اسی طرز کے باقی پارے بھی بہت جلد شائع ہونگے۔

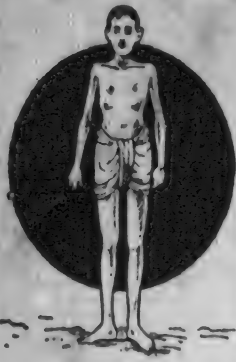
شش رنگہ پنجسورہ شریف عکسی بھی تیار ہے۔ نمونے کا صفحہ مفت طلب فرماویں۔

مکمل قرآن مجید بھی زیر ترتیب ہے۔ مگر اس کی تیاری میں وقت درکار ہے۔

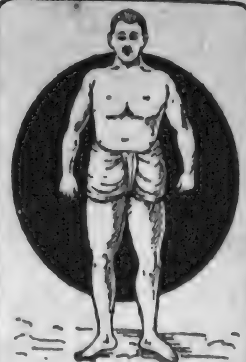
المشتہر

پیکو آرٹ پریس بیرون موچی دروازہ۔ لاہور

AVAN TONIC PILLS



اکسیر عنبری کے استعمال سے اوّل



اکسیر عنبری کے استعمال کے چھ ماہ بعد

اکسیر عنبری

اکسیر عنبری میں خدا کے فضل و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے حاصل کرنے کے واسطے اہلِ ملک لاکھوں روپے یورپ و دیگر جھوٹے اشتہار بازوں کی نذر کر رہے ہیں۔ خداوند کریم کی عنایت سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اکسیر عنبری کا تجربہ ہو چکا ہے اس لئے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی کرنا منظور نہیں ورنہ اس کے پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ یہ جوانی کی روح اور بڑھاپے کی جان ہے۔ عورتوں بچوں اور لڑکیوں کی کمزوری کی حالت میں اس کو استعمال کیا گیا اور نتیجہ نہایت تسلی بخش نکلا ہے۔ مردوں کے امراض مثل کثرتِ احتلام اور جریان و سرعت وغیرہ کو نافع ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں اور بچپن کی شادی سے جب انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے تو اکسیر عنبری نئی زندگی بخشتا ہے۔ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ اور مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور فرحت پہنچتی ہے کہ گویا قادرِ مطلق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعفِ دل۔ بےچینی دل۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ پراگندہ خیالی۔ سانس کا پھولنا وغیرہ امراض کے واسطے ایک سچا اور قابلِ اعتماد تریاق ہے جس کے استعمال سے ویرج کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ ججوں منصفوں تحصیلداروں۔ رئیسوں اور جاگیرداروں وغیرہ کو یہ مونس رفیق جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی چار روپے (للعہ) تین شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف +

طلائے نادر

یہ طلاء مقوی اور اوائل کی غلط کاریوں کے ازالہ کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ زیادہ تعریف خلافِ تہذیب ہے۔ قیمت فی شیشی عہ دو روپے + اکسیر عنبری کے ہمراہ اس کا استعمال سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے

طلائے خاص

یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اس میں کستوری ہے صرف امیروں کے لئے قیمت فی شیشی پانچ روپے۔ (صہ)

نوٹ:۔ ان دواؤں کے تمام خطوط بصیغہ راز رکھے جاتے ہیں انکے متعلق کوئی سرٹفکیٹ چھاپنا یا شائع کرنا تو ایکطرف کسی غیر شخص کو دکھایا بھی نہیں جاتا اسلئے ان کے متعلق سرٹفکیٹ درج نہیں کئے جاتے۔



اکسیر عنبری کے استعمال کے دو سال بعد



اکسیر عنبری کے استعمال کے تین سال بعد

ملنے کا پتہ

مینیجر کارخانہ آبحیات پنڈی بہاؤالدین (پنجاب)





صرف سو ورق پیکو آرٹ پریس لاہور میں چھپ

SUFI" November 1931

رجسٹرڈ ایل

نمبر ۲۵

بیادگار اعلیحضرت سراج صوفیائے کرام قبلۂ عالمیان سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نور اللہ مرقدہ

مقامِ اشاعت

پنڈی بہاؤالدین

(ضلع گجرات)

صوفی

مدینہ منورہ

مدیر مسئول

محمد الدین

اعوان

N. H. Khawaja

LAHORE.

سالانہ قیمت کاغذ قسم دوم (عہ)

سالانہ قیمت کاغذ قسم اول (سے)

معدہ کی شکایت تمام بیماریوں کی جڑ ہے

ہر مرض کا واحد علاج نمک سلیمانی



نمک سلیمانی نے میری صحت کو قابلِ رشک بنا دیا

نمک سلیمانی تمام شکایتوں کو دُور کر کے معدہ کو مقوی کرتا ہے اور بدن میں خون صالح بافراط پیدا کر کے تندرستی بڑھاتا ہے ۔ دائمی قبض ۔ بدہضمی ۔ شکم میں درد اور نفخ ہو جانا ۔ کمی اشتہا یعنی بھوک نہ لگنا ۔ کھٹے ڈکار آنا ۔ سینہ جلنا ۔ منہ سے بدمزہ پانی چھوٹنا ۔ طحال یعنی تاپ تلی ۔ ضعف معدہ ۔ وبائی امراض ہیضہ ۔ اسہال ۔ پیچش ۔ بواسیر ۔ درد کمر ۔ درد گردہ ۔ اوجاع اورام مفاصل یعنی گنٹھیا ۔ درد سر ۔ ضعف دماغ ۔ ضعف بصر وغیرہ اور دیگر امراض میں مثل تریاق کے حکمی تاثیر رکھتا ہے ۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نفع پہنچاتا ہے ۔ عورتوں کی خاص بیماریوں کے واسطے ، ایام ماہواری میں کسی قسم کا خلل ہو تو فائدہ کثیر بخشتا ہے ۔ بھوک بڑھاتا ہے اور غذا کو فوراً ہضم کرتا ہے جس کے باعث انسان کے جسم میں خون معمول سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کی سُستی اور غمگینی دُور کرتا ہے اور طاقت مردانگی بڑھاتا ہے ۔ فساد خون کو زائل کر کے رنگ بدن صاف شفاف رکھتا ہے ۔ قلب کو قوت اور فرحت بخشتا ہے ۔ پژمردہ طبیعت کو خورسند کرتا ہے اور وہم و فکر کو زائل کرتا ہے اور معدہ کی تمام خرابیوں کو دُور کر کے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے ۔ ہیضہ اور طاعون کے دنوں میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے ۔ ہر گھر میں اس نمک کی ایک شیشی موجود رکھنی نہایت ضروری ہے اس سے وقت پر جادو کا اثر پڑتا ہے ۔

جو لوگ نمک سلیمانی باقاعدہ استعمال کرتے ہیں اُن کی رائے ہے اور اکثر نے اپنا تجربہ لکھا ہے کہ استعمال سے اوّل بدن کا وزن کیا جائے ۔ تو ہر ماہ خون صالح اس قدر زیادہ پیدا ہوتا ہے کہ دو تین ماہ میں دس پونڈ سے زیادہ وزن بڑھ جاتا ہے ۔ جن لوگوں کو دُودھ ہضم نہ ہوتا ہو وہ اس کو ضرور باقاعدہ روزمرہ استعمال کرتے رہیں ۔ **قیمت** فی شیشی بارہ آنے (۱۲ ار) تین شیشی دو روپیہ چار آنے (عہ۴) چھ شیشی چار روپیہ آٹھ آنے (للعہ۴) ✣

بال اُڑانے کا بے ضرر پوڈر یہ پوڈر نرم سے نرم جگہ پر بھی بے ضرر اور بلا تکلیف بال اُڑا کر جلد کو ریشم کی مانند ملائم کر دیتا ہے ۔ قلعی و چونہ اور ہڑتال اس میں نہیں ہے ۔ **قیمت** فی پیکٹ چھ آنے (۶ ر) ✣



اعوان ہیئر آئل یعنی **بالوں کے لگانے کا خوشبودار تیل** کارخانہ آبحیات لمیٹڈ نے طبّی اصول کے موافق بالوں کی اصلیت اور روئیدگی و طریق پرورش اور قیام وغیرہ کے حالات پر غور کر کے موجودہ تیلوں کے اجزائے مروّجہ کے تمام نقصانات کو مدِ نظر رکھ کر یہ تیل بیس برس سے ایجاد کیا ہوا ہے جو سر پر لگانے سے بالوں کو تقویت دیتا ہے اور اعصاب و عروق کو مضبوط کرتا ہے ۔ درد سر ۔ سر کا چکر ۔ یبوست سے بالوں کا گرنا اور بدخوابی دُور ہو جاتی ہے ۔ بالوں کی جڑھیں تر رہتی ہیں اور بال لمبے و چمکدار ہوتے ہیں ۔ دماغ کو طاقت رہتی ہے ۔ مسامات میں اسکے اثر سے وہ رطوبت جلد تر تبدیل ہوتی ہے جس سے بال سفید ہو جایا کرتے ہیں ۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول

پتہ ملنے کا :۔ منیجر کارخانہ آبحیات لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین (پنجاب)

رعایتی قیمت پر کتابیں!

تاریخ اسلام اُردو زبان میں تاریخ اسلام کے متعلق جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں یہ کتاب بلحاظ واقعات طرز تحریر۔ سیاق عبارت لکھائی چھپائی سب میں بہتر ہے سات رنگوں سے چھپا ہوا نقشہ عرب و ایران رنگین سرورق نے چار چاند لگا دیئے ہیں ہندوستان کی اکثر سرکاری ٹیکسٹ بک کمیٹی ہائے نے اس کو سرکاری مدارس کیلئے بطور لائبریری و انعامی کتاب کے منظور کیا ہے مصنفہ مولینا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی
اصلی قیمت جلد اول للعہ رعایتی سے ر
جلد دوم سے ر عار

فقہائے اسلام اس کتاب میں اُن پیشوایان دین کے سبق آموز حالات ہیں جنہوں نے فقر و فاقہ کے باوجود اسلام کے اصول و ارکان کو استوار و مستحکم کیا اپنے اوپر تکلیف برداشت کر کے تبلیغ اسلام کی مولفہ مولینا عبدالسلام صاحب ندوی۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہر

تاریخ الحرمین الشریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تاریخ پر اس سے بہتر کتاب آجتک کسی زبان میں بھی کسی مصنف نے نہیں لکھی بیس کے قریب فوٹو اس کتاب میں ہیں مولفہ مولینا عبدالسلام صاحب ندوی
اصلی قیمت مجلد سے رعایتی عار

سیر الصحابہؓ صحابہ کرام جیسی مقدس ہستیوں کے عقائد عبادات معاملات حسن معاشرت علوم و فنون اور زندگی کے مفصل حالات اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ مولفہ مولینا سعید انصاری صاحب اصلی قیمت صہ رعایتی سے

سوانح احمدی حضرت سید احمد بریلوی اور ان کے رفیق کار سید اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کے حالات۔ جہاد اور سکھوں کے ساتھ معرکہ کی جنگ، آپکے خرق عادات اور روحانی تصرفات کا ذکر۔
اصلی قیمت عاسر رعایتی عہ

صحابیات یہ کتاب اکثر زنانہ اسلامیہ سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں ۵۸ صحابیات کے حالات درج ہیں مولفہ مولینا نیاز صاحب فتحپوری
اصلی قیمت عار رعایتی عا

ذکر حبیبؒ عہد حاضرہ کے محبوب الٰہی حضرت پیر حیدر شاہ صاحب جلال پوری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات۔ کرامات و ملفوظات
اصلی قیمت سے رعایتی عار

اسلامی کہانیاں قیمت حصہ اول ۴ر رعایتی ۲ر
حصہ دوم ۴ر رعایتی ۲ر

کالا پانی وہابیوں کے مشہور مقدمہ میں جبکہ بہت سے علمائے کرام کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دیگئی تھی مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری نے مقدمہ کے حالات اور اپنے زمانہ قید کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۵ر

ابن یمین فارسی زبان کے مشہور شاعر ابن یمین کے حالات زندگی۔ مولفہ مولینا عبدالسلام صاحب ندوی۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۴ر

سیرۃ الحسینؓ حضرت امام حسینؓ کے حالات زندگی شہادت و واقعات کربلا کی مفصل و مبسوط تاریخ معہ آپکے مزار کے فوٹو کے چار رنگوں میں چھپا ہوا نفیس سرورق۔ اصلی قیمت عاسر رعایتی عہ

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی میں ایک جامع و مکمل کتاب ہے
اصلی قیمت عاسر رعایتی عہ

سیرۃ صدیقہؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حالات زندگی مسلمان بچیوں کیلئے قابل مطالعہ اور قابل تقلید ہے۔
اصلی قیمت عاسر رعایتی عہ

سیرۃ الکبریٰؓ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی مفصل سوانحعمری معہ فوٹو مزار۔
اصلی قیمت عہر رعایتی ۱۲ر

سیرۃ بلالؓ پروانۂ شمع رسالت حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے حالات
اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

الرسالۃ والنبوۃ اصلی قیمت دو آنے رعایتی ایک آنہ

حضرت ابو ایوب انصاریؓ اس کتاب میں آپ کے حالات اور مزار کا فوٹو درج ہے۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

شرح درود کبریت احمر یہ درود شریف حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا لکھا ہوا جسکی شرح مولانا عبدالمالک صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور نے کی ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

مرشد الرشدین شیعہ مذہب کے لغو اور لایعنی سوالات و اعتراضات کا خود انکی کتاب سے جواب دیا گیا ہے۔ اصلی قیمت عہر رعایتی ۱۱ر

بدایت الہدایت یہ کتاب امام غزالیؒ نے عربی میں لکھی تھی اس میں اخلاق و آداب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے ہم نے اس کا اُردو ترجمہ کرایا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

امین و مامون علامہ جرجی زیدان کے مشہور تاریخی ناول کا ترجمہ جس میں خلفائے عباسیہ کے دربار کے حالات اور اُس زمانہ کی تاریخ بہت خوبی سے بیان کی گئی ہے
اصلی قیمت عہ رعایتی عہر

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

مہدی سوڈانی — جنرل گارڈن اور لارڈ کچنر کی معرکہ آرائیاں اور حضرت کے روحانی تصرفات اور بزرگوں کے کمالات میں نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۸ر

تاریخ افغانستان — سید جمال الدین افغانی کی مشہور عربی تاریخ متعلقہ افغانستان کا اردو ترجمہ۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

غازی انور پاشا — سیف اللہ شہید ملت غازی انور پاشا کے حالات زندگی میں بہترین کتاب۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

رسالہ علم لدنی — حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کی کتاب کا اردو ترجمہ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

مشاہیر اسلام — مؤلفہ صوفیائے کرام علمائے عظام شہدائے ملت غازیان شمشیر بکف اور مجاہدین و سلاطین کی حالات زندگی۔ قیمت حصہ اول ۱ر رعایتی عہ حصہ دوم ۱ر رعایتی عہ

اسلامی سپاہیانہ زندگی — اس کتاب میں تاریخی واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نکبت اور افلاس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے سپاہیانہ زندگی کو چھوڑ کر شاہانہ اور امیرانہ زندگی اختیار کر لی ہے۔ پھر اس مرض کا علاج تجویز کیا ہے مصنفہ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی اصلی قیمت عہ رعایتی ۱ر

مذہب اور تلوار — اس کتاب کو اقوام و مذہب کی مکمل تاریخ کا ایک جامع و مانع خلاصہ کہا جا سکتا ہے۔ اصلی قیمت ۹ر رعایتی ۶ر

اکابر قوم — مسلمان عالموں، فقیروں، لیڈروں اور لیڈروں میں جو خرابیاں ہیں ان کو بیان کر کے انکی اصلاح کے طریقے بتائے ہیں۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

درس محبت — اصلی قیمت دو آنے رعایتی ایک آنہ

برزخ — موت کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان پر کیا حالت گذرتی ہے اسکی مفصل کیفیت برزخ میں ملاحظہ فرمایئے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

نفحات — یہ کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نایاب تصنیف ہے۔ تصوف میں بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ ترجمہ اردو۔ اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۶ر

شرح قصیدہ غوثیہ — مؤلفہ مولوی عبدالمالک صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

تفسیر سورۂ یوسف — یہ اس سورہ کی مکمل تفسیر ہے سورہ یوسف کو اللہ تعالیٰ نے احسن القصص لکھا ہے۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

مجموعہ وظائف — خاندان چشتیہ اہل بہشت نظامیہ کا سلسلہ معہ دیگر وظائف جو روزمرہ معمول سے پڑھے جاتے ہیں۔ قیمت مکمل مجموعہ مجلد ۱۰ر رعایتی پانچ آنے ... (۵ر)

مجموعہ وظائف خورد قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

دربار علم — مؤلفہ مولانا عبدالماجد صاحب جس میں ارکان اسلام۔ اسرار فلسفہ وغیرہ نہایت تفصیل و شرح سے درج ہیں۔ قیمت عہ رعایتی عہ

سات ستارے — اس کتاب میں سرزمین پنجاب کے سات درخشندہ ستاروں کے حالات نہایت تحقیق سے درج ہیں۔ قیمت ۱۳ر رعایتی ۸ر

رموز شادی خانہ آبادی — اس کتاب میں جو بات لکھی گئی ہے وہ قانون طب۔ سائینس اور مذہبی اصول سے باہر نہیں ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

فلسفہ خواب — اس میں خواب کا فلسفہ قدیم و جدید بیان کیا گیا ہے اس موضوع پر اردو کی یہ پہلی کتاب ہے اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۷ر

فطرت نسوانی — لڑکیوں کی تربیت میں بہترین کتاب ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

دختر سمرنا — خالدہ خانم وزیر تعلیم ترکی گورنمنٹ نے تسخیر سمرنا کے حالات کو ناول کے پیرایہ میں لکھا ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

دختران شمشیر — تمام زمانوں اور تمام قوموں کی بہادر جانباز اور حوصلہ مند خواتین کے حالات۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۵ر

رشوت — رشوت کے اقسام۔ رشوت کیونکر پکڑی جاتی ہے اور اس کی اصلاح ایک ریٹائرڈ مجسٹریٹ و کلکٹر کے مشاہدات۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

قسطاس المستقیم — حضرت امام غزالیؒ کی عربی کتاب کا ترجمہ تصوف کی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

آداب المریدین — شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصنیف ہے پیر و مرید کے تعلقات اور آداب پر بہترین کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

انسان کامل — انسان کامل کی تعریف اور کامل و مکمل انسان کے صفات مصنفہ عارف ربانی حضرت سید عبدالکریم جیلانیؒ۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

میزان عمل — مؤلفہ حضرت امام غزالیؒ۔ خواہشات اور روح کی جنگ۔ تزکیہ نفس۔ جملہ فضائل کی تفصیل غرض دنیا کے جہان کی کل کامیابیوں کی یہ کتاب کلید ہے۔ ترجمہ اردو۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی عہ

تحقیق الروح — اس کتاب میں روح کے متعلق مفصل بحث ہے۔ اصلی قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

آئینہ خود شناسی — خدا شناسی و خدارسی کا سچا رہبر۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۲ر

میر درد دہلوی — ہندوستان کے مشہور صوفی اور اہل دل شاعر کے حالات اصلی قیمت ۲ر رعایتی ایک آنہ (۱ر)

ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب**

المسلۃ الشرقیہ مصطفےٰ کامل پاشا کی تصنیف مترجمہ مولینا نیاز فتحپوری

یہ کتاب سیاسیاتِ اسلامی کے اسرار کا محرم راز ہے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۰

جمال الدین افغانی موجودہ ترک احرار پارٹی کے سب سے پہلے بانی کے حالات

اصلی قیمت ۴ رعایتی دو آنے

میلاد النبی یعنی سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی۔ اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۶

یاد رفتگان اس کتاب میں پنجاب کے جملہ اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے حالات درج ہیں

اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۶

حالات مولینا روم حضرت مولینا روم کے مفصل حالات زندگی اور فرقہ مولویہ کے رقص کا نظارہ

اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۶

شمس تبریز مولینا روم کے مرشد خواجہ شمس الدین تبریزی کے حالات و خوارقِ عادات

اصلی قیمت ۶ رعایتی ۳

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی

خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات درج ہیں۔ اصلی قیمت ۶ رعایتی ۳

حیات سعدی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رح کے حالات ہر مرد۔ عورت، بچے، بوڑھے اور اس پر عمل کرنے کے قابل ہیں۔ اصلی قیمت ۵ رعایتی دو آنے (۲)

حیات امام مالک اصلی قیمت ۳ رعایتی ۱

حیات امام مسلم اصلی قیمت ۴ رعایتی ۲

سیرۃ النعمان اصلی قیمت ۴ رعایتی ۱

حیات حالی اصلی قیمت چھ آنے رعایتی تین آنے

حیات داغ اصلی قیمت چھ آنے رعایتی تین آنے

حضرت فضل الرحمٰن اصلی قیمت ۲ رعایتی ۱

تدابیر علاج سل و دق اصلی قیمت ۲ رعایتی ۱

آئینۂ عید اصلی قیمت دو آنے رعایتی ایک آنہ

پھل ہر قسم کے پھل دار بوٹے اور درخت و باغات لگانے کے طریقے اور پھل محفوظ رکھنے کی ترکیبیں۔ اصلی قیمت ۸ رعایتی ۵

ترکاریاں ترکاریوں کی کاشت اور اسے تجارتی اغراض کے فائدہ اٹھانے کے علم پر زمانہ حال کی تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے

اصلی قیمت ۸ رعایتی ۵

کلبۂ مرغی خانہ اس میں کئی رنگ اور ایک رنگ کی مختلف نسل و قسم کی مرغیوں کی تصاویر اور انکی غور و پرداخت کے حالات

اصلی قیمت ۱۴ رعایتی ۱۲

ضحاک ڈرامہ سانپوں والے بادشاہ ضحاک اور فریدوں کا قصہ شاہنامہ میں استاد ادبا فردوسی نے فصاحت و لطافت بیان کیا ہے مگر اسکی تاریخی حیثیت معتبر نہیں۔ فاضل ادیب جناب اختر شیرانی نے اس ڈرامہ کو تاریخی رنگ دیکر بجائے ایک خیالی اور تصوری افسانہ کے واقعہ بنادیا ہے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۰

معصوم کلیسا دور حاضرہ کا بہترین ادبی شاہکار ڈرامہ جس میں محبت کے اسرار سرمدی بے نقاب کئے گئے ہیں

اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۹

ہیر وارث شاہ کلاں جس میں مصنف حضرت وارث شاہ مرحوم کا رنگین فوٹو۔ رانجھا و ہیر کے رنگین سہ رنگ کے بلاک کی تصاویر دیگئی ہیں

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲

دیوان غالب مع شرح و مقدمہ مشتمل بر سوانح عمری و تنقید کلام غالب

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۴

اسیر قفس قصہ کے پیرایہ میں تعلیم نسوان پر محاکمہ اصلی قیمت ۴ رعایتی ۳

احسن القصص مسلمان بچوں کے لئے برگزیدہ مشاہیر کے حالات سے منتخب قصص و حکایات۔ قیمت حصہ اول رعایتی چھ آنے قیمت حصہ دوم رعایتی چار آنے (۴)

تیغ کمال اگر آپ کو غازیٔ اعظم مصطفےٰ کمال کی سوانحعمری یونان کے خلاف مسلمانوں کی کوشش اور فتح کے منظر دیکھنے ہیں تو اس کتاب میں دیکھئے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۰

یاسمین شام تسخیر شام بلال و صلیب کے معرکہ ہائے کے واقعات حضرت عمرؓ کے وقت کی داستان حسن و عشق کا دلچسپ فسانہ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۰

عروسِ کربلا کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی سے کچھ کم دردانگیز نہیں اس پر مولینا راشد کے قلم گوہر ریز نے قیامت ڈھا دی ہے۔

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۰

منازل السائرہ ایک لڑکی کی عملی زندگی کا مکمل درس خانہ جس کے پڑھنے کے بعد وہ ایک تجربہ کار سن رسیدہ کا مقابلہ کرسکتی ہے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۴

فسانۂ سعید ہزاروں مصیبت زدہ بچیاں مردوں کی بدولت خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ یہ بھی ایک ایسی ہی مصیبت زدہ خاتون کی داستان ہے۔ اصلی قیمت ۸ رعایتی ۶

ملنے کا پتہ:- **مینجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین۔ پنجاب**

شامِ زندگی یہ کتاب صبحِ زندگی کا دوسرا حصہ ہے۔ یہ عورتوں کو خاوند کی خدمتگزاری اور اطاعت سکھاتی ہے شادی کے بعد خانہ داری کے تمام امور میں کام دے گی۔ اصلی قیمت عہ رعایتی علہ

شبِ زندگی یہ کتاب صبحِ زندگی اور شامِ زندگی کا تیسرا حصہ ہے، جو دیکھنے کے قابل ہے
اصلی قیمت علہ رعایتی ۱۴ر

ستونتی کہنے کو افسانہ ہے۔ پڑھنے کو کہانی لیکن اعلیٰ درجہ کی اخلاقی کتاب ہے۔
اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۷ر

تفسیرِ عصمت بے انتہا عبرت انگیز اور مؤثر وسبق آموز افسانہ ہے
اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۷ر

دُرِ شاہوار ایک ایران کی شہزادی کا واقعہ اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۸ر

طوفانِ حیات شرک اور دوسری بیہودہ رسوم کے ازالہ کے لئے یہ کتاب بطور ناول لکھی گئی ہے۔ اصلی قیمت علہ رعایتی ۱۴ر

تابشِ غیبی نتیجہ خیز ناول ہے اصلی قیمت ۸ر رعایتی سات آنے (۷ر)

امین کا دمِ واپسیں شہنشاہ ہارون الرشید کے لختِ جگر اور اسکی مشہور ملکہ زبیدہ خاتون کے لعل شہزادہ امین الرشید کا قتل ماں کی بیچینی باپ کی تڑپ۔ ایک لاجواب تاریخی ناول ہے
اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۵ر

منازلِ ترقی اس کتاب میں ترقی یافتہ انسانوں کی اندرونی زندگی کی تصویر ہے جس میں ایک سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

ویدیا کی سرگذشت فیشن اور جوت کی دیوانی ایک خاتون کی سرگذشت خود اسی کی زبانی۔
اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

نوبتِ پنج روزہ اس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلوا دینگی۔ بادشاہ کی تصویر اور تین نادر عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۵ر

تمغہ شیطانی اس کتاب میں آمت شیطانی کے آٹھ بیمثل کیرکٹر ہیں اور ہر کیرکٹر ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کا ہوبہو فوٹو ہے۔ افسانہ کی دلچسپی کی یہ کیفیت ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۱۰ر

قلبِ حزیں بیس چھوٹے چھوٹے ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ علامہ راشد کی انشاپردازی کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۷ر

انگوٹھی کا راز یہ تین مختلف الخیال لڑکیوں کا سبق آموز افسانہ ہے۔
اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۷ر

رودادِ قفس مولینا راشد کی بے نظیر اور پُردرد نظموں کا مجموعہ
اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۵ر

طوفانِ اشک اُن بارہ دردانگیز افسانوں کا مجموعہ ہے جن کی ہندوستان بھر میں دھوم مچ چکی ہے
اصلی قیمت علہ رعایتی ۱۴ر

سیلابِ اشک علامہ راشد کے سات ایسے ہی معرکۃ الآرا افسانے جن کا ڈنکا بج چکا ہے۔ ہر افسانے کے ساتھ ہاف ٹون بلاک کی تصاویر ہیں۔ اصلی قیمت عہ رعایتی علہ

شہیدِ مغرب شہیدِ مغرب اور دوسرے دردانگیز جگرخراش افسانے جو دردو اثر کے لحاظ سے علامہ راشد کے تمام افسانوں میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔
اصلی قیمت علہ رعایتی ۱۴ر

گلدستۂ عید علامہ راشد کے اُن چودہ مؤثر مضامین و افسانوں کا مجموعہ جن کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے کسی ایسی عید کی سیر کرادیگا جو مدت العمر فراموش نہ ہوگی
اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۱۰ر

جمالِ ہمنشیں خاتون اکرم کے ادبی مضامین کا نہایت خوبصورت مجموعہ
اصلی قیمت علہ رعایتی ۱۴ر

پیکرِ وفا جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کا ایک نتیجہ خیز دلآویز مختصر افسانہ
اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۷ر

بچھڑی بیٹی خاتون اکرم مرحومہ کا ایک دلچسپ اور مختصر افسانہ
اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۷ر

کائناتِ ادب مسلم الثبوت اہلِ قلم کے چیدہ مضامین کا گلدستہ۔ غالب امیر داغ۔ اکبر شاد۔ سجاد حیدر یلدرم۔ شوق قدوائی ریاض خیرآبادی جلیل آزاد شبلی۔ حالی اقبال۔ نذیر احمد چکبست کے مختصر حالات زندگی اور نمونہ کلام
اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

دردِ جانستاں دلی کا ایک سچا واقعہ مؤلفہ حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۵ر

قولِ حق مسلمانوں کی موجودہ پستی۔ اور اس کا علاج
اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

عصمتی دسترخوان اردو زبان میں مشرقی و مغربی کھانے تیار کرنے کی بہترین کتاب ہے۔
اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

دل کا عجائب خانہ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

مامون اعظم اصلی قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

سیرۃ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

یہ کتاب آپکی پاک زندگی کے جامع مانع حالات اور آپکی زبردست تبلیغی کارناموں کا عدیم النظیر مجموعہ ہے ابتدا میں آپکا مولد اور نسب بیان کرنیکے بعد آپکے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کیحالات قلمبند کئے گئے ہیں اسکے بعد آپکی ولادت اور زمانہ طفولیت تحصیل علوم شریعت و طریقت کے دلکش واقعات درج کئے گئے ہیں۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

سیرۃ امام ربانی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے زمانہ طفولیت سے لیکر تمام حالات قلمبند کئے گئے ہیں غرضیکہ یہ کتاب آپ کی زندگی کا پورا مرقع ہے

اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ کے مکاتیب شریف کا مجموعہ۔ فن تصوف کی پاک اور اصلی تعلیم پر مشتمل ہے

اصلی قیمت سے رعایتی عہ

شمائل ترمذی مترجم اردو

یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا بہترین مجموعہ ہے۔ عربی عبارات جلی با اعراب لکھی گئی ہیں ترجمہ بین السطور ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۴

صحیح مسلم شریف پارہ اول مترجم و محشی اردو

عربی عبارات با اعراب خوشخط جلی قلم سے لکھی ہوئی ہیں ترجمہ بین السطور ہے۔ اس کے ہر صفحہ پر بہت سے مفید حواشی درج کئے گئے ہیں جنانچہ یہ کتاب الایمان کے تحت میں جو ۲۵ ابواب ہیں سب کے سب درج ہیں۔

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۴

مرزائیوں سے فسخ نکاح

یہ فتویٰ حال ہی میں ترتیب دیا گیا ہے

اصلی قیمت ۳ ر رعایتی ۲۰

قاعدہ تیسیر القرآن

یہ قاعدہ مولٰنا مولوی محمد سلیمان صاحب فاروقی بی-اے کی تصنیف ہے

اسکے پڑھنے سے بچہ چند ہی ماہ میں ہر خط کا لکھا ہوا قرآن شریف فر فر پڑھنے لگتا ہے۔ آخر میں مکمل نماز درج کیگئی ہے۔ اصلی قیمت ۲۰ ر رعایتی ۲ ر

آسمانی کڑک

اس کتاب میں اُن معیاروں کی جو مرزائی حضرات مرزا صاحب کے صدق میں پیش کیا کرتے ہیں بڑے زور سے تردید کیگئی ہے کتاب کے آخر حصہ میں ختم نبوت پر بحث کی گئی ہے

اصلی قیمت ۷ ر رعایتی ۶ ر

العقیدۃ الواسطیہ

اصول ایمان کی تفسیر ہے ترجمہ اردو اصلی قیمت ۶ ر رعایتی ۵ ر

الوصیۃ الکبریٰ

امام ابن تیمیہؒ نے اہلسنت والجماعت کے عقائد کا نہایت جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے ترجمہ اردو

اصلی قیمت ۸ ر رعایتی ۷ ر

الوصیۃ الصغریٰ

رسول صلعم نے معاذ بن جبل صحابی کو جو تقویٰ توبہ استغفار و دیگر مکارم اخلاق کے متعلق جامع وصیت فرمائی تھی اُس کی پوری تشریح ہے۔ ترجمہ اردو

اصلی قیمت ۴ ر رعایتی ۳ ر

کتاب الہدیٰ

قرآن مجید کی مضمون وار ترتیب معرکۃ الآرا تفسیر مؤلفہ مولٰنا یعقوب حسن صاحب قیمت حصہ اول مجلد للعہ رعایتی چار روپے .. .. (للعہ)

کشاف الہدیٰ مقدمہ کتاب الہدیٰ

یعنی قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور علوم و مطالب کا مظہر قیمت مجلد پارچہ سے رعایتی سے ر

فردوس آسیہ

فضائل صحابہ میں بہت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

قرآن مجید ترجمہ فتح الحمید

یہ سب سے با قاعدہ سلیس ترجمہ قرآن مجید کا ہے جو مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندہری نے کیا ہے۔ اصل ہدیہ صہ ر رعایتی سے

رسالت نامہ

یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں حضور سرور دو جہان کی مبارک زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے

اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۳

ہشت بہشت

یعنی سوانحعمری خواجگان چشت اہل بہشت جس میں آٹھ اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

فلاح دین و دنیا

یہ کتاب دینی مسائل پر حاوی ہے، مذہب کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ آپ کو وہ تمام مذہبی باتیں سکھلائیگی جن کی زندگی میں ضرورت ہو سکتی ہے یہ نہایت مستند عربی فارسی کتب کا عطر ہے۔ حجم ۶۰۰ صفحات۔ اصلی قیمت للعہ رعایتی سے

عملیات

اس کتاب میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں۔ اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں

اصلی قیمت سے ر رعایتی عہ

مذہبی معلومات

اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے کہ تمام اہم اور ضروری باتیں جو مذہبی معلومات سے تعلق رکھتی ہیں درج کی گئی ہیں۔ اصلی قیمت عہ ر رعایتی ۱۲ ر

اسلامی زندگی کلاں

جس میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کے ماتحت اسلامی معاشرت سے تعلق رکھنے والے تمام ضروری اور نازک مسائل کو نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد معتبر کتب سے جمع کیا گیا ہے

اصلی قیمت سے ر رعایتی عہ

عرب اور ان کا مستقبل

اصلی قیمت .. عہ
رعایتی .. عہ

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

دین و دنیا کے افسانے نہایت مفید دلچسپ اور مؤثر افسانوں کا مجموعہ

قیمت حصہ اول درسِ عبرت عہ/ر رعایتی ۱۳ ار

قیمت حصہ دوم تصویرِ عبرت عہ/ر ” ۱۳ ار

دولہا دولہن یہ کتاب زوجین کی زندگی کو پُر کیف بنا دیگی اور اُن لذتوں کی طرف رہنمائی کریگی جن سے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۵ ار

میاں بیوی یہ کتاب بھی اُن ہی لوگوں کے لئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۳ ار

اولاد کی تربیت یہ کتاب نوجوانوں کو دیانتداری حق پرستی نیکوکاری کی تعلیم دینے والی ہے۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۳ ار

طوفانِ زندگی دین و دنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۳ ار

زندگی کی صبح و شام دین و دنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۳ ار

لطفِ زندگی قاری سرفراز حسین صاحب کے گل ریز قلم کا ایک نہایت دلچسپ قصہ

اصلی قیمت ۲ ار رعایتی ۱۰ ار

اجتماعِ ضدین جس میں رسم و رواج اور فطرت بشری کے تصادم سے پیدا ہونیوالے افسوسناک نتائج کو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے شاعرانہ اندازِ بیان کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے

اصلی قیمت ۶ ار رعایتی ۴ ؍

اکمال فی اسماء الرجال جامع مشکوٰۃ شریف کی تصنیف ہے۔

یہ کتاب صدہا محدثین کے حالات پر مشتمل ہے

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ

تاریخ حریت اسلام جس میں زمانہ رسالت۔ عہد خلافت راشدہ۔ دور خلفائے بنی امیہ عباسیہ۔ عہد بنی بویہ و سلجوقیہ و دولت ہسپانیہ و غزنویہ ترکی مصر۔ الجزائر مراکش فرمانروایانِ ہند خاندان افاغنہ و غلامانِ عہد مغلیہ اور مسلمان بادشاہانِ دکن۔ سندھ و کشمیر کے عہدہائے گذشتہ کے راستباز۔ حق پرست۔ حق گو بزرگوں کے حیرت خیز جرأت آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش و ایثار کے حریت آمیز حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات۔ خدا ترسی و پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستارانِ حق و صداقت و فدائے مذہب و ملت عورتوں کی سوانح حیات درج ہیں

اصلی قیمت ہے رعایتی ع۱۲

انقلاب قسطنطنیہ جس میں جنگ ہفت سالہ کے سلسلہ میں ترکوں اور اتحادیوں کے جان توڑ مقابلوں کے فوٹو الفاظ کی صورت میں کھینچے گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۸ ر رعایتی ۵ ر

تاریخ سلاطین آل عثمان معہ جنگ ترکان احرار و یونان سلطنت عثمانیہ کی تاریخ کا مطالعہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے نہ صرف سبق آموز ہے بلکہ اس کے پڑھنے سے ہمارے بچوں میں شوق حصولِ حریت و جذبہ حُبِ قوم و ملک اور مذہبی جوش پیدا ہوگا تمام سلاطین آل عثمان کی تصاویر اور چند ایک نقشوں کے ساتھ کتاب کو شائع کیا گیا ہے

اصلی قیمت مجلد عہ/ر رعایتی عہ

پیارے نبی کے پیارے حالات حضرت رسول خدا حبیب کبریا کے حالات زندگی۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ/ر

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین یہ کتاب امام حسن و حسین سبطین رسول مقبول صلعم کے مناقب اور فضائل شریفہ میں لکھی گئی ہے۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۲ ار

دارمی شریف احادیث رسول مقبول صلعم کا ایک مستند مجموعہ

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ ۱۵ ار

کلیات اکبر مولانا اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی پنشنر سشن جج کا کلیات حصہ اول عہ رعایتی عہ حصہ دوم عہ رعایتی عہ حصہ سوم عہ رعایتی عہ

فن اشتہار اس کتاب کو پڑھکر آپ ایک کامیاب اشتہار نویس بن سکتے ہیں

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی ۱۳ ار

فن دوکانداری اس کتاب کو پڑھکر آپ ایک کامیاب دوکاندار بن سکتے ہیں۔ اصلی قیمت ۱۲ ار رعایتی ۹ ر

تعلیم موٹر اس کتاب میں موٹر چلانے۔ فٹ کرنے اور خراب ہو جانے پر درست کرنیکے متعلق نہایت خوبی کے ساتھ تعلیم دی گئی ہے

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ

روح انجنیری فن انجنیری کی تعلیم دینے والی مفید کتاب جس میں مشکل سے مشکل باتوں کو نہایت خوبی سے سمجھایا گیا ہے۔

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ

معلومات تجارت اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کیجائے۔ تجارت کے شروع کرنے اور تجارت میں کامیاب ہونیکے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ

اسرار نباتات نباتات کی پیداوار۔ تصویریں اور ان کے طبی اسرار اس مختصر سی کتاب میں درج کرکے مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ (عہ/ر)

عروسِ مصر علامہ جرجی زیدان کے ایک تاریخی ناول کا اردو ترجمہ

اصلی قیمت عہ/ر رعایتی عہ

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین پنجاب**

فیضان قدسی — اس میں آیۃ الکرسی شریف کے پڑھنے کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال درج ہیں۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

دیوان نہایت الکمال — مصنفہ سلطان الشعراء امیر خسرو طوطی ہند جس میں آپ کے نہایت نایاب چیدہ چیدہ قصائد، غزلیات، قطعات، رباعیات، مطائبات، چیستان وغیرہ شامل ہیں اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۳ر

دیباچہ دیوان غرۃ الکمال — اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

سکندر نامہ خسرو — جسے مولوی نظامی گنجوی کے سکندر نامہ کے جواب میں سلطان الشعراء حضرت امیر خسرو نے تحریر فرمایا ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۳ر

ستر ھویں نامہ — جس میں حضرت امیر خسرو کی کیفیت زندگی کے ساتھ ساتھ نہایت مزیدار پہیلیوں اور علمی تصنیفات کا تذکرہ ہے۔ اصلی قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

کثرت ازدواج — کثرت ازدواج کی بحث حکیمانہ اور فلسفیانہ نکات اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

عقائد صوفیہ — صوفیہ کے مختلف فرقوں کے عقائد پر مفصل کتاب ہے اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

حکمت کے موتی — وہ قول اور سلوک معہ تشریحات کاملہ جو انسانی زندگی کو بہترین کارآمد بنا سکتے ہیں۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

عارفات سلطانی — اس کتاب میں ہندوستان کی تعلیمیافتہ خواتین کے مطالعہ کیلئے چالیس ولی اللہ عورتوں کے حالات و اقوال لکھے گئے ہیں نیز ایک مخاطبہ ہے جس میں معزز خواتین کو وہ پیام دیا گیا ہے جس کے لئے قدرت نے انہیں پیدا کیا ہے اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر

کملی والا — پنجابی زبان میں حضرت سرور کائنات سردار دو جہاں صلعم کے حالات زندگی کو ایسی خوبی سے نظم کیا ہے کہ مصنف کی محنت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اصلی قیمت عا رعایتی عہ

بہشتی زیور کامل اردو — مؤلفہ حضرت مولینا مولوی اشرف علی صاحب۔ یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کیلئے تالیف ہوئی ہے اور اس کتاب کے گیارہ حصے ہیں اس میں تمام ضروری مسائل و حقوق طریقہ تربیت اولاد طرز معاشرت و قواعد تجوید و اصلاح الرسوم مرجہ صلاح باطن و تہذیب اخلاق و ذکر قیامت اور نیک بیبیوں کی حکایات و حفظ صحت و سلیقہ خانہ داری وغیرہ وغیرہ بوضاحت درج کئے گئے ہیں۔ اصلی قیمت مکمل للعہ رعایتی عا

تصدیق صداقت — حضرت رسول مقبول صلعم کے حالات کلام اللہ شریف اور اسلام کی صداقت کلیہ غیر مسلموں کی سند اور تائید سے ثابت کیگئی ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

حیات باقیہ — اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے حالات و خوارق عادات سلیس اردو زبان میں نہایت احتیاط کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں معہ آپکے ملفوظات اور کلمات طیبات کے۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

الدر النضید — اس کتاب کو امام مجتہد قاضی محمد بن علی شوکانی نے عربی زبان میں لکھا اور عربی زبان کے فاضل مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اسے اردو کا جامہ پہنایا۔ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

ترکی حرم — اس کتاب میں ترکی کی خواتین کی معاشرت پر ایک غائر نظر ڈالی گئی ہے اور تصویر کا اصلی پہلو دکھایا گیا ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۹ر

المدینہ و الاسلام — علامہ محمد فرید وجدی مصری کی کتاب کا ترجمہ ہے اصلی قیمت عا رعایتی عہ

خلافۃ الکبریٰ یعنی سورۂ بقر — قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورۃ یہی ہے اور اسی کے اسرار و معارف جاننے کی بنا پر رسول صلعم و صحابہ کرام صوبوں کی گورنری اور فوجوں کی قیادت سرفراز فرمایا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سورہ مبارکہ کے درس و مطالعہ کے بعد کامل آٹھ سال صرف کئے تھے اس سے خفیف سا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ سورۃ حضرت رسالت پناہ کے نزدیک کس درجہ اہم و اعظم تھی قیمت مجلد ۵ر رعایتی للعہ رعایتی بلا جلد للعہ

الصراط المستقیم — جس میں سورۂ انفعال و توبہ کے حقائق و معارف کو دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے اور دقیق علمی پیچیدگیوں سے کنارہ کش ہو کر قرآن کے مطالب کو دلکش اور دلفریب عبارت میں مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ ہر شخص اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔ اصلی قیمت عا رعایتی ایک روپیہ بارہ آنے (عا)

بیان — یہ سورۂ آل عمران کی تفسیر ہے۔ اس میں الوہیت مسیح معجزات ابن مریم اور وفات و حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حکیمانہ بحث کی گئی ہے اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

سبیل الرشاد — اس کے ابتدا میں ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں مجلس شوریٰ کی ترتیب، ارکان کے انتخاب اور صدر جمہوریہ اسلام کے شرائط اور لوازمات پر بحث کی گئی ہے۔ اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۹ر

بصائر — اس مختصر رسالہ میں بنی اسرائیل کے ان واقعات و حوادث کو جو قرآن مجید میں بیان ہیں ایک دلکش رنگ میں پیش کیا ہے۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۵ر

نفائس القصص والحکایات — قرآن مجید کے قصے نہایت سلیس اردو میں دو حصے۔ اصلی قیمت ۱۴ر رعایتی ۱۳ر

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

فہرست مضامین رسالہ صوفی

جلد ۴۶ بابت ماہِ نومبر ۱۹۳۱ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ نمبر ۵

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	نعرۂ مردانہ	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۴
۲	شذرات و اشارات	ضیاء الملک مُلا رموزی صاحب	۶
۳	خاتونِ مشرق	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۱۲
۴	فتح اندلس	چوہدری محمد علی صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی	۱۵
۵	کلامِ نفیس	جناب مولوی محمد یوسف صاحب نفیس ہنگوری	۲۳
۶	سرنگاپٹم	جناب ظفر قریشی صاحب دہلوی	۲۵
۷	جنگِ بدر	جناب منظور حسین صاحب منظور بی۔اے	۳۳
۸	شوقِ آرائش	میاں احمد مجتبٰی صاحب ترک منشی فاضل	۳۵
۹	دیوانۂ محروم	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۳۸
۱۰	الفاظ کا جادو	مولینا عبدالماجد صاحب دریا آبادی	۳۹
۱۱	سُن لو میرا گیت	حیدر ن	۴۱
۱۲	سکھ اور ہندو	مولینا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ	۴۳
۱۳	خانقاہ! کب تک؟	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۴۸
۱۴	کلامِ آزاد	جناب حکیم آزاد انصاری صاحب	۴۹
۱۵	کلامِ امجد	جناب امجد صاحب حیدر آبادی	۵۰
۱۶	کون لے گیا؟	مولینا جوش صاحب ملیح آبادی	۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صوفی

نعرۂ مردانہ

از شاعرِ انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

ہمنشیں! مجھ کو لرزتے ہوئے آگاہ نہ کر
کہ بلاخیز حوادث کی نظر ہے تجھ پر

جانتا ہی نہیں درماندہ و حیران ہونا
کھیل ہے غم سے مجھے دست و گریباں ہونا

روح ہے مجھ میں صعوبت کے پرستاروں کی
نشہ ہوتا ہے مجھے چھاؤں میں تلواروں کی

سیرِ گلزار ہے شعلوں کا بھڑکنا مجکو
لحنِ شیریں ہے کمانوں کا کڑکنا مجکو

وجد کرتا ہوں میں چلتی ہوئی تلواروں پر
نیند آتی ہے دہکتے ہوئے انگاروں پر

مسکراتا ہوں حوادث کی شرر باری میں
تاؤ مونچھوں پہ میں دیتا ہوں دل افگاری میں

اب مصیبت ہے مصیبت کا نہ ہونا مجکو
کردیا عشق کی نرم آنچ نے سونا مجکو

برسوں جھولا ہوں ان اجداد کے گہواروں میں
صبح منہ دیکھتے تھے اُٹھ کے جو تلواروں میں

تیغِ خونخوار کے مانند تھے ابرو جن کے
تیر سینوں ہی میں ہوتے تھے ترازو جن کے

اپنی تابندہ روایات کی کھاتا ہوں قسم
زہر اَمرت ہے مرے حق میں جراحت مرہم

ہوں، اگر دہر میں آثار ہیں پیکاروں کے
زخم ہیں دل پہ مرے عشق کی تلواروں کے

ہوں، اگر حشر ہیں دُنیا کے بلا خانے ہیں — ایسے ٹکڑے ہیں بہت سے مرے افسانے ہیں

بحر ہیں آگ لگاتی ہے کہانی میری — گرمیٔ برق پہ ہنستی ہے جوانی میری

کتنے گرداب ہیں دیکھے ہیں کنارے مَیں نے — کتنے کاٹے ہیں مچلتے ہوئے دھارے مَیں نے

کتنے اَدیان کی توڑی ہے کلائی مَیں نے — کتنے اَصنام کو بخشی ہے خدائی مَیں نے

خوفِ جاں ہی نہیں، ہر خوف پہ خنداں ہوں میں — اک رہا خوفِ خُدا، خیر مُسلماں ہوں میں

پُوچھ دم بھرتا ہے کب سے مری مدّاحی کا — تجربہ مملکتِ حُسن کی سیّاحی کا

مانتی ہیں سفرِ صعب کی گھاتیں مجکو — خوب پہچانتی ہیں عشق کی راہیں مجکو

بول اگر نطق ہے اَب دیدۂ حیراں تجھ ہیں؟ — کتنے تاریک شب و روز ہیں غلطاں تجھ ہیں؟

تو نے کیا کیا نہ اُٹھایا ہے مری رُوحِ نیاز — تیز کرنوں کا غرور اور کڑی دھوپ کا ناز

کس قدر شدّتِ سرما کے ہیں خنجر تجھ ہیں؟ — جذب کتنی ہیں سلیں برف کی اے سر تجھ ہیں؟

کس قدر لُو کے تھپیڑے ہیں پرافشاں تجھ ہیں؟ — کتنے طوفان ہیں اے سینۂ عریاں تجھ ہیں؟

دست و بازو ہیں ہیں بپھرے ہوئے دریا کیا کیا — اس کفِ پا ہیں ہیں تپتے ہوئے صحرا کیا کیا؟

سر ہیں ہیں شورشِ کونین کے کس بل کتنے — گم ہیں کانوں ہیں گرجتے ہوئے بادل کتنے

برف و باراں ہیں ہوئیں دشت ہیں راتیں کیا کیا؟ — غرق ہیں دل ہیں برستی ہوئی راتیں کیا کیا؟

رند ہیں خُون کے دریا ہیں نہانے والے

جا بھی اے سیلِ حوادث سے ڈرانیوالے

(غیر مطبوعہ)

شذرات و اشارات

از ضیاء الملک مُلا رموزی صاحب فاضل الٰہیات ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لنڈن)

اس سے پہلے "کسانیات" پر جو کچھ لکھا گیا تھا اُسے اگر ہندوستان کے کسانوں اور زمینداروں کے بے شمار مصائب کے سامنے رکھدیا جائے تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی بنا ہوا صُوفی اپنے جاہل مُرید کو چراغ سے آفتاب کھانے کا وعدہ کرے، چنانچہ اس ماہ کے اخبارات میں اپنے ہندوستان کے "خوشیا" اور "بدھوا" قسم کے کاشتکاروں، زمینداروں اور کسانوں کی مشکلات کیلئے جو طویل سے طویل مضامین اور "موٹی موٹی فریادیں" شائع ہوئی ہیں اُنہیں پڑھکر کلیجہ اگر بالکل ہی مُنہ میں نہیں آجاتا تو ایک مرتبہ اُچھل ضرور جاتا ہے، پھر جس تکلیف سے کلیجہ ایک مرتبہ اُچھل سکتا ہے اُس کا اثر عام صحت پر جو کچھ پڑ سکتا ہے اُسے زمینداروں کے ہمدرد اور مخلص غمگسار ملک محمد الدین اعوان قبلہ اور برادرم ملک محمد سلیم خان صاحب ایم۔ اے کینٹب بار ایٹ لاء اپنے "کسانی ڈاکٹروں" سے کوئی دریافت کرے، پس حیرت ہے کہ جس انسانی آبادی کی فلاح و کامرانی اور حیاۃ زندگی پر تمام علماء، فقہا، فلاسفہ، حکام اور شاہانِ وقت کی زندگیوں کا مدار ہے وہ کیوں اس درجہ کوفتہ بیختہ ہو رہی ہے؟

چنانچہ شمالی ہند کے نامور اور کثیر الاشاعت اخبار "انقلاب لاہور" نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۱ء کے صفحہ مدیری میں مولوی حکیم محمد صاحب سیکرٹری انجمن اتحاد و ترقی اسلام لکھوکے ضلع فیروزپور کا جو ایک دردناک مراسلہ شائع کیا ہے اُس کا خلاصہ مُلاحظہ ہو جو لفظ بہ لفظ یہ ہے کہ

"ہندوستان کے کسان اور زمیندار کے مصائب ایسے لا متناہی ہو چکے ہیں کہ زبان و قلم کو اُن کے احاطہ کی ہرگز طاقت نہیں، گذشتہ زمانہ میں جب اجناس کا بھاؤ زمینداروں کے موافق تھا زمیندار اور کسان سرکاری لگان اور آبیانہ اپنی زمینیں، زیور یا برتن رہن یا بیع کر کے ادا کرتے تھے باقی سال اپنا شکم نیم سیر کرنے کے واسطے انہیں ساہوکار کا دست نگر ہونا پڑتا تھا اور ایسے زمانے میں بھی ان کے کئی کئی دن فاقوں میں گزرتے تھے مگر زمانہ حال تو اس زمانے سے بھی بدترین زمانہ ہے چنانچہ جن زمینداروں کے پاس زمینیں ہیں ان کی زمینوں کو کوئی شخص کسی قیمت پر بھی قبول نہیں کرتا۔ زیور اور برتن پہلے ہی ختم ہو چکے ہیں۔ ذیلدار، سپاہی وغیرہ دیہات میں وصولی کیلئے آتے ہیں اور اکثر زمینداروں کو مجبوراً وہاں سے راہِ فرار اختیار کرنی پڑتی ہے۔ یہ لوگ استرضائے حکومت کیلئے ان غریبوں کی شکایات کو گورنمنٹ کے گوش گزار کرنے کے بجائے ان کو مختلف اقسام کے دُکھ دیتے ہیں اور کسی شریف آدمی کی ہتک سے دریغ نہیں کرتے وغیرہ"

یہ اقتباس اخبار مذکور میں موجود ہے، اب اسکی حرف حرف "سچائی" اور "جھوٹائی" کو تو جانیں اس اخبار کے ایڈیٹر اور مراسلہ نگار، ہاں کسانوں اور مُلازمین سرکار کے "میل جول" کے چند مشاہدے ہمیں بھی ہیں مثلاً ہم نے جب دیہات کا سفر کیا ہے اور راستہ میں رات ہو گئی ہے یا کسی چیز کی ضرورت لاحق ہوئی ہے تو ہمارے ساتھیوں نے ہم سے بے تکلف یہ فرمایا ہے کہ

مُلا صاحب آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں بس آنے والے گاؤں میں سے لے دیں گے آپ کو ماچس۔

مجال ہے جو گنوار بچے دینے سے اِنکار کریں آپ ہی کے سامنے اتنے جُوتے رسید کروں گا کہ آپ تماشہ دیکھیں گے۔

کیا زیادہ رات ہو گئی؟

ابھی ان گنواروں کی رات کیسی یہ مردود تو رات بھر گاتے بجاتے رہتے ہیں۔

نہیں نہیں مُلا صاحب وہ آپ کو تجربہ ہی نہیں ان بدمعاشوں کا۔

واللہ یہ بغیر جُوتے کے کام ہی نہیں کرتے۔

اچھا تو آپ دیکھ لیجئے گا میں آپ کے کہنے کے موافق پہلے انتہائی نرمی ہی سے کہوں گا اُس سے۔
مگر پھر کہے دیتا ہوں کہ اگر اُس نے انکار کیا تو میرے ہاتھ کو پھر آپ نہ پکڑنا۔
بس دیکھنا کہ ایک ہی دو جوتوں میں آپ کی جملہ فرمائشیں پوری کرتا ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔
تو گویا اس حساب سے ہندوستان کا کسان اور مُلازمین سرکار کا جوتا آپس میں رُوح اور مادّے کی حیثیت رکھتے ہیں کہ مادّہ بغیر رُوح کے حرکت نہیں کرسکتا اور کسان بغیر جوتے کے بات نہیں سُنتا؟

مگر آپ خدا کے لئے کہیں صرف اتنا ہی سمجھ کر نہ بیٹھ جائیگا کہ بس کسان کی ہر مصیبت کے ذمّہ دار سرکاری جوتا پہننے والے ہی ہیں کیوں کہ اس میں کلام نہیں ہے کہ جہاں ہمیں اس قسم کے سرکاری جوتے والے نظر آئے ہیں وہاں ایسے ایسے کسان خاں صاحب بھی نکلے ہیں کہ ان سے محض خدا ہی نے نجات دلائی ہے کوتوالی والے تو ان سے امان نہیں دلا سکتے تھے، بالکل یہی حال زمینداروں اور کسانوں کی بربادی میں نظر آتا ہے یعنی زمیندار کی تمام تر تباہی کا "واحد آرگن" گورنمنٹ ہی کو قرار دینا یا مُلازمین سرکار ہی کو کسانوں کے حق میں ہلاکو خان سمجھ لینا انتہائی بدنیتی اور انصاف سے دانستہ گریز و تغافل ہے چنانچہ مُلک میں ایسے سنجیدہ اور ذی ہوش اصحاب بھی ہیں جو اس تباہ کاری کا ذمّہ دار کوتوال صاحب اور تحصیلدار صاحب کے عوض خود مُلارموزی اور اُس کے تمام ہندوستانی بھائیوں کو قرار دیتے ہیں اور اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل بھی نہیں خصوصاً مُلارموزی نہایت متانت سے اسی ایک بات کا مؤید ہے کہ جو کچھ ہے ع از ماست کہ بر ماست

چنانچہ ایسے سنجیدہ طبقے کی ترجمانی کے طریق پر علاقہ جھنگ پنجاب کی ایک جماعت کی جانب سے ایک مضمون اسی اخبار "انقلاب لاہور" کی اشاعت مورخہ ۳۰ راگست ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۲ پر ان الفاظ میں شائع ہوا ہے کہ

"سال گذشتہ میں بنکوں کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کے زمینداروں پر جو قرض تھا اس کی تعداد ایک ارب بیالیس کروڑ روپیہ تھی (گویا یہ کوئی بات ہی نہیں؟ اور نہ یہ مقدار کوئی مقدار رہے؟) جس کا سالانہ سُود جیسا کہ ملک محمد سلیم خاں نے اپنے "سٹیٹسمین" کے ایک مضمون میں تخمینہ لگایا ہے چہتر کروڑ اسّی لاکھ روپیہ سالانہ ہوتا ہے (کاش یہ سُود مُلارموزی کو ملتا سے دیکھنا ہے مولوی صاحب مُلارموزی پر کتنا تاؤ کھاتے ہیں؟) حالانکہ اس کے مقابلہ میں سرکاری معاملہ زمین کوئی حقیقت نہیں رکھتا، کیونکہ یہ سالانہ قرضہ کے سُود کا صرف چودھواں یا پندرھواں حصہ بنتا ہے اس رپورٹ کی روشنی میں ملک محمد اسلم خاں کے تخمینہ کے مطابق ہر زمیندار کا قرض بلحاظ اوسط ۴۸ روپیہ فی ایکڑ ہے ۱۱۹ روپیہ فی کس زمیندار پیشہ پر اور ۲۳۰ روپیہ فی کس مالک کاشتکار پر ہے فصل کے حالات موافق اور اچھے نرخ اجناس پر ہر کاشتکار کی آمدنی کی اوسط صرف پچاس روپیہ سالانہ ہوتی ہے (خاصی تو ہے اور کیا چاہئے؟)

"ان حالات پر آپ غور فرماسکتے ہیں کہ تباہی کے گڑھے کے کنارے سے ہم کتنے دُور رہ گئے ہیں؟ مگر یہ سب "از ماست کہ بر ماست" کی صُورت ہے، کیونکہ غریب زمیندار تو جہالت کے باعث دُنیا و مافیہا سے ناواقف ہے مگر آپ تو اللہ تعالٰی کے فضل سے زمانے کے حالات سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں اس لئے اس کا آئندہ نسلوں کو کیا جواب دوگے؟"

اس کے بعد تجویز کنندگان نے بتایا ہے کہ تمام ہندوستان کے زمینداروں کو گورنمنٹ کی خدمت میں ایک متفقہ یادداشت پیش کرنا چاہئے غرض بس مُلارموزی بھی ایسی مشترکہ درخواست پر ایک عذر فدوی کی حیثیت سے انگوٹھا لگانے کو اس لئے تیار ہے کہ صرف گورنمنٹ ہی کے لئے الزامات کی فہرست ڈالدینے کے مقابل ایسی درخواست میں اپنی کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ کچھ کام بھی اپنے ذمّہ لینا ہوگا، اور کچھ شک نہیں کہ ہر کام کی فلاح و کامیابی اُسی صُورت میں ممکن ہے جب حاکم و محکوم میں تعاون ہو وہ دیکھئے نا کہ وہ ہندوستان کے سب سے اونچے عدم تعاونی دام اقبالہٗ یعنی جناب گاندھی بھی آج گورنمنٹ کے اصل دولت خانے ہی میں بیٹھے دُودھ پی رہے ہیں اور وزیر اعظم کی چوکھٹ پر جبینِ نیاز جُھکائے سجدہ کررہے ہیں!

چلئے اور اسی جگہ سے ذرا گاندھی صاحب کو بھی لے لیجیے اگرچہ اس شذرہ کی اشاعت تک لنڈن کی گول میز کانفرنس اور گاندھی جی کا معاملہ طے ہو جائیگا مگر چند باتیں اس کے بعد بھی یاد رکھنے کے قابل ہوں گی، وہ یہ کہ لنڈن کیا ایک حیثیت سے کبھی گاندھی جی سارے یورپ کے لئے خطرہ بنے ہوئے تھے مگر "سیاسی ترکیبوں" کے قربان جایئے کہ آج وہی گاندھی صاحب لنڈن اور یورپ و امریکہ میں سب سے زیادہ "اونچی چیز" بنے ہوئے ہیں مثلاً اُن کے لئے لنڈن میں خاص اجازت عطا ہوئی ہے کہ وہ اپنے موٹر کو جدھر سے جدھر چاہیں گھماویں؟ پولیس والے اُن کا مُنہ تو تکتے رہیں گے یا تاکتے رہیں گے مگر اپنے ذاتی مُنہ سے ایک حرف نہ کہہ سکیں گے وغیرہ۔

اَب ان "لنڈنی نوازشوں" اور ان کے "نتائج" کا "حاصل ضرب" مُسلمانوں کے ڈاکٹر ضیاء الدین ریاضی ہی بتا سکتے ہیں ؟

اس کے بعد ایک خاص چیز یہ ہوگی کہ یورپ اور امریکہ میں گاندھی صاحب کے معاونین نے جو پراپیگنڈا کیا ہے اُس کے اثر سے اُس طرف کے اخباروں، فوٹو گرافروں، سینما کمپنیوں اور تقریریں سُنانے والی وائیرلس کمپنیوں سے گاندھی جی کو جو "نقدہ" وصول ہوں گے وہ کانگریس کے خزانہ میں داخلہ کے قابل قرار دیئے جائیں گے یا گاندھی جی کے شاہی خزانہ میں ؟ کیونکہ کانگریس کے واحد نمایندہ کی حیثیت سے گاندھی جی کی ہر مُصیبت کانگریس کی مُصیبت جب ہو سکتی ہے تو اُن کی ہر منفعت کانگریس کی منفعت کیوں نہ ہو ؟ مگر دیکھ لیجیے گا کہ گاندھی جی کی اس "کمائی" کا تو یار لوگ تذکرہ تک نہ ہونے دینگے اور اُلٹا اُن کی تشریف آوری پر ہندوستان کے آسمان کو اپنے غلامانہ دلیسی سر پر اُٹھانے کے لئے وہ بھاری بھاری چندے لیں گے کہ سر جارج شاستر وزیر مالیات کو اسمبلی میں حساب سمجھانا دُوبھر ہو جائیگا، پھر اس طرح ایک اکیلے یا تنہا گاندھی صاحب کی پرستش پر بھی یہ ہندوستان کے بے دُم کے گدھے خود کو جمہوریت پسند اور حُریت مآب سمجھے بیٹھے ہیں! مگر یہ بھی خدا کا احسان ہے کہ لنڈن میں گاندھی کے مقابل اِسلامی ہند کے بھی ایسے ایسے عالی دماغ سیاست دان مُسلمان نمایندے جمع ہیں کہ بس دل جانتا ہے جب تو یہ کانگریس کے مخالف کہا کرتے ہیں کہ

گر ہمیں لنڈن و ہمیں گاندھی ــ کارِ مُسلم تمام خواہد شُد

مگر ہم یہی کہیں گے کہ اگر مُسلمانوں میں احساس ہے تو اُن کا ہر حال میں کامیاب ہونا یقینی ہے بلکہ ہمارے نزدیک تو اُن کی موت کا راز ہی یہ ہے کہ وہ خود کو فدوی اور کمترین سمجھنے اور لکھنے لگے ہیں، پس خدا کرے کہ کبھی وہ خود حضور پُر نور مُلّا رموزی بھی لکھنے اور کہنے لگیں۔

وہ جو ہم نے اس سے پہلے کبھی کہا تھا کہ ہندوستانی مُسلمانوں میں جھُوٹے اور مکّار پیروں اور صُوفیوں کی وجہ سے تصوّف بھی ایک طرح کا "ماہوار رسالہ" بن گیا ہے جس میں ہر ماہ پوری پابندی سے نئے نئے اور مختلف النوع مضامین کا شائع ہونا از بسکہ فریضۂ اشاعت ہے چنانچہ دُنیا میں کچھ ہو مگر ہندوستان کے مُسلمان پیروں اور ولیوں کے اتنے حالات و واقعات ہر ماہ جمع ہو جاتے ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے ایک دُوسرا رسالہ "صُوفی" بھی ناکافی ہو مگر آہ کہ ہمارے اس خیال کا اصل مطلب آپ اُس وقت تک نہ سمجھیں گے جب تک ہم خود نہ بیان کریں لہذا سُن لیجے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ابھی ہندوستانی مُسلمانوں میں جہالت، وہم پسندی، مالیخولیا اور صُوفیانہ مراق کے اتنے جراثیم موجود ہیں کہ وہ ایک ماہر ڈاکٹر کیا اگر سارے یورپ کے ماہر ڈاکٹر جمع ہو جائیں تو ختم نہیں کر سکتے، چنانچہ اتنا کچھ لکھنے پر بھی ہندوستان کے علماء و صلحاء اور صحیح معنی کے صوفیہ میں ہندوستان سے ان بنے ہوئے اور تباہ کار صوفیہ کے وجود کو مٹانے کے لئے کوئی متحدہ تجویز عمل میں نہ آئی بلکہ اُلٹے خواجہ حسن نظامی دہلوی گرہ سے نکل کر افغانستان جا پہنچے۔ اب بھلا کوئی ان خواجہ حسن نظامی صاحب سے خط کے ذریعہ دریافت کرے کہ او حضرت خواجہ صاحب یہ جو ہندوستان کے دارالحکومت میں آپ خواجۂ خواجگان حضور نظام الدین ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایسی جلیل المراتب ہستی کی امانت لئے بیٹھے ہیں سو اس کے تحفظ کیلئے اگر آپ افغانستان ایسے اونٹوں اور خچروں پر سوار ہو کر پھرنے والے دُشوار گزار مُلک کی سیر فرمانے کے عوض ہندوستان ایسے "ریلیاتی مُلک" کے ایک ایک گوشے میں دورہ فرما کر جھُوٹے پیروں۔ مکّار درویشوں اور پاگل قسم مجذوبوں کے برباد کُن اور اسلام کو ذلیل کرنے والے صوفیہ کے خلاف ہر جگہ کے مُسلمانوں کو بیدار اور ہوشیار کرتے پھرتے تو آپ کا اصل "خواجہ پن" یہ ہوتا یا یہ افغانستان اور بدخشاں کا لعل بیز اور لعل ریز سفر ؟ بس صاف بات یہ ہے کہ افغانستان کا سفرنامہ اور وہاں کے مزاروں کی کتاب خوب فروخت ہوگی اور مُلّا رموزی کی جواہر سے تولنے کے قابل کتاب "عورت ذات جلد اوّل" قیمتی ساڑھے تین روپیہ آج بھی ویسی ہی دھری ہوئی ہے حالانکہ اُس کے ملنے کا پتہ "مُلّا رموزی، بھوپال" ہے اور خواجہ صاحب کا تو ابھی کسی کو پتہ بھی نہیں کہ وہ کابل میں ہیں یا قندھار میں ؟

اچھا تو آپ "اصحابِ منصبِ اصلاح" کو تو بخارا و بدخشاں کی اجازت دیدیجئے اور رُشد و رہبری کے فرائض ادا کرنے کیلئے مُلّا رموزی ایسے بندۂ عذاب و معصیّت اور داڑھی مُنڈے سے۔

چنانچہ پیرانِ سیہ کار سے ایک کے متعلق روایت ہے یعنی دارالتصوّف اجمیر کے اخبار "راجستان" نے اپنی اشاعت مؤرخہ ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۶ کالم ۳ پر ایک پیر صاحب کو یوں چھاپکر پھینکدیا ہے کہ

"جے پور میں اجمیری دروازہ سے جو سڑک ٹونک کو جاتی ہے وہاں چٹیی ۹ کی بغیہ کے قریب ایک عجیب و غریب فقیر چند روز سے ڈیرہ جمائے ہوئے ہے، فقیر کی عمر قریب ۴۵ سال کے ہے۔ داڑھی منڈی ہوئی اور رنگ گورا ہے، جو خانے کی لنگی کا تہمد باندھ رکھا ہے، سر پر ایک ریشمی بستی لپیٹ رکھی ہے، چاندی کا حُقّہ ہاتھ میں رہتا ہے، یہ فقیر مسلمان بچوں کو روزانہ کاغذ کے پرچے لکھ لکھ کر دیا کرتا ہے ان پرچوں میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کی وہ آیتیں نہیں پڑھنا چاہیئے جن میں پیاز، لہسن اور شرمگاہ کا نام ہو۔ اور بغیر دیکھے ہوئے شیطان پر لاحول نہیں پڑھنا چاہیئے، کیونکہ شیطان کو بغیر دیکھے لاحول پڑھنا حرام ہے"۔

"اس قسم کی باتوں سے اندیشہ ہے کہ کوئی منچلا اس فقیر کا سر نہ پھوڑدے۔ آپ خیال یہ ہے کہ یا تو یہ فقیر کوئی سپاہی ہے سی۔ آئی۔ ڈی کا یا پھر کوئی آریہ ہے جو مُسلمان بچوں کے خیالات خراب کرنا چاہتا ہے"۔

مُلّا رموزی کے خیال میں یہ فقیر صاحب ضرور کچھ نہ کچھ ہیں اسی لئے حضور پُر نور نے بتادیا ہے کہ شیطان کو بغیر دیکھے لاحول پڑھنا حرام ہے لہذا اُس طرف کے تمام مُسلمانوں کو چاہیئے کہ ایک دن تمام کاروبار کی ہڑتال کر کے وہ اس فقیر کے سامنے جمع ہو کر چلا چلا کر لاحول پڑھنا شروع کر دیں بس یہ فقیر صاحب جو کچھ ہوں گے فوراً معلوم ہو جائے گا۔

خدا خوش رکھے اخبار "زمیندار" کے عملۂ ادارۃ میں قبلہ قاضی احسان اللہ، مولوی صدیق طلیب اور مولوی عبدالباقی مدظلہٗ کو کہ ان میں کا ہر ایک مکار صوفیوں، بدمعاش پیروں، اور گمکردہ راہ مُریدوں کے حق میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو خاتمۂ جنگ یورپ کے بعد جرمنی کے حق میں "اتحادیوں" کی ثابت ہوئی ہے، چنانچہ ان کے ہاں ایسے بدکرداروں کے لئے جو کچھ لکھا جاتا ہے اور جو کچھ جمع ہوجاتا ہے اُسے اخبار "زمیندار" کی اشاعت مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۳ کالم ۳ و ۴ پر یوں شائع کیا ہے کہ

"آجکل ہندوستان میں ولی، قطب اور ابدال بن جانا بھی بہت ہی آسان ہے، کوئی پاگل، دیوانہ، مجنوں، ننگ دھڑنگ ہو کر گلی کوچے میں مارا مارا پھرے اور اپنے مخصوص "شوقِ ولایت" سے "سر و سامانی" کی رقابت کا اعلان کرنے لگے تو اسے خوش عقیدہ (یعنی اصل میں بدعقیدہ) مُسلمان (اور مُسلمان زادیاں) جھٹ قطبوں کا لاٹ، صاحب قرار دیتے ہیں چنانچہ لکھنؤ میں پچھلے دنوں ایک ایسے ہی مجذوب صاحب نے اپنی مجذوبانہ وارفتگی میں بُرے بھلے کی تمیز ہی مٹا دی تھی اور شریف عورتوں کے ناموس پر دن دہاڑے ڈاکے ڈالنا مقتضائے مجذوبیّت سمجھ لیا تھا مگر جب انہیں آگرہ کے پاگل خانے میں بند کیا گیا تو ساری مجذوبیّت دس دن میں غائب ہوگئی"۔

"اب پٹنہ شہر کی "چھوٹی مسجد" کے پاس ایک درزی دلّو میاں بھی ہیں ان کی تین سال کی لڑکی نے کہیں قرآن پاک کی بعض آیات کو جو پڑھنا شروع کر دیا تو فوراً مشہور ہوگیا کہ یہ سالہ لونڈیا مادرزاد ولیہ ہے اور فوراً ہی عورتوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے، دلّو میاں نے جو یہ دیکھا تو اُنہوں نے بھی مُلاقات پر سوا روپیہ کا ٹکٹ لگا کر اس لڑکی کو کانگڑیں اور دنگل کا پنڈال بنادیا، خوب آمدنی ہوئی، مگر بدقسمتی سے جلد ہی ایک "تحقیقاتی کمیشن" نے دریافت کرلیا کہ اس لڑکی کا بھائی اس کے پاس بیٹھا قرآن پاک حفظ یاد کیا کرتا تھا اس لڑکی کے کان میں یہ آوازیں پڑتی رہتی تھیں اس لئے حافظہ کی اعلیٰ قوت سے وہ انہیں دُھرادیتی تھی چنانچہ اس نے بعض انگریزی الفاظ بھی دُہرائے اور ساتھ اپنی سہ سالگی کے طفلانہ اثر سے مہملات بھی بکے اور ادھر عورت لوگوں نے اُن میں خواہ مخواہ کے معنیٰ ٹھونس کر اسے پیر اور ملہم من اللہ بنادیا، باقی خیریت اہی"۔

یہ ہے حال اُس اُمّت کی عورت ذاتوں کا جسے "خیر الامم" کہکر دُنیا جہان کے گُمراہوں کی ہدایت کا منصب سپرد ہوا ہے !!!

اب اخبار "انقلاب لاہور" کی بھی سُن لیجے چنانچہ اس نے اپنی اشاعت مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۳ کالم ۴ پر محمد صدیق صاحب دکاندار موالا ڈاک خانہ پیلاں ضلع میانوالی پنجاب کا "حال زار" یوں شائع کیا ہے کہ

"میں نے ایک پیر طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی ایکدن میں نے حضرت سے عرض کیا کہ کشادگی رزق کیلئے کوئی وظیفہ بتا دیجے تو آپنے فرمایا کہ آدھی رات کو وضو کر کے بغداد کی طرف مُنہ کر اور یہ وظیفہ پڑھا کرو کہ ؎

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین دُنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرا

"چونکہ میں قرآن مجید اور دیگر احکام دین سے واقف ہوں اس لئے اس وظیفہ کو سُن کر میں نے استغفراللہ پڑھا اور حضرت سے بیعت فسخ کر کے مولینا احمد خاں مجددی کھولہ ڈاک خانہ کُندیاں ضلع میانوالی پنجاب سے بیعت کی اور آپ کو ہادیٔ برحق سمجھ کر نذر بھی دیتا رہا چنانچہ ایک دفعہ حضرت میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تو میں نے پچاس روپیہ نقد، آٹھ بوری گندم، آٹھ اونٹ جلانے کی لکڑی بطور نذر پیش کی تو حضرت میری اس عقیدت سے بے انتہا خوش ہوئے، مگر چند روز بعد آپ کی صاحبزادی کا نکاح ہونے لگا تو آپ نے مجھ سے امداد چاہی میں نے ایک عزیز سے پچاس روپیہ قرض لا کر حضرت کی جھولی میں ڈالدیئے۔ اب ایک سال گزر چکا ہے لیکن حضرت یہ قرض ادا نہیں کرتے لہذا "مدیر افکار" بتائیں کیا کروں؟"

افسوس کہ "مدیر افکار" نے اس کا علاج صرف عدالت دیوانی بتایا مگر محمد صدیق صاحب مُلا رموزی سے بھی جواب اور تدبیر سُن لیں وہ یہ کہ مہربانی فرما کر جلد سے جلد "مرید بازی" سے توبہ فرمالیں ورنہ خدانخواستہ اگر آپ ایسے مرید ہزار دو ہزار ہی کی تعداد میں پیدا ہو گئے تو پھر حاکم بدہن ہلوگوں کی بیعت و طریقت کا خدا ہی حافظ ہے۔ امان صدیق صاحب آپ نے اپنے بیان میں کچھ سوچا بھی کہ سارا الزام تو خود آپکی "عقل عقیدت کار" پر ہے اور غریب پیر کو بے قصور بدنام کرنے چلے ہو، مثلاً آپنے دعوی کیا ہے کہ میں قرآن مجید اور دیگر احکام دین سے واقف ہوں، ماشاءاللہ قرآن مجید اور دیگر احکام دین سے آپ کی "مریدانہ واقفیت" کا کیا کہنا کہ پھر بھی پیر صاحب کو "ہادیٔ برحق" سمجھا اور خود بخود انہیں پچاس روپیہ نقد، آٹھ بوری گندم، آٹھ اونٹ جلانے کی لکڑی نذر فرمادیں مگر نذرانے کی اس "دُکاندارانہ شرح اور مقدار کو" آپنے قرآن محترم اور احکام دین کے کس خدائی ضابطہ سے جائز قرار دیدیا؟

دوسرے یہ کہ آپ سے جب پیر صاحب نے اپنی لڑکی کے نکاح میں امداد چاہی اور آپنے خود قرض روپیہ لیکر انہیں دیدیا تو یہ اُن پر آپ کا قرض کس طرح ہو گیا جبکہ خود آپ کا بیان ہے کہ پیر صاحب نے امداد چاہی نہ کہ قرض۔ قرض تو خود لیا آپنے اور بیچارے امداد چاہنے والے پیر صاحب پر "قرض" کا الزام دھر کر انہیں کیوں بدنام کرتے ہو۔ بس اگر عقل والے ہو تو دُعا کرتے رہنا کہ خدا تمہیں اور پیر صاحب کو وکیلوں کی نظر سے بچائے۔ اور ذرا آیندہ اخباروں میں سوچ سمجھ کر لوگوں پر الزام لگانا۔

آہ یہ ہیں وہ جنہیں کہا ہے کہ "مُریدان می پرانند" اور پھر دعوی ہے کہ میں قرآن مجید اور احکام دین سے واقف ہوں۔ انا لِلّٰہ

اسی اخبار "انقلاب لاہور" نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۲ کالم ۳ و ۴ پر پھر ایک پیر صاحب کو یوں چھاپ کر ایک ایک آنے میں سرِ بازار فروخت کیا ہے کہ

"مُفتی محمد افضل صاحب بی۔ اے لاہور سے لکھتے ہیں کہ قصبہ جبتر علاقہ امرتسر نارووال لائن میں ایک گاؤں قیام پذیر بھی ہے جہاں ایک رات ہمارا گزر ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پُر تکلف اور شاندار دعوۃ اور جلسے کا اہتمام ہو رہا ہے۔ قضاراً ہم بھی اس جلسہ میں "جا داخل ہوئے" دیکھا کہ ایک پیر صاحب جلوہ افروز ہیں حُلیہ شریف یوں واقع ہوا تھا کہ مُنہ پر داڑھی نہ مونچھ سر پر سبز دستار گلے میں چکن کا قمیض اور کمر میں سُرخ گوٹ والا تہ بند باندھے ہوئے ایک خوبصورت نواڑی پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی ہوئی اور چشم خمار آگین میں سُرمہ لگا ہوا تھا، سامنے حُقّہ رکھا ہوا اور دائیں بائیں

چند حسین نوجوان عقیدتمند لڑکیاں پنکھا جھل رہی تھیں، پیر صاحب ممدوح خود کو اور اپنے مریدوں کو نماز روزہ کی پابندیوں سے بے نیاز سمجھتے ہیں اور آپ کے نزدیک شراب کا استعمال جائز اور جوا کھیلنا مباح تھا آپ نے پلاؤ زردہ اور مرغ چٹ کرنے کے بعد مبلغ سات روپیہ نذرانہ "دانت گھسائی" قبول فرمایا اور پھر رات کے ۲ دو بجے تک محفل رقص و سرود قائم رہی پندرہ بیس عورتیں بھی رونق محفل کا کام دے رہی تھیں، بارہ ۱۲ بجے رات کو آپ کو بھی وجد ہو گیا اور برابر چالیس پچاس منٹ تک (خدارسیدہ ہو کر) آپ عجیب عجیب قسم کی حرکتیں کرتے رہے لیکن جب جوش جلالی ختم ہوا تو آپنے اپنی ۲ دو فرمائی ہوئی نعتیں بھی ارشاد فرمائیں جن کے چند اشعار یہ ہیں۔

برچھی لگی حسین کو دل زار کر گئی   نظر تیری مجھ کو دو پھاڑ کر گئی
مدینے سے کڈھ تقدیر نے سٹیا سی کربلا   تقدیر امام حسین کو شہید کر گئی
تقدیر علی تو نہ مُڑی جو ہے شیر خدا   صلی اللہ علیہ وسلم کا دند شہید کر گئی

مستانہ محبوب ادا کر چکے ہیں   حسن محبوب خدا کر چکے ہیں
بندہ ہے وہ کوئی بندگی کریگا   کلمہ رسولِ ادا کر چکے ہیں

وغیرہ وغیرہ۔

ملا رموزی کی رائے میں شاعروں کے اس پیر بے ردیف کو صرف ایک ہفتہ کیلئے صوبہ سرحد کے خدائی خدمتگاروں کے سپرد کر دیا جائے اور کہدیا جائے کہ آپ لوگوں پر ایک ہفتہ فوجداری کا کوئی قانون اثر نہ کریگا۔

کاش انجمن تبلیغ الاسلام انبالہ ان حالات کی اصلاح کو بھی اپنے وسیع تنظیمی دستور العمل میں شامل کرلے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ

خاتونِ مشرق

از شاعرِ انقلاب حضرت مولینا شبیر حسن خاں صاحب جوشؔ ملیح آبادی

(۱)

غنچۂ دل مرد کا روزِ ازل جب کھل چکا
جس قدر تقدیر میں لکھا ہوا تھا مل چکا
دفعتہً گونجی صدا پھر عالمِ انوار میں
"عورتیں دُنیا کی حاضر ہوں مرے دربار میں"
عورتوں کا کارواں پر کارواں آنے لگا
پرچمِ انعام پھر گردوں میں لہرانے لگا
ناز سے حورِ بن ترانے حمد کے گانے لگیں
عورتیں بھر بھر کے اپنی جھولیاں جانے لگیں
جب رہا کچھ بھی نہ باقی کیسۂ انعام میں
کانپتی حاضر ہوئیں پھر ایشیا کی عورتیں
دل میں خوفِ شومیٔ قسمت سے گھبرائی ہوئی
رُعب سے نیچی نگاہیں، آنکھ شرمائی ہوئی
حلم کے سانچے میں رُوحِ ناز کو ڈھالے ہوئے
گردنوں میں خم سروں پر چادریں ڈالے ہوئے
آخر اس انداز پر قدرت کو پیار آ ہی گیا
میکدے پر جھوم کر ابرِ بہار آ ہی گیا

(۲)

مُسکرا کر، خالقِ ارض و سما نے دی ندا
"اے غزالِ مشرقی، آ تخت کے نزدیک آ"
نعمتیں سب بٹ چکیں، لیکن نہ ہو نا مضمحل
"سب کو بخشے ہیں" دماغ" اور لے تجھے دیتے ہیں" دل"
یہ وہی دل ہے جو مُضطر ہو کے سوز و ساز سے
میرے پہلو میں دھڑکتا تھا عجب انداز سے
تجھ کو وہ رُخ اپنی سیرت کا دیے دیتے ہیں ہم
جس میں یزدانی نسائیت کی زُلفوں کے ہیں خم"
آ، کہ تجھکو صاحبِ مہر و وفا کرتے ہیں ہم
"لے خود اپنی جنبشِ مژگاں عطا کرتے ہیں ہم"
"پہلوئے خاتونِ مشرق میں بصد تمکین و ناز
مُنتقل ہو جا اُلوہیت کے سینے کے گداز"

(۳)

"عورتیں اقوامِ عالم کی بھٹک جائیں گی جب
تو رہے گی بن کے اس طوفاں میں اِک موجِ طرب"
"حُسن ہو جائیگا جب اوروں کا وقفِ خاص و عام
دیدنی ہوگا ترے خلوتکدے کا اہتمام"
"عالمِ نسواں پہ کالی رات جب چھا جائے گی
یہ ترے ماتھے کی بیندی صبح کو شرمائے گی"
"عورتیں بیچیں گی جب اسٹیج پر بارقص و چنگ
اپنی آنکھوں کی لگاوٹ، اپنے رُخساروں کا رنگ"
"ان کے آگے ہر نیا میدان ہوگا جلوہ گاہ
اور ترا اسٹیج ہوگا صرف شوہر کی نگاہ"
"گودیاں پھیلا کے جب مانگیں گی باصدق و صفا
عورتیں اولاد کے پیدا نہ ہونے کی دُعا"
"مژدہ باد اے ایشیا کی دُخترِ پاکیزہ تر
آنچ آئے گی نہ تیرے مادرانہ ذوق پر"
"ماؤں کی غفلت سے جب بچوں کو پہنچے گا گزند
جب فغاں بے تربیت اولاد کی ہوگی بلند"
"صرف اک تیرا تبسم اے جمالِ تابناک
سینۂ اطفال میں پیدا کرے گا رُوحِ پاک"
"وہ حرارت تیرے ہونٹوں کی نہ ہوگی پائمال
جس کی قربت سے نکھر جاتا ہے رنگِ نونہال"
"وہ تری معصوم رعنائی نہ ہوگی مضمحل
بخشتی ہے نسلِ انسانی کے پہلو کو جو دِل"

"وہ بھی دن آئیگا جب تجھ کو بھی اے جانِ حجاب — زیب دے گا مادرِ اولادِ آدم کا خطاب"

(۴)

"جب کرے گی صنفِ نازک اپنی عریانی پہ ناز — صرف تو اک اس تلاطم میں رہیگی پاکباز"
"اُن کے دل جب ہوں گے یادِ معصیت سے پاش پاش — تیرے دل پر ایک بھی ہوگی نہ ماضی کی خراش"
"اُن کی راتیں خوفِ رُسوائی سے جب ہوں گی دراز — تیرے سینے میں کسی شب کا نہ ہوگا کوئی راز"
"دہشتِ فردا سے تھرّائے گا جب ان کا غرور — ہوگی تو امروز سے خوش، خوفِ مستقبل سے دُور"
"جب اُڑے گی ان کی چشمِ دام پروردہ میں خاک — نرم ڈورے تیری آنکھوں کے رہیں گے تابناک"
"پاک ہوں گے تیرے نغمے بھی تری گفتار بھی — باحیا ہوگی تری پازیب کی جھنکار بھی"
"عکس بھی ہوگا نہ تیرا بزمِ ناؤنوش میں — نام تک تیرا رہے گا شرم کی آغوش میں"

(۵)

"اے شعارِ ارضِ مشرق! تیری عفّت کا شعار — کج کرے گا مُلک و ملّت کی کلاہِ افتخار"
"آبرو ہوگا گھرانے بھر کی تیرا رکھ رکھاؤ — باپ تیرا دے گا شانِ فخر سے مونچھوں پہ تاؤ"
"تیری آنکھوں کی دمک سے اے جہانِ اعتبار — جگمگائے گی نسب ناموں کی لوحِ زرنگار"
"بوالہوس کا سر جھکا دے گی تری ادنیٰ جھلک — ہوگی لہجے میں ترے نبضِ طہارت کی دھمک"
"تیری پیشانی پہ جھلکے گا مثالِ برقِ طور — طفل کا نازِ شرافت، اور شوہر کا غرور"

(۶)

"علم سے ہر چند تجکو کم کیا ہے بہرہ مند — لیکن اس سے ہو نہ اے معصوم عورت درد مند"
"جب ضرورت سے زیادہ ناز فرماتا ہے علم — عارضِ تاباں کے بھولے پن کو کھا جاتا ہے علم"
"نُطق ہو جاتا ہے علمی اصطلاحوں سے اُداس — لعلِ لب میں شہد کی باقی نہیں رہتی مٹھاس"
"علم اُٹھا لیتا ہے بزمِ جاں سے شمعِ اعتقاد — خال و خد کی موت ہے چہرے کا رُعبِ اجتہاد"
"قعرِ وحشت کی طرف مُڑتی ہے اکثر راہِ فن — جھانکتی رہتی ہے اِس غرفے سے چشمِ اہرمن"
"چھوڑ دیتی ہے تکلم کو مُلائم قیل و قال — علم کا حد سے گذر جانا ہے توہینِ جمال"
"علم سے بڑھتی ہے عقل اور عقل ہے وہ بد دماغ — جو بجھا دیتی ہے سینے میں محبت کا چراغ"
"علم سے تاباں نہیں رہتے محبت کے صفات — اور "محبت" ہے فقط لے دیکے ساری کائنات"
"دیکھ، تجھ پر علم کی بھرپور پڑ جائے نہ ضرب — بھاگ، اِس پردے میں ہیں شیطان کے آلاتِ حرب"
"علم سے رہتی ہے مجروحِ شکن جس کی جبیں — ناز سے شانوں پہ اُسکی زلف لہراتی نہیں"
"وقت سے پہلے بُلا لیتے ہیں پیری کو علوم — عُمر سے آگے نکل جاتے ہیں چہرے بالعموم"
"جن لبوں کو چاٹ پڑ جاتی ہے قیل و قال کی — ان کی گرمی کو ترستی ہے جبیں اطفال کی"
"اِک جنوں پرور بگولا ہے وہ علمِ بے وثوق — جس کے اندر پیچ و خم کھاتے ہوں شوہر کے حقوق"

(۷)

"دُور ہی سے ایسے علمِ جہل پرور کو سلام — حُسنِ نسواں کو بنا دیتا ہو جو جاگیرِ عام"
"جس جگہ حورانِ جنّت کا کیا ہے تذکرہ — کیا کہا ہے اور بھی کچھ ہم نے جز حسن و حیا؟"
"تذکرہ حوروں کا ہے محض ایک تفسیرِ جمال — کیا انہیں ہم نے کہا ہے صاحبِ فضل و کمال؟"

"ہیچ ہے ہر چیز، زیور، غازہ، افشاں، رنگ و خال
حُسن خود اپنی جگہ ہے سو کمالوں کا کمال"

(۸)

"چاندنی، قوسِ قزح، عورت، شگوفہ، لالہ زار
علم کا ان نرم شانوں پر کوئی رکھتا ہے بار؟"

"روشنائی میں کہیں گھلتی ہے موجِ ماہتاب؟
کیا کوئی اوراقِ گُل پر طبع کرتا ہے کتاب؟"

"میرے عالم میں نہیں اس بدمذاقی کا شعار
کاکُلِ "افسانہ" ہو دوشِ "حقیقت" سے دوچار"

"حُسن کا آغوشِ رنگیں دلفریب و دلرُبا
علم سے بن جائے اُقلیدس کا محض ایک دائرہ"

"مصحفِ روئے کتابی، روکشِ ماہ و گلاب
اور بن جائے لُغت، یا دفترِ علمِ حساب"

"بربطِ زریں کے پردوں میں ہو شورِ کائنات
مقبرے ہیں اور جلے شمعِ شبستانِ حیات"

"گرم ہو تیزاب کی کھولن سے لالے کا ایاغ!
غنچۂ نورس کا طاق، اور پیرِ مکتب کا چراغ"

"شہپرِ بُلبل پہ کھینچی جائے تصویرِ شغال
موتیوں پر ثبت ہو طوفان کی مُہرِ جلال"

"صبح، غرقِ بحث ہو غنچے کھلانے کے عوض
درس دیں موجیں صبا کی گنگنانے کے عوض"

(۹)

"تو نہ کرنا مغربی متوالیوں کی ریس دیکھ
گھات میں تیری لگا ہے فتنۂ ابلیس دیکھ"

"تو نہ ان کی طرح بھرنا عرصۂ فن میں چھلانگ
کوکھ تا ٹھنڈی رہے بچّوں سے، اور صندل سے مانگ"

"دُخترانِ مغربی کو دے نہ عورت کا خطاب
یہ مجسّم ہو گئے ہیں کچھ گنہگاروں کے خواب"

"پھر رہی ہیں یا تری نظروں کے آگے پرفشاں
عورتوں کے بھیس میں شیطان کی سرتابیاں"

"علم حاصل کر فقط تدبیرِ منزل کے لئے
وہ "دماغوں" کے لئے ہیں، اور تو "دل" کے لئے"

فتح اندلس

طارق و موسیٰ

از جناب چوہدری محمد علی صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی وکیل ایبٹ آباد

مندرجہ بالا نامورانِ اسلام کی زندگی کے حالات کچھ حد تک افسانہ بن گئے ہیں۔موسیٰ کا باپ نصیر "عین تمر" (ایران) کا باشندہ تھا۔جب حضرت خالدؓ نے اس مقام کو فتح کیا۔نصیر کو بھی کہا گیا۔کہ یا وہ مسلمان ہو جائے۔یا غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے۔نصیر نے دعوتِ اسلام قبول کی۔مسلمانوں کی رسم کے مطابق گرفتار شدہ گرفتار کرنیوالے کے خاندان کا فرد بن جاتا تھا۔چونکہ اسے خلیفہ عبد الملک کے آدمیوں نے پکڑا تھا۔اسی بنا پر وہ خلیفہ مذکور کے خاندان کا ممبر ہو گیا۔اسکے بیٹے موسیٰ کا خلیفہ کے بھائی عبد العزیز کے ساتھ بچپن سے ہی دوستانہ تعلق ہو گیا۔موسیٰ نے شام کے مشہور مدارس میں تعلیم پائی تھی۔وہ اپنی خداداد ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا گیا۔ایک دفعہ وہ والئے بصرہ کا وزیر مقرر ہوا مگر اس نے کسی معاملہ میں بددیانتی کی۔چنانچہ اسے جرمانہ کی سزا ملی لیکن بعد ازاں خلیفہ کے بھائی (عبد العزیز) کی سفارش سے وہ مصر کے گورنر کا مشیر مقرر ہوا موسیٰ کے قویٰ نہایت مضبوط تھے۔وہ جفاکش تھا۔پرہیزگار تھا۔سادہ لباس پہنتا تھا۔بلند نظری اور عالی حوصلگی اسکے چہرے سے ٹپکتی تھی۔جنگ میں خوف و ہراس اپنے پاس بھٹکنے نہیں دیتا تھا۔انتقام لینے میں بڑی بے رحمی اور ظلم سے کام لیتا تھا مزاج میں تشکک زیادہ تھا۔اور احسان فراموش تھا۔فہم و فراست میں لاثانی تھا۔طبائع انسانی کی خصوصیات کو خوب سمجھتا تھا۔اور فرائض دینی کی ادائیگی میں سختی سے کاربند تھا۔

بعد ازاں عبد العزیز نائب السلطنت نے اسے مصر و افریقہ کی فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا۔مگر سپاہی اسے اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔موسیٰ نے آتے ہی تمام فوج کو جمع کر کے ان کی تنخواہ سے سہ گنا روپیہ بطور انعام دیا۔اور اسکے بعد اس نے تقریر کی "کہ میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔اگر کوئی اچھا کام کروں۔تو میرا حوصلہ بڑھاؤ۔اور اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو۔تو مجھے ملامت کرو۔کیونکہ ہم میں سے کوئی شخص بھی انسانی کمزوری اور غلطی سے بری نہیں۔" سپاہی اپنے افسر کے انکسار اور صاف بیانی سے بڑے متاثر ہوئے۔اس واقعہ نے موسیٰ کو اپنی فوج میں ہر دلعزیز بنا دیا۔اگر کوئی قوم اس کا مقابلہ کرتی تھی تو وہ ان سب کو غلام بنا لیتا تھا۔اور انکے گاؤں جلا دیتا تھا۔برعکس اسکے اگر کوئی قوم بغیر لڑائی کے صلح کر لیتی تھی۔تو وہ ان کو امان دیتا تھا۔پہلے کئی دفعہ بربری قوم مسلمان ہو کر مرتد ہو چکی تھی۔موسیٰ انکی متلون مزاجی سے خوب واقف تھا۔چنانچہ اس نے اپنی فوج میں عالم مقرر کئے۔جو ان کو بلاناغہ ہر روز دینی تعلیم دیتے تھے۔حتیٰ کہ وہ مستقل طور پر مسلمان ہو کر بڑے کارآمد اور وفادار سپاہی بن گئے۔تھوڑے ہی عرصے میں بربری قوم کا تمام علاقہ فتح ہو گیا۔کیونکہ موسیٰ بڑی سرعت سے پیشقدمی کرتا تھا۔اس اثنا میں موسیٰ نے قیروان شہر کی بنیاد ڈالی۔یہاں رہکر اسے بحری مہم کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔مگر اسکے ہم وطن سمندر سے بہت ڈرتے تھے۔مگر اس نے انکے خوف کی پرواہ نہ کر کے سو جہاز تیار کرائے اور انکے لئے بحری فوج علیحدہ کی۔عبد اللہ کو امیر البحر مقرر کیا گیا۔اسی بیڑے نے بحیرہ روم میں داخل ہو کر پہلے صقلیہ کو فتح کیا۔اور چار برس کے بعد یکے بعد دیگرے بیلیا، میجورکا اور دیگر جزائر کو مسخر کیا۔سبتہ کو لینے کی دو دفعہ کوشش کی گئی۔مگر وہ فتح نہ ہو سکا۔یہ مقام افریقہ کے ساحل پر اس آبنائے پر واقع ہے۔جو افریقہ کو یورپ سے جدا کرتا ہے۔بلیان (جولین) اس قلعہ کا گورنر تھا۔اس نے مقابلہ میں ایسی شجاعت دکھلائی۔کہ مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا۔موسیٰ نے اپنے سب سے بڑے معتمد اور بہترین فوجی افسر طارق بن زیاد کو طنجہ کا گورنر مقرر کیا۔یہ شخص بربری الاصل موسیٰ کا آزاد کردہ غلام تھا۔طارق نہایت تجربہ کار، غیر معمولی بلند نظر اور بے انتہا مستقل مزاج سپاہی تھا۔مورخین کے درمیان اس شخص کی اصلیت میں اختلاف ہے۔بعض اس کو ہمدان (ایران) کا باشندہ بتلاتے ہیں۔ابن بشکوال لکھتا ہے۔کہ طارق کے والد کا نام عمر تھا۔اور کہ وہ موسیٰ کا غلام نہ تھا۔اسکے بال لال رنگ کے تھے۔مگر وہ شکل و شباہت سے بربری معلوم ہوتا تھا۔اوائل اسلام میں مسلمانوں میں پیشقدمی کا مادہ تو تھا ہی۔اس پر بلند نظری اور

جوش مذہبی نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک پر وہ قابض ہو چکے تھے۔ اب انہوں نے تمام دنیا کو تسخیر کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا
جب موسیٰ شمالی افریقہ کو فتح کر چکا۔ تو اسکی للچائی ہوئی نظر یورپ کے دولتمند شہروں اور سرسبز وادیوں پر پڑیں۔ صرف ایک چھوٹی سے آبنائے جو
آٹھ میل سے بھی کم مسافت رکھتی تھی۔ اسکی پیشقدمی کی مانع تھی۔

اندلس ایک مدت سے رومن امپائر کا صوبہ تھا۔ لیکن اسلام کے عروج سے دو سو برس پیشتر قوم گاتھ نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ مسلمانوں کے
حملے کے وقت لرزیق (Roderick) اندلس پر حکومت کرتا تھا جس نے غیطشہ (Vitica) کو تخت سے جبراً اتار کر ملک پر قبضہ
کر لیا تھا۔ اس کا دار السلطنت طلیطلہ (Toledo) تھا۔ اسکاٹ (مشہور مورخ اندلس) اپنی تاریخ میں لکھتا ہے "کہ اسکی سلطنت کا شیرازہ
بکھر چکا تھا۔ اسکے امرا آپس کی خانہ جنگی میں مشغول تھے۔ لوگوں کی اخلاقی حالت نہایت گری ہوئی تھی۔ وہ فن سپاہ گری کو بھول چکے تھے۔ پادریوں اور
راہبوں نے ظلم و تشدد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اور وہ خود مالا مال ہو رہے تھے۔ انکے محلات کی شرابیں تمام ملک میں مشہور تھیں۔ انکے مکان پری خانے
بنے ہوئے تھے۔ اگر حسن و جمال کہیں ملتا تھا۔ تو وہیں۔ انہوں نے تعدد ازدواج اور کنیزکوں کا رکھنا جائز قرار دیدیا تھا۔ الغرض کلیسا نے حکومت کے
بہت سے ضروری اختیارات چھین لئے تھے۔ اگر امرا اور پادریوں کی خانگی زندگی کو دیکھا جاتا۔ تو وہ محض گناہوں کے ڈھیر تھے۔ مزارعین کی حالت
غلاموں سے بھی بدتر تھی۔ اور اس بدنصیب جماعت سے فوج مرتب ہوا کرتی تھی۔ اور ان سے یہ امید رکھی جاتی تھی۔ کہ وہ اپنے ظالم آقاؤں کی سلطنت کو بحال
اور اپنی ذلت اور غلامی کو قائم رکھیں گے۔ انکے علاوہ یہودیوں کا فرقہ تھا۔ جو برُے قانون غلام سمجھے جاتے تھے۔ انکی تمام جائدادیں قانوناً ضبط
کر لی گئی تھیں۔ چنانچہ جب ان مظلوم جماعتوں نے مسلمانوں کے ارادوں کو دیکھا۔ تو انکی خوب مدد کی۔ اگر یہ لوگ علانیہ مدد نہ کرتے۔ تو یہ ممکن نہ تھا۔ کہ
چند ماہ کے عرصہ میں صرف مٹھی بھر آدمی ساٹھ لاکھ آدمیوں کو زیر کر کے ایک وسیع ملک پر قابض ہو جائے" اسکاٹ کی رائے ہے۔ کہ کسی قوم نے
مذہبی لیڈروں کے ماتحت رہکر ترقی نہیں پائی۔ رعایا کی خوشحالی اور فارغ البالی کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ مذہبی علما کی طاقت اور اختیارات کو
اتنا نہ بڑھایا جائے۔ کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو جائیں۔ کیونکہ ان کی کوتاہ اندیش اور تنگ چشمانہ پالیسی اور انکے اختیارات کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ قوم برباد اور ذلیل ہو جاتی ہے۔ سچ پوچھئے۔ تو اسپین کی تباہی کا باعث زیادہ تر کلیسا ہی تھا۔ ایک اور عیسائی مورخ کہتا ہے۔ کہ شاہ وٹیزا
(Vitica) نے تمام اسپین کو گناہ کرنا سکھلا دیا تھا۔

لرزیق کی عمر بیاسٹی سال کی ہو گئی تھی۔ لیکن اسکے قویٰ ایسے مضبوط تھے کہ جوان معلوم ہوتا تھا۔ اسکی عمر کا بیشتر حصہ مردانہ اشغال میں گذرا تھا۔
استقلال اور فوجی معاملات میں اسکی خاص شہرت تھی۔ مگر عیش و عشرت سے اسے خاص انس تھا۔ اس زمانے میں یہ رسم رائج تھی، کہ معزز خاندانوں کی
اولاد کو شاہی محل میں رکھا جاتا تھا۔ ظاہر تو یہ کیا جاتا تھا۔ کہ انکی تعلیم و تربیت شاہی طریقے پر کیجائیگی۔ مگر فی الحقیقت مقصود یہ تھا کہ وہ یرغمال رہیں۔
تاکہ انکے اعزہ و اقربا تخت کے وفادار رہیں۔ ان میں کاؤنٹ جولین (بلیان) کی لڑکی فلورنڈا تھی۔ لرزیق اس حسین لڑکی پر بے طرح مائل ہو گیا۔
اور ایک دفعہ موقع پا کر اسکی جبراً عصمت دری کی۔ جب جولین کو اس شرمناک خبر کی اطلاع ملی۔ تو وہ سخت برہم ہوا۔ وہ پہلے ہی سے لرزیق کے
مخالف تھا۔ کیونکہ لرزیق نے ویٹیزا کو تخت سے اتارا تھا۔ اور ویٹیزا جولین کا خسر تھا۔ لیکن اس واقعہ نے اسے ایسا برافروختہ کیا۔ کہ وہ اس سے
انتقام لینے پر تیار ہو گیا۔ وہ فوراً طلیطلہ (Toledo) گیا، مگر اپنے غصے کو اس طرح چھپائے رکھا۔ کہ لرزیق کو شبہ تک نہ ہوا۔ اس نے صرف
یہ ظاہر کیا۔ کہ اسکی بیوی سخت بیمار ہے۔ اس لئے وہ اپنی لڑکی کو دیکھنا چاہتی ہے۔ لرزیق نے لڑکی کو اپنے باپ کے ساتھ رخصت کر دیا۔ بعض
عیسائی مورخین آج اس واقعہ سے انکار کرتے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ کس طرح اس کا نام و نشان بھی نہ رہے۔ چنانچہ اسپین کی موجودہ تاریخوں میں
خصوصاً ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ (Historians' "History of the world") میں بھی اس واقعہ کا ذکر تک نہیں کیا جاتا لین پول
کی تاریخ اندلس ("Moors in Spain") اور نفح الطیب میں لکھا ہے کہ جب لرزیق نے جولین کو رخصت کیا۔ تو اسے کہا کہ
کچھ شکاری باز بھیجدے۔ جولین نے جواب دیا۔ کہ ابن مریم کی قسم ہے۔ کہ میں ایسے باز آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ کہ آپ نے کبھی نہ دیکھے ہوں گے۔
اصل میں اس کا اشارہ مسلمانوں کی طرف تھا۔ مگر لرزیق اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ جولین نے واپس آتے ہی ارادہ کر لیا۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ اتحاد
کر کے لرزیق سے انتقام لیا جائے۔ چنانچہ وہ سیدھا قیروان موسیٰ کے پاس پہنچا۔ اس نے اندلس کی سرسبزی اور شادابی کا بیان اس انداز سے کیا
کہ موسیٰ کے منہ میں پانی آ گیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ آپکے پہنچتے ہی تمام ملک آناً فاناً فتح ہو جائیگا۔ اور وہاں کے لوگوں کی خانہ جنگی۔ باہمی عناد۔ مذہبی مظالم

اور عیش و عشرت وغیرہ کا ذکر کیا۔ موسیٰ ان واقعات کو سن کر نہایت متاثر ہوا۔ مگر اسے جواب دینے سے پیشتر اُسنے خلیفہ وقت کی منظوری لینی چاہی چنانچہ اس نے مفصل حالات لکھکر قاصد دمشق کو دوڑایا۔ عیسائی مورخوں کا بیان ہے۔ کہ خلیفہ نے تسخیر اندلس کی منظوری دیدی تھی اور ساتھ ہی تاکید کردی کہ اس مہم میں غیر معمولی احتیاط کی جائے۔ مگر عربی مورخین لکھتے ہیں۔ کہ موسیٰ نے بلا اجازت اندلس پر چڑھائی کی جسکی سزا اسے بعد میں بھگتنی پڑی۔

چنانچہ جب موسیٰ کو جولین کی دوستی اور راستبازی کا اطمینان ہوگیا اور اُس نے سبتہ (Centa) کنجی موسیٰ کے حوالے کردی۔ تو اُسے ایک اعلیٰ فوجی عُہدہ اسلامی لشکر میں دیا گیا۔ جولین نے مہم کے لئے چار جہاز اپنے خرچ سے بنوائے۔ اور موسیٰ نے ایک مختصر سا دستہ لبسرکردگی طریف ساحل اندلس کے تجسس کے لئے جولائی ۷۱۰ء کے ابتدا میں بھیجا۔ اس مہم میں تین سو پیادے اور ایک سو سوار تھے۔ طریف کچھ عرصے کے بعد لوٹ مار کرکے واپس آگیا۔ اور آکر رپورٹ کی۔ کہ اندلس بالکل غیر محفوظ حالت میں ہے (طریف پہلے جس مقام پر اُترا تھا۔ وہ ابتک اسی کے نام سے طریفا مشہور ہے) مگر موسیٰ نے مزید احتیاط کے لئے طارق کو ایک اور مہم دیکر بھیجا۔ طریف اور طارق دونوں موسیٰ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان دونوں کے ناموں میں کچھ ایسی مشابہت ہے، کہ اس سے عیسائی مورخین کو بہت دھوکہ ہوا ہے۔ بدیں وجہ انہوں نے ایک کے کارنامے دوسرے شخص کے ساتھ منسوب کردیئے ہیں طارق کے ساتھ صرف سات ہزار فوج تھی۔ جن میں بیشتر سپاہی بربری تھے۔ مگر ان میں عیسائی۔ عربی اور یہودی قوموں کے لوگ بھی تھے۔ جولین نے پھر جہازوں کی بہم رسانی اپنے ذمہ لی۔ اور یہ فوج اندلس کے اُس مقام پر اُتری جس کا نام جبل الطارق (Gibraltar) مشہور ہے۔ وہ ابھی پورے طور پر ساحل پر اُترے بھی نہ تھے۔ کہ لرزیق کے ایک سردار تدمیر (Theodomir) نے ان پر اچانک حملہ کردیا۔ بایں ہمہ عیسائیوں کی غیر قواعد دان فوج انکا مقابلہ نہ کرسکی ناچار عیسائیوں کو پسپا ہونا پڑا۔ تدمیر نے اپنے بادشاہ کو ایسے الفاظ میں مسلمانوں کی آمد کی خبر دی۔ جن سے سخت گھبراہٹ معلوم ہوتی تھی۔ اُسنے لکھا "کہ ہمارے ملک پر ایسے آدمیوں نے حملہ کیا ہے۔ کہ نہ میں ان کا نام جانتا ہوں۔ نہ وطن نہ اصلیت۔ میں یہ بھی نہیں بتلاسکتا۔ کہ وہ کہاں سے نمودار ہوئے ہیں۔ آیا آسمان سے نازل ہوئے ہیں یا زمین سے نکل آئے ہیں"۔ یہ دہشتناک خبر لرزیق کو اُس وقت پہنچی۔ کہ جب وہ شمالی علاقوں میں بغاوت فرو کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہ فوراً خبر سنتے ہی اُلٹے پاؤں واپس ہوا۔ اور ایک بہت بڑا لشکر جمع کرکے نئے دشمن کے مقابلہ کے لئے آپہنچا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک لاکھ فوج اسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی تھی۔ مگر اس فوج میں نہ کوئی نظام تھا۔ اور نہ وہ جنگ کی تکالیف برداشت کرنیکی عادی تھی۔ سپاہی سے لیکر افسر تک اوباشوں کا ایک گروہ تھا صرف غلام تھے اور کرائے کے مزدور۔ علاوہ ازیں فوج میں ہزاروں آدمی ایسے بھی تھے جو ملک کو دشمن کے حوالے کرنے پر آمادہ تھے۔ اس بددل فوج کے سردار ویٹیزا (غیطشہ) کے بھائی اور بیٹے تھے۔ لرزیق نے قبل ازیں انکو رضامند کرنیکی کوشش کی تھی جو کارگر نہ ہوئی تھی۔ مگر اس وقت انہوں نے اس خاطر فوج کی افسری قبول کرلی تاکہ وہ اپنا انتقام لے سکیں۔ وہ مسلمانوں سے برابر خط وکتابت کررہے تھے۔ اور انہیں ہر وقت خبریں پہنچاتے رہتے تھے۔ طارق کو جب دشمن کی کثیر التعداد فوج کے متعلق اطلاع پہنچی۔ تو اُس نے موسیٰ سے مزید امداد چاہی۔ موسیٰ نے فوراً پانچ ہزار بربری سوار بھیجدیئے۔ ان میں ہر ایک سوار میدان جنگ کے مصائب برداشت کرنیکا عادی تھا۔ دینی جوش ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور تمام فوج اپنے سپہ سالار کے حکم پر جان قربان کرنے پر آمادہ تھی۔

ڈوزی (Dozy) تاریخ اندلس میں لکھتا ہے۔ کہ ویٹیزا کے رشتہ داروں نے اس خیال پر مسلمانوں کی طرفداری کی تھی کہ اگر انہوں نے عین لڑائی کے میدان میں لرزیق کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تو اسے یقیناً شکست ہوجائیگی۔ اور مسلمان لوٹ مار کرکے افریقہ واپس چلے جائیں گے۔ لرزیق کی شہرت خاک میں ملجائیگی۔ وہ معزول کیا جائیگا۔ اور اسپین کے عیسائی ویٹیزا کے رشتہ داروں میں سے کسی کو تخت پر بٹھائیں گے۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ مسلمان تمام ملک پر قابض ہوکر کئی صدیوں تک حکومت کرینگے۔

ماہ جولائی ۷۱۱ء کی صبح تھی۔ کہ تاریخ اسپین کا ورق اُلٹا۔ اور ایک نیا باب شروع ہوا۔ وادی بیکا میں لاجنڈا کی جھیل کے کنارے دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ مسلمان لڑائی کے لئے بے صبر ہورہے تھے۔ وہ چمکدار زرہ بکتر لئے تلوار اور نیزے سے مسلح میدان جنگ میں آئے۔ طارق نے پہلے نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ایک نہایت جوش دلانے والی تقریر کی جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"ایھا الناس! این المفر۔ البحر من ورائکم۔ والعدو امامکم۔ ولیس لکم واللہ الا الصدق والصبر۔۔۔۔"

"اے لوگو۔ تمہارے لئے بھاگنے کا کونسا راستہ ہے۔ سمندر تمہارے پیچھے ہے اور دشمن تمہارے آگے۔ خدا کی قسم تمہارے لئے سوائے سچائی اور صبر کے کچھ نہیں۔ تمہاری مثال اس ملک میں ایسی ہے۔ جیسے کہ کنجوس آدمی کے دسترخوان پر چیونٹیوں کی ہوتی ہے۔ تمہارا دشمن اپنی زبردست فوج لیکر تمہارے مقابلہ کو موجود ہے۔

اُس کا سامان رسد وغیرہ بہت زیادہ ہے۔ تمہارے پاس سوائے تمہاری تلواروں کے اور کچھ بھی نہیں، اور کوئی رسد نہیں۔ سوائے اسکے جو تم اپنے دشمنوں سے چھین لو۔ اگر یونہی تم نے غفلت اور کوتاہی میں وقت ضائع کر دیا، تو تمہارے پیر اُکھڑ جائیں گے۔ اور دشمنوں کے دلوں میں بجائے تمہارے رعب کے ہمت پیدا ہو جائیگی اور یہ سمجھ رکھو کہ اگر تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ گے۔ تو پھر کامیابی ایک یقینی امر ہے۔ میں نے تم کو کسی ایسی بات سے نہیں ڈرایا۔ جس سے میں خود بچنا چاہوں۔ بلکہ میں سب سے پہلے لڑائی شروع کرونگا۔ یہ یقین رکھو۔ کہ اگر تھوڑی دیر کیلئے سختی برداشت کر لوگے تو پھر زندگی بھر عیش و آرام سے رہوگے۔ امیر المومنین ولید نے اس زبردست مہم کے لئے خاص تمہیں منتخب کیا ہے۔ اُسکی مرضی ہے۔ کہ یہاں کے بہادروں سے دو دو ہاتھ کر لو۔ جس ارادے پر تم قائم ہوا اللہ تعالےٰ اس میں تمہارا مددگار ہے۔ یہ بھی سمجھ لو۔ کہ جس چیز کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں اُسکی طرف جانیوالا سب سے پہلا شخص میں ہوں جس وقت دونوں فوجیں بر سر پیکار ہونگی۔ تو تم دیکھوگے۔ کہ لرزیق کی فوج کے لئے میں تنہا ہی کافی ہونگا۔ لو اب تم میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ" تمام فوج نے بیک آواز آخری دم تک لڑنے کی قسم کھائی۔ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب طارق کی فوج اندلس کے ساحل پر پہنچی۔ تو اس نے اپنے جہازوں کو بدیں وجہ جلا دیا تھا تاکہ مسلمان دشمن کی کثرت ڈر کر بھاگنے کا خیال نہ کریں۔ چنانچہ علامہ اقبال نے پیام مشرق میں اسی واقعہ کی طرف مندرجہ اشعار میں اشارہ کیا ہے ؎

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت　　گفتند کار تو بہ نگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم؟　　ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست
خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت　　ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

میدان کارزار آٹھ روز تک برابر گرم رہا۔ جانبین نے بہادری کے جوہر دکھلائے۔ مگر عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی۔ وٹیزا کے حامیوں نے لرزیق سے غداری کی۔ اور لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے۔ جس سے عیسائیوں کے دل ٹوٹ گئے۔ اُنکے کیمپ میں سراسیمگی پھیل گئی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے مسلمانوں کی جانب سے تین ہزار آدمی شہید ہوئے۔ مگر عیسائیوں کا نقصان بے شمار ہوا مسلمانوں کو مال غنیمت اس قدر ہاتھ لگا۔ کہ اسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے پانچواں حصہ خلیفہ کے پاس بھجوایا گیا۔ اور باقی تمام مال میدان جنگ میں ہی فوج میں تقسیم کیا گیا۔ بعض عربی اور عیسائی مورخ اس موقع پر ایک عجیب و غریب افسانہ بیان کرتے ہیں۔ لین پول نے بھی اس قصے کا ذکر کیا ہے۔ مگر ابن خلدون نے بالکل نظر انداز کیا ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ ہرقل نے ایک طلسمی گنبد سمندر کے کنارے بنوایا تھا۔ اور اسکے راز کو قبل از وقت افشا کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ چنانچہ یہ رسم صدیوں سے چلی آتی تھی۔ کہ جو بادشاہ اسپین کے تخت پر بیٹھتا تھا۔ وہ اپنی طرف سے ایک قفل گنبد کے دروازے پر لگا دیتا تھا جب لرزیق تخت پر بیٹھا۔ تو دو بوڑھے محافظ دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور حسب دستور ایک نیا قفل لگوانے کی استدعا کی۔ لرزیق کو اس راز کے افشا کرنیکا شوق چرایا۔ اس کے وزیروں نے بادشاہ کی مخالفت کی۔ مگر اسنے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور چند ایک آدمیوں کو ساتھ لیکر وہاں گیا۔ قفلوں کو توڑ کر اندر داخل ہوا۔ دروازے کے سامنے ایک پیتل کا بت کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ یہ بت ہر وقت گرز کو زمین پر مارتا تھا۔ اسکے سینہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ "میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں"۔ کمرے کے وسط میں ایک میز رکھی ہوئی تھی اُسپر ایک صندوقچہ تھا جسپر یہ حروف لکھے ہوئے تھے "گنبد کے کل اسرار اس صندوقچہ میں پوشیدہ ہیں۔ بجز ایک بادشاہ کے کسی اور کو اسکے کھولنے کی جرأت نہ ہوگی۔ لیکن اُسکو خبردار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اُسے مرنے سے پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دکھائی دینگے"۔ لرزیق نے صندوقچہ کھولا۔ تو دو تانبے کی تختیوں کے درمیان ایک چمڑے کا ٹکڑا نظر آیا۔ جس پر سواروں کی تصویریں چھپی ہوئی تھیں۔ چمڑے پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ "اے بداندیش! اُن لوگوں کو دیکھ۔ جو تجھے تخت سے اُتار کر زمین پر گرائیں گے۔ اور تیرے ملک پر قبضہ کرینگے"۔ ابھی اس نے چمڑے کو اچھی طرح سے کھولا بھی نہ تھا۔ کہ تصویروں میں یک بیک حرکت پیدا ہو گئی۔ گویا میدان جنگ کا نقشہ نظر آنے لگا۔ جس میں عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے نظر آئے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور عیسائی فوج تتر بتر ہو گئی اُس میں ایک عیسائی بہادر کی تصویر نظر آئی جس کے سر پر تاج تھا۔ وہ سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین لڑائی کے وقت وہ گھوڑے سے نیچے گرا۔ اور پھر کہیں اس کا پتہ نہ لگا۔ یہ شخص شکل و شباہت میں لرزیق سے ملتا جلتا تھا۔ لرزیق اور اسکے ہمراہی اس خوفناک منظر کو دیکھکر سخت گھبرائے سراسیمگی کی حالت میں اس کمرے سے باہر نکلے تو گرز والے بت کو اپنی جگہ پر نہ پایا۔ باہر کے دروازے پر دونوں محافظ مرے ہوئے پائے گئے۔ انکے باہر نکلتے ہی باد و باراں کا طوفان آیا۔ طلسم خانہ پر بجلی پڑی اور وہ چشم زدن میں راکھ ہو گیا۔ اسکی راکھ اُڑ کر جس جگہ گری وہاں انسانی خون کے قطرات پائے گئے"۔
لڑائی کے بعد لرزیق کا گھوڑا مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اُس کا ایک جوتا بھی دریا کے کنارے پڑا ہوا ملا۔ مگر اُس کا اپنا کہیں پتہ نہ لگا۔ گویا

اس کا انجام پردہ راز میں ہی ہا۔ ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ میں لکھا ہے۔ کہ راڈرک (لرزیق) سب سے پہلے بھاگنے والوں میں تھا۔ اسپین کے عیسائیوں کو اسکی موت کا یقین نہ آتا تھا۔ بلکہ انہیں پختہ یقین تھا۔ کہ لرزیق عیسائیوں کا لشکر جرار لیکر کسی دن نمودار ہوگا اور عربوں کو ملک سے نکال دیگا۔ اندلسی روایتوں میں یہ بھی درج ہے۔ کہ لرزیق میدان جنگ سے بھاگ کر دنیا سے کنارہ کش ہوگیا۔ اور اس نے اپنی بقایا عمر زہد تقویٰ میں گذاری۔ اسکی موت سانپوں کے کاٹنے سے واقع ہوئی۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دریا میں ڈوب کر مرا۔

یہ جنگ صحیح طور پر دنیا کی فیصلہ کن لڑائیوں میں شمار کیجاتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ خود غرض لوگوں کی سازش کو بھی مسلمانوں کی کامیابی میں بہت بڑا دخل تھا۔ مگر اس سے بھی چشم پوشی نہ کرنی چاہیئے۔ کہ عربوں کی تعداد کا تناسب انکے دشمنوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ انکو یہ بھی خسارہ تھا۔ کہ وہ دشمن کے ملک میں جاکر لڑ رہے تھے۔ مگر عیسائی سست۔ زنانہ منش۔ بزدل۔ عیاش اور جنگ سے قطعاً ناواقف تھے۔ وہ اپنے دشمن کو نہایت حقیر سمجھتے تھے۔ غرض گاتھ سلطنت کی عمارت ایسی گری۔ کہ پھر صدیوں تک کھڑی ہوسکی۔ آجکل بھی اسپین میں آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ ویسے ہی بزدل اور متلون مزاج ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ دو ماہ ہوئے کہ انہوں نے اپنے بادشاہ کو نکال کر جمہوری سلطنت قائم کی ہے۔ دیکھیئے۔ آب یہ طرز حکومت کتنے دن قائم رہتی ہے۔

اس لڑائی میں انکے قدم ایسے اکھڑے۔ کہ تمام ملک میں پریشانی پھیل گئی۔ عیسائیوں کے دل ٹوٹ گئے۔ مسلمان ملک کے اندر بڑھتے چلے جارہے تھے۔ اور کوئی انکی مزاحمت نہیں کرسکتا تھا۔ مال غنیمت میں ان کو اتنے گھوڑے مل گئے تھے۔ کہ پیادہ فوج سوار ہوگئی۔ ہزاروں مسلمان لوٹ اور ناموری کی طمع سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر طارق کے جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہوگئے۔ بعد ازاں طارق نے کارمونہ جیسے مضبوط شہر کو فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ چونکہ محاصرہ کرنے سے اس قلعہ بند شہر کو فتح کرنا مشکل تھا۔ اس لئے اس نے ایک نئی ترکیب سوچی۔ جولین (بلیان) کی فوج کا ایک دستہ اسی کی سرکردگی میں رات کے وقت ایسی حالت میں وہاں پہنچا۔ گویا مسلمانوں کے خوف سے بھاگا ہوا آیا ہے۔ اہل شہر نے ان کو پناہ دینے کیلئے دروازے کھولدیئے۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی محافظین کو قتل کر ڈالا۔ اور شہر کے دروازے مسلمانوں کے لئے کھولدیئے۔ اس شہر کو فتح کرکے طارق ایسی جا (Ecija) کی طرف بڑھا۔ عیسائیوں نے شہر سے باہر نکل کر خوب مقابلہ کیا۔ مگر آخر کار انہیں بھی شکست ہوئی۔ یہاں بہت سے راہب تھے جن کو مسلمانوں نے قتل کیا۔

مسلسل فتوحات سے طارق کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے۔ وہ اپنی قلیل التعداد فوج سے تمام ملک کو فتح کرنے کیلئے تیار ہوگیا۔ اور آگے بڑھتا گیا۔ موسیٰ کو طارق کی غیر متوقع اور حیرت انگیز کامیابی پر رشک پیدا ہوا۔ اُس نے حسب دستور ان فتوحات کی خبر دمشق کے خلیفہ کے پاس بھیجی۔ مگر حسد کی وجہ سے اسنے دیدہ دانستہ طارق کی بہادری کا ذکر تک نہ کیا۔ اور خود اندلس جاکر اپنی سرکردگی میں بقایا ملک کو فتح کرنیکا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ اس نے ایک باضابطہ فرمان بھیجکر طارق کو مزید پیشقدمی سے منع کرنا چاہا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ طارق نے اس فرمان کی تعمیل نہ کی۔ کیونکہ وہ موقع شناس تھا۔ اگر وہ دشمنوں کو آرام کرنے دیتا۔ تو انہیں باقاعدہ تیاری کرنے کا موقع مل جاتا۔ جولین نے بھی طارق کے خیال کی تائید کی اور طلیطلہ (Toledo) پر فوراً چڑھائی کرنیکا مشورہ دیا۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ موسیٰ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے میں ان سب کی نجات تھی۔ اسنے اپنی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کرکے تمام ملک کو چند مہینوں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ اور تمام قلعوں اور صوبوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرلیا۔ طارق نے اپنی فوج کو حکم دیدیا تھا۔ کہ وہ صرف مسلح دشمنوں سے لڑیں، مگر رعایا سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں اور انکے مذہبی جذبات کا احترام کریں۔

طارق نے مغیث (سکرٹری) کو قرطبہ (Cordova) کے فتح کرنے کیلئے سات سو سپاہی دیکر بھیجا۔ اور خود طلیطلہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ عیسائیوں نے قرطبہ کو خوب مضبوط اور محفوظ کیا ہوا تھا۔ مغیث دن کے وقت اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے ادھر اُدھر چھپا رہا جب رات ہوئی تو شہر کی طرف بڑھا۔ اتفاق سے رات کے وقت ژالہ باری کا طوفان شروع ہوگیا۔ اور اہل شہر کو انکی آمد کی مطلق خبر نہ ہوئی رات سخت اندھیری تھی۔ جس کو انہوں نے امداد غیبی سمجھا۔ ایک چرواہے کی رہبری سے اُس مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں سے وہ بآسانی شہر کی فصیل پر چڑھ سکتے تھے۔ کیونکہ فصیل سے ملحقہ ایک انجیر کا درخت تھا۔ ایک سپاہی درخت پر چڑھکر فصیل پر پہنچ گیا۔ اُسنے جھٹ پٹ اپنا عمامہ اُتار کر نیچے لٹکا دیا۔ اور اس طریقے سے کئی مسلمان سپاہی فصیل پر چڑھ گئے۔ یہ سپاہی فصیل سے اُتر کر شہر کے دروازے کی طرف گئے۔ اور محافظین

قتل کرکے دروازہ کھولدیا۔ بس پھر کیا تھا مسلمان شہر میں داخل ہوگئے اور چشم زدن میں شہر کو فتح کرلیا۔ شہر کا گورنر چار سو باشندگان کو ساتھ لیکر ایک قلعہ بند گرجا میں پناہ گزین ہؤا۔ کچھ عرصہ تک انہوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر انہیں طاعت قبول کرنی پڑی۔ بعد ازاں مغیث اور تدمیر (Theodmir) کے درمیان لڑائی ہوئی، جس میں موخر الذکر کو شکست ہوئی۔ وہ ایک غلام کی معیت میں بھاگ کر شہر اوری ہیولا میں پناہ گزین ہؤا۔ اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہؤا اس شہر تک پہنچ گیا۔ شہر مذکور میں ماسوائے عورتوں۔ بوڑھوں۔ بچوں کے کوئی جوان مرد باقی نہ رہا تھا۔ تدمیر کو اس موقع پر ایک عجیب چال سوجھی۔ اس نے کل عورتوں کو مردوں کا لباس پہنایا۔ انہوں نے اپنے سر کے بالوں کو پیچ دیکر ٹھوڈی کے نیچے اس طرح لٹکائے۔ کہ دور سے دیکھنے والوں کو داڑھی نظر آتی تھی۔ پھر انہیں مسلح کیا۔ اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کی حفاظت پر مقرر کیا، اسلامی لشکر کو بالکل پتہ نہ لگا۔ کہ یہ کس قسم کی فوج ہے۔ وہ برابر حملہ کی تیاریاں کرتے رہے۔ بعد ازاں تدمیر نے اپنے غلام کو ایلچی کا لباس پہنایا۔ اور خود صلح کا جھنڈا لئے مصالحت کرنے کو شہر سے باہر آیا۔ اور مغیث کے خیمے کی طرف روانہ ہؤا۔ عربی سپہ سالار نے اس کا اچھی طرح سے استقبال کیا۔ تدمیر نے سلسلۂ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا کہ "میں اپنے حکمران کی طرف سے آپ سے صلح کی شرائط طے کرنے آیا ہوں کیونکہ ہمارے رحمدل اور صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہیں اگر آپ وعدہ فرمائیں۔ کہ شہر کے لوگوں اور انکے مال واسباب سے آپ کے سپاہی تعرض نہ کرینگے تو کل صبح شہر آپ کے حوالے کردیا جائیگا۔ ورنہ ہماری ناکہ بندیوں کو آپ نے ملاحظہ کرلیا ہوگا۔ جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ رہیگا اس وقت تک آپ کا قبضہ نہ ہوگا۔" مغیث نے ان شرائط پر صلح کرنے کی رضامندی دیدی۔ عہدنامہ لکھے جانیکے بعد مغیث نے دستخط کردیا۔ پھر تدمیر نے بھی اپنے دستخط کرکے عہدنامہ واپس کردیا۔ اور کہا "لیجئے صاحب۔ عہدنامہ حاضر ہے۔ میں ہی اس شہر کا حاکم ہوں۔" دوسرے دن صبح ہوتے ہی شہر کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر معہ اپنے غلام کے نکلا۔ اسکے پیچھے بڈھوں۔ عورتوں اور بچوں کا گروہ برآمد ہؤا مغیث نے حیران ہوکر تدمیر سے دریافت کیا کہ وہ فوج کہاں ہے۔ جو فصیل کی حفاظت پر مامور تھی۔ تدمیر نے جوابدیا، میرے پاس سپاہی کوئی بھی نہیں بچا تھا۔ میں نے عورتوں کو بھیس بدلا کر فصیل پر کھڑا کیا تھا۔ مغیث اسکی دلیرانہ چال پر بیحد متعجب ہؤا۔ اور اس کو اس قدر خوشی ہوئی، کہ تدمیر کو مرشیا (Mercia) کے علاقے کا گورنر مقرر کردیا۔ چنانچہ آج تک یہ صوبہ تدمیر کے نام سے ہی مشہور ہے۔

طارق نے ایک اور دستہ بسر کردگی زید ابن کسادہ دوسری طرف بھیجدیا تھا۔ اس طرف بھی مسلمانوں کا رعب انکی پیشقدمی سے پہلے ہی لوگوں کے دلوں پر بیٹھ چکا تھا۔ باجہ۔ این ٹی کیورا۔ ایلویرا اور ملحقات بغیر کسی مقابلہ کے فتح ہوگئے۔ غرناطہ (Granada) نے کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا۔ مگر اسے بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ چونکہ مسلمانوں کے پاس فوج بہت کم تھی۔ اس لئے وہ فتح شدہ شہروں کی حفاظت کے لئے اپنے سپاہی نہ رکھ سکتے تھے۔ البتہ بڑے بڑے شہروں میں عربی گورنر مقرر کردیئے گئے۔ اور باقی انتظام عیسائیوں کے سپرد کردیا جاتا تھا۔ گورنر شہروں کی حفاظت کیلئے عیسائی فوج بھرتی کرلیتے تھے۔ زید نے اپنی مہم کو کامیابی سے ختم کیا، اور بہت سا مال غنیمت لیکر طارق سے طلیطلہ میں جاملا۔ رستے میں آتے ہوئے اس نے لگتے ہاتھ جیین کو بھی فتح کرلیا۔ فتح قرطبہ (Cordova) نے عیسائیوں کی ہمت توڑدی تھی۔ طارق جس طرف رخ کرتا تھا۔ کامیابی دوڑکر اسکی رکاب چوم لیتی تھی۔ ہزاروں عیسائی بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے، اب صرف مرشیا (Mercia) کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے۔ لرزیق کی شکست کے آٹھ ماہ بعد طارق طلیطلہ کے سامنے جا پہنچا۔ یہ شہر بہت بلندی پر واقع تھا دریائے ٹیگس اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ انسانی صنعت نے اسکو ایسا مستحکم بنادیا تھا۔ کہ اس کا فتح کرنا محال تھا۔ قلعہ کی فصیل چٹانوں جیسے بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ مگر جب وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کی آمد آمد سنی، تو بجائے اسکے کہ متفق ہوکر مقابلہ کی کوشش کرتے۔ ہر شخص کو اپنی ذاتی حفاظت کا فکر پڑگیا۔ شہر کے بہت سے باشندے اپنا گھر بار چھوڑ کر گلیشیا (Galicia) یا الیسٹریاس کو بھاگ گئے۔ ایسی صورت میں انہوں نے خاک مقابلہ کرنا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اطاعت قبول کرلی۔ جن لوگوں نے شہر چھوڑنا چاہا انہیں اجازت دیدی گئی۔ اور جن لوگوں نے اطاعت تسلیم کی، طارق نے انکے جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ بشرطیکہ وہ ٹیکس ادا کریں، یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنے اپنے مذہبی فرائض اور مراسم ادا کرنیکی مکمل آزادی دیدی گئی۔ الغرض مسلمان فاتحین کی شرائط بمقابلہ عیسائی فاتحین ایسی نرم اور معقول تھیں۔ کہ سب لوگوں نے ان کو خوشی سے منظور کرلیا۔ طارق نے طلیطلہ کی گورنری اوپس (Oppas) (وٹیکا کے بھائی) کے سپرد کی۔ اور خود شمالی علاقے کی طرف روانہ ہوگیا۔ جہاں کہیں کہ عیسائی عمامہ باندھے ہوئے سواروں کو دیکھتے تھے، وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر

پہاڑوں میں جا چھپتے تھے۔ فتح طلیطلہ طارق کا سب سے بڑا آخری کارنامہ تھا۔ مگر یہ عدیم المثال کارنامہ نافرمانی کے گناہ کا کفارہ نہ ہو سکا۔ موسیٰ کو اپنے نائب کی فتوحات مطلق پسند نہ آئیں۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ اس ملک کو خود اپنے قوت بازو سے فتح کرتا۔ چنانچہ وہ طارق سے حسد کرنے لگا۔ اور اسے عبرتناک سزا دینے کا تہیہ کر بیٹھا۔ خوش قسمتی سے ابھی کئی شہر باقی رہ گئے تھے۔ جن کو طارق نے فتح نہیں کیا تھا۔ موسیٰ نے قیروان میں اپنے بجائے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کیا۔ اور رجوان ۱۲ سنہ ۹۳ھ میں وہ خود اٹھارہ ہزار فوج لیکر اندلس میں داخل ہوا۔ اسنے آتے ہی سڈونیہ کو فتح کیا۔ پھر سیویل اور مریڈا کے باشندوں نے تھوڑا بہت مقابلہ کیا۔ بالآخر انہوں نے بھی دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ اسپین کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ موسیٰ طلیطلہ کی جانب اس راستے سے گیا۔ جو طارق نے اختیار نہ کیا تھا۔ مریڈا کی فتح کے وقت لزریق کی ملکہ (ایجی لونا) اسکے ہاتھ لگی بعد میں اسنے اس ملکہ کی شادی اپنے بیٹے عبدالعزیز سے کرا دی تھی۔ یہی شادی اسکے خاندان کے مصائب کی وجہ بن گئی۔ موسیٰ نے سوچا۔ کہ جب تک اس ملک میں مسلمان کافی تعداد میں آباد نہ ہونگے۔ اس میں ہمیشہ بغاوتیں ہوا کریںگی۔ چنانچہ اسکے حکم سے بربری اور عربی قومیں اندلس میں آباد ہونے لگیں۔

طارق جانتا تھا کہ میں نے اپنے افسر کے احکام کی عمداً خلاف ورزی کی ہے۔ جس کی سزا فوجی قانون کے مطابق سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ یہ دونوں بہادرانِ اسلام طلیحہ کے مقام پر ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے۔ طارق نے جب اپنے افسر کو آتے دیکھا۔ تو تعظیم کے لئے اپنے گھوڑے سے نیچے اتر پڑا۔ موسیٰ غصے سے بیتاب ہو رہا تھا۔ اُسنے تمام لوگوں کے سامنے طارق کو چابک سے مارا۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ کیوں تم نے بغیر میری اجازت کے اس ملک پر چڑھائی کی میں نے تمہیں صرف دیکھ بھال کے لئے بھیجا تھا۔ طارق نے بڑے حوصلے سے اپنی بے عزتی کو برداشت کیا۔ اور زبان سے اُف تک نہ کی۔ موسیٰ نے اسے حکم عدولی کی بنا پر قیدخانہ میں ڈالدیا۔ طارق نے اپنے دوستوں کی معرفت خلیفہ ولید کو اصل واقعات سے باخبر کیا۔ وہاں سے ایک خاص آدمی یہ حکم لیکر پہنچا۔ کہ طارق کو رہا کرکے اُسے اپنے عہدہ پر بحال کیا جائے۔ موسیٰ کو مجبوراً خلیفہ کے فرمان کی تعمیل کرنی پڑی۔ پھر ان دونوں کے درمیان ایک عارضی اور ظاہری صلح ہو گئی۔ مگر انکے دل ایک دوسرے سے کبھی صاف نہ ہوئے۔ اور نفرت کی آگ برابر سلگتی رہی۔ بعد ازاں دونوں نے متفق ہو کر آراگون پر حملہ کیا۔ اور اسے فتح کیا۔ موسیٰ نے یہاں بھی حکم دیا۔ کہ رعایا کے ساتھ بالکل چھیڑ چھاڑ نہ کیجائے۔ لوٹ مار کی سخت ممانعت کر دیگئی۔ اور رعایا کے مذہبی جذبات کا احترام کرنیکی سخت تاکید کیگئی۔ سارا گوسا۔ قتلونہ۔ بلنسیہ کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو قبل ازیں دیگر علاقوں کا ہوا تھا۔ یہاں سے ان دونوں سپہ سالاروں نے مغربی علاقے کی طرف رُخ کیا۔ اور گلیشیا (جلیقیہ) اور الیسٹریاس کے دشوار گذار علاقوں کو فتح کیا۔ فتح اندلس میں مسلمانوں کے پاس اتنا مالِ غنیمت اور لونڈی غلام آئے۔ کہ قیروان کے بازار میں ایک تندرست غلام مٹھی بھر مرچوں کے عوض مل جاتا تھا۔ یہودیوں نے ناواقف سپاہیوں سے قیمتی جواہرات برائے نام قیمت پر خرید لے۔ طارق استورگا پہنچ چکا تھا۔ اور موسیٰ لیوگو میں مقیم تھا۔ فتوحات کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ کہ یکایک امیرالمومنین (ولید) کا فرمان آیا۔ کہ دونوں سپہ سالار دمشق میں حاضر ہوں۔ ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ کا آدمی فرمان لیکر موسیٰ کے کیمپ میں آیا۔ تو اُس وقت وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ پیغامبر نے تمام فوج کے سامنے موسیٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور پھر اسکے ہاتھ میں فرمان دیا۔ مگر لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کا رعب ایسا بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کسی سپاہی نے روک ٹوک نہ کی۔ ابن خلدون لکھتا ہے۔ کہ خلیفہ ولید کو مسلمانوں کا دور دراز غیر ممالک میں نکل جانا پسند نہ آیا۔ مگر اسکاٹ کی رائے ہے کہ خلیفہ کو شاید یہ اندیشہ ہو گیا تھا۔ کہ کہیں موسیٰ اس ملک کو دبا کر خود مختار بادشاہ نہ بن بیٹھے۔ اندلس دمشق سے اتنا دور تھا کہ اگر کوئی شخص خود مختاری کا ارادہ کر لیتا۔ تو اُسکی سرکوبی مشکل ہو جاتی۔ اس اچانک حکم سے موسیٰ کے ارادوں کو سخت ٹھیس لگی کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ فرانس کو فتح کرکے یورپ کی تمام سلطنتوں کو تہ و بالا کرے اور پھر وہاں سے قسطنطنیہ پہنچکر رومن امپائر کا خاتمہ کر دے۔ اگر کہیں وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاتا۔ تو آجکل تمام یورپ میں بلکہ تمام دنیا میں مسلمان ہی مسلمان نظر آتے مسلمانوں کے دل ایسے بڑھے ہوئے تھے۔ کہ ان میں ہر ایک فرد یہ سمجھتا تھا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے۔ تمام دنیا یہ جانتی تھی۔ کہ موسیٰ پچاس برس تک لڑتا رہا۔ مگر کبھی شکست نہیں کھائی۔ کیفیت یہ تھی۔ کہ جہاد کے نام سے مسلمانوں میں ایک جوش پھیل جاتا تھا۔ فرانس کی نیم وحشی سلطنت جو اندرونی اختلافات کی وجہ سے سخت کمزور حالت میں تھی۔ اس قابل نہ تھی۔ کہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتی۔ بہر حال موسیٰ اس حکم کو پڑھکر سخت ناراض ہوا۔ مگر سوائے تعمیل کے اور کچھ چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ بعض مورخین لکھتے ہیں۔ کہ موسیٰ کے چلے جانیکے بعد طارق اندلس کا گورنر مقرر ہوا۔ مگر مستند تاریخوں میں صحیح ہے۔ کہ طارق بھی موسیٰ کے ساتھ دمشق گیا تھا۔ موسیٰ نے اپنی غیر حاضری میں اپنے لڑکے عبدالعزیز کو اندلس کا نائب السلطنت مقرر کیا۔ اس نے تیس بڑی گاڑیاں تیار کرائیں۔ جن میں بے شمار سونا چاندی اور جواہرات لدے ہوئے تھے اس کے ساتھ چار سو شاہی خاندان کے فرد ہمرکاب تھے۔ جن کی گردنوں میں سونے کے طوق پڑے ہوئے تھے علاوہ ازیں [illegible] خوبصورت عورتیں

اس قافلہ میں تعیس غرض موسیٰ اس شان و شوکت سے قیروان پہنچا۔ اُس نے اپنے باقی تین پسران عبداللہ۔ عبدالملک۔ عبدالعلیٰ کو افریقہ کے تین مختلف صوبوں کا گورنر مقرر کیا۔ اندلس اور افریقہ کے انتظام مکمل کر کے وہ دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ وہ ابھی شام کی سرحد میں داخل ہوا ہی تھا۔ کہ اُس کو ولی عہد خلافت سلیمان کا ایک خُفیہ خط ملا جس میں لکھا تھا۔ کہ خلیفہ ایک مُہلک بیماری میں مُبتلا ہے اور اسکے بچنے کی اُمید نہیں۔ اس لئے اسے ہدایت کی۔ کہ جب تک ولید فوت نہ ہو جائے۔ وہ آگے نہ بڑھے۔ سلیمان کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر ولید کی زندگی میں تحائف پہنچے۔ تو اسکی اولاد کی ملکیت ہونگی۔ مگر موسیٰ نے سلیمان کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ شاید اس خیال پر کہ اگر ولید بچ گیا۔ تو پھر اسکے واسطے اور زیادہ مُصیبت ہو جائیگی۔ چنانچہ وہ فوراً دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور جمعہ کے دن پہنچکر سیدھا جامع مسجد میں چلا گیا، جہاں ولید بھی نماز پڑھنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ نماز کے بعد خلیفہ اس سے بغلگیر ہوا۔ اور شاہی لباس اور پچاس ہزار دینار بطور انعام اسکو عطا کئے۔ ولید نے طارق کو بھی انعام و اکرام دیئے۔ موسیٰ کو دمشق میں آئے ہوئے چالیس دن ہی گذرے ہونگے۔ کہ ولید کا انتقال ہوا۔

اس امر میں مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔ کہ آیا یہ دونوں سپہ سالار ولید کی زندگی میں دمشق پہنچے تھے۔ ابن خلدون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ سلیمان کے عہد حکومت میں دمشق پہنچا۔ بہر حال سلیمان نے تخت پر بیٹھتے ہی موسیٰ سے انتقام لینا چاہا (اسی خلیفہ نے محمد بن قاسم فاتح سندھ کے ساتھ بھی ظالمانہ سلوک کیا تھا) اسکے خلاف بددیانتی۔ جبر ستانی۔ رشوت وغیرہ کے مقدمات قائم کئے گئے۔ اور ایک یہ بھی جُرم عائد کیا گیا۔ کہ اس نے بیفائدہ ہزاروں مُسلمانوں کی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا۔ اسکے خلاف زبردست شہادت پیش ہوئی۔ جس کو وہ تردید نہ کر سکا۔ جب اسکے جرائم ثابت ہو گئے۔ تو خلیفہ سلیمان نے جو سخت مزاجی میں مشہور تھا۔ اسکی تمام جائداد ضبط کر لی۔ اور اسپر دو لاکھ دینار جُرمانہ کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے زنجیر سے باندھکر تمام دن دھوپ میں کھڑا کیا گیا۔ موخرالذکر سزا اس واسطے دی گئی تھی۔ کہ اس نے خلیفہ پر ناشُکری کا الزام لگایا تھا۔ کئی گھنٹوں کی اذیت کے بعد بعض خیر خواہوں کی سفارش سے اسکی زنجیریں کھولدی گئیں۔ اور اسے دربار میں آنیسے منع کیا گیا۔ سلیمان نے اسکے پسر عبدالعزیز نائب السلطنت کو بھی قتل کرا دیا۔ کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی۔ کہ وہ لرزیق کی بیوہ (جو اسکی چہیتی بیوی تھی) کے ایما سے خود مختار حکومت کرنیکا ارادہ کر رہا تھا جب خلیفہ کے پاس عبدالعزیز کا سر بھیجا گیا۔ تو اسنے موسیٰ کو بُلا کر اسے دکھلایا۔ تو وہ دیوانہ وار ہو کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ اور صحرا نوردی کرنے لگا۔ بقیہ عُمر اس نے سخت مُصیبت میں کاٹی۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ بدوؤں سے بھیک مانگ کر اپنا پیٹ پالتا تھا۔ غرض یوں اسکی شاندار زندگی مفلسی کی حالت میں وادی القریٰ میں ختم ہو گئی۔ وہ ایسی گمنام حالت میں فوت ہوا۔ کہ کسی کو اسکی قبر کا بھی پتہ نہ لگا۔ یہ انجام تھا اُس سپہ سالار اعظم کا جس کا ثانی کوئی قوم پیدا نہ کر سکی۔ وہ موت سے ڈرنا جانتا ہی نہ تھا۔ فرائض منصبی اور دینی کا سختی سے پابند تھا۔ وہ انسان کو دیکھکر اس کا صحیح اندازہ لگا لیتا تھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اسنے مشتبہ طریقوں سے بہت دولت جمع کر لی تھی۔ اور اپنے رفقا کو اس سے محروم رکھا۔ یہی ایک ایسا جُرم تھا جس نے اسکو تباہ کیا۔ مگر بلاذری لکھتا ہے کہ موسیٰ بھیک مانگتا ہوا نہیں مرا۔ کیونکہ یزید ابن مہلب نے اس کا جُرمانہ ادا کر دیا تھا۔ یزید کو سلیمان کا مصاحب خاص تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد دربار خلافت کا ایک رکن بن گیا تھا۔ کیونکہ جب سلیمان نے ۹۷ھ میں حج کیا تھا۔ تو موسیٰ اس کا ہمرکاب تھا۔ اور اسی سفر کے دوران میں اسنے انتقال کیا۔ ڈوزی (مشہور مورخ) نے بلاذری کی تائید کی ہے۔ مرنیسے پہلے موسیٰ نے اپنے ایک دوست سے کہا تھا۔ کہ کل وہ شخص مر جائیگا جس کے ذکر سے مشرق و مغرب کسی وقت گونجتا تھا۔

تاریخ نہیں بتلاتی۔ کہ طارق کا کیا حشر ہوا۔ اگر اس پر بھی کوئی خاص مُصیبت پڑتی۔ تو ضرور کوئی نہ کوئی مورخ اس کا حال لکھتا جس سے اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ اُسے بقیہ زندگی آرام سے گذارنے کی اجازت دی گئی ہوگی۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ اسے پھر کوئی بڑا عُہدہ نہ ملا۔ کیونکہ دربار خلافت کے وُزرا ایسے قابل آدمی کو سپہ سالار بناتے ہوئے ڈرتے تھے۔ یوں دُنیا سے وہ آدمی بھی گمنامی کی حالت میں محو ہو گیا۔ جو ہر طرح اپنے آقا سے بہتر تھا۔ جولین سے عیسائی دُنیا اتنی ناراض ہو گئی۔ کہ اسکی دُشمنی کا سلسلہ لامتناہی ہو گیا۔ کئی پشتوں تک اس کا نام غدار مشہور رہا۔ فتح اندلس کے بعد جولین سبتہ میں واپس چلا آیا۔ یہ علاقہ اسے بوجہ خدمات جاگیر میں دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ طارق کی اولاد کئی صدیوں تک اندلس میں مُحترم رہی۔

مسلمانوں نے اپنے حلیفوں کے ساتھ جو وعدے کئے تھے۔ اُنہیں نہایت ایمانداری سے پورا کیا۔ فتح اندلس سے رعایا بالخصوص غلاموں کو بہت فوائد پہنچے۔ انکی حالت پہلے سے بدرجہا بہتر ہو گئی۔ جو معاہدات کہ طارق یا اسکے جرنیلوں نے عیسائی رؤسا و عوام الناس کے ساتھ کئے تھے۔ اُن سب کی تصدیق بارگاہ خلافت سے بلا کم و کاست کیگئی۔ اور جب تک مُسلمان وہاں حکومت کرتے رہے وہ اپنے معاہدات پر قائم رہے۔

نئے فاتحین نے سابقہ قوانین کا احترام رکھا مُسلمانوں نے اپنے عدل وانصاف اور رحمت خسروانہ سے بہت ہی جلد عیسائیوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ یہودی مرفع الحال ہو گئے۔ عیسائی اپنے نقصانات بھول گئے۔ غلاموں نے اِسلام قبول کر کے داغِ غلامی ہمیشہ سے مٹا دیا۔ اور وہ خلیفہ کے مساوی ہو گئے۔ چودہ ماہ کے اندر جزیرہ شام سے لیکر کوہ پارینیز تک مُسلمانوں کا تسلّط ہو گیا۔ جس شرعت کے ساتھ مُسلمانوں نے اندلس پر قبضہ کیا تھا۔ تاریخ عالم اسکی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

(باقی آیندہ)

(خاص)

کلامِ نفیس

از جناب مولوی محمد یوسف صاحب نفیسؔ بنگلوری تلمیذ رشید جانشین امیر مینائی حضرت جلیلؔ قبلہ مدظلہٗ!

ہجومِ حشر میں گم ہو گیا دل
فرشتو! ڈھونڈھ کر لانا مرا دل

نزاکت میں جو گُل سے تھا سوا دل
حسینوں کی نگاہوں میں تُلا دل

نہ دیکھو، پیار کی چتون سے، دیکھو
مرے پہلو میں ہے اک چُلبلا دل

نہیں کُھلتا نہیں کُھلتا وہ جوڑا
نہیں ملتا نہیں ملتا مرا دل

ارے ساقی! یہ دستِ نازنیں میں
بھری بوتل ہے یا میخوار کا دل

بڑے تم آئے دل کے لینے والے
مرے جاں! چاہیئے اسکو بڑا دل

پتہ دیتی ہے یہ ٹھوکر کسی کی!
کسی کا راستے میں ہے پڑا دل

حسینوں کی بھری محفل میں ہے ہے
مچل کر مجھ کو رسوا کر گیا دل

نہ ان کے ہے نہ میرے کام کا ہے
تو پھر ہے کس مرض کی تو دوا دل

یہ کیا لینا ہے اور یہ کیا ہے دینا
کہ تُل دے کر مجھے لے کر گیا دل

نہ چھپتا تھا نظر میں جام جسم بھی
مرے پہلو میں تھا جب تک مرا دل

بتاؤں کس کو، ہیں کس کا پتہ دوں
بھری محفل میں کوئی لے گیا دل

نفیسؔ ایسا گیا گزرا نہیں ہے
بڑا ہے حوصلہ اُس کا بڑا دل

ایک دوست سے خطاب

از جناب ماہر حیدر آبادی

یوں بھی ہوتا ہے کہ اس دنیا سے اُٹھ جاتا ہے دل
بیکسی و بے بسی میں جب کہ گھر جاتا ہے دل

یوں بھی ہوتا ہے کہ اکثر شدتِ رنج و الم
سرد کردیتی ہے دل کو اور ان آنکھوں کو نم

یوں بھی ہوتا ہے کہ یاد آتی ہے اگلی داستاں
جس کی ہر ہر سطر میں ہیں عیش کی رنگینیاں

یوں بھی ہوتا ہے کہ تنہائی میں خوں روتا ہے دل
یاد کے اشکوں سے دامن فکر کا دھوتا ہے دل

یوں بھی ہوتا ہے کہ لیکر شوخیٔ رقصِ شرر
بارگاہِ دل میں ہوتی ہے مسرت جلوہ گر

کشتیٔ اُمید ہوتی ہے کبھی ساحل پہ غرق
آس ہوتی ہے کبھی پیدا تو لیکر عمرِ برق

یوں بھی ہوتا ہے کہ دل میں یاس کرلیتی ہے گھر
باندھ کر تیار ہوجاتی ہے جاں رختِ سفر

اکثر ایسے وقت میں اے دوست یاد آتا ہے تو
صبر پیدا کر کے دل میں مجھکو بہلاتا ہے تو

تیری ہستی مرکزِ تخئیل بنجاتی ہے پھر
جان پیدا کر کے تن میں دل کو گرماتی ہے پھر

پھر تو تیری یاد میں اس طرح کھو جاتا ہوں میں
انجمن میں رہ کے خلوت کے مزے پاتا ہوں میں

دور رہ کر تجھسے تجھ میں جذب ہو رہتا ہوں میں
خواب کے پہلو میں بن کر خواب سو رہتا ہوں میں

اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ راجعون

برادرم سید نذیر نیازی صاحب کے برادرِ محترم سید شبیر احمد صاحب بہت طویل علالت کے بعد کچھ عرصہ ہوا ڈیرہ دون میں انتقال کر گئے۔ سید نذیر نیازی صاحب کوئی سال بھر ان کی تیمارداری میں مصروف رہے تھے لیکن افسوس کہ مشیت ایزدی کا منشا یہی تھا کہ باوجود علاج کی انتہائی کوششوں کے اس ہونہار نوجوان کو دنیا سے اُٹھالے ہمیں نیازی صاحب۔ ان کے والد محترم اور دیگر عزیزوں سے اس روح فرسا صدمہ میں انتہائی ہمدردی ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں لے۔ اُمید ہے کہ ناظرین بھی مرحوم کے حق میں رحمت کی اور پسماندگان کیلئے صبر کی دعا کریں گے۔ (مدیر)

سرنگاپٹم

سُلطان ٹیپو شہید مجاہدِ اسلام کا تاریخی دارالخلافہ

از جناب ظفر قریشی صاحب دہلوی بی۔ اے

شہر کی قدامت اور تاریخی آثار | جنوبی ہندوستان میں یوں تو بیسیوں تاریخی اور قدیم مقامات ہیں جنہیں آثاری اور تاریخی حیثیت اور ہر نگاہ سے قابلِ وقعت سمجھا جاسکتا ہے لیکن سرنگاپٹم کا مقام اسقدر تاریخی روایات اپنے گرد لئے ہوئے ہے اور اسکی قدامت اسقدر حیرت انگیز ہے کہ جنوبی ہند کا اور کوئی مقام اس باب میں اس کا مقابل تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ قطع نظر اسکی آثاری بلند پائیگی کے تاریخی حیثیت سے سرنگاپٹم دو ایسی زبردست شخصیتوں کے نام سے وابستہ ہے کہ اور کسی شہر کو جنوبی ہند میں نصیب نہیں۔ تاریخ نواب حیدر علی خاں بہادر خلد آشیاں مجاہد اسلام و مالک راہ معرفت کے نام سے واقف ہے اور اس کیلئے مؤرخ کو ایک علیحدہ باب اپنی کتاب میں دینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد ان کے فرزند دیجاہ سلطان ٹیپو شہید نور اللہ مرقدہٗ کا نام اس شہر سے وابستہ ہے۔ ان دونوں شہدائے اسلام اور مجاہدین خدا کی تاریخ اور ان کی قربانیاں، ان کی عسکری قوتیں اور انگریزوں کے ساتھ انکی حیرت انگیز صولت وجسارت کے معرکے (جنہوں نے "دانایانِ فرنگ" کو پاگل بنادیا تھا) اسقدر حیرت انگیز ابواب ہیں جنوبی ہند کی تاریخ کے کہ جن سے مُسلمانوں کیلئے سینکڑوں سرچشمے رُشد و ہدایات کے نکل سکتے ہیں اور ان کی مخفیہ قوتیں بیدار ہوسکتی ہیں، ان کی رگوں میں جو خون منجمد ہوگیا وہ ان مجاہدین اسلام کی نبرد آزمائیوں جہاد فی سبیل اللہ کے معرکوں کی یاد سے سیل آتشیں میں تبدیل ہوسکتا ہے جس سے اگر وہ چاہیں تو اب بھی ہر "غیر اللہ" کو خس و خاشاک کی طرح بسا سکتے ہیں۔

سرنگاپٹم اسلامی مجاہدین کا وہ مقدس مقام ہے جہاں ترکش اسلام کے ان آخری تیروں نے سینۂ کُفر چھلنی کیا تھا اور جسکی چمک آجتک معاندانِ اسلام کے مزاجوں کو درہم برہم کردیتی ہے۔

شہر سرنگاپٹم کی تاریخ اور سُلطان ٹیپو کی مختصر تاریخ معلوم کرنے سے قبل جو اس شہر کے در و دیوار سے وابستہ ہے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ عنوان کے اعتبار سے اس شہر کا پورا پورا خاکہ قارئین کے ذہن نشین کرادیں۔ شہر سرنگاپٹم ریاست میسور سے کچھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، ہندوؤں کے ایک مشہور و مقدس دریا کاویری کے بیچ میں ایک جزیرہ ہے نہایت پختہ و عسکری لحاظ سے بہت قابل قدر جس کا طول ساڑھے تین میل اور عرض ڈیڑھ میل کے قریب ہے۔ اس جزیرہ پر سرنگاپٹم کا مستحکم شہر آباد تھا اور فوجی نقطۂ نظر سے یہ اسقدر اہم و غیر معمولی قوت کا مرکزی مقام تھا کہ انگریزوں کا ہمیشہ اس پر دانت رہا لیکن مُسلمانوں کو داد دینی چاہیے اپنے مجاہدین کی سرفروشانہ سرگرمیوں کی کہ کس طرح انہوں نے ہندو ریاستوں کے دانتوں کے بیچ میں اس فوجی مرکز کو حاصل کیا۔ اور اسلامی صولت و جبروت کے عین تقاضے کے مطابق پسپا ہوئے بغیر اسکی حفاظت میں اپنی جانیں تک لڑادیں اور ان کی نظرِ انتخاب پڑی تو ساری جنوبی ہند میں ایسے کانٹے کے مقام پر جو دال ہے ان بزرگوں کی فوجی قابلیت اور فنِ حرب کے نشیب و فراز پر پورا عبور رکھنے پر۔ یہ جزیرہ سرنگاپٹم کے علاوہ ہندوؤں کے لئے اس وجہ سے مشہور و منسوب ہے کہ وہاں ایک ہزار برس کے دو مندر بنے ہوئے ہیں جو اپنی قدامت اور تقدس کے اعتبار سے ہندوؤں کی یاترا ہے۔

پندرھویں صدی میں خاندان بیجانگر جب برسر حکومت تھا اُس وقت تھیا نارا جہ کو جو دریا کے اس پار کچھ شہروں کا مالک تھا ایک قلعہ تیار کرنیکی اجازت دیدی گئی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جب یہ مشہور فوجی قلعہ تیار ہو رہا تھا اس وقت تعمیر کے لئے پتھر چینی مندروں کو توڑ کر لگائے جارہے تھے جو اردگرد بہت تھے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس روایت میں کہاں تک صحت کا شائبہ ہے لیکن اتنا جانتے ہیں کہ اس راجہ کے ایک پیشرو کو بیجانگر کے ایک وائسرائے نے تخت سے اُتار دیا تھا۔ بیجانگر کی سلطنت کا ایک وائسرائے تھا جس کا نام راجہ عقر مالا تھا۔ اسنے اپنی عدم موجودگی میں

جزیرہ کے انتظام کے لئے میسور کے راجہ راجہ واڈیر کو منتخب کیا اور ساری سلطنت کا انصرام اس کے سپرد کر دیا۔ راجہ واڈیر والی میسور کی اولاد اس مشہور شہر سرنگاپٹم پر حکومت کرتی رہی۔

سلطان حیدر علی شہید ہندوؤں کی مسلم کش پالیسی کے خلاف علم جہاد بلند کر چکے تھے وہ ہندو ریاستوں کی چیرہ دستیوں سے اب مسلمانوں کے خون کی ارزانی نہیں دیکھ سکتے تھے چنانچہ سرنگاپٹم ان کے ہاتھ میں آیا اور آپ نے اسے اپنا دار الخلافہ بنایا۔ زیرین ہند کے کفرستان میں یہ پہلا مقام تھا جہاں اسلام کے سرفروش مجاہد نے عین اپنی موت کے مہینہ میں اپنی اسلام دوستی کا ثبوت دیا جس طرح ظلمت میں ایک کرن نور ہوتی ہے اسی طرح کفرستانِ ہند میں سرنگاپٹم اور سلطان حیدر علی ایک زبردست خار تھا جو ہندو ریاستوں کے سینوں میں کھٹکتا رہتا تھا لیکن اس شیر اسلام نے تمام سیلِ حوادث اور معاندانہ سرگرمیوں کا وہ شاندار مقابلہ کیا کہ آجتک تاریخ باوجود طرح طرح کی الزام تراشی کے نہ بھلا سکی۔ ایک طرف جوش اسلام اور صولت و جسارت کا بے پایاں سیلاب تھا جو حیدر علی کی عسکری قوتوں کو بیدار کر رہا تھا۔ دوسری طرف ہندو رئیسوں کی عیش پرستی۔ طوائف الملوکی اور ظلم و تعدی سے جس سے رعایا تنگ آچکی تھی اور ہمیشہ علم بغاوت بلند کرتی رہتی تھی سلطان حیدر علی نے اپنا علم جہاد بلند کیا ہی تھا کہ خود ہندو ریاستیں آکر سرنگوں ہو گئیں کیونکہ وہ کہتی تھیں کہ سینکڑوں لاکھوں بندگانِ خدا کی بہبودی، فلاح اور انتظام سلطنت کے لئے ایک زبردست مرکزی قوت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس وقت جنوبی ہند میں مفقود تھی اس لئے حیدر علی کی ذات ایک نعمت تھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے بہتر منتظم ان کی ریاستوں کا اور ایسی زبردست مؤثر اور طاقتور مرکزی قوت کسی جگہ نہیں مل سکتی تھی جو اس زمانہ کی پیچیدہ سیاست کو سنبھال سکتی چنانچہ جس وقت راجاؤں نے سلطان حیدر علی سے وفاداری کا عہد باندھا ملک میں امن و امان قائم ہو گیا اور سرنگاپٹم پر اسلامی پرچم لہرایا جس نے سینکڑوں بھٹکے ہوئے کمزور دل ہندوؤں کو اسلام کے خوددار، شوکت آفریں، پر صولت آغوش میں لیلیا اور ان کی عسکری قوتیں پھر جو بیدار ہوئیں اور ادھر تربیت ملی حیدر علی جیسے بے پناہ جرنیل کی۔ غرض جنوبی ہند میں اگر کسی کی فوج لرزہ انگیزی کر سکتی تھی تو وہ حیدر علی خاں کی۔

سلطان حیدر کے بعد سلطان ٹیپو شہید ان کے فرزند نے سرنگاپٹم کی آخری وقت تک حفاظت کی۔ سرنگاپٹم کی مستحکم دیواریں فصیلیں اور دمدمے اس قدر مضبوط کر دیئے گئے اور انہیں فوجی نقطہ نگاہ خیال سے حیرت انگیز طور پر اتنا محفوظ بنایا گیا کہ سرنگاپٹم پر قبضہ کرنا اور سلطان ٹیپو سے مقابلہ کا خیال کرنا ایک مضحکہ خیز بات تصور کی جانے لگی۔ کچھ تو قدرتی طور پر سرنگاپٹم کا قلعہ مضبوط و محفوظ مقام پر واقع ہوا تھا اور کچھ سلطان ٹیپو کے مشوروں اور حیرت انگیز تعمیری فطرت نے اسے اسقدر مضبوط بنا دیا تھا کہ وہ جنوبی ہند کا آہنی قلعہ متصور ہونے لگا گویا یورپ کا "بلونا" تھا۔ اس قلعہ کے استحکام کا یوں اندازہ لگائیے۔ جزیرہ کے چاروں طرف دریا تھا جسکی وجہ سے کوئی فوج بڑی تعداد میں شہر کا محاصرہ کرنے سے گریز کرتی تھی کیونکہ کشتیاں اس دریا میں چلتی ہی نہیں کیونکہ جگہ جگہ پہاڑیاں تھیں۔ اور معمولی عبور کے ذرائع کے علاوہ کوئی بیڑہ وغیرہ اس پہاڑی دریا میں نہیں لایا جا سکتا تھا کیونکہ پاش پاش ہو جاتا تھا۔ جزیرہ کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک مستحکم و مضبوط دیوار چلی گئی تھی جو بے پناہ پتھر یعنی سنگ خارا کی بنی ہوتی تھی اور جسکی بنیادوں میں سیسہ پلایا گیا تھا اس دیوار میں کہیں کہیں خلا رکھے گئے تھے تاکہ حملہ آوروں پر مدافعت کے وقت وار کئے جا سکیں۔ حملہ آور اس پتھر کی دیوار سے اگر سر ٹکرا کر بھی مر جائیں تو ٹس سے مس نہ ہوں۔ جنوبی طرف ایک زبردست قلعہ تھا جس کا ذکر آچکا ہے جو اس فصیل سے بھی زیادہ محفوظ اور حیرت انگیز طور پر مستحکم تھا۔ ان انتظامات سے آپ سلطان حیدر اور سلطان ٹیپو کی فوجی قابلیتوں کا لوہا تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائینگے۔

سلطان ٹیپو کا زمانہ اور شہر

سلطان ٹیپو کے زمانہ میں شہر کی حالت بہت عمدہ تھی۔ باشندے خوشحال اور مرفع الحال تھے تجارت روز افزوں ترقی کر رہی تھی کیونکہ بادشاہ کو اپنے شہر کی اقتصادی ترقی اور ملک کی افزائش دولت کا بڑا خیال لگا رہتا تھا۔ سلطان ٹیپو ایک زبردست فوجی جرنیل ہی نہیں تھا بلکہ ایک زبردست منتظم بھی تھا اور اصول حکمران و وضع قوانین کا ازحد ماہر تھا۔ اس وقت سرنگاپٹم اپنی خوشحالی اور ترقی یافتہ حالت کے اعتبار سے ہندوستان کا دمشق یعنی عروس البلاد بنا ہوا تھا لیکن آجکل اس شہر کی جو حالت ہے وہ ازحد قابل تاسف ہے! افسوس کہ حالت کیا سے کیا ہو گئی!! شہر کی رونق، شاہانہ احتشام (جو ایک مشرقی دار الخلافہ کا خاص رنگ ہوتا ہے) اب بالکل مفقود ہے۔ شہر سنسان اور اداس نظر آتا ہے وہ سرگرمی اور چہل پہل اب خواب میں بھی نظر نہیں آتی۔

ہندوستان کا شاید ہی کوئی ایسا شہر ہوگا کہ جو اس قدر خاموش اور غیر دلچسپ ہو جس قدر یہ سرنگا پٹم ہے۔

اگر آپ قلعہ کی جنوبی دیوار کے "ہاتھی دروازہ" سے اندر داخل ہوں تو ایک زبردست اداسی چاروں طرف پھیلی ہوئی نظر آئیگی۔ محلات خالی ڈھنڈار پڑے ہیں۔ نہ مکین رہے نہ مکان کی رونق اور چہل پہل رہی۔ کوئی سیاح اس سنسان و ویران نظارہ کو دیکھکر عبرت و بصیرت کے جذبات سے لبریز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ تو قلعہ اور محلات کی حالت ہے شہر کی حالت اس سے زیادہ اندوہناک اور اثر پیدا کرنیوالی ہے۔ کہیں کہیں ٹوٹے پھوٹے بازار امتداد زمانہ اور چرخ ستمگر کے چکر سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ دوکانیں بے رونق اور حالت زبوں ہے جگہ جگہ اُجڑی ہوئی بستی کھنڈروں کے ڈھیر اور تہذیب شاہی کے آثار نظر آئیں گے جو زاغ و بوم کا نشیمن ہیں اور عبرت و موعظت کا ایک بے پناہ باب باصر کی نگاہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اللہ اللہ ڈیڑھ دو صدی میں یہ باتیں خواب و خیال ہوگئیں ؟ !!

وہ فصیل، وہ مستحکم دیوار جس پر ٹیپو ناز کیا کرتا تھا غفلت امتداد زمانہ اور مرور ایام کی بدولت جا بجا شق ہونی اور منہدم ہونی شروع ہوگئی ایکدن بالکل برباد اور تودۂ خاک ہو جائیگی ! آہ وہ دیوار جس نے مجاہدینِ اسلام کے سینوں کی طرح ناموسِ مذہب کی حفاظت کی جس نے غازیانِ دین کو پناہ دی۔ آہ جو حقیقتاً "دین پناہ" تھی اب ان غازیوں کی طرح موت کے آغوش میں جا رہی ہے لیکن نہ تاریخ نے ان مجاہدین کی قربانیوں کو بھلایا ہے اور نہ اس تودہ خاک و وحشت کو بھلا سکے گی اس کے پیچھے صدیوں کی روایات اور سینکڑوں مجاہدین کے خون و استخواں کی پشت پناہی پر رہی ہے یہ گر جائے لیکن اسلام کی صولت و جبروت اور مجاہدین کی جسارت و بہادری کی داستان زمانہ بھلانے سے بھی نہ بھلا سکیگا۔ سلطان کے زمانہ کی جتنی عمارتیں تھیں وہ بیشتر منہدم و مسمار ہو چکی ہیں اور جو بچ گئی ہیں وہ برابر گر رہی ہیں اور کھنڈروں کی صورت میں تبدیل ہو رہی ہیں چنانچہ ان پر جھاڑیاں اور خودرو نباتات جا بجا اُگ آئی ہیں اور یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ بھی ایک خوشحال و فارغ البال باشندوں کا مسکن تھا۔

لرزنے والی محراب

اگر جنوبی دیوار کے ہاتھی دروازہ میں سے گزر کر ہم آگے بڑھیں تو قلعہ میں مختلف چیزیں نظر آئینگی مثلاً میگزین، عدالت خانہ، شری ناری شوامی کا مندر۔ قدیم محلات وغیرہ۔ سڑک کے کچھ فاصلہ پر ایک زبردست محراب نظر پڑتی ہے جو "داہا وٹین" کی محراب کہلاتی ہے اِس سرے سے اُس سرے تک سو فٹ ہے یہ ایک مشہور فرانسیسی انجنیئر نے ۱۸۰۹ء میں تعمیر کی تھی۔ اس مینار کے متعلق دیکھنے اور سوچنے کی یہ چیز ہے جو بہت حیرت انگیز ہے کہ اگر کوئی اس محراب پر چڑھ کر کودے تو وہ ہلنے اور لرزنے لگتی ہے گویا کہ وہ کسی لچکدار شے کی بنی ہوئی ہے جیسے جھولا ہوتا ہے۔ ریلوے لائن کو عبور کر کے آپ کچھ دُور آگے بڑھینگے تو بہت سی منہدم عمارتیں آتی جائینگی حتیٰ کہ آپ فصیل کے اُس حصہ کے پاس پہنچ جائیں گے جو بیچ میں سے پھٹی ہوئی ہے۔ اس شکستہ مقام کے ساتھ انگریزوں کی تاریخ وابستہ ہے۔ یہ وہ تاریخی مقام ہے جس میں آج سے ایک سو تیس ۱۳۰ برس قبل انگریزوں نے ہندوستان کی اس مشہور و مستحکم آہنی دیوار کو توڑ کر ٹیپو سلطان کو ہزیمت دی تھی۔ اس وقت انگریزوں کی ترکتازیاں بڑھ رہی تھیں۔ جرنل برڈ کی زیر کمان کافی یورشیں ہو رہی تھیں۔

سلطان ٹیپو کی مذہبی رواداری

شمال کی طرف "دہلی دروازہ" ہے جہاں ایک زندان ہے سو فٹ طویل اور ساٹھ فٹ عریض ہے اس میں جنگ کے قیدیوں کو رکھا جاتا تھا۔ آگے "کرشنا دیوی" ہے یعنی وہ مشہور سنگین مندر جسے بیجا نگر کے وائسرائے نے تعمیر کرایا تھا۔ اس مندر کے سامنے ایک وسیع قطعۂ اراضی ہے جہاں پر سلطان ٹیپو کا خاص محل، سرکاری دفاتر، خزانہ، توشہ خانہ وغیرہ عمارتیں تھیں۔

آپ نے غور کیا کہ میں نے قلعہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہ ذکر کیا ہے کہ مندر کے پاس ایک وسیع زمین کا کھلا ہوا قطعہ ہے جہاں بادشاہ کا محل تھا اور سرکاری عمارتیں تھیں اسی سے ظاہر کرنا یہ مقصود تھا کہ بادشاہ کس قدر روادار تھا۔ اُس کے مذہبی خیالات کس قدر دُور اندیشانہ اور قابل تعریف تھے اُس نے اپنے محل کے پاس ہی مندر کو رکھا، اُسے مندروں سے کوئی بغض نہ تھا، ہندوؤں سے کوئی پرخاش نہ تھی لیکن ہاں انگریز کا قدم ہندوستان کی سرزمین پر نہیں چاہتا تھا۔ وہ ملکی حکومت کا پہلا عملی مجاہد تھا گو آجکل کے متعصب اور اندھے مؤرخین ٹیپو کو ایک "مذہبی دیوانہ" کہکر اُسکی وقعت نوجوان نسل سے محو کرنا چاہتے ہیں اگر وہ مذہبی دیوانہ تھا تو اُس نے اپنے محل کے پہلو میں ہی جو مندر تھا اُسے ہی کیوں نہ سب سے پہلے مسمار کرایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ٹیپو ایک مُدبر سلطنت ہونیکی حیثیت سے اِن اوصاف کا حامل تھا جو کسی اسلامی بادشاہ کو "ظل اللہ" بنانے کے لئے کافی ہوا کرتے ہیں۔ وہ دُنیا کے لئے رحمت بنکر آیا تھا نہ کہ لعنت و زحمت۔ پس یہی وجہ تھی کہ اس کا حُسن سلوک ہندوؤں اور مسلمانوں

دونوں کے ساتھ یکساں تھا بلکہ بعض اوقات ہندوؤں کی زیادہ دلجوئی کیا کرتا تھا اس خیال سے کہ رعایا اپنے دل میں نہ کڑھے کہ ان کا بادشاہ ان کا ہم مذہب نہیں ہے اس وجہ سے مراعات نہیں دیتا۔

یہ بات تو ان متعصب مؤرخین کی کتابوں میں بھی آچکی ہے کہ سلطان ٹیپو بیسیوں مندروں کو وظیفہ دیا کرتا تھا۔ ایک جگہ مذکور ہے کہ ہندو جوگیوں اور فقیروں کو بُلا کر اپنے شہر میں رکھا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے شہر میں آکر رہیں اور وہ ان کی جو کچھ خدمت کرسکے گا کریگا۔ وہ سمجھتا تھا کہ ان ہندو مسلمان فقیروں سے ہی سلطنت میں سچی خوشی پیدا ہوگی۔ اور بُنیادیں مضبوط ہونگی۔ ہندو فقرا کی خدمت اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک و رواداری کا برتاؤ صاف اس قسم کے معاندانہ پراپیگنڈے کا استیصال کرتا ہے جو ان متعصب مؤرخین نے پھیلایا ہے کہ سلطان ایک مذہبی دیوانہ تھا۔ قریب ہی ایک اور مقام ہے جسے "دروازہ آبی" کہتے ہیں۔

اس کے آگے وہ تاریخی مقام ہے جہاں سلطان ٹیپو نے آخری وقت تک ناموسِ اسلام کی حفاظت میں کُفر کی صفوں کو چیرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ مشرق میں ایک دلچسپ چیز جو اور آتی ہے وہ "جامع مسجد" ہے یہ شاہی عبادتگاہ بھی تھی اسکی بلند و بالا مینارین جو اسلامی شوکت و جبروت کا ایمان افروز نظارہ پیش کرتی ہیں وہ تصور ہی کیا جاسکتا ہے جس زمانہ میں سرنگاپٹم ایک اسلامی بادشاہ کا دارالامن تھا اُس وقت ان بلند و مستحکم میناروں پر سے مؤذن کی صدائیں اس کفرستان ہند میں کیا منظر پیش کرتی ہونگی اس کا قیاس لگایا جاسکتا ہے! آہ! اسلام کے شاندار مجاہد! زندہ باد سلطان ٹیپو! پائندہ باد شوکت اسلامی کے مجاہدِ اعظم!! ان میناروں پر سے دُور دُور کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ آنکھیں بند کرکے ذرا تصور کیجئے!

قلعہ کی مشرقی دیوار کے وسط میں "بنگلور دروازہ" ہے جس کا رُخ شہر گنگم کے راستہ کی طرف ہے۔ اس دروازہ کے مشرقی حصہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یہاں میر صادق وزیر کو مار اگیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن میر صادق چپکے سے دروازہ میں سے نکلنا چاہتا تھا کہ سنتری نے جو دروازہ پر تعینات تھا اُسے وہیں قتل کردیا یہ سمجھکر کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ غداری کرکے اُسے نرغہ میں چھوڑ کر دُشمن سے ملنے جارہا ہے۔ چنانچہ اُس وقت سے میر صادق کو "یار مار" اور غدار و بزدل کی مثال میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگر سلطان کے ساتھ ایسے غدار اور نمک حرام افسر نہ ہوتے تو اس وقت ہندوستان کا نقشہ شاید ایسا نہ ہوتا!

سلطان حیدر علی کا مقبرہ - جزیرہ مشرق میں "لال باغ" ہے۔ سلطان ٹیپو کے زمانہ میں شہر کی طرح یہ بھی بارونق تھا میوہ دار درخت۔ پھولوں کی کیاریاں لگی ہوئی تھیں۔ جا بجا سایہ دار روشیں اور حوض تھے۔ غرض باغ شاہانہ شوکت و جمال کا کامل آئینہ دار تھا۔ اس باغ کے عین وسط میں وہ شاندار مقبرہ ہے جسے سلطان ٹیپو نے ۱۷۸۴ء میں تعمیر کرایا تھا اس کے وسط میں سلطان حیدر علی خُلد آشیاں کی آخری آرامگاہ ہے۔ دائیں طرف سیدانی بیگم کی قبر ہے یہ سلطان ٹیپو کی والدہ محترمہ تھیں اور بائیں جانب خود سلطان ٹیپو ابدی آرام کی نیند میں سو رہے ہیں۔ گو شمالی ہند کے مقبروں کے مقابلہ پر یہ عمارت کچھ بہت زیادہ آثاری اہمیت نہیں رکھتی ہے لیکن جنوبی ہند کے دُور افتادہ اور بے فیض مُلک میں ایسا خوبصورت مقبرہ تیار ہوجانا بھی کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ مقبرہ بہت خوبصورت سبک اور عمدہ بنا ہوا ہے طرز تعمیر وہی مغلوں کا سا ہے اور کسی اچھے انجینیر نے اسے بنوایا ہے۔ چوکور عمارت ہے۔ سیاہ مرمریں ستونوں پر قائم ہے اوپر ایک زبردست اور خوبصورت مدور بُرج ہے جس نے اس مقبرہ کی صولت اور شاہانہ دبدبہ میں اور بھی اضافہ کردیا ہے۔ مقبرہ کے دائیں جانب ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد بھی ہے۔

اس ہی حصہ میں ایک اور اہم چیز جو سیاح کو دیکھنی چاہیئے "دریا دولت باغ" ہے۔ یہ فصیل پناہ اور "لال باغ" کے مابین واقع ہے۔ یہ عمارت بھی بہت ہی دلآویز اور خوبصورت ہے۔ نہایت پاکیزہ تراش اور لطیف نقش و نگار ہیں۔ پتھروں کو تراش کر گلکاریاں اور پچی کاریاں کی ہیں جنہیں دیکھکر دل مسرور ہوجاتا ہے۔ چونکہ یہ فصیل پناہ کے نزدیک واقع تھا اس وجہ سے سلطان ٹیپو اکثر دل بہلانے کے لئے اس نازک و فرحت زا عمارت میں چند لمحات بسر فرمایا کرتے تھے۔ آپکی اکثر مہموں کے نقشے اس ہی دلپذیر و دلکشا باغ میں ذہن میں طیار ہوئے تھے۔ اس عمارت کے اندر کی دیواریں اندلس کے طرز تعمیر کا ایک بہترین نمونہ ہیں۔ باہر کی جانب دیواروں پر "واٹر کلر" یعنی آبی رنگوں کی تصاویر اور نقشے بنے ہوئے ہیں جن میں سلطان کے انگریزوں پر غلبہ پانے اور معرکوں کی تاریخ ہے۔ قطع نظر ان کی تاریخی اہمیت کے یہ نقشے اور تصویریں آرٹ کا اتنا بے مثل نمونہ ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ ذوق اور لطافتِ ذہن ان کی خوبصورتی اور نزاکت کی داد دے سکتی ہے اسی وجہ سے سلطان نے "دولت دریا" یعنی آبی رنگوں کی

مصوّری کی بیش بہا دولت) کا نام دیا تھا۔ سرنگاپٹم کی فتح کے بعد کرنل ولزلی اس باغ میں کئی مہینہ رہا اُسے یہاں سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ امتدادِ زمانہ سے نقش و نگار مٹ گئے تھے کہ لارڈ ڈلہوزی نے ایک مقامی مصوّر کے ہاتھوں ان کو دوبارہ اجاگر کرا دیا۔ اب پھر محو ہوتے جا رہے ہیں۔ آہ! وہ نقش بر آب ہی ہیں۔ سلطنت خواب و خیال ہو گئی تو یہ آبی رنگ کیوں نہ فق ہوں؟!

سرنگاپٹم کا مشہور محاصرہ! اس جگہ سرنگاپٹم اور سُلطان ٹیپو شہید کے حالات بہت تفصیل کے ساتھ بتلائے گئے ہیں اِس باب میں ہم چاہتے ہیں کہ ان حالات کا بھی کچھ ذکر کیا جائے جن کی وجہ سے سرنگاپٹم اور ٹیپو کا نام غیر فانی بن گیا۔ یہ سرنگاپٹم کا مشہور تاریخی محاصرہ ہے جس نے انگریزوں کو ناک چنے چبوا دیئے تھے۔ ٹیپو کا قلعہ کسی ہندو راجہ کی گڑھی تو تھی نہیں کہ دو سَو سوار بھیجے اور فتح کر کے یونین جیک اُڑا دیا اور علاقہ "بحق ایسٹ انڈیا بہادر" ضبط کر لیا۔ کیونکہ دیسی حکومت خراب، اِنتظام ناقص اور رعایا پریشان تھی!" یہ بہلانے تمام ہندوستان کو فتح کرتے کرتے قائم رہے۔ لیکن ٹیپو جیسے جری اِنسان کا مقابلہ اور سرنگاپٹم کے آہنی قلعہ کا محاصرہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ سرنگاپٹم زیرین جنوبی ہند کی فتح کی کُنجی تھی اور انگریزوں نے اس ناقابلِ عبور مرحلہ میں ظفریاب ہونے کے لئے اپنی آخری قوتیں وہاں مرکوز کر دی تھیں۔ ٹیپو کے پاس جوشِ ایمانی اور صولت و دبدبۂ اسلام کا وہ بےنظیر جوہر تھا جس نے اُسے آخر جامِ شہادت پلایا مگر مُلکِ خدا میں شرکتِ غیر قبول نہیں کی۔

محاصرہ سے پہلے سُلطان ٹیپو نے قلعہ کے حصار کی بہت مضبوطی کر دی تھی اور خاص طور پر نئی مرمّت کرائی تھی جس سے یہ اور بھی ناقابلِ عبور بن گیا تھی۔ جنوبی اور مشرقی دیواروں کو بالخصوص بہت مضبوط بنایا گیا تھا۔ مغربی جانب کا حصار پہلے سے بھی کمزور تھا اور اب بھی سُلطان نے اسکی طرف بہت کم توجہ کی۔ صرف یہ غلطی تھی جس کا نتیجہ اچھا نہ نکلا۔ اس کے علاوہ ایک اندوہناک چیز یہ تھی کہ خود سُلطان کے بڑے بڑے افسر، رازدار اور جاں نثار لوگ غدار و مخبر بن گئے۔ تمام خبریں انگریزوں کو پہنچانی شروع کر دیں اور آخر کار دار الخلافہ کو بھی لُٹوایا۔ اگر ایسے رفقا سُلطان کی فوج میں نہ ہوتے تو آج ہندوستان میں راوی کی نگاہ کچھ اور دیکھتی!

اس غداری کا ہی نتیجہ تھا کہ انگریزوں کے حملہ سے بھی قبل سُلطان کی فوج کا ایک بڑا حصّہ جو شمال مغربی دیوار پر متعین کیا گیا لوٹ آیا۔ اگر یہ فوج آج بغاوت و غداری نہ کرتی اور انگریزوں کی اپنی پرانی چال یعنی پھوٹ ڈال کر حکومت کرنے کا حربہ ان افسروں پر کارگر ثابت نہ ہوتا تو سُلطان کو کسی طرح شکست نہ ہو سکتی تھی۔ خود انگریز مؤرخین کاسل و کلارک وغیرہ اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ سُلطان کی فوجی قابلیت قلعہ کے استحکام اور دیگر مدافعانہ سرگرمیوں میں ذرہ برابر کمزوری نہ تھی اور انگریزی فتح کے لئے کوئی بدیہی آثار نہ تھے۔ غداروں کے لوٹنے کی وجہ سے سُلطان کو بڑا رنج ہوا۔ اور زمانہ جنگ میں ایک مضبوط دست و بازو سے جو واحد امداد ملتی ہے اُس کے نہ ہونے سے سُلطان کی طبیعت پر بڑا اثر پڑا۔

آہنی اِنسان! ٹیپو سُلطان۔ انگریزوں کو اس محاصرہ سے معلوم ہوا کہ ٹیپو واقعی "آہنی اِنسان" تھا۔ ایک طرف انگریزوں سے لڑ رہا تھا اور دوسری تمام عالمِ اِسلام کو "پان اسلام ازم" کا سبق دے رہا تھا اور ہندوستان میں سلطنت اِسلامی کے قیام کے لئے تمام عالمِ اِسلام کو اُبھار رہا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ٹیپو کے خُفیہ خطوط قسطنطنیہ، افغانستان، ایران و مصر وغیرہ پہنچے حتیٰ کہ نپولین کو بھی دعوت دی گئی۔ فرانس کا یہ منچلا مجاہد انگریزوں کی ان ترکتازیوں کو کیوں کر برداشت کر سکتا تھا بس یہ دعوت پڑھ کر تڑپ اُٹھا اور مشرق کو فتح کرنے کی ٹھان لی چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے ٹیپو کو تسلّی دی کہ وہ انگریزوں کا مقابلہ ڈٹ کر کرے مدد پہنچتی رہیگی اور وہ بھی کچھ عرصہ بعد کمک لیکر انگریزوں کی سرکشی کے لئے آموجود ہوگا۔ لوگ بیان کرتے ہیں نپولین اپنی فوجیں لیکر مصر تک آگیا اور وہاں آکر مسلمان بھی ہو گیا اور جامع ازہر میں نماز پڑھی۔ زار داغا مشہور ترکی غلام جس کی عمر ہونے دو سو برس کی ہے وہ قسمیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے نپولین کو محمد علی پاشا گورنر مصر کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ خیر بہر حال یہ تو مُبالغہ معلوم ہوتا ہے اور خوش عقیدگی ہے لیکن اِس کا تو کم از کم ثبوت ملتا ہے کہ وہ مصر تک پہنچ چکا تھا اور عنقریب سرنگاپٹم آنیوالا تھا لیکن یورپ میں جو جنگ تشنہ چھوڑ کر آیا تھا وہاں کا نقشہ بھی بدلنا شروع ہو گیا اور اُس نے دیکھا کہ بساط کا رُخ اب پلٹ جائیگا اور اس کا یورپ میں ہونا بے اِنتہا ضروری ہے اس کی غیر حاضری اور مشرق کے ایک دُور افتادہ علاقہ میں اس کا پھنسنا فی الحال مناسب نہ ہوگا یہ خیال کر کے نپولین پھر فرانس پلٹا اور اپنے

روسی محاذ کی جانب چلا گیا!

ٹیپو کی قوتیں بے پناہ تھیں اگر اس وقت نپولین بھی نہیں آیا تھا تو اسلامی حکومتوں کو ساتھ دینا چاہیئے تھا۔ لیکن آہ! ہر ایک اپنے اپنے افکار و حوادث میں مُبتلا تھا کسی نے سُلطان کی آواز پر لبیک نہ کہی اور اس نے تن تنہا اسلام کے ایک سچے مجاہد کی طرح صرف خدا کے بھروسہ پر انگریزوں کی پیش قدمیوں کا مقابلہ کیا۔

اپریل ۱۷۹۹ء میں انگریزی فوجوں اور اُن کے اتحادیوں نے کاویری دریا کے جنوب اور شمال کی طرف بہت مضبوط پوزیشن حاصل کر لی اور وہاں آ ڈٹ گئے۔ اس کے بعد محاصرہ کا کام بہت سرگرمی اور بے انتہا جوش و خروش کے ساتھ شروع کر دیا۔ انگریزوں نے کئی دمدمے تیار کیے اور اُن پر قلعہ شکن توپیں چڑھائیں جسکی وجہ سے مختلف مقامات پر کئی اہم فوجی مرکز انہیں مل گئے۔

انگریزوں کی فتوحات کا ذکر پڑھتے ہوئے سُلطان کی غدار فوج کے نمکحرام سپاہیوں کی بیرحمانہ جاسوسیوں اور امداد کا خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر تاریخ کا صحیح اندازہ مشکل ہوگا۔ انگریزوں کو سُلطان کی فوجی تیاریوں پر کسی طرح عبور اور غلبہ نہ تھا۔ وہاں انگریزوں کے پاس ایک حربہ تھا اور وہ "ڈپلومیسی" ۔ "مکاری" اور لوگوں کو غداری پر آمادہ کر لینا تھا جس نے سُلطان کی فوجوں کو آمادۂ بغاوت و غداری کر دیا!

غداروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے سُلطان کی ہمتیں سرد پڑنے لگیں لیکن وہ ایک بہادر و جری اِنسان کی طرح برابر مقابلہ پر ڈٹا رہا اور جس طرح سیل حوادث میں شیر بپھر بپھر کر حملہ کرتا ہے اسی طرح وہ انگریزوں کو پریشان کرتا رہا لیکن اس نے ایک زبردست فوجی جرنیل ہونیکی حیثیت سے یہ محسوس کر لیا کہ صُورت حال نازک ہے۔ مغربی محاذ کمزور اور یار غار "یار مار" ثابت ہو رہے ہیں۔ اِس لیئے مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ انگریزوں سے سردست صُلح کر لی جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انگریزوں سے خط و کتابت ہوئی۔ لکھا ہے کہ انگریزوں کے خود سر افسروں نے جو شرائط سُلطان کے سامنے پیش کیں وہ اس قدر تذلیل کُن تھیں کہ سُلطان کی حمیّت اِسلامی اور صولت پادشاہی نے اُنہیں قبول کرنیسے مرنا بہتر سمجھا۔ لڑتے ہوئے مر جانا افضل و احسن سمجھا بنسبت حقارت آمیز مشروط صُلح کر کے جان بچانے سے۔ چنانچہ سُلطان نے اُن ذلت آمیز شرائط کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جن سے انگریزوں کی فرعونیت کو اور بھی تازیانہ لگ گیا!

انگریزوں کے مطالبات یہ تھے کہ سُلطان اپنی سلطنت کا نصف حِصہ انگریزوں کے حوالہ کر دے۔ حوالہ کرنیکے وقت دو لاکھ پونڈ روپیہ بطور تاوان جنگ پیش کرے۔ اپنے تمام قیدیوں کو رہا کر دے۔ نیز اپنے دو لڑکوں اور چار افسروں کو انگریزوں کے حوالہ کر دے جو جنگ کے قیدیوں کی طرح رکھے جائیں گے۔

سُلطان جیسا غیور و جری اِنسان، وہ آہنی اِرادہ کا اِنسان بھلا غیر اللہ کی ان تذلیل کُن شرائط کو کیونکر قبول کر سکتا تھا چنانچہ اُس نے جہاد کو پسند کیا۔ جب طرفین کو یہ معلوم ہو گیا کہ صُلح نہیں ہوگی تو دونوں طرف سے جنگ پھر زبردست تُندی و سرگرمی کے ساتھ شروع ہو گئی۔ انگریزوں نے پھر جوش کے ساتھ محاصرہ کیا لیکن سُلطان کی قوتیں مسلسل سرد پڑ رہی تھیں۔ قلعہ کے مغربی محاذ پر جتنی توپیں تھیں وہ خاموش ہو گئیں۔ مغربی اور شمال مغربی دستے بالکل تباہ ہو گئے تھے سُلطان کی جانب سے کبھی کبھی کوئی توپ جنوبی محاذ کی طرف سے چل جاتی تھی۔ لیکن یہ مقابلہ اب اسقدر کمزور ہو چکا تھا کہ انگریزوں کو بہت آس بندھ گئی تھی لیکن تعریف کرنی چاہیئے سُلطان ٹیپو کی حمیّت و جسارت کی کہ وہ ان تمام ہمت شکن باتوں کو دیکھنے کے باوجود ایک آہنی چٹان کی طرح اپنے مقام پر جما رہا، اُس نے ذِلت کی زِندگی پر شجاعانہ موت کو ترجیح دی تھی اور شوقِ شہادت اُسے مجاہدین اسلام کی صفِ اوّل میں لیجانے کیلئے گدگدا رہا تھا اس لیے سیلِ حوادث میں مستحکم کھڑا رہا۔ انگریز ششدر تھے اُسکی حیرت انگیز بہادری اور قیامت انگیز عسکری جسارت سے حالانکہ حالات مساعد نہ تھے اور مدد کی اُمید نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ اس وقت ایک لاہوتی جوش میں تھا اُسے موت اور زندگی کا بھلا کہاں خیال تھا۔

قلعہ پر گولہ باری اور سُلطان کی شہادت کا منظر!

سُلطان کی فوجیں قلعہ کے باہر بھی بہادری کے ساتھ ڈٹی ہوئی تھیں اور ایک ایسا مرکزی مقام حاصل کر لیا تھا جو عسکری نقطۂ نظر سے بہت اہم خیال کیا جاتا تھا اور جسکی وجہ سے انگریز خائف نظر آتے تھے۔ انگریزوں نے بہ اچھی طرح معلوم کر لیا تھا کہ سُلطان کی فوج کو پسپا کرنا از حد دشوار امر ہے۔ علاوہ ازیں وہ ان کی موجودگی کی حالت میں دمدمے بنا کر

قلعہ شکن توپوں کا بھی خاطر خواہ استعمال نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے اب ساری قوتیں سُلطان کی فوجوں کو ہزیمت دینے پر مرکوز کر دیں۔ یہاں اس کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا کہ انگریزوں کی اس زبردست یورش کا سُلطان کی فوج نے کس دلیری، کس جسارت بہادری اور حیرت انگیز استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا اور کس طرح انگریز جرنیل سُلطان کی فوجی قابلیت کا لوہا مان گئے۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خُوب کیا!

واقعات شاہد ہیں کہ سُلطان کی فوج باوجود سخت کشمکش اور انتہائی جدّوجہد کے شکست یاب ہوئی اور اُسے مجبوراً فصیل میں واپس آنا پڑا۔ سُلطان کو خدا کی ذات پر بھروسہ تھا اور راست و چپ اپنے رُفقا کو دیکھتا تھا لیکن سب نا اہل تھے ان جیسی جسارت اور قوّت و صولت کا کوئی مالک نہ تھا ورنہ اگر دو چار بھی اس جیسے فوج میں اور ہوتے تو میدان مار لیا تھا۔

۲ مئی کو انگریزی توپوں نے فصیل کی شمال مغربی دیوار پر گولہ باری شروع کر دی اور اس قدر تباہ کن ثابت ہوئی کہ محاصرہ کا اختتام نظر آنے لگا۔ انگریزی توپ کا ایک گولہ میگزین میں جا کر پھٹا جس سے قلعہ میں ایک زبردست لرزہ پیدا ہوگیا اور میگزین بھک سے اُڑ گئی اور در و دیوار اور انسانوں کو اس قدر صدمہ ہوا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بم کا میگزین میں پہنچنا تھا کہ سینکڑوں ہوائیاں، گولے اور دیگر آتشیں اسلحہ جو اسٹوٹ ہوا کرتے تھے اور میگزین میں بند تھے فضا میں پھٹ پھٹ کر اِدھر اُدھر گھومنے لگے جس سے سُلطان کی فوج کو دُشمن سے زیادہ نقصان پہنچا سینکڑوں سپاہی مر گئے اور زخمیوں کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔

۲ مئی کی شام کے آخر تک قلعہ کے مغربی گوشہ میں ایک خلا پیدا ہوگیا جو رفتہ رفتہ بڑھ گیا۔ ۳ مئی کی صبح کو لفٹننٹ ٹیلر دریا پار سے آیا اور اُس نے یہ خلا دیکھ کر کہا کہ اب قلعہ میں داخلہ بالکل ممکن ہوگیا ہے۔ ۴ مئی کو ایک بجے احکام جاری ہوئے کہ قلعہ پر ایک زبردست متحدہ دھاوا بولا جائیگا تمام فوجیں مجتمع ہو جائیں۔ جرنل برڈ کو جو سرنگا پٹم میں تین سال سے قید تھا ایک دھاوا کرنے والی کمپنی پر افسر کمان بنا دیا گیا۔ اُس نے تلوار نکال کر انگریز سپاہیوں کو جوش دلایا کہ وہ اپنا نام نہ گنوائیں اور ایک عرصہ سے جو ذلّت ہو رہی ہے اُس کا ازالہ کریں اور بتا دیں کہ انگریز سپاہی کس قدر جانباز ہوتے ہیں۔

انگریز سپاہی اس جوشیلی تقریر سے آگے بڑھے اور دریا کو چھ منٹ میں عبور کر کے پار ہو گئے۔ گولیاں اور ہوائیاں اور دیگر آتشیں اسلحہ قلعہ کی جانب سے برابر بارش ہو رہی تھی مگر وہ دیوانہ وار بڑھے چلے آرہے تھے۔ جس جگہ قلعہ کی دیوار میں خلا ہوا تھا اُسکے پاس تھوڑی سی سُلطان کی فوج تھی وہاں انگریزوں کی یورش کا اُس نے جانبازانہ مقابلہ کیا مگر وہ پسپا ہو گئے اور فتحمند انگریزی فوج اندر داخل ہوئی۔ لیکن اسکی حیرت اور اندوہ و غم کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے یہ دیکھا کہ ابھی اُسے ایک اور پختہ فصیل کو توڑنا باقی ہے جو اُن کے سامنے سدِّ سکندری بنی ہوئی کھڑی تھی۔ ایک فصیل اور دُوسری فصیل کے درمیان ایک زبردست خندق تھی۔ انگریز سخت پریشان تھے کہ آخر کیا کریں اور اس نئی افتاد کا کیونکر مقابلہ کریں!! افسوس کہ عمّال کی غلطی سے اس خندق میں ایک عارضی کشتیوں کا پُل پڑا رہ گیا تھا جو وہاں انگریزوں کیلئے ہرگز نہیں ڈالا گیا تھا۔ انگریزوں کو جونہی اس کا خیال آیا فوراً اس پر کُود پڑے اور خندق کے اس پار پہنچ گئے جہاں ایک معمولی سی سوار فوج کا مقابلہ کر کے انہوں نے فصیل پر انگریزی جھنڈا نصب کر دیا۔

بادشاہ جاکٹ اور ایک پاجامہ پہنے ہوئے آبی دروازہ کے قریب ایک خیمہ میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ بازو پر امام ضامن بندھا ہوا تھا۔ زبان پر اللہ ہی اللہ تھا اور فوجوں کی سرگرمیوں اور جنگوں کے نقشے وہیں بن رہے تھے کہ یکایک اطلاع ملی کہ قلعہ کے باہر ایک دیوار شق ہو گئی ہے اور انگریزی فوج انکے بہترین جرنیل عبد الغفور کو شہید کر کے اندر داخل ہو گئی ہے۔ بادشاہ کو قُدرتی طور پر اس لرزہ خیز خبر سے بہت تشویش ہوئی ابھی وہ مدافعت کی ترکیب سوچ ہی رہے تھے کہ یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے خندق کو بھی عبور کر لیا اور دُوسری فصیل پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہے۔

سُلطان اس رُوح فرسا خبر سے تلملا اُٹھا اور جلد جلد کھانا کھا کر تلوار سونت کر انہی کپڑوں میں جنگ کے شعلوں میں دیوانہ وار کُود پڑا بھلا شوقِ شہادت لباس اور اسلحہ پوشی کی کب تاب لینے دیتا تھا!!

انگریزوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں ان کی یورش سخت اور سُلطان کی فوج گھبرائی ہوئی تھی بادشاہ بڑی مشکل سے فوج کو تسلی دیکر میدان میں ٹھہر اسکا لیکن حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ فوج کی کوئی ترتیب باقی نہ رہی تھی۔ سُلطان نے ڈٹ کر تلوار کے جوہر دکھانے شروع کئے مگر فوج نے تتر بتر ہو کر اسکی رہی سہی اُمید بھی توڑ دی۔ مایوسی تو وہ کُفر سمجھتا تھا اس لئے اُس نے کسی کی پروا نہ کی اور انگریزوں کو آخری دم تک بہت سخت ہزیمت دی۔

صفیں کی صفیں چیرتا چلا گیا۔ اس قدر جسارت اور بہادری پیدا ہو گئی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اتنا جوش اگر دو چار سرداران فوج میں اور ہوتا تو پھر سرنگا پٹم فتح نہ ہو سکتا۔

سلطان گھوڑے پر سوار ہوا اور اندرونی فصیل کی طرف چلا اور جب قلعہ کے شمال رُخ کے دروازہ پر پہنچے تو وہاں راستہ مسدود پایا۔ کیونکہ کُشتوں کے پُشتے لگے ہوئے تھے۔ شہدا کی نعشوں کا ایک انبار لگا ہوا تھا اور بہت سے جام شہادت آہستہ آہستہ نوش کر رہے تھے!!

اِس قدر پریشانی، سراسیمگی اور اضطراب پھیلا ہوا تھا کہ خود سُلطان کے احکام کو کوئی نہ سُنتا تھا۔ انگریزی فوج اندر آ ہی چکی تھی اور برابر آگے بڑھ رہی تھی سامنے سُلطان ٹیپو کو کھڑا دیکھ کر درندوں کی طرح سے جھپٹی اور گولیاں چلانی شروع کیں۔ سُلطان سخت مجروح ہوئے اور نیچے گھوڑا بھی زخمی ہو گیا۔ کچھ جان نثار ساتھ تھے فوراً آپ کو گھوڑے پر سے اُتار کر اور سنبھال کر ایک پالکی میں لٹانا چاہا جو قریب ہی دروازہ کے ایک دریچہ میں رکھی رہا کرتی تھی لیکن ایسی بھگدڑ مچ رہی تھی کہ کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ اس کشمکش کی حالت میں کوئی کسی کی نہ سُنتا تھا۔ ٹیپو کی تمام تربیت یافتہ فوج یا تو کام آ چکی تھی یا غدار ہو چکی تھی۔ اور اس کے علاوہ جتنے لوگ تھے وہ سب کیمپ کے مُلازم اور معمولی رنگروٹ تھے۔

گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ حضور آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ میں سُلطان ہوں اسکی وجہ سے آپ کو باقاعدہ حراست میں لے لیا جائیگا اور اس وبا میں نہیں مرینگے لیکن سُلطان کو جوش آ گیا اور جس نے یہ الفاظ کہے تھے تلوار کے ایک ہاتھ سے وہیں فنا کر دیا ——— دیکھا آپ نے بہادر جرنیل کے کیسے تیور تھے!! وہ ذلّت کی زندگی سے بہادروں کی سی موت زیادہ پسند کرتا تھا۔

آپ دروازہ میں جا کر صاحب فراش ہو گئے تھے اور باہر کچھ جان نثار ابتک لڑ رہے تھے۔ ایک انگریز سپاہی اس سہ دری میں آ گیا اور بادشاہ کی جواہرات سے مرصع پیٹی پر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور اسے چھیننے کی کوشش کی۔ بادشاہ اس گستاخی سے تلملا اُٹھا اور باوجود زخموں سے چُور ہونیکے حیرت انگیز جسارت کے ساتھ اُٹھ کر انگریز سپاہی کے زور سے گھونسہ مارا اور وہ چکرا کر گرا۔ مگر بدبخت شمر لعین نے مرتے مرتے گولی چلا دی جو آپ کی پیشانی مُبارک میں لگی اور آپ نے وہیں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

"اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

رسمِ تدفین | جب ہر جگہ قبضہ ہو گیا تو انگریزوں نے سُلطان کے محل میں آدمی بھیجے اور اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا اس وقت تک سُلطان کے متعلق مختلف افواہیں اُڑ رہی تھیں اور کوئی باقاعدہ اِطلاع نہیں ملی تھی۔ پھر معلوم ہوا کہ دروازہ پر آپ نے لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔ فوراً تلاش شروع کی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد شہدا کی مُبارک نعشوں میں سے آپ کا جسد مُبارک بھی دستیاب ہوا۔

سُلطان کے جسم میں اَب بھی حرارت موجود تھی ——— وہ ایمان کی حرارت تھی جو ہر سرِ مُو سے دادِ شجاعت دے رہی تھی اور ایک نہیں لاکھوں زندگیاں طلب کر رہی تھی کہ بار بار شوقِ شہادت پورا کر سکوں۔ آنکھیں بارونق تھیں اور کچھ کچھ کُھلی ہوئی تھیں۔ اور گو کئی زخم آئے تھے مگر چہرہ بالکل نورانی اور خوبصورت تھا بالکل فرق نہیں آیا تھا۔ ایمان کی شمع فروزاں پیشانی منوّر میں روشن تھی یعنی ماتھے پر خُون کا قرمزی نشان بن رہا تھا!!!

آپ کی نعش محل میں لیجائی گئی اور صبح کو چند انگریز افسروں کی معیّت میں جنازہ تیار کیا گیا اور لال باغ میں لایا گیا۔ شہر میں سے جب جنازہ کا جلوس جا رہا تھا شہر کی رعایا اپنے محب بادشاہ کی وفات پر دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔ بیکس و یتیم ہو گئی تھی۔ وہ منظر دیکھ کر بہت سے انگریز افسروں کی آنکھوں میں بھی آنسو جاری ہو گئے۔

لال باغ میں مقبرہ پر پہنچکر جنازہ کی نماز پڑھائی گئی۔ لاش کے ساتھ کسی قسم کی بے حُرمتی نہیں کی گئی اور اس باب میں انگریز فوجیوں نے بہت تدبّر کا اظہار کیا ورنہ شہر کا مشتعل مجمع باغی ہو کر انگریزوں کیلئے ایک اور مُصیبت ثابت ہوتا!

نماز کے بعد آپ کا جسد اطہر گہری گور میں سُلا دیا گیا اور وہ ابدی نیند تا قیامت سوتے رہیں گے۔ "ترکش مارا خدنگِ آخریں بُد"

لوگ اِدھر اُدھر بہت رنجیدہ صُورت بنائے کھڑے تھے اور کوئی آنکھ نہ تھی جو اس جری اِنسان کی وفات پر چشم پُرنم نہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ جونہی جسدِ خاکی خاک کے سپرد ہوا جزیرہ میں ایک ایسا زبردست لرزہ اور طوفان آیا کہ مقبرہ اور قلعہ و فصیل سب پنکھے کی طرح ہلنے لگی۔ گویا خداوندی قہر کا اظہار تھا اس زبردست اندوہناک واقعہ پر! آہ اس ہیرو کی شہادت پر آسمان و زمین ہل رہے تھے! مشیّت کو جلال آ رہا تھا!!

اِنسان سُلطان ٹیپو کی قبر پر کھڑے ہو کر اُن جذبات سے مملو ہو جاتا ہے جو ایک ایسے سپاہی کی وفات کا خیال کر کے ہمارے دل میں آتے ہیں۔ سُلطان ایک مجاہد کی طرح شہید ہوا! اسکی موت سپاہی کی موت تھی اور اسلام کا سپاہی بہرحال ہر قسم کے سپاہیوں سے بہتر ہوتا ہے!!!

جنگ نامۂ اسلام

از جناب منظور حسین صاحب منظور بی۔ اے۔ ایچ۔ پی۔ ایچ۔ یو۔ ہیڈ ماسٹر واں بھچراں

"جنگ بدر"

ہجرتِ نبویؐ کے بعد کفار مکہ کے منصوبے

اُدہر مکہ سے یثرب کو چلے ایمان کے حامی
اِدہر یہ سازشیں کرنے لگے شیطان کے حامی

کہ بہتر ہے یہ لکھدیں صاف لفظوں میں مدینے کو
نہ دے کوئی پناہ مطلق محمدؐ کے سفینے کو

نہیں تو لوٹ کر انصار کی بے باک بستی کو
مٹا ڈالیں گے ہم اسلام کے بانی کی ہستی کو

رہے گا جب تلک یہ ہاشمی زندہ زمانے میں
نہ ہرگز چین آئے گا بتوں کو اس گھرانے میں

ستایا ہے ہمیں اسکی عبادت کے طریقوں نے
کیا ہے تنگ ہم کو اس کے مٹھی بھر رفیقوں نے

ہمارے لات کو عزیٰ کو وہ مردود کہتے ہیں
دکھا سکتے نہیں ہم کو جسے معبود کہتے ہیں

قبیلوں کو جگا دیں غیرتوں کے تازیانے سے
مٹا دیں دشمنانِ لات کی ہستی زمانے سے

یہ بہتر ہے مٹا کر رنجشیں اب ایک ہو جائیں
بتوں کی لاج رکھنے کیلئے سب ایک ہو جائیں

کفار مکہ کی سازشوں کا اثر

غرض ان مشوروں سے ارضِ مکہ کے شریروں نے
غریبوں نے امیروں نے صغیروں نے کبیروں نے

تہیہ کر لیا اہلِ مدینہ کو ستانے کا
مصائب بے گناہوں کے سروں پر روز لانے کا

ہوئیں برجِ نبوت کو گرا دینے کی تجویزیں
مسلمانوں کی ہستی کو مٹا دینے کی تجویزیں

طریقے سوچ کر اہلِ ہدیٰ کو تنگ کرنے کے
بہانے ڈھونڈھنے بیٹھے نبیؐ سے جنگ کرنے کے

قبائل مشورے کرنے لگے شام و سحر باہم
مٹا کر رنجشیں ہونے لگے شیر و شکر باہم

بڑا لانتھا جہاں سے کُفر کے طُوفان کا غُصّہ
ابوجہل و ابولہب و ابوسفیان کا غُصّہ

رسُولِ پاک کی توہین کرنا کام تھا اُن کا
ہمیشہ کُفر کی تلقین کرنا کام تھا اُن کا

گوارا کر نہیں سکتے تھے یہ بیداد کے بانی
کہ ہو مہرِ نبوّت کی مدینے میں درخشانی

دِلوں میں ٹھان کر نُورِ ہدایت کو مٹانے کی
یہی تجویز کی اہلِ مدینہ کو ڈرانے کی

"یہودی قوم سے سب جوڑ لیں رشتہ اخوت کا
کہ اَب یہ وقت ہے قومِ منافق کی اِعانت کا"

کُفّارِ مکّہ کی طرف سے اہلِ مدینہ کو دھمکیاں

بالآخر جب صلاحیں مشورے طے ہو چکے باہم
تو کافر جابروں نے تصفیہ مِل کر کیا اُس دم

کہ چِٹھی لِکھ کے بھیجیں ایک عبد اللہ منافق کو
سُنا دے جو مدینے میں مخالِف کو موافِق کو

کہ طُوفانِ الم ان کے گھروں پر آنے والا ہے
بُتوں کا قہر اَب ان کے سروں پر آنے والا ہے

محمدؐ کو نہ ٹھیرائیں بنا کر مہماں گھر میں
نہ دیں ہرگز رفیقانِ محمدؐ کو اماں گھر میں

اگر چاہیں کہ مکّہ کے غضب سے گھر کو بچوا لیں
تو بہتر ہے پکڑ کر اُن کو فوراً قتل کر ڈالیں

وگرنہ خطۂ یثرب کی ہم کایا پلٹ دیں گے
وفورِ غیض میں دھرتی مدینے کی اُلٹ دیں گے

شوقِ آرائش

از میاں احمد مجتبیٰ صاحب ترک منشی فاضل آڈیٹر کواپریٹو سوسائیز گوجرہ

وہ ایسی خوبصورت لڑکی تھی۔ جو کبھی کبھار قضا و قدر کی سہو سے غریب گھروں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اسے کسی جہیز کسی ورثہ اور کسی جائداد کے ملنے کی مطلق امید نہیں تھی۔ اسے کوئی متموّل شوہر ملنا بھی ناممکن تھا۔ اس لئے بڑی کوشش سے اسکی شادی چالیس روپیہ ماہوار والے ایک کلرک سے ہوئی۔

حُسنِ صورت آرائش و زیبائش کا متقاضی ہوتا ہے۔ فاطمہ بھی کلرک کے جھونپڑے میں رہکر محلوں کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ وہ ہمیشہ چاہتی تھی۔ کہ اس کے گھر میں ایک ڈرائنگ رُوم ہو۔ جہاں وہ سہیلیوں سے ملاقات کیا کرے۔ ایک ڈرائنگ رُوم ہو۔ جہاں وہ انکی ضیافت کرے۔ زیورات ہوں۔ ریشمی لباس ہو۔ نوکر ہوں۔ موٹر ہو۔ پائیں باغ ہو۔ غرضیکہ وہ سب کچھ ہو جو امیرانہ ٹھاٹھ کے لوازمات میں سے ہے۔ لیکن جب وہ اپنے اردگرد کی اشیاء پر نظر ڈالتی۔ تو اُسے اپنی خام خیالی کا احساس ہونے لگتا جس سے اُسے دلی تکلیف اور دماغی کوفت ہوتی۔ وہ ہمیشہ مغموم و پریشان رہتی۔

رقیہ سے فاطمہ کو بچپن سے محبت تھی۔ وہ ہم عُمر تھیں ہمسایہ تھیں۔ مل کے کھیلی تھیں۔ مل کے ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی لیکن فاطمہ نے رقیہ کے ہاں آمد و رفت صرف اس لئے ترک کر دی تھی کہ رقیہ ایک امیر باپ کی لڑکی تھی اور ایک بیرسٹر سے بیاہی گئی تھی۔ وہ امیرانہ شان سے رہتی تھی۔ وہاں جاکر فاطمہ کو اپنی کس مپرسی اور ناداری کا احساس مقابلتہً بہت زیادہ ہونے لگتا۔

فاطمہ کا شوہر صادق حسن ایکدن غیر معمولی خوشی کے ساتھ دفتر سے واپس آیا۔ اُسکے ہاتھ میں ایک سُنہری لفافہ تھا۔ "فاطمہ! تمہارے لئے ایک چیز لایا ہوں۔" یہ کہکر صادق نے لفافہ فاطمہ کے ہاتھ میں دیدیا۔ فاطمہ نے لفافہ کھولا۔ اس میں سے ایک سُنہری خوبصورت کارڈ نکلا۔ جس پر لکھا تھا:۔

"مَیں مسٹر صادق حسن کلرک سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ معہ اپنی اہلیہ محترمہ کے ۱۵ ذوالحجہ کو بروز جمعہ میری شادی میں شامل ہوکر باعثِ عزت و رونق ہوں۔"

(احمد نواز خاں سپرنٹنڈنٹ)

احمد نواز خاں اس دفتر کا سپرنٹنڈنٹ تھا جس میں صادق حسن ایک معمولی کلرک تھا۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ احمد نواز خاں صادق پر مہربان تھا۔ اس کا مُربّی و حامی تھا۔ لیکن صادق کو یہ وہم تک بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ وہ اُسے شادی پر بھی مدعو کرینگے۔ خصوصاً جبکہ ماتحت عملہ کے کسی اور فرد کو دعوتِ شمولیت نہیں دیگئی تھی یہ صادق حسن کی انتہائی قدر افزائی تھی۔ اس لئے اُسے انتہائی خوشی و مُسرّت تھی۔ اُسے اُمید تھی۔ کہ اُسکی بیوی کارڈ پڑھکر خوشی سے کپڑوں میں نہ سمائیگی۔ لیکن فاطمہ اُلٹا سہم گئی۔ اور غم و غصہ کے آثار اُسکے چہرہ سے عیاں ہونے لگے۔

"بات کیا ہے۔ بولو تو" صادق نے نرمی اور لجاجت سے کہا۔

"مَیں پہنوں گی کیا" فاطمہ کڑک کر بولی۔ "زیورات میرے پاس نہیں۔ کپڑے میرے پاس نہیں۔ وہاں امیر عورتیں ہونگی۔"

صادق کی خوشی فاطمہ کی خوشی میں تھی۔ اپنے ذاتی مصارف کو کانٹ چھانٹ کر صادق نے ایک سو روپیہ کسی آڑے وقت کے لئے پس انداز کر رکھا تھا۔ بولا۔ ایک سو روپیہ میرا کُل اندوختہ ہے جس طرح چاہو استعمال کرو۔

"صرف ایک سو روپیہ! اس سے تو بمشکل جوڑا تیار ہوگا۔ زیور کہاں سے آئیں گے . . . نہیں نہیں میں دعوت میں شمولیت کے قابل نہیں۔ زیورات کے بغیر وہاں جانا باعثِ ننگ و عار ہے۔"

کافی بحث و مباحثہ و رد و کد کے بعد صلاح ٹھیری۔ کہ فاطمہ اپنی سہیلی رقیہ سے زیور مستعار لائے اور استعمال کے بعد واپس دیدے نیز انہیں کامل اُمید تھی۔ کہ رقیہ فاطمہ کی اس درخواست کو رد بھی نہ کریگی۔

دُوسرے دن علی الصبح فاطمہ رقیہ کے ہاں گئی۔ رسمی آؤ بھگت و نہ آنیکی شکوہ و شکایت کے بعد فاطمہ نے اظہار مطلب کیا۔ اور رقیہ نے خندہ پیشانی سے ہر امداد دینے کا اقرار کیا۔

رقیہ نے زیورات کا صندوقچہ منگایا اور فاطمہ کے سامنے کھول کر رکھدیا۔ فاطمہ جس زیور کو دیکھتی اُس پر فریفتہ ہوجاتی۔ کبھی اُس کے رنگ رُوپ کی تعریف کرتی۔ کبھی اُسکی گھڑت و بناوٹ کی تعریف کرتی۔ کبھی پہنکر قدِ آدم آئینہ کے سامنے ہوتی۔ اور اپنے رعنا جسم پر زیورات کی موزونیت کا اندازہ لگاتی۔ گھنٹہ بھر کی دیکھ بھال کے بعد ایک چندن ہار اور چمپا کلی فاطمہ کی نظرِ انتخاب میں پورے اُترے "مجھے صرف یہ دو چاہئیں" آخر فاطمہ نے کہا۔ "بسر و چشم" رقیہ نے جواب دیا۔

فاطمہ زیورات لیکر خوشی و اطمینان کے ساتھ گھر آئی۔ دُوسرے دن تک جوڑا بھی تیار ہوگیا۔ اب فاطمہ اور صادق دونوں شادی کی تقریب کا اِنتظار کرنے لگے۔

آخر خدا خدا کر کے وہ دن آیا۔ فاطمہ نے جوڑا و زیورات زیب تن کئے۔ اور صادق حسن کے ہمراہ ٹانگہ میں سوار ہو کر برات میں جا شامل ہوئی۔ وہاں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ انواع و اقسام کے خورد و نوش کے سامان تھے۔ سیر و تفریح کا بھی خاطر خواہ اِنتظام تھا۔ احمد نواز خاں نے ہر دو کی غیر معمولی طور پر خاطر و مدارات کی۔ مختلف افسروں سے تعارف کرایا۔ ہر دو وہاں خوشی و مسرت میں مگن رہے۔ آخر دس بجے کے قریب رُخصتی ہونے لگی صادق اور فاطمہ بھی رُخصت لیکر باہر آئے۔ اڈا نزدیک تھا۔ وہاں سے ایک ٹانگے پر بیٹھ گئے۔ چونکہ فاطمہ بوجھل جوڑے اور زیورات کی عادی نہ تھی۔ اِس لئے زیورات اُتار کر رومال میں باندھکر پاس رکھ لئے۔ گھر پہنچے۔ ٹانگہ والا کو رُخصت کیا۔ اور برات کے متعلق ایک مختصر سی گفتگو کے بعد اپنے بستروں پر چلے گئے۔ فاطمہ بستر پر بیٹھی ہی تھی۔ کہ اُس سے ایک جگر دوز چیخ نکل گئی۔ صادق دوڑ کر فاطمہ کے پاس آگیا "کیا ہوا۔ کیا کہو تو" "زیورات ٹانگہ میں رہ گئے" بیچارے صادق کے اوسان خطا ہوگئے۔ اور چہرہ کا رنگ فق ہوگیا۔

"تم نے ٹانگہ کا نمبر نوٹ کیا؟" "نہیں" "اور تم نے؟" "نہیں"۔ اِس "نہیں" کے تبادلہ سے ہر دو کے رہے سہے حواس بھی گُم ہوگئے۔ کچھ دیر تامل کے بعد صادق نے کہا۔ اچھا میں پیدل جاتا ہوں۔ خدا کرے کہیں ٹانگہ مل جاوے۔ بیچارا ساری رات سردی میں مارا مارا پھرا کیا۔ اڈا پر کئی ٹانگہ والوں کو انعامات کے لالچ دیئے۔ منت سماجت کی۔ لیکن پتہ نہ چلنا تھا نہ چل سکا۔ علی الصبح بیچارا ناکام واپس آیا اور فاطمہ کو اُسی طرح بستر پر بیٹھا ہوا پایا جس طرح چھوڑ گیا تھا۔ ہر دو مغموم و پریشان تھے۔ آج رقیہ کے ساتھ واپسی زیورات کا وعدہ تھا۔ وہ بھی پورا ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ آخر صادق نے فاطمہ سے رقیہ کی طرف رقعہ لکھوایا۔ کہ چندن ہار کا ایک ٹانکہ کھل گیا تھا جس کی مرمت ہو رہی ہے۔ عنقریب بھیجدیا جائیگا۔ اِس طرح تلاش کا اُنہیں مزید وقت مل گیا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اب یہ تجویز ٹھہری۔ کہ رقیہ کو جس طرح بھی ہو زیورات واپس کرنے چاہئیں۔ ہر دو کئی صرافوں کی دُکانوں پر گئے۔ لیکن بلا قیمت بات کرتے بھی شرم آتی تھی۔ آخر پھرتے پھراتے صادق کی نظر اُس صراف پر پڑی۔ جو اُسکے دفتر کے افسروں کو زیورات تیار کرادیا کرتا تھا۔ صادق کی بھی اُس سے روشناسی تھی۔ کیونکہ اُس نے اپنی شادی کے موقعہ پر اُس سے انگوٹھی خریدی تھی۔ صادق کو یقین تھا۔ کہ صراف اُسے قرض بھی دیدیگا۔

آخر جھجک جھجک کر صادق نے اظہار مطلب کیا۔ صراف نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ بخوشی لیکن بازاری رسوم ادا کرنے ہونگے۔ صادق مجبور تھا۔ بیچارے نے اقرار کیا۔ مختلف چندن ہار و چمپا کلی منگائے گئے۔ فاطمہ نے آخر اُن میں سے دو کا اِنتخاب کیا۔ جو رقیہ کے زیورات سے بالکل ملتے جلتے تھے۔ چمپا کلی کی قیمت دو سو اور ہار کی قیمت پانچ سو ٹھہری۔ اور سات سو چودہ کا تمسک بشرح پندرہ ۱۵ روپیہ سالانہ لکھا گیا بیچارے صادق نے ڈر ڈر کر دستخط کئے۔ اور زیورات لیکر گھر آئے۔

دُوسرے دن فاطمہ زیورات لیکر رقیہ کے پاس گئی۔ دِل ہی دِل میں ڈر رہی تھی۔ کہ رقیہ کہیں زیورات کو پہچان نہ لے۔ خدا کا شکر کہ رقیہ نے بن کھولے صندوقچہ لے کر لونڈی کے حوالہ کردیا۔

اب صادق حسن صراف کی ایک آسامی تھا۔ مستقبل ہر دو کو بھیانک مناظر دکھا رہا تھا۔ چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ اور سات سو چودہ سُودی قرضہ۔ شہری زندگی۔ اخراجات کافی اور بالائی آمدنی ندارد۔ لیکن ہر دو نے جوانمردی اور شجاعت سے ادائیگی قرضہ کا تہیہ کر لیا۔ گھر آکر نوکر موقوف۔ سابقہ مکان چھوڑ کر ایک کوٹھری کرایہ پر لی۔ فاطمہ نے گھر کا سارا کام اپنے سر لے لیا۔ پانی خود لاتی۔ کپڑے خود دھوتی

کھانا خود پکاتی - اور سودا سلف خود لاتی - صادق بھی دفتر سے آکر گھر میں نچلا نہیں بیٹھتا تھا - بلکہ ایک سوداگر کے حسابات تیار کرتا تھا - جہاں سے اُسے معقول معاوضہ مِلجاتا -

صادق اور فاطمہ نے ایک ایک رم بچا بچا کر صرّاف کے نذر کئے لیکن پھر بھی سُود در سُود کے صدقے قسط میں سے ہر ماہ کچھ نہ کچھ بچ رہتا - جس کا وہ نالواں نیا کر دیتے - اور منّت و سماجت سے مزید مُہلت لیتے -

یہ افلاس - ناداری اور قرضہ کی ذلیل زندگی سات سال تک رہی - ساتویں سال کے اخیر تک صادق نے اصل - سُود - در سُود رسُوم کل پائی پائی تک چُکا دیا - اور اطمینان کا سانس لیا -

اِس سات سالہ ذلّت کی زندگی میں فاطمہ وہ تمام نسوانی صفات کھو چکی تھی جن پر اُسے ناز تھا - اُس کے دل میں اب کوئی اُمنگ نہیں رہی تھی - عادات و لباس سے ایک معمولی خادمہ نظر آتی تھی - شکل و صُورت بالکل تبدیل ہو گئی تھی - اِس عرصہ میں وہ کسی سہیلی سے بھی نہ ملی - حتیٰ کہ رقیہ کو بھی فراموش کر دیا -

آج قرضہ کی مُصیبت اُن کے سر سے ٹل چکی ہے - صرّاف کے آہنی پنجہ سے اُنہیں نجات مِل چکی ہے - آج اُس کا صادق اکڑ کر بازار سے گُزر سکتا ہے - وہ اپنے دفتر کے ساتھیوں اور ہمجولیوں سے ہمپایہ ہونیکا دم مار سکتا ہے - فاطمہ گھر میں بیٹھی گُذشتہ زندگی کا جائزہ لے رہی ہے - وہ خوشی بھری شام جب فاطمہ نیا جوڑا اور زیورات پہنکر احمد نواز خاں کی برات میں شامل ہوئی - زیورات کا عاریتہً لینا - جوڑا کی تیاری - زیورات کا گُم ہونا - اُسے رہ رہ کے یاد آ رہے تھے - انہیں خیالات میں گُم ہو کر بیخودی اور خود فراموشی کی حالت میں فاطمہ گھر سے باہر نکلی - سامنے سے رقیہ چند ہمجولیوں کے ساتھ ہنستی ہوئی آ رہی تھی -

" آج میں سارا قصّہ رقیہ کو سُنا دونگی - اب ہم مقروض نہیں - قرضہ دام دام ادا ہو گیا - اب میں ویسی ہی آزاد ہوں جیسی وہ - آج ضرور بتا دوں گی ضرور " دل ہی دل میں فاطمہ نے یہ کہکر رقیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا " بہن سلام "

اب فاطمہ وہ فاطمہ نہیں تھی - کہ رقیہ بھی جھٹ پہچان لیتی - قرضہ اور محنت نے اُس کا کچومر نکالدیا تھا - " معاف رکھنا - آپ کو غلطی ہوئی - غالباً آپ نے مجھے پہچانا نہیں " رقیہ نے کہا -

" میں فاطمہ ہوں فاطمہ " فاطمہ نے کہا -

فاطمہ . . . فاطمہ . . . رقیہ دوڑ کر فاطمہ سے لپٹ گئی - تمہیں کیا ہو گیا - تمہاری شکل کیوں اِس قدر تبدیل ہوئی - فاطمہ اور اِس حالت میں ؟

" ہاں فاطمہ اور اِس حالت میں - اور وہ بھی تمہارے طفیل "

" میرے طفیل ؟ وہ کیسے ؟ "

" وہ چندن ہار اور چمپا کلی جو تم نے مجھے عاریتہً دیئے تھے "

" ہاں لیکن وہ تو تم نے واپس کر دیئے تھے "

" واپس تو کئے تھے - لیکن اصل نہیں - اُنہیں جیسے خرید کر " اُنہیں کی قیمت کی ادائیگی نے میری یہ حالت کی - آج دام دام ادا ہو چکا ہے - اور ہم خوش ہیں "

" تو کیا تم نے خالص زیورات خرید کر مجھے لادیئے تھے " رقیہ نے کہا -

" ہاں تبھی تو تم پہچان نہ سکیں - وہ بالکل اُنہیں جیسے تھے "

اُف . . . [illegible] . . . فاطمہ میرا زیور تو مُلمع کا تھا اُس کی قیمت تو بمشکل دس روپے [illegible]

[illegible]

دیوانۂ محروم

از مولینا جوشؔ ملیح آبادی

فریاد ہے اے خلوتیِ پردۂ ناموس
کب سے ہوں تری دُھن میں گریبان دریدہ

واقف ہے کہ کس طرح سر بالش و بستر
راتوں کو تڑپتا ہے ترا زُلف گزیدہ

سینے میں کبھی مہر و محبّت کو بھی دے راہ
اے جذبۂ اخلاص سے پیمان بُریدہ

دم بھر کو ٹھہر کر مری رُوداد بھی سُن لے
اے عُمرِ رواں! سایۂ آہوئے رمیدہ

ممکن ہو تو اب خاکِ مذلت سے اُٹھا لے
مَیں کب سے پڑا ہوں صفتِ اشکِ چکیدہ

وہ سجدہ کروں سر ہی نہیں، جان بھی جُھک جائے
دے اِذن اگر صولتِ ابروئے خمیدہ

ظالم! ترے دیوانۂ محروم کے سر پر
ہر لحظہ ملامت کی کمانیں ہیں کشیدہ

قِسمت کی طرح دستِ طلب بھی تو ہے کوتاہ
افسوس ہے اے میوۂ شاداب و رسیدہ

وحشی کا کسی فصل میں جی خوش نہیں ہوتا
فریاد ہے اے موسمِ گلہائے دمیدہ

سونے کو ترستی ہیں برستی ہوئی آنکھیں
بیدار ہو اے تُرکِ محبت نچشیدہ

آتا ہوں تری راہ میں آلودۂ تشنیع
جاتا ہوں تری راہ سے دُشنام شنیدہ

"در کوئے تو معروفم و از روئے تو محروم
گُرگِ دہن آلودہ و یوسف ندریدہ"
(سعدی) (غیر مطبوعہ)

الفاظ کا جادو

از مولینا عبدالماجد صاحب دریابادی

اگر آپ کا تعلق اونچے طبقے سے ہے تو کسی "سرا" میں ٹھہرنا آپ کے لئے باعث توہین لیکن کسی "ہوٹل" میں قیام کرنا ذرا بھی باعث شرم نہیں۔ حالانکہ دونوں میں کیا فرق بجز اسکے ہے کہ "سرا" مشرقی ہے ہندوستانی ہے، دیسی ہے اور "ہوٹل" مغربی ہے انگریزی ہے ولایتی ہے۔ کوئی اگر یہ کہدے کہ سرا کے فلاں "بھٹیارے" سے آپ کا یارانہ ہے تو آپ اس کا منہ نوچ لینے کو تیار ہو جائیں لیکن فلاں ہوٹل کے "مینجر" سے آپ سے بڑا ربط و ضبط ہے اُسے آپ فخریہ تسلیم کرتے رہتے ہیں! حالانکہ سرا کے "بھٹیارے" اور ہوٹل کے "مینجر" کے درمیان بجز ایک کے دیسی اور دوسرے کے ولایتی ہونیکے اور کوئی فرق ہے؟ کسی مدرسہ میں اگر آپ "مدرس" ہیں تو حقیر ہیں ذلیل ہیں لیکن کسی کالج میں اگر آپ "لکچرر" یا "پروفیسر" ہیں تو معزز ہیں، صاحب وجاہت ہیں۔ حالانکہ اپنے اصل مفہوم کے اعتبار سے "مدرس" اور "پروفیسر" بالکل ایک چیز ہیں۔

ندوہ کے "دارالاقامہ" میں اگر آپ قیام پذیر ہیں، تو آپ کا دل کچھ خوش نہیں ہوتا لیکن اسی دارالاقامہ کا نام جب آپ "شبلی ہوسٹل" سنتے ہیں تو آپ کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگتا ہے! "مدرسہ" میں اگر آپ پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں تو خود اپنی نظروں میں آپ ذلیل و خوار ہیں۔ لیکن اگر آپ کا تعلق کسی کالج سے ہے تو پھر آپ سے زیادہ معزز کون ہے؟ آب ہر "مدرسہ طبیہ" "طبیہ اسکول" ہے اور "مدرسہ تکمیل الطب" اور "مدرسہ منبع الطب"، آب "تکمیل الطب کالج" اور "منبع الطب کالج"، "مدرسہ طبیہ حاجیہ" کا زمانہ گیا، آب اس کا صحیح نام "طبیہ حاجیہ کالج" ہے! طبیہ درسگاہوں کو چھوڑیئے خود دینی درسگاہوں کا کیا حال ہے؟ وہ دن گئے جب زبانوں پر "مدرسہ چشمۂ رحمت" کا تذکرہ تھا آب وہ "چشمۂ رحمت کالج" ہے اور وہاں کے "صدر مدرس" "پرنسپل" صاحب ہیں! فرنگی محل کے مدرسہ نظامیہ کے سب سے بڑے اُستاد کو "صدر مدرس" ذرا کہہ کے تو دیکھئے فوراً آپ کی غلطی کی تصحیح کیجائیگی کہ اُن کا عہدہ آب صدر مدرسی نہیں "پرنسپلی" کا ہے۔

کوئی آپ سے کہے کہ یہ کیا آپ گلی میں کھڑے ہوئے "گلی ڈنڈا" دیکھ رہے ہیں تو آپ شرم سے پسینہ پسینہ ہو جائیں گے لیکن جب آپ "کرکٹ" یا "فٹ بال" یا "ہاکی" کا "میچ" کھلے میدان میں کھڑے دیکھ رہے ہونگے، تو اُس وقت نہ آپ اپنے بڑوں سے شرمائیں گے نہ چھوٹوں سے! "مینڈھے" لڑاتے ہوئے یا "بٹیر بازی" یا "مُرغ بازی" کرتے ہوئے اگر آپ کہیں پکڑ لئے گئے تو آپ اپنے کو کسی کے سامنے اپنا منہ دکھانے کے قابل نہ سمجھیں گے۔ لیکن جب آپ کے شہر میں Boxing کا مقابلہ ہوگا یا کوئی Heavy Weight Champion آجائیں گے تو اُن کے کمالات کا تماشا دیکھنا روشن خیالی میں داخل! کہیں چوری چھپے "رہس" یا "نوٹنکی" دیکھنے کھڑے ہو جایئے تو آپ کی ثقاہت اور وضعداری خود آپ پر لاحول پڑھنے لگے۔ لیکن "تھیٹر" اور "سنیما" میں ساری ساری رات بے تکلف بسر کیجئے کہ "ڈراما" جیسے فن شریف کی شرافت و عظمت میں کس کو کلام ہو سکتا ہے؟ اپنے دیس کے کسی بھانڈ، کسی سازندہ، کسی ڈھاڑی سے اگر آپ سے شناسائی ہو گئی ہے تو اُس کا ذکر زبان پر لاتے، آپ اپنے دوستوں اور بے تکلف ہم عمروں کے سامنے بھی شرماتے ہیں۔ جھینپتے بھی ہیں لیکن چارلی چیپلن اور میری پکفرڈ کے کمالات فن اور "آرٹ" کی جتنی داد جی چاہے، بھری محفلوں میں، بزرگوں اور اُستادوں کے مجمع میں اخبارات کے صفحات میں دیجیے۔ آپ کی نقادی ہی کی شہرت ہوتی چلی جائیگی۔ "نٹوں" کا پیشہ بھی بھلا کوئی عزت کا پیشہ ہے اور خدانخواستہ آپ سے کسی نٹ یا نٹنی سے ملاقات کیوں ہونے لگی لیکن وہی قلابازیاں کھانیوالے جب سرکس والے اور سرکس والیاں بنکر آپکے سامنے آتے ہیں تو نہ آپ اُن سے ملنے میں شرماتے ہیں نہ اُن سے تعلقات بڑھانے میں۔

جوئے یا جواریوں سے ظاہر ہے، ہماری شرافت کو کیا تعلق ہو سکتا ہے، کوئی ہمیں جواری کہدے تو اپنی جان اور اُس کی جان ایک کردیں لیکن گھوڑ دوڑ کے دنوں میں اور کارنیوال کی راتوں میں، دن دہاڑے اور بجلی کی روشنی میں یہی ذلت ہمارے لئے

عین عزت بن جاتی ہے اور بڑے سے بڑے شریف وضع نہ جوئے کی بازی لگاتے شرماتے ہیں اور نہ اپنے کو جواری کہلاتے! نخاس میں کسی "کباڑیئے" کی دُکان پر مول تول کرنا ہماری عزت و شرافت کے لئے باعثِ ننگ لیکن مال روڈ پر "پیکالن صاحب" کی کوٹھی پر گشت لگانے میں نہ کوئی ننگ ہے نہ شرم! اِس لئے کہ "پیکالن صاحب" "کباڑیئے" نہیں "آکشنر" اور "نیلامئے" ہیں! چوک اور امین آباد میں کسی حلوائی کی دُکان سے پوری مٹھائی اپنے ہاتھ سے خریدیئے تو شرماتے جایئے، لیکن حضرت گنج میں ویلیریو کی دُکان کے سامنے اپنا موٹر بلا تکلف رکوائیے، اور کیک اور پیسٹری کی خریداری بنفسِ نفیس بے جھجک فرمایئے اِس لئے کہ ویلیریو "حلوائی" نہیں "کنفکشنر" ہے! نظیر آباد کے چوراہے پر کسی شربت والے کی دُکان سے فالودہ کا گلاس خریدنا آپ کی خودداری کے منافی، لیکن حضرت گنج میں "صاحب" کی جگمگاتی ہوئی دُکان پر بیٹھکر آئس کریم نوش فرمانا آپ کی عزت و شان کے عین مطابق۔ کسی "نانبائی" کی دُکان پر لبِ سڑک بیٹھ کر کھانا کھانا ہمارے لئے باعثِ عار۔ لیکن اُسی نانبائی کی دُکان کو اگر "ریسٹران" کہکر پکارا جانے لگے۔ تو وہی عار فخر میں تبدیل ہو جائے۔ نائی بیچارہ جب تک محض نائی ہے اُس کے اُسترے اور کسوت کے آگے لبِ سڑک بیٹھکر سر جُھکانا آپ کیونکر گوارا فرما سکتے ہیں، لیکن وہی نائی جب اپنے کو Hair dresser کہلانے لگے اور اپنی لبِ سڑک دُکان پر "ہیر کٹنگ سیلون" کا سائن بورڈ لگالے تو وہی ناگوار آپ کیلئے بطیبِ خاطر گوارا و پسندیدہ!

عدالت کا پیادہ جب تک "چپراسی" یا "مذکوری" ہے حقیر و ذلیل ہے لیکن وہی پیادہ اگر "بیلف" کہکر پکارا جاتا ہے تو معزز ہے اور آپ کی زبان پر محض بیلف نہیں، بلکہ "بیلف صاحب" ہے! کوئی چمار یا موچی اس قابل کب ہوتا ہے کہ آپ اُسے مُنہ لگائیں لیکن وہی رذیل اگر کسی ٹینری Tannery کا مالک کہلانے لگے تو معاً اُسکی رذالت آپ کی نگاہ میں عزت و شرافت سے بدلجاتی ہے! بستی کا ساہوکار یا مہاجن بڑے سے بڑا ہو آپ کی نظر میں محض "بنیا" ہے، لیکن وہی بنیا اگر کسی بینک کا منیجر ہو جائے یا اپنے آپ کو "بینکر" کہلانے لگے تو دیکھئے اُس کا مرتبہ دم بھر میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ لفظ "مصاحب" آپ کی نظر میں اخلاقی حیثیت سے پستی و دنائت کی تصویر ہے لیکن اسی معنی کو "پرائیویٹ سکرٹری" اور "اے۔ ڈی۔ سی" کا جامہ پہنا دیجے، معاً آپ کی نظروں کے سامنے وقعت و مرتبہ رُعب و دبدبہ کی تصویر پھر جائیگی! "پنچایت" کا نام آیا اور آپکے ذہن نے جلاہوں اور دھنیوں، قصائیوں اور کنجڑوں، نائیوں اور دھوبیوں اور دُوسری نیچ قوموں کا تصور شروع کیا۔ لیکن ادہر پنچائت کے بجائے پارلیمنٹ اور اسمبلی، کونسل اور میونسپل بورڈ کے الفاظ بولے گئے اور آپ کا ذہن ان فرنگی پنچائیتوں کی بلندیوں پر رشک کرنے لگا۔

کوئی مولوی غریب اگر عالمگیری اور شامی کے جزئیات فقہیہ کا حافظ ہے تو غبی ہے، کودن ہے، کندۂ ناتراش ہے، محض مُلا ٹا ہے۔ لیکن اگر کسی بیرسٹر صاحب کو ہائیکورٹ اور پریوی کونسل کے نظائر ازبر ہیں تو اُن کی قابلیت اور ذہانت کے اعتراف میں سب سے آگے آپ ہی ہیں! فسانۂ عجائب اور طلسم ہوشربا کے نام آج مجال ہے کہ کوئی زبان پر لا سکے، لیکن لنڈن اور برلن، پیرس اور نیویارک سے کتنے ہی عجائبات نو اور کتنے ہی طلسمات ہوشربا ناولوں کے نام سے۔ سراغرسانی کے افسانوں کے نام سے۔ "سنسنی خیز" خبروں کے نام سے۔ رعشہ انگیز افتتاحیوں کے نام سے صاعقہ اثر مقالات کے نام سے اور خدا معلوم اور کس کس نام سے ہر سال اور ہر ماہ، ہر ہفتہ اور ہر روز، ہر صبح اور ہر شام شائع ہوا کریں۔ اُن سے باخبر رہنا اور پوری دلچسپی و انہماک کے ساتھ اُن کے نشر و اشاعت میں، اُن کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہنا دلیل روشن خیالی و دستاویز حقیقت رسی! کوئی آپ کو صلاح دے کہ "لوہاری" کا پیشہ اختیار کیجئے تو آپ اُسے گالی سمجھیں لیکن "میکنیکل انجینیری" کے عہدہ کی طرف آپ خود لپک لپک کر بڑھ رہے ہیں! "جراح" کے لفظ سے جو تخیل آپ کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے، وہ کس درجہ پست ہے لیکن "سرجن" کے نام لینے سے اُسی پستی میں کتنی بلندی آجاتی ہے۔ مئو اور ٹانڈہ کے رہنے والے "جلاہے" آپ کے نزدیک ایک مسلّم طور پر پست و ادنیٰ لیکن جو کپڑا بُننے والے لنکا شائر کے رہنے والے ہیں کیا اُن کی بابت بھی آپ کا یہی خیال ہے؟ بزاز جو آپ کے گرد و پیش رہتے ہیں اُن کی کوئی عزت و وقعت یقیناً آپ کے دل میں نہیں، لیکن جو کپڑا بیچنے والے مانچسٹر کے باشندے ہیں اُن کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟ بزرگوں کے سالانہ فاتحے منانا آپ کے خیال میں دلیل حمق و علامت وہم پرستی۔ لیکن علی گڈھ و جامعہ میں بڑے ہی "فاونڈرس ڈے" یا "یوم تاسیس" دھوم دھام سے منانا دلیل دانش و برہانِ روشن خیالی۔

کوئی کہاں تک گنائے اور ناموں اور لفظوں کی کتنی لمبی فہرست تیار کرے۔ نمونہ کیلئے یہ بھی کافی سے زائد ہیں۔ اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے کام لیکر

خود نظر دوڑائیے اور دیکھئے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں، معاشرت و ملت کے ہر گوشہ میں فرنگیت کی کتنی مرعوبیت ہم پر اور آپ پر چھائی ہوئی ہے حقیقت تمام تر وہی ہوتی ہے، معنی و مفہوم بعینہ ایک ہوتے ہیں۔ لیکن جو لفظ اور جو نام فرنگیت کے راستہ سے "صاحب" کے رشتہ سے آپ کے کانوں تک پہنچے ہیں، آن ہیں اُن کے دیسی مترادفات سے کتنی زیادہ عظمت، کتنی زیادہ اہمیت، کتنی زیادہ بلندی ہمارے دلوں اور دماغوں نے غیر محسوس طور پر قبول کر لی ہے! اگلوں نے بہت کیا تو یہ کیا کہ مُلک فتح کر لیئے۔ قلعے سر کر ڈالے۔ فوجوں کو میدان جنگ میں شکست دیدی۔ اس سے زیادہ نہ چنگیز سے کچھ بن پڑا، نہ ہلاکو سے، نہ دارا سے، نہ سکندر سے۔ یہ شرف مخصوص اسی دور یا جوجی کے لئے اُٹھ رہا تھا کہ جسم کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی فتح کر لئے جاتے ہیں اور ہاتھوں پیروں کے علاوہ عقلوں اور بصیرتوں سے بھی خطِ غلامی لکھا لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ غریب محکوموں کے پاس خیر و شر، حسن و قبح، ہُنر و عیب کا معیار لے دیکے بس یہی ایک رہ جاتا ہے کہ "صاحب" کی چشمِ التفات کدھر ہے؟ عزت بھی صاحب کی دی ہوئی اور دولت بھی صاحب کی مرحمت کی ہوئی۔ دین بھی صاحب کا عطا کیا ہوا۔ اور دُنیا بھی صاحب کی بخشی ہوئی۔ آب نہ ہندو ہندو ہیں نہ مُسلمان مُسلمان بلکہ سب "رعایائے سرکار"۔ آب کوئی مُسلمان نہ زید ہے نہ عمر بکر۔ اور کوئی ہندو نہ رام ہے نہ کرشن نہ گوبند۔ بلکہ سب کے سب "صاحب بن" ہیں! ہندو بھی اور مُسلمان بھی، سکھ بھی اور پارسی بھی!

الفاظ عمومی اور اسمائے نکرہ کو بھی چھوڑیئے۔ قیامت یہ ہے، کہ اعلام اور اسمائے اشخاص تک یورپ زدگی کی وبا سے محفوظ نہیں۔ میاں "کلّو" کو آپ نے اپنے ہاں جب دیکھا آکہ بانی ہی کرتے پایا۔ لیکن میجر "بلیک" Black آپ کے شہر کے سول سرجن ہیں! کلوا اہتر آپ کے محلّہ ہی میں رہتا ہے، لیکن پروفیسر "بلیکی" Blackey یونیورسٹی کے ایک ممتاز پروفیسر ہیں! "لالہ گھاسی رام" بیچارے کانجی ہوس کی محرری سے عمر بھر آگے نہ بڑھ سکے۔ لیکن بریگیڈیر جنرل "ہے" Hay برطانوی فوج کے ایک مشہور عالم افسر ہیں! میاں "رمضانی" کی ساری عُمر خدمت گاری میں گزری، لیکن مسٹر "مے" May پارلیمنٹ کے ایک نامآور ممبر ہیں "مٹھوا" کہار اور "طوطا" کلوار آپ کی بستی ہی میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ لیکن سر جان "پارٹرج" Partridge آپ کے صُوبہ کے گورنر تھے مسٹر "کاک" Cock اس وقت تک آپ کے ضلع کے کلکٹر ہیں اور "سوان" Swan صاحب ابھی تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ کی ماما کا لڑکا "شیرا" بیچارہ ابتک چپراسی کی جگہ اُمیدواری کر رہا ہے لیکن "بل" صاحب Bull ترقی پا کر کمشنر ہو گئے۔ اور مسٹر "لیمب" Lamb اور مسٹر "کڈ" Kid آپ ہی کے ضلع کے حاکم بندوبست اور جائنٹ مجسٹریٹ ہیں۔ "دریاؤ سنگھ" غریب کو لیس جمعداری سے آگے بڑھنا نصیب نہ ہوا۔ سر جان "لیک" Lake دیکھتے دیکھتے ای۔ آئی۔ آر کے ایجنٹ ہو گئے۔ لالہ "لوہاری مل" کے چلائے عرائض نویسی کا کام بھی نہ چلا۔ جسٹس "اسمتھ" Smith ہائیکورٹ کی ججی پر پہنچ گئے! شیخ "جھاؤ" کی زندگی نوربافی کرتے کرتے ختم ہو گئی۔ سر چارلس "وُوڈ" Wood حکومت ہند کے ہوم ممبر ہیں۔

سُن لو میرا گیت

(۱)
دُکھیا من ہے دُکھیا کایا
چھوٹ گیا ہے اپنا پرایا
دُنیا کیا ہے ؟ مایا مایا
مایا کے سب میت ہیں لیکن مایا کس کی میت
بابا سُن لو میرا گیت

(۲)
دُنیا والے لوبھ کے بندے
تن کے اُجلے من کے گندے
جھوٹی دُنیا جھوٹے دھندے
کوئی نہیں ہے سنگی ساتھی سب کی جھوٹی پریت
بابا سُن لو میرا گیت

(۳)
مایا ہی سے پیار ہے سارا
جھوٹا یہ سنسار ہے سارا
کھوٹا کاروبار ہے سارا
ریت کا کوئی کھرا نہیں ہے سب کی کھوٹی ریت
بابا سُن لو میرا گیت

(۴)
جھوٹی ساری دُنیا داری
مطلب کے ہیں سب نرناری
من کی دُنیا سب سے نیاری
من کے ہارے ہار ہے بابا من کے جیتے جیت
بابا سُن لو میرا گیت

(چندن)



سکھ اور ہندو

کیا سکھ بحیثیت قوم ہندوؤں سے علیحدہ ہیں؟

یہ مضمون ملک محمد اسلم خاں صاحب ایم - اے (کینٹب) کی خاص فرمائش پر انگریزی زبان میں لکھا گیا!

گول میز کانفرنس میں سکھوں کا ایک عجیب و غریب مطالبہ

(مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائیٹ")

۲۴ر اگست ۱۹۳۱ء کے "لائیٹ" میں جو بصورت پمفلٹ شائع ہوا ہے - مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بی - اے - بی - ٹی ایڈیٹر "لائیٹ" نے ایک بسیط مضمون سکھ اور ہندو مذہب پر لکھا ہے - جس میں سکھوں کے اس مطالبہ پر کہ انہیں جداگانہ نیابت کا حق دیا جائے کیونکہ وہ ایک علیحدہ اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں تبصرہ کرتے ہوئے واقعات و شواہد کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ سکھ قوم دراصل ہندوؤں کا ایک حصہ ہے اور اسی قسم کا ایک اصلاحی فرقہ ہے جیسا کہ آریہ سماج یا برہمو سماج ہندوؤں کے اصلاحی فرقوں کی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح یہ دونوں فرقے ہندو قوم میں سے ہونیکے باوجود "ہندو" کا نام اپنے لئے پسند نہیں کرتے اور "آریہ" اور "برہمو" کہلانا انہیں زیادہ مرغوب ہے - ویسے ہی سکھ ہندو قوم میں سے ہونیکے باوجود "ہندو" نہیں بلکہ "سکھ" کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں -

بابا نانک کا مذہب

مولانا نے مسلمانوں کے اس خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ دل سے مسلمان تھے صاف لکھا ہے کہ یہ ایک علیحدہ سوال ہے جس پر اس وقت غور کرنا ضروری نہیں - ہمارا تعلق اس وقت موجودہ سکھ مذہب کے ساتھ ہے اور اس لئے اصل سوال صرف یہ ہے کہ عام طور پر انہیں کیا سمجھا گیا ہے جو رائے ان کے متعلق عام طور پر قائم کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک پکے ہندو تھے - ایک مصلح اور ہندو قومیت کے حامی تھے -

مغربی مصنفین کی آراء

اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے مولانا نے بعض مغربی مصنفین اور ہندو قوم کے ایک بہت بڑے لیڈر اور موجودہ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کی آراء نقل کی ہیں - جن میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے کہ بابا نانک دراصل ہندو مذہب رکھتے تھے - اور سکھ مذہب جس کی بنیاد انہوں نے ڈالی دراصل ہندو مذہب ہی کی ایک اصلاحی صورت ہے - اسکی تمام خصوصیات ہندوانہ ہیں - اور بقول ڈاکٹر فارقہار ایم - اے ہندوؤں کے فرقوں اور اس میں کوئی فرق نہیں - بلکہ تناسخ اور کرم کے مسائل اور ہندوؤں کے مجلسی نظام میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی - یہی رائے ڈاکٹر بارتھ ایم اے نے اپنی کتاب "دی ریلیجنز آف انڈیا" میں ظاہر کی ہے - اور ڈاکٹر ٹرمپ نے اپنی کتاب "انڈین ریلیجنز" میں صاف لکھا ہے کہ

> "نانک کے متعلق یہ سمجھنا غلطی ہے کہ اس نے خدا تعالےٰ کے متعلق ہندو اور اسلامی خیالات کو متحد کرنے کی کوشش کی ہے - نانک اپنے تمام خیالات کی رُو سے ایک پکا اور سچا ہندو رہا ہے"

یہی رائے گورڈن کی ہے - جس نے سکھ مذہب کو برہمنوں کے مظالم کے خلاف ایک قسم کا باغیانہ طریق عمل قرار دیا ہے - اور بتایا ہے کہ برہمنوں کی اطاعت کا جوا گردن سے اُتار کر بابا نانک نے اپنے آباو اجداد کے قدیم مذہبی خیالات کی طرف رجوع کیا -

ڈاکٹر نارنگ کے خیالات - اسی سلسلہ میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کی کتاب "ٹرانسفرمیشن آف سکھ ازم" سے بھی بعض فقرات نقل کئے گئے ہیں

جو اس بات کی اندرونی شہادت ہیں کہ سکھ مذہب ہندوؤں ہی کا ایک اصلاحی فرقہ ہے۔ اور کوئی علیحدہ مذہب نہیں۔ ان طویل و بسیط عبارات کو چھوڑ کر جو خانصاحب موصوف نے کتاب مذکور سے نقل کی ہیں کہ یہ بتایا جائے کہ ایک ہندو لیڈر کے نزدیک گورو نانک نے کن طریقوں سے ہندو قوم کی اصلاح کی۔ ہم ڈاکٹر نارنگ کے صرف دو فقرے نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں جن میں انہوں نے لکھا ہے کہ

"گورونانک نے اپنے زمانہ کی ہندو قوم کی حالت کو پورے طور پر سمجھ لیا تھا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ مذہبی اصلاح ہی اس کا حقیقی علاج ہے جس کے ذریعہ سے آنیوالی تباہی سے یہ قوم بچ سکتی ہے۔"

"اوپر جو کچھ بتایا جاچکا ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہو جائیگا کہ اگرچہ اسلام نے اس پر اثر ڈالنے کی کوشش کی تاہم سکھ مذہب کسی بات میں اس کا مرہون منت نہیں۔ برخلاف اس کے یہ ہندو مذہب کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔"

آگے چل کر ڈاکٹر نارنگ نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر گورو نانک چاہتے تو اپنا علیحدہ مذہب بنا سکتے تھے۔ ایک بالکل علیحدہ مجلسی اور مذہبی ضابطہ تجویز کر سکتے تھے اور ہندوؤں کے ورن آشرم سے بالکل قطع تعلق کر کے اپنی قوم الگ بنا سکتے تھے جو ہندو برہمنوں سے بالکل آزاد ہوتی۔ لیکن یہ ان کا مقصد نہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو ہندو قوم سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ اسی کے اندر رہنا۔ اسی کے ساتھ مل کر کام کرنا اور اپنی شاندار اور اعلیٰ تعلیم سے اس کو مجلسی اور مذہبی زندگی کے ایک بلند مقام پر اٹھانا ان کا مقصد حقیقی تھا۔

ایک اور موقعہ پر ڈاکٹر نارنگ نے گورو نانک کو سب سے پہلا ہندو مصلح قرار دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسی کی بعثت نے ہندو قوم میں مشترکہ قومیت کی روح پھونکی۔ پھر ان کو ایک ایسا انسان قرار دیا ہے جس کو ہر ہندو اپنا کہہ سکتا ہے اور جائز طور پر اس پر فخر کر سکتا ہے۔

آریہ اور برہموؤں کو کیوں علیحدہ نیابت نہ دیجائے؟

ان تمام خیالات و آرا کو نقل کرنیکے بعد مولینا یعقوب خان صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ ایسی حالت میں کہ سکھ مذہب انگریزوں اور خود ہندوؤں کے نزدیک ہندو مذہب کا ایک اصلاحی فرقہ ہے جیسا کہ برھمو سماج اور آریہ سماج کا حال ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر سکھوں کو علیحدہ اقلیت کی حیثیت دینا ضروری ہے تو اول الذکر دونوں فرقوں کو جو اسی قدر علیحدگی قوت کے دعویدار ہیں بالخصوص آریہ سماج پنجاب میں اپنی اسی قدر آبادی کا دعویٰ کرتی ہے جس قدر سکھوں کی آبادی ہے۔ کیوں علیحدہ علیحدہ اقلیتوں کی حیثیت نہ دیجائے؟

اسلامی اور مسیحی فرقے اور جداگانہ نیابت

اسی سلسلہ میں مولینا نے اسلامی اور مسیحی فرقوں کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اور بتایا ہے کہ مسلمانوں میں سنی شیعہ۔ وہابی اور احمدی فرقے موجود ہیں جن میں باہم جنگ و جدل بھی رہتا ہے تاہم وہ سب کے سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ اور تمام سیاسی مقاصد میں ایک ہی قوم کی حیثیت سے ان سے سلوک ہوتا ہے۔ یہی حال عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کا ہے۔ اور ان تمام اسلامی اور مسیحی فرقوں میں سے کسی پر بھی علیحدہ اقلیت کی تعریف صادق نہیں آتی۔ خواہ ان کے اندرونی اختلافات کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں۔ تعجب ہے کہ سکھ جو ہندو مذہب کا ایک جزو لاینفک ہیں علیحدہ اقلیت کا مطالبہ کر کے دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں۔ یہ تمام گورکھ دھندا حال ہی کی ایجاد ہے جس کا خیال کانسٹی ٹیوشنل طرز حکومت کی تجویز کو دیکھکر پیدا ہوا ہے۔ اس میں ایک چال اگی ہے جس سے کونسل میں مسلمانوں کے بالمقابل ہندو نیابت کو طاقتور بنانا مقصود ہے۔

گورو گوبند سنگھ کا کام

مولینا یعقوب خاں صاحب نے اسی سلسلہ میں سکھوں کی اس تاریخ سے جو گورو گوبند سنگھ کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے یہ ثابت کیا ہے کہ گورو نانک کی طرح گورو گوبند سنگھ نے سکھوں کو صرف ایک مذہبی اور اصلاحی فرقہ ہی کی حیثیت نہیں دی بلکہ ایک فوجی رنگ ان پر چڑھا دیا۔ اور ان کے ذریعہ سے اس وقت کی اسلامی حکومت کو تباہ کر کے اس کی جگہ ہندو راج قائم کرنا چاہا۔

گورو گوبند سنگھ اور سیواجی

اس خیال کی تائید میں انہوں نے ڈاکٹر نارنگ کے چند اور فقرات نقل کئے ہیں جن میں گورو گوبند سنگھ کو سیواجی سے شباہت دی گئی اور یہ بتایا گیا ہے کہ

"گورو گوبند سنگھ نے یہ مقصد اپنے سامنے رکھا ہوا تھا کہ ہندو قوم کی مُردہ ہڈیوں میں ایک نئی رُوح پھونکی جائے۔ یہ کوشش کیجائے کہ وہ اپنے پُرانے اختلافات کو بھول جائیں۔ اور اس ظلم و ستم کے خلاف جس کا وہ شکار بنے ہوئے تھے ایک متحدہ محاذ پیدا کریں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ وہ ایک مرتبہ پھر انہیں ایک زندہ قوم بنانا اور ان کی کھوئی ہوئی آزادی واپس دلانا چاہتے تھے"۔

ان فقرات اور بالخصوص سیواجی کی مشابہت سے مولینا نے جائز طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ کو ہندو قوم اپنے زمانہ کا قوم پرست بالفاظ دیگر گاندھی قرار دیتی ہے۔ جس کا مقصد اُس وقت کی اسلامی حکومت سے جو ہندوؤں کے نزدیک بدیشی حکومت تھی آزادی حاصل کرنا تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گاندھی عدم تشدد سے کام لینا ضروری سمجھتا ہے لیکن گورو گوبند سنگھ نے متشددانہ طریقوں سے کام لیا۔

سکھ ذہنیت ہندو راج کے حق میں

اس کے ساتھ ہی مولینا نے یہ بھی بتایا ہے کہ سکھ قوم کا موجودہ طور و طریق سب گورو گوبند سنگھ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے موجودہ فوجی ذہنیت وہیں سے ان کو ورثہ میں ملی ہے۔ گورو گوبند سنگھ خود ایک جنگجو آدمی تھے۔ اس لئے ایک جنگجو قوم انہوں نے پیدا کی۔ ایک قلیل عرصہ میں امن لیشد سکھوں کو انہوں نے "سنگھ" (شیر) بنا دیا حالانکہ یہ لفظ اس سے پیشتر راجپوتوں کے لئے خاص سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اپنی قوم میں بہادری اور شجاعت پیدا کرنے کے لئے انہوں نے ہر سکھ کو یہ لفظ (یعنی سنگھ) اپنے نام کے ساتھ لگانے کا حکم دیدیا۔

ان تمام حالات و واقعات کو جمع کرنے کے بعد مولانا لکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے سکھوں کی پیدائش یہاں سے ہوئی ہے یہ خالصتہً ایک ہندو تحریک ہے۔ جو ابتداءً ہندوؤں میں مذہبی آزادی کا پہلو رکھتی تھی لیکن بعد میں سیاسی آزادی کا خیال بھی اس نے اپنے اندر لے لیا۔ یہ وہ تحریک ہے جو بدیشی راج کو تباہ کرنے اور اس کے بجائے ہندو راج قائم کرنے کیلئے کھڑی کی گئی۔ سکھوں اور ہندوؤں کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنا ایسا ہی ہے جیسے ہندوؤں اور کانگرسیوں کے درمیان امتیازی خط کھینچا جائے۔ گورو گوبند سنگھ کے زمانے کے سکھ کانگرسی تھے اگرچہ قومی آزادی کے حصول کے لئے انہوں نے جو طریقے اختیار کئے وہ کانگرس سے مختلف تھے۔

ہندوؤں کی سیاسی چال

انہیں ہندوؤں سے الگ جماعت قرار دینا ایک سیاسی چال ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ کانسٹی ٹیوشن میں انہیں خاص طور پر علیحدہ نیابت دلائی جائے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو جو پنجاب کی آبادی میں اکثریت کا درجہ رکھتے ہیں صُوبہ کی کونسل میں اپنے حقِ اکثریت سے محروم کر دیا جائے۔ سکھوں کے لئے علیحدہ نیابت تسلیم کرنا ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں میں وہابیوں اور احمدیوں کے لئے۔ اور عیسائیوں میں رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹوں کے لئے علیحدہ علیحدہ حقوق نیابت طلب کئے جائیں مسلمان پنجاب میں اکثریت کے درجہ پر ہیں۔ اور اس لحاظ سے اِس صُوبہ میں قدرتاً انہیں یہ حق حاصل ہے کہ کانسٹی ٹیوشنل حکومت میں اکثریت انہیں کی ہو بعینہٖ اسی طرح جیسا کہ ہندوؤں کو بہت سے دُوسرے صُوبوں کی حکومت میں اکثریت کا حق حاصل ہے۔ اور اس کے علاوہ مرکزی حکومت میں ایک غالب اکثریت کا حق انہیں ملے گا۔

پنجاب کی اسلامی اکثریت کو تباہ کرنے کی کوشش

افسوس ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کا اتنا تھوڑا سا حق بھی انہیں دیتے ہوئے دُکھ ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہر قسم کے ساز و سامان انہیں میسر ہیں، اِس لئے سکھوں کو ایک علیحدہ اقلیت کی حیثیت دیکر انہوں نے اس اسلامی حق پر زد مارنی چاہی ہے۔ تاکہ سکھوں کو چند زائد نشستیں مل جائیں اور اس طرح اسلامی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن ان کا یہ فعل دُنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے برابر ہے۔ کیونکہ جہاں تک مذہب اور تہذیب کا تعلق ہے یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں کہ سکھ ہندو مذہب کا ایک جزو لاینفک ہیں اور روایات کے اعتبار سے وہ ہندوؤں کا ایک قوم پرست حصہ ہیں۔

ہندو اور سکھ ہیرو

اس آخری نتیجہ کے بعد مولینا نے بعض اور مختلف پہلوؤں سے سکھوں کو ہندوؤں کا جزو ثابت کیا ہے۔ مثلاً ہندوؤں میں جن لوگوں کو قومی ہیرو مانا جاتا ہے اُنہی کو سکھ مانتے ہیں۔ سیواجی۔ گورو گوبند سنگھ، اور بندہ بہادر کی عزت و تکریم عام ہندو اور سکھ دونوں کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ تینوں اشخاص مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے۔ اور ان کی تباہی کے ہر وقت درپے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عام ہندوؤں اور سکھوں کا ان ہر سہ اشخاص کے بارہ میں اتحاد ہے۔

ناموں کا امتیاز

پھر جہاں تک ناموں کا تعلق ہے یہ بھی سکھوں کو ہندوؤں سے علیحدہ کرنے والی چیز نہیں۔ کیونکہ سنگھ کا لفظ راجپوتوں میں بھی پایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ گورو نانک سے بہت دیر بعد دسویں گورو گوبند سنگھ کے عہد میں بعض سیاسی مصلحتوں سے یہ لفظ سکھوں کے ناموں کے ساتھ لگایا گیا۔ اس کو مذہب یا سکھ قومیت سے کوئی تعلق نہیں۔ خود سکھوں ہی میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے ناموں کے ساتھ سنگھ نہیں بولا جاتا۔ خود گورو نانک کی اولاد میں آج تک "سنگھ" کا لفظ رائج نہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ لفظ صرف مردوں ہی کے نام کے ساتھ لگایا جاتا ہے سکھ عورتوں میں کوئی ایسا امتیازی لفظ نہیں اور نہ ان کے اور ہندو عورتوں کے ناموں میں کوئی امتیاز ہو سکتا ہے۔

شکل و صورت کا امتیاز

شکل و صورت کے اعتبار سے بھی سکھ ہندوؤں سے کوئی مختلف قوم نہیں۔ کیس۔ کچھ۔ کرپان۔ کڑا اور کنگھا کے امتیازی نشانات بھی دسویں گورو کی ایجاد ہیں۔ جو محض فوجی ضروریات کے لئے رائج کئے گئے تھے۔ اور آج بھی کئی ایسے سکھ موجود ہیں جو ان پانچوں نشانات سے آزاد ہیں۔ اور ہندوؤں سے ان کی تمیز کرنی مشکل ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ مونا سکھ کہلاتے ہیں اور کسی نے آج تک انہیں سکھ قوم سے خارج نہیں کیا۔ یہی حال سکھ عورتوں کا ہے ان میں اور ہندو عورتوں میں ناموں اور شکل و صورت کے اعتبار سے کسی قسم کا امتیاز نہیں۔

گائے پرستی اور سکھ

گائے کی پرستش ایک ایسی چیز ہے جس پر ہندوؤں کے تمام فرقوں کا اتحاد پایا جاتا ہے اور سکھ بھی اس سے علیحدہ نہیں۔ وہ ہندوؤں کی طرح گائے کی عزت و تکریم کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور اگر موقعہ ملے تو گاؤکشی کے معاوضہ میں مسلمانوں کی جان لینے سے بھی انہیں دریغ نہیں چنانچہ قادیان کے بوچڑخانہ پر سکھوں کا حملہ اور بقول ضلع راولپنڈی میں مسلم سکول ماسٹر کے گائے کا گوشت پکانے پر ہندوؤں کے ساتھ سکھوں کی شورش اس کی کھلی ہوئی نظائر ہیں۔

ہندو ذاتوں میں سکھوں کا اشتراک

ذات پات کے گورکھ دھندوں میں بھی سکھ ہندوؤں سے علیحدہ نہیں۔ ہندوؤں کی طرح برہمن۔ کھتری۔ ویش اور شودر وغیرہ ان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح کوئی اعلیٰ ذات کا سکھ کسی ادنیٰ قوم کے سکھ کے ساتھ میل جول نہیں کر سکتا۔ ایک ہندو شودر اگر سکھ ہو جائے تو وہ مذہبی یا راور اسی سکھ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اپنی ذات کے لحاظ سے ویسا ہی اچھوت سمجھا جاتا ہے جیسا کہ ہندو ہونے کی حالت میں تھا اور تو اور مردم شماری میں بھی سکھوں کی ہندو ذاتوں اروڑہ، سوڈھی، کھتری اور بیدی وغیرہ کا ذکر ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی انہیں ہندوؤں سے کوئی علیحدہ قوم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آریہ اور برہمو سماج ذاتوں کے امتیازات کو ترک کر چکے ہیں لیکن سکھ ان الجھنوں سے ابتک آزاد نہیں۔

ہندو اور سکھ طریق عبادت

یہ کہنا کہ سکھ مذہبی عبادات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل نہیں کیونکہ ان کے گوردوارے ہندوؤں کے دوسرے فرقے آریہ سماج۔ برہمو سماج دیو سماج وغیرہ بھی اپنے الگ الگ معابد ہونیکے باوجود سب ایک دوسرے کے مندروں میں بھی چلے جاتے ہیں۔ اگر نہیں تو اسلامی مساجد یا مسیحی گرجوں میں کبھی کوئی ہندو عبادت کے لئے نہیں گیا۔ جس سے ان کا اندرونی اتحاد ثابت ہوتا ہے۔ یہی حال سکھوں کا ہے۔ ہندو ان کے گوردواروں میں جاتے ہیں اور وہ ہندو مندروں میں۔ اور جہاں تک شرک و بت پرستی کا سوال ہے بقول ڈاکٹر مظفر توہار دربار صاحب امرتسر میں گرنتھ صاحب کی وہی عزت و تعظیم کی جاتی ہے جو ایک ہندو اپنے بت کی کرتا ہے۔ اور بے شمار سکھ ہندو تیرتھوں کی جاترہ کو ہر وقت جاتے آتے رہتے ہیں۔

سکھوں اور ہندوؤں میں مواکلت

ایسا ہی رشتوں اور ازدواجی تعلقات کا حال ہے۔ سکھ لڑکیوں کی شادی ہندو لڑکوں سے اور ہندو لڑکیوں کی شادی سکھ لڑکوں سے

آئے دن ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کو قطعاً بُرا نہیں منایا جاتا۔ بلکہ سکھوں اور ہندوؤں کے باہمی تعلقات اس قدر گہرے ہیں کہ بسا اوقات ایک ہی خاندان میں باپ اگر ہندو ہے تو بیٹا سکھ ہے اور بیٹا اگر ہندو ہے تو باپ کے سکھ ہونے میں کوئی ہرج نہیں سمجھا جاتا۔ کوئی رومن کیتھولک بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا بیٹا پراٹسٹنٹ ہو۔ لیکن ہندوؤں اور سکھوں میں اس کو بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اگر کوئی بیٹا اپنے نام کے ساتھ "سنگھ" کا لفظ لگالے تو باپ کو اس پر فخر ہوتا ہے۔ کیونکہ سکھ ان کے نزدیک ہندوؤں کی ایک فوجی جماعت ہے۔ جس پر جس قدر فخر کیا جائے بجا ہے۔

مُردہ جلانے کی رسم

پھر مُردہ جلانے کی رسم ہندوؤں کی طرح سکھوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ ہندوؤں کی طرح وہ مرنے والے کو چارپائی سے اُتار کر زمین پر لِٹا دیتے ہیں۔ اس کے مرنے کے بعد ہندوؤں کی طرح اسکی ارتھی بناتے اور مُردہ جلانے کی جگہ پر لیجاتے ہیں۔ جلانے کی تمام رسوم کو اسی طرح ادا کرتے ہیں اور پھر اسکی راکھ کو جمع کر کے ویسے ہی اسے بہاتے ہیں جیسے ہندوؤں کا طریق عمل ہے۔ پھر ہندوؤں کی طرح شرادھ کی رسم بھی ان میں رائج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہلو میں وہ ہندوؤں سے علیحدہ حیثیت نہیں رکھتے۔

ہندو اور سکھ تہوار

کوئی ہندو یا سکھ مُسلمانوں یا عیسائیوں کے تہواروں میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان دونوں کو وہ اپنے سے علیحدہ قومیں سمجھتے ہیں لیکن ہندوؤں اور سکھوں کے قومی تہوار مشترک ہیں۔ ہولی۔ دیوالی۔ دسہرہ اور بیساکھی کے موقعہ پر ہندو اور سکھ یکساں طور پر شامل ہوتے ہیں۔ اور کوئی امتیاز ان میں روا نہیں رکھا جاتا۔

ہندو مُسلم فساد میں سکھوں کی شمولیّت

پھر ان تمام ظاہری امتیازات کے باوجود جن کی بنا پر آج سکھ اپنے آپ کو ہندوؤں سے علیحدہ قرار دے رہے ہیں اور جن پر تفصیل کے ساتھ اوپر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں کہیں ہندو مُسلم فسادات ہوتے ہیں وہاں سکھ ہندوؤں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ۱۹۲۷ء میں لاہور کی حویلی کابلی مل میں سکھوں نے چند مُسلمانوں کو کرپانوں سے شہید کیا۔ جس پر فساد برپا ہوگیا۔ اور تمام ہندو اس فساد میں مُسلمانوں کے خلاف اور سکھوں کے ساتھ تھے۔ یہی حال کلکتہ۔ ڈھاکہ۔ بمبئی اور دیگر تمام مقامات پر دیکھا گیا ہے۔ جس سے یہ حقیقت صاف طور پر عیاں ہے کہ ہندو اور سکھ ایک ہی قوم کے اجزا ہیں۔ اور انہیں ایک دوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔

کونسلوں میں ہندوؤں کی حمایت

اور تو اور کونسلوں میں جا کر دیکھو جہاں کوئی ایسا معاملہ سامنے آتا ہے جس میں ہندو مسلم مفاد کا تصادم ہو سکتا ہو وہاں سکھ کیا طریق اختیار کرتے ہیں۔ کیا وہ ہندوؤں سے علیحدہ اور غیر جانبدار رہتے ہیں؟ نہیں بلکہ ایسے تمام موقعوں پر بلا استثناء وہ مُسلمانوں کی مخالفت کرتے اور ہندوؤں کا ساتھ دیتے ہیں۔

کیا ان صاف اور کُھلے ہوئے واقعات کے باوجود یہ کہنا جائز ہے کہ سکھ ہندوؤں سے علیحدہ قوم ہیں اور آئندہ کانسٹی ٹیوشنل حکومت میں انہیں علیحدہ اقلیّت یا جُداگانہ نیابت کا حق ملنا چاہیئے؟

خانقاہ

از مولینا جوش ملیح آبادی

الاماں، خانقاہ کی دُنیا — معصیت کی، گناہ کی دُنیا
دوڑتا ہے یہاں ٹھہر کے سمند — یاں توکّل ہے حرص کا پابند
یاں قناعت سے عارفانِ خدا — کام لیتے ہیں سکّہ سازی کا
ہر ادا میں ہے تاجرانہ کمال — ہر بُنِ مُو ہے ایک دستِ سوال
یاں خودی کا لقب ہے یادِ خدا — ترکِ دُنیا کے بھیس میں دُنیا
دل سے ہے بند رسم و راہ یہاں — صرف جیبوں پہ ہے نگاہ یہاں
جمع کرتے ہیں یاں زر و گوہر — جاہلوں کو اجل سے دھمکا کر
ہات آتا ہے روز گنجِ خطیر — ذکرِ دوزخ ہے اس جگہ جاگیر
یہیں اہلِ صلوٰۃ و اہلِ وضو — چُوس لیتے ہیں احمقوں کا لہو
یاں بہت سے کمال آتے ہیں — نذریں ملتی ہیں حال آتے ہیں
نغمہ چاندی میں ہاتھ دھوتا ہے — ڈھول کی گت پہ رقص ہوتا ہے

یاں زر و مال دینے آتے ہیں — لوگ اولاد لینے آتے ہیں
از پئے حرص و آزِ نامسعود — سر بزانو ہیں یاں رکوع و سجود
ہر حکایت ہے یاں زر و گوہر — خُلد ملتی ہے یاں کرائے پر
سبحۂ گُرسنہ کا ہر دانہ — کہہ رہا ہے غذا کا افسانہ
یاں دُعاؤں کی فیس ملتی ہے — زر ملے تو زبان ہلتی ہے
ہے یہاں کُفر خیز و شرک پناہ — نعرۂ لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یاں کے ذرّے نہیں نگینے ہیں — یاں مقابر نہیں دفینے ہیں
جامۂ فقر ہو چکا ہے رکیک — مانگتی ہیں یہاں عبائیں بھیک
صُورتیں غرقِ خودنمائی ہیں — داڑھیاں کاسۂ گدائی ہیں

کون بہتر ہے ایزدِ باری
ان کا تقویٰ کہ میری مے خواری

کب تک؟

از مولینا جوش ملیح آبادی

رہے گی اہلِ جفا پر تری عطا کب تک؟ — بنے رہیں گے الٰہی! یہ بُتِ خدا کب تک؟
لئے رہے گا دکھانے کو مُنہ میں گلدستہ — زبوں شعار حکومت کا اژدہا کب تک؟
کمندِ فکر میں اُلجھا کے ہنسنے والوں کو — زُبانِ خلق کہے گی گرہ کشا کب تک؟
کسے خبر کہ یہ پیرانِ دامن آلودہ — بنے رہیں گے جوانانِ پارسا کب تک؟

کوئی بتاؤ کہ قبضے میں بادِ صرصر کے
رہے گا مرتبۂ منصبِ صبا کب تک؟

(غیر مطبوعہ)

کلامِ آزاد

از جناب حکیم آزاد صاحب انصاری

معلوم نہیں کس کا جلوا نظر آتا ہے
پنہاں نظر آتا ہے پیدا نظر آتا ہے

ہر جلوۂ ناپیدا پیدا نظر آتا ہے
قربانِ نگاہِ دل، کیا کیا نظر آتا ہے

ہر سمت ترا حُسنِ یکتا نظر آتا ہے
عالم ترے جلووں کی دُنیا نظر آتا ہے

گو آنکھ نہیں لیکن اتنا نظر آتا ہے
اِک جلوہ ہے جو ہر سُو بکھرا نظر آتا ہے

پھر ضبطِ غمِ پنہاں امکان سے خارج ہے
پھر رازِ نہاں حالِ افشا نظر آتا ہے

ممکن ہو تو اب دل کو کچھ دادِ محبت دے
دل دادِ محبت کا بھوکا نظر آتا ہے

اے دیدۂ باطن اب تو ہی مجھے کچھ دکھلا
یہ دیدۂ ظاہر تو اندھا نظر آتا ہے

باطن کی نہ کچھ پوچھو، باطن کی خدا جانے
ظاہر میں تو پردہ ہی پردا نظر آتا ہے

جس نے تجھے دیکھا ہو، وہ دیکھے تو کیا دیکھے
جب تو نظر آجائے، پھر کیا نظر آتا ہے

شاید کہ وہ جانِ جاں تجکو بھی نظر آجائے
یوں دل میں نظر دوڑا گویا نظر آتا ہے

کیا غم جو مری حسرت بر آئی نہ بر آئے
خوش ہوں کہ ترا چاہا ہوتا نظر آتا ہے

اے اہلِ نظر ہشیار، اے اہلِ بصر ہشیار
جو کچھ نظر آتا ہے، دھوکا نظر آتا ہے

پابندِ غمِ مذہب، پابندِ محبت بن
پابندیٔ مذہب میں جھگڑا نظر آتا ہے

اِنسان کی بدبختی اندازے سے باہر ہے
کم بخت خدا ہو کر بندا نظر آتا ہے

آزاد تری آنکھیں آنکھیں ہی نہیں ورنہ
آنکھیں ہوں تو دریا بھی قطرہ نظر آتا ہے

(غیر مطبوعہ)

ریویو

گیارہ سُورہ شریف - چھوٹے سائز پر چھ رنگوں سے نہایت دبیز کاغذ پر عکسی بلاکوں کے ذریعہ خاص اہتمام سے یہ گیارہ سُورہ شریف طبع ہُوا ہے۔ منشی محمد احسان صاحب مالک پیکو آرٹ پریس لاہور نے قرآن شریف کو صحت اور شان سے طبع کرنے کا جو عزم کیا ہے یہ گیارہ سُورہ اُس کا نمونہ ہے۔ کتابت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ کوئی لفظ ایک دوسرے سے ملا ہُوا نہیں۔ تمام حرکات متعلقہ حروف کے قریب ہیں۔ تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے مجلد درجہ اول ہدیہ ایک روپیہ

پارۂ اوّل - قرآن کریم کا پہلا پارہ اسی طرح مندرجہ بالا خوبیوں سے چھاپا گیا ہے۔ ہدیہ مجلد فی پارہ ۶/ بلا جلد ۴/

ملنے کا پتہ:- مینجر صُوفی پنڈی بہاؤالدین یا پیکو آرٹ پریس بیرون موچی دروازہ لاہور

رُوحِ ظرافت - مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی کے نام نامی سے صُوفی کے مطالعہ کرنیوالے اچھی طرح واقف ہیں۔ آپکا ادبی اور صُوفیانہ شاہکار "تصوف کی آڑ میں" ناظرین صوفی نے بیحد پسند کیا ہے۔ اِس لئے آج سے مرزا صاحب کو متعارف کرنیکی ضرورت نہیں۔ "رُوحِ ظرافت" مرزا صاحب کے آٹھ مذاقیہ قصوں کا مجموعہ ہے۔ جس کا مقدمہ ہمارے مکرم دوست مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب اسسٹنٹ ہوم سکرٹری حیدرآباد دکن نے لکھا ہے۔ کتاب کو جوں جوں پڑھتے جاویں مُسرت و انبساط کی ایک لہر دل سے اُٹھتی اور طبیعت کو فرحت بخشتی ہے۔ کوئی قصہ شروع کر دو ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ قصے نہایت نتیجہ خیز اور معاشرتی خامیوں کی اصلاح کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اِس لئے ہم ناظرین صوفی سے سفارش کرتے ہیں کہ ڈیڑھ روپیہ میں قریباً تین سو صفحہ کی کتاب منگا کر نہایت پُر لطف اور سنجیدہ ظرافت کا لطف اُٹھائیں۔

ملنے کا پتہ:- ساقی بک ڈپو دھلی

کلامِ امجد

از جناب امجد حیدر آبادی

(۱)

کیوں ہے یہ انقلاب معلوم نہیں کیوں گرم ہے آفتاب معلوم نہیں
جی بھر کے سوال کر لو جتنے چاہو سب کا ہے یہی جواب معلوم نہیں

(۲)

جو کچھ بھی ہوا ہوا، خدا کی مرضی تقدیر سے کیا گلہ خدا کی مرضی
امجد ہر بات میں کہاں تک کیوں کیوں ہر بات کی ہے انتہا خدا کی مرضی

(غیر مطبوعہ)

کون لے گیا؟

از مولینا جوش ملیح آبادی

اے یارِ دلنشیں، وہ ادا کون لے گیا تیرے نگیں سے نقشِ وفا کون لے گیا
تھا لطف پہلے قہر میں، اب صرف قہر ہے ظلمت سے موجِ آبِ بقا کون لے گیا
یکبار کیوں لبوں پہ خموشی سی چھا گئی اُس سازِ دلنشیں کی صدا کون لے گیا
آنکھوں سے کس نے لوحِ مروّت کی چھین لی سینے سے ذوقِ لطف و عطا کون لے گیا
حل کر دیا تھا جس نے معمّا شباب کا تجھ سے وہ فکرِ عقدہ کشا کون لے گیا
تھیں جس کی رو سے خونِ تمنّا میں سُرخیاں آنکھوں سے چھین کر وہ ادا کون لے گیا
راتوں کو مانگتا تھا دُعا میری دید کی وہ منّتیں، وہ ذوقِ دُعا کون لے گیا
اے شاہِ بندہ پرور و سُلطانِ نرم دل دل سے ترے خیالِ گدا کون لے گیا
پہلی سی وہ کلام میں نرمی نہیں رہی گفتار سے مزاجِ صبا کون لے گیا
اب میرے واسطے ہیں نہ آنسو نہ آہِ سرد اس گلستاں کی آب و ہوا کون لے گیا

پرتو سے جس کے جوش کا شانہ تھا بوستاں
وہ ناز مجھ سے زلفِ رسا کون لے گیا

(غیر مطبوعہ)

محاصرہ پیرس — گذشتہ جنگ میں پیرس کا زبردست محاصرہ اہل فرانس کی مدافعت۔ اتحادیوں کے جوڑ توڑ۔ جدید آلات سائنس کے حیرت انگیز کرشمے عشق کی صادق فتح۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی چھ آنے (۶ر)

سراب فیشن — جس میں مغربی تہذیب کی ایک فدائی خاتون کا عبرتناک انجام اکل حلال کی فضیلت۔ تجارت کا موازنہ تقلید اغیار کا عبرتناک نتیجہ۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

نازنین مراکش — ایک تاریخی اور قابل دید ناول اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

حمائل شریف مترجم — معہ ترجمہ و تفسیر حجم ۹۲۷ صفحات ترجمہ نہایت عمدہ بامحاورہ کاغذ گلابی جلد چرمی اصلی ہدیہ للعہ ر رعایتی عہ

نقش فرنگ — دیار فرنگ کی سیاحت اور مدبرین مغربی کے ساتھ تبادلہ خیالات۔ چند دلکش اشتہارات اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۳

ذکر محبوب — حضرت سرور کائنات صلعم کی حالات اصلی قیمت عہ ر رعایتی ۱۳ر

اسرار اسلام — از حضرت مولینا ابوالکلام آزاد اصلی قیمت ۵ر رعایتی ۴ر

سفرنامہ حجاز و مصر — اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۶ر

نقشہ افغانستان — معہ حالات و جغرافیہ قیمت مجلد ۸ر رعایتی ۵ر

جہلم ساتھی — بابا گورو ناتھ جی یوگی مہاراج کی سوانح زندگی باتصویر مرتبہ بابو محمد یوسف صاحب۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۵ر

صحیفہ زرین — مرتبہ مرزا احمد سعید صاحب اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

دریائے لطافت — جس میں اردو شاعری صرف و نحو منطق عروض و قافیہ معانی و بیان کی پوری تفصیل ہے قیمت مجلد عہ رعایتی عہ

نکات الشعراء — یعنی تذکرہ شعرائے اردو مؤلفہ میر تقی صاحب میر اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی عہ

تذکرہ شعرائے اردو — مؤلفہ میر حسن صاحب دہلوی مؤلف مثنوی بدر منیر اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی عہ

فلسفہ جذبات — نفسیات کے شعبہ جذبات پر اردو زبان میں پہلی کتاب مصنفہ مولینا عبدالماجد صاحب بی۔اے اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی عہ

سرگذشت حیات — زندگی یا حیات کی آپ بیتی قیمت مجلد عہ رعایتی عہ

لغت اصطلاحات علمیہ — کئی سال کی مسلسل محنت اور مختلف ماہرین فن و ماہرین لسان کی کاوش و کوشش کا نتیجہ ہے مصنفین مترجمین اور معلمین کے لئے ناگزیر ہے اصلی قیمت مجلد ئے رعایتی صہ ر

فلسفہ تعلیم — اصلی قیمت مجلد ہے رعایتی ۔۔ عہ

جاپان اور اس کا تعلیمی نظم و نسق — اصلی قیمت ہے رعایتی ۔۔ عہ

بجلی کے کرشمے — اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۔۔ عہ

محاسن کلام غالب — اصلی قیمت ۔۔ عہ رعایتی عہ

القول الاظہر — اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر

(محصولڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

عربی انگریزی گرامر — عربی انگریزی قواعد صرف و نحو پر بہترین کتاب ہے یونیورسٹی کی منظور شدہ ہے قیمت حصہ اول عہ ر رعایتی ۱۵ر حصہ دوم عہ ر رعایتی عہ

شرح دیوان حافظ — لفظی ترجمہ نکات حل و شرح قیمت حصہ اول عہ رعایتی عہ ر حصہ دوم عہ رعایتی عہ

اسباق النحو — مؤلفہ مولوی حمید الدین صاحب پرنسپل دارالعلوم حیدرآباد دکن اصلی قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر رعایتی ۹ر

بیان خسرو — حالات حضرت امیر خسرو از شمس العلماء مولینا شبلی اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی ۷ر

فتاہ غسان — علامہ جرجی زیدان کے ناول کا اردو ترجمہ اصلی قیمت ہے رعایتی عہ

انشاء نسواں — معروف بہ عزیز سہیلی بیگماتی زبان اور زنانہ لب و لہجہ میں۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

قانون وقف علی الاولاد — مؤلفہ شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر چیف کورٹ اصلی قیمت عہ رعایتی تیرہ آنے (۱۳ر)

عامل کامل — ہر قسم کے تعویذ، عملیات۔ تسخیر مجرب عمل خواب نامہ مسمریزم۔ تسخیر ہمزاد اور فالنامہ کے متعلق قابل اعتماد کتاب ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

فن قبالہ کا رسالہ — مڈوائفری یا دایہ گری کے متعلق نہایت اچھی کتاب ہے اصلی قیمت ۸ر رعایتی چھ آنے

صحیفۂ جسمانی — اصل رسالہ امام علی رضا نے خلیفہ ہارون الرشید کے لئے لکھا تھا۔ یہ کتاب اس کا ترجمہ ہے اصلی قیمت ۱ر رعایتی ۔ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین ۔ پنجاب

مرد عورت اس کتاب میں میاں بیوی کی زندگی کا سچا عیش چھپا ہوا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ خاطر خواہ پورا کر سکیں گے۔ آخر عمر تک زوجین تندرست رہیں گے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی تیرہ آنے (۱۳ر)

زن و شوہر یہ طلسمی کتاب نئے شادی شدہ اور پرانے شادی شدہ لذتوں سے محروم انسانوں کی زندگی کو راحتوں سے لبریز کر دے گی۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۳ر

میاں بیوی کے خطوط یہ کتاب اُن مؤثر خطوط کے لکھنے کی تعلیم دیتی ہے جو میاں بیوی کی سچی محبت کا ایک فوٹو ہوں اصلی قیمت ۸ر رعایتی چھ آنے

عیش و نشاط اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کیلئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونیکے بعد عیش۔ لطف۔ کیف۔ تندرستی۔ تندرست اولاد۔ خوبصورت اولاد۔ لائق اولاد۔ عورت کی محبت اور شادی کی لذتیں چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کیجا سکتی ہیں۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

سعید بیت ایک بازاری حسینہ کی زُلف کے اسیر کی درد بھری داستان۔ بیحد دلچسپ ناول ہے۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

سعادت خوبصورت طوائف کی شرمناک زندگی اُسکی وہ شرمناک حرکتیں جو حیوانوں سے بھی بدتر ہیں دلچسپ ناول ہے۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

سزائے عیش عیاشی کیا ہے اور کس طرح کیجاتی ہے اسکے کیا نقائص ہیں اس بلا میں لوگ کیوں گرفتار ہوتے ہیں اور اس علت میں گرفتار ہونیکے بعد لوگوں کا نکلنا کیوں دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس ناول میں موجود ہے اصلی قیمت ۱۰ر رعایتی آٹھ آنے (۸ر)

انجام عیش پاکبازوں اور عیاشوں کی زندگی۔ دونوں میں کیا لذتیں ہیں ان میں کونسی زندگی بہتر ہے۔ لوگ عیاشی کیطرف کیوں راغب ہیں۔ اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک مصیبت زدہ طوائف کے شکار خوبصورت نوجوان کی زندگی بیان کی گئی ہے عبرتناک اور درد انگیز ناول ہے۔ اصلی قیمت ۱۱ر رعایتی نو آنے (۹ر)

شاہد رعنا ایک ماہ پارہ طوائف کی خود نوشت سوانح عمری اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

اخبار نویسوں کے حالات اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

فن گھڑی سازی جس میں ہر قسم کی گھڑیوں کے بنانیکے اصول اور مرمت کرنے کے قواعد بتفصیل معہ تصاویر درج ہیں اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

رسالہ جنین اُردو یعنی زچہ و بچہ کی حفاظت کی تدبیریں اور دائیوں کیلئے ہدایات۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

کیمیائے عناصری یعنی قرابادین قادری نولکشوری ترجمہ اُردو نہایت مفید اور پُر مغز کتاب قیمت عہ رعایتی عہ

مرکبات حیوانی ہر قسم کے کشتے۔ معجونیں اور مرکبات تیار کرانے کی آسان ترکیبیں۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

تریاق مجلوق و مفلوج ہر طرح کے طلاء کے بہترین نسخے اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

قومی زندگی ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب ایم۔ اے کا ایک لکچر اصلی قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

کلید خزائن قرآنی بیلا جواب کتاب سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان مرحوم کے حکم سے بصرف کثیر تیار ہو کر قسطنطنیہ میں پہلی مرتبہ چھپی تھی دوسری بار ہندوستان میں طبع ہوئی ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایک لفظ بھی اگر آپ کو یاد ہو تو پوری آیت فوراً معلوم ہو سکتی ہے اصلی قیمت ۶ روپے رعایتی ۵ پانچ روپے

مذاق العارفین مکمل چار جلد عربی میں تصوف پر سب سے بہتر کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء العلوم ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں اس کا ترجمہ ہے۔ کتاب کا وزن قریباً ۵ سیر ہے قیمت مکمل کتاب چار جلد ۱۶ روپے رعایتی ۵ روپے

قرآن آسان تفسیر یہ عربی زبان کا قرآن بھی ہے اردو ترجمہ بھی ہے اور مکمل تفسیر بھی ہے۔ یہ وہ اُردو تفسیر ہے جسے نہایت ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے تاکہ ہر مرد۔ ہر عورت اور ہر بچہ پورا پورا فائدہ اُٹھا سکے۔ یہ تفسیر اردو زبان کی سب سے مستند اور سب سے آسان تفسیر شمار ہو رہی ہے جسے مسلمانوں کے تمام طبقوں میں یکساں مقبولیت حاصل ہے۔ اصلی قیمت پارہ اول ۸ر رعایتی ۶ر پارہ دوم ۸ر رعایتی ۶ر پارہ سوم ۸ر رعایتی ۶ر پارہ چہارم ۸ر رعایتی ۶ر پارہ پنجم ۸ر رعایتی ۶ر پارہ ششم ۸ر رعایتی ۶ر

عقائد اسلام اردو اگر آپ اپنے عقائد و اعمال کو سنت نبوی کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو کتاب "عقائد الاسلام" کا مطالعہ فرمائیے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی عہ

بازار حسن قیمت حصہ اول عہ رعایتی ۱۲ر قیمت حصہ دوم عہ عہ

شیخ حسن اصلی قیمت بارہ آنے (۱۲ر) رعایتی نو آنے (۹ر)

رفیق عروس اصلی قیمت بارہ آنے رعایتی نو آنے (۹ر)

ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب**

قرآن کے سبق اس میں بچوں کیلئے کلام مجید سے نہایت کارآمد اور مفید سبق جمع کئے ہیں زبان نہایت شستہ، انداز تحریر دلچسپ۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

قرآن کی کہانیاں اس میں کلام الٰہی سے نہایت دلچسپ نتیجہ خیز اور مفید کہانیاں بچوں کے لئے جمع کی گئی ہیں، بچے بڑے شوق سے ان کو پڑھتے ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی حدیثیں اس میں بچوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح کرنیوالی حدیثیں نہایت صاف اور شستہ اور آسان زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی گلستان اس میں گلستان سعدی کا اردو ترجمہ ہے بچوں کیلئے یہ نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی بوستان اس میں بوستان کی کہانیوں کا اردو ترجمہ نہایت آسان اور شستہ زبان میں بچوں کے لئے کیا گیا ہے۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کے اخلاقی سبق اس کتاب میں ایسے سبق لکھے گئے ہیں جن کے مطالعہ کے بعد بچوں کی اخلاقی حالت کی خود بخود اصلاح ہو جاتی ہے۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی تعلیم و تربیت اس کتاب میں بچوں کے لئے چھوٹے چھوٹے نہایت دلچسپ سبق لکھے گئے ہیں تاکہ بچے سچائی اور نیکی کی طرف رغبت حاصل کریں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کا مکتب اس کتاب میں بچوں میں تعلیمی شوق پیدا کرنے والے سبق درج ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی خطوط نویسی اس کتاب میں ننھے اور کمسن بچوں کو خطوط نویسی کے آسان اور سہل طریقے سمجھائے گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی تندرستی کی تعلیم اس کتاب میں بچوں کو حفظان صحت تندرستی اور کھیل کود کے طریقے بتائے ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کے تاریخی قصے اس کتاب میں تاریخ سے بچوں کیلئے مفید کارآمد اور نتیجہ خیز افسانے منتخب کئے گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی اخلاقی کہانیاں اس کتاب میں بچوں کیلئے نہایت ہی دلچسپ ایسی کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے بچوں کی اخلاقی حالت درست ہو جاتی ہے۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی علمی کہانیاں بچوں میں علمی ذوق پیدا کرنیوالی کہانیاں اس کتاب میں درج کیگئی ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

پیمبروں کی کہانیاں اس میں بچوں کیلئے نہایت دلچسپ طریقہ پر کہانیوں کی صورت میں پیمبروں کے حالات درج ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

اولیاء اللہ کی کہانیاں اس میں اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے حالات کہانیوں کی صورت میں بچوں کیلئے لکھے گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی دلچسپ کہانیاں اس میں نہایت مزیدار اور نہایت شوخ کہانیاں بچوں کیلئے لکھی گئی ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

نئی نئی کہانیاں اس کتاب میں نہایت مزیدار بچوں کو تڑپا دینے والی نئی نئی کہانیاں درج کیگئی ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

پریوں کی کہانیاں اس میں بچوں کے مذاق کے مطابق پریوں کی کہانیاں نہایت دلچسپ پیرایہ میں درج کیگئی ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی نظمیں اس کتاب میں نہایت دلچسپ مفید اور نتیجہ خیز نظمیں بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بچوں کی معلومات اس کتاب میں بچوں کی عام معلومات کو بڑھانیوالے نہایت کارآمد اور مفید مضامین لکھے گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

بےنظیر خوشخط معرّا جیبی حمائل شریف

کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد یہ حمائل شریف تیار ہوئی ہے باوجودیکہ سائز چھوٹا ہے لیکن حروف موتیوں کی طرح خوشنما خط بہت جلی اور صاف ہے۔ اصلی قیمت عہ؍ رعایتی بارہ آنے (۱۲؍)

ہشت بہشت یعنی سوانحعمری خواجگان چشت اہل بہشت جس میں سلسلہ اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ اصلی قیمت عہ؍ رعایتی عہ؍

اُم القریٰ جس میں نہایت محققانہ اور عالمانہ طریق پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اُمم سابقہ کا مسکن اوّل ارض مقدس حجاز ہے اور مکہ معظمہ اُم القریٰ ہے۔ اصلی قیمت ۸؍ رعایتی ۴؍

کلید مراد اس کتاب میں دعائیں مانگنے اور مراد حاصل کرنیکے طریقے کلام مجید اور احادیث سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۸؍ رعایتی ۶؍

برگزیدہ نبیؐ کے برگزیدہ خصائل اس کتاب میں آپکی زندگی مبارک کے حالات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ اصلی قیمت ۱۲؍ رعایتی ۸؍

جوہر عصمت کامل جس میں چند دلچسپ اور سبق آموز مختصر افسانے معہ اضافہ جدید درج ہیں۔ از علامہ راشد الخیری دہلوی۔ اصلی قیمت عہ؍ رعایتی عہ؍

اندلس کی شہزادی از علامہ راشد الخیری دہلوی۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

القضاء فی الاسلام جس میں طریقہ شہادت اور فصل مقدمات کے اسلامی اصول اور قوانین کی تشریح کیگئی ہے۔ اصلی قیمت عہ؍ رعایتی ۱۲؍

جوہر عصمت دو دلچسپ قصے معہ خاتمہ بالخیر از علامہ راشد الخیری دہلوی۔ اصلی قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

ملنے کا پتہ — **منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب**

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
کلید دانش	۰۳ر	۳ر	نعت سلطان عرب حصہ اول و دوم	۸ر	۷ر	مناقب سلطانی	للعہ	سے ۲الہ
مصباح العاشقین	۳ر	۰۲ر	اسرار التجلی	۰۱ر	۱ر	سلک سلوک	عہ	۱۴ر
مولود محمود	۸ر	۷ر	مکتوبات حضرت امام غزالیؒ	۱۲ر	۱۱ر	خلاصۃ العارفین	۴ر	۰۳ر
رسالہ کشف المحجوب	۲ر	۱ر	اسمائے الحسنٰے	۱۲ر	۱۱ر	دیوان باہوؒ	۳ر	۰۲ر
کتاب حکم رفاعیہ	۲ر	۱ر	لطائف خمسہ	عہ ۴ر	عہ ۲ر	قصیدہ بردہ	۳ر	۰۲ر
کتاب الاخلاق	۴ر	۰۳ر	رفیق السالکین	۶ر	۵ر	راحت القلوب	۶ر	۵ر
رموزات خمس الاسرار ..	۳ر	۰۲ر	کتاب الشفا	سے ۸ر	سے	زعفران زار	۲ر	۱ر
انیس الارواح	۴ر	۰۳ر	زہرۃ الابرار	للعہ ۸ر	للعہ	دوہڑے ہاشم شاہ	۳ر	۰۲ر
آداب الطالبین	۳ر	۰۲ر	چہل حدیث مترجم	عہ	۱۴ر	سراج العارفین	۴ر	۰۳ر
دیوان محمود	۲ر	۱ر	انیس الطالبین	عہ	۱۴ر	طہارت القلوب	عہ	عہ ۱۴ر
خواجہ عبید اللہ احرار ..	۲ر	۱ر	رموز نہانی	عہ ۸ر	عہ ۶ر	حضرات القدس مکمل	عہ	للعہ ۱۰
تحفۃ القادریہ	۸ر	۷ر	ہدایت الانسان	۸ر	۷ر	اربعین	۲ر	۱ر
محک الفقر الکلاں	عہ ۸ر	عہ ۴ر	توضیح العقاید	۱۲ر	۱۱ر	مفتاح العاشقین	۲ر	۱ر
جواہر القرآن	۸ر	۷ر	مفتاح الطائف	۴ر	۰۳ر	صلوٰۃ العارفین	۱ر	۰ر
نعت سلطان عرب ..	۸ر	۷ر	کتاب مخزن فیض	۶ر	۵ر	حسنات العارفین	۶ر	۵ر
سر العارفین	عہ	۱۴ر	طریقۃ الحقیقت	۳ر	۰۲ر	مکتوبات شریف حضرت خواجہ باقی باللہ	عہ	۱۴ر
امیر الکونین	۱۲ر	۱۱ر	تفریح الخاطر	۶ر	۵ر	جواہر علویہ	عہ ۱۲ر	عہ ۱۰ر
دیوان حضرت غوث اعظمؒ ..	۶ر	۰۵ر	چہل مکتوب	عہ	۱۴ر	مقاصد السالکین	عہ ۴ر	عہ ۲ر
تہذیب الاخلاق جلد سوم (سرسید)	عہ ۸ر	عہ ۷ر	اسرار الاولیا	۸ر	۷ر	مجموعہ رحیم یار	۱ر	۰ر
[illegible]	۲ر	۱ر	مکتوبات شریف غوثیہ ..	۲ر	۱ر	شمس العارفین	۱۲ر	۱۱ر
دلیل العارفین	۴ر	۰۳ر	فوائد السالکین	۰۲ر	۲ر	کنز الہدایت	۱۰ر	۹ر
اثبات تصور شیخ	۲ر	۱ر	القول المقبول	۶ر	۵ر	مبدو معاد	۶ر	۵ر
خیالات العشاق	۶ر	۵ر	اسرار قادری	۸ر	۷ر	شریعت اور طریقت ..	۲ر	۱ر
مکتوبات حضرت امیر کبیر	۶ر	۵ر	جواہر فریدی	۱۲ر	عہ ۱۰ر	فوائد الفوائد	عہ	۱۴ر
جامع الاسرار	۸ر	۷ر	کتاب الرحمۃ	۸ر	۷ر	فتح الربانی والفیض رحمانی	سے	عہ ۱۲ر
قرب دیدار	۶ر	۵ر	تحفۃ القلوب	عہ ۱۲ر	عہ ۱۰ر	قسطاس المستقیم	۶ر	۵ر
محبت الاسرار	۳ر	۰۲ر	مراد العاشقین	۶ر	۵ر	اربعین فی اصول والدین	عہ ۲ر	عہ
مجالسۃ النبی	۲ر	۱ر	ہدایت الطالبین	۳ر	۰۲ر	حضرت شاہ بلاول	۲ر	۱ر
کمل مجموعہ ابیات علی حیدر	۲ر	۱ر	راحت المحبین	۱۲ر	۱۱ر	سوانح عمری منصور بن حلاج ..	۲ر	۱ر

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
توفیق ہدایت	۱۰ر	۹ر	شرح مناجات نامی	۲ر	لےر	روضۃ الاصفیا	عہ ۴ر	عہر
ریاض السالکین	عہ ۴ر	عہ ۲ر	روضۃ القیومیہ مکمل	لیے ۶	صہ ۸ر	حدیقۃ الاولیا	عہر	۱۲ر
انتباہ المریدین	۲ر	لےر	سفینہ نعت حصہ سوم ..	۸ر	۷ر	دیوان حضرت شمس تبریزؒ	عہ ۲ر	عہر
اورنگ شاہی	۲ر	لےر	حیات زیب النسا	۶ر	۵ر	کلیات مومن	عہر	۱۲ر
مجموعہ ابیات سلطان باہوؒ	۲ر	لےر	خزینہ نعت حصہ اول ..	۴ر	۰۳ر	نصاب النسا	۸ر	۶ر
معارف الدنیا	۶ر	۵ر	مقامات احمدیہ	۱۲ر	۱۱ر	دیوان میرحسن	۶ر	۵ر
فضل القا	۴ر	۰۳ر	ترکیب بند	۰۲ر	۲ر	مولود شریف شہید	۴ر	۳ر
ملفوظات حضرت غلام نبی	۸ر	۷ر	مجموعہ وظائف چشت اہل بہشت	۸ر	۷ر	کلیات سودا	عہ ۸ر	عہ ۴ر
انیس المشتاقین	۸ر	۷ر	قانون معرفت	۴ر	۰۳ر	چہل حدیث مترجم	عہر	۱۴ر
مقصد الاقصےٰ	۳ر	۰۲ر	محمڈن ازم	۵ر	۰۴ر	مرغوب القلوب	۱۳ر	۱۰ر
کشف الاسرار	۲ر	لےر	حیات جاوید (سرسید کی لائف)	للعہ ر	لیے ۳ ۸ر	توزک اردو	۰۹ر	۷ر
تفسیر سورہ الرحمٰن	۲ر	لےر	علم الکلام	عہ ۸ر	عہ ۲ر	انشائے دلربا	۱ر	ےر
مشائخ نقشبندیہ	عہ ۱۲ر	عہ ۹ر	شعر العجم حصہ دوم	عا ۸ر	عار	تحفۃ الاخیار	عا ۸ر	عار
مونس جاں	۴ر	۰۳ر	〃 حصہ سوم	عا ۸ر	عار	اسرار الجفر	۸ر	۶ر
مرصاد العباد	عہ ۱۲ر	عہ ۱۰ر	〃 حصہ چہارم	عا ۸ر	عار	نافع الخلائق	عہ ۶ر	عہر
دیوان حضرت شاہ شرف الدینؒ	۶ر	۵ر	〃 حصہ پنجم	عا ۸ر	عہ ۱۲ر	دیوان عاشق	۰۲ر	۲ر
رموز تصوف	۲ر	۰۲ر	کلیات شبلی	عار	عہ ۸ر	علاج الغربا	۱۲ر	۱۰ر
عقل بیدار	عہر	۱۴ر	رسائل شبلی	عہ ۸ر	عہر	مثنوی تحفۃ العاشقین ..	۱۰ر	۸ر
معدن البرکات	عہ ۸ر	عہ ۶ر	اصغر صغرےٰ	عہ ۶ر	عہ ۲ر	مثنوی منتخبات مولوی رومؒ	عہ ۸ر	عہر
ارشادات فریدی	عہر	۱۴ر	سفرنامہ ہستی	عہ ۸ر	عہ ۲ر	شوراق الایمان	۱۲ر	۱۰ر
قانون عشق حصہ اول و دوم ..	۱۲ر	۱۱ر	مخدرات	عہ ۱۲ر	عہ ۴ر	فخر الواعظین کامل	لیے ۶	صہ ۸ر
فیض الکریم	۸ر	۷ر	خواجہ معین الدین چشتیؒ ..	۶ر	۵ر	مرقع کلیمی	۸ر	۶ر
فالودہ بہشتی	۴ر	۰۳ر	منصور موہنا	عہ ۸ر	۱۲ر	کشکول کلیمی	۵ر	۴ر
جواہر معصومیہ	۶ر	۵ر	جنید بغدادی	عہر	۱۲ر	یادگار داغ	عار	عہ ۸ر
سوانحعمری حضرت ابوبکر صدیقؓ	۸ر	۷ر	خواب نامہ فالنامہ	۴ر	۳ر	ظفر جلیل	عہ ۴ر	عہر
سبع الاسرار	۱۰ر	۹ر	دعا گنج العرش	۲ر	۰۱ر	مواہب رحمانی	صہر	للعہ
ہفت مکتوب	۲ر	لےر	تعلیم نامہ	۶ر	۵ر	ذخیرۃ الملوک	عہ ۴ر	عہر
مفتاح الطائف	۰۴ر	۴ر	تنبیہ الغافلین	۸ر	۶ر	وقائع فرید الدین چشتیؒ ..	۶ر	۵ر
قانون سلوک	۵ر	۰۴ر	بوستان مترجم	۱۲ر	۸ر	نغمہ ہزار	عہ ۴ر	ھہر

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
حکایات المحسنین	ہے ۱۲ر	ہے
دیوان ذوق	عگر	عہ ۸
غنچہ مراد	۲ر	۱۰ر
مجربات امام غزالیؒ	۸ر	۶ر
مجموعہ تصوف	۱۲ر	۹ر
ندائے غیب	۴ر	۳ر
خطبات الحنفیہ	عگر	عہ ۱۲
گلدستہ میراں شاہ	۲ر	۱۰ر
خزینۃ الاسرار	۸ر	۶ر
ذکر محبوب	عہ	۱۴ر
تفسیر حقانی جلد اول	عگر	عہ ۱۴
؍؍ ؍؍ جلد دوم	للعہ	ہے ۱۲
تعلیم غوثیہ	ہے	عگ ۱۴
فردوس آسیہ	عہ ۴	عہ
ہفت بہشت	عہ ۴	عہ
شرح وقایہ	للعہ	ہے ۸
دیوان حافظ مترجم	عگ ۱۲	عگ ۱۰
ہدایۃ الطالبین	۱۴ر	۱۲ر
شمائل ترمذی	عہ	۱۴ر
آسمانی کڑک	۷ر	۶ر
اسلام اور تعدد ازدواج	۱۲ر	۱۰ر
مرزائیوں سے بائیکاٹ	۳ر	۲ر
کتاب التقدیر	ہے ۱۲	ہے
کتاب علی المرتضیٰ	عہ ۱۰	عہ ۶
بشرنا القرآن	۵ر	۴ر
وجدانی نشتر	عہ	۱۴ر
حیات فرشتہ	۳ر	۲ر
داتا گنج بخشؒ	۱۰ر	۸ر
تاریخ حریت اسلام ..	ہے	عگ ۸

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
آفتاب رسالت	۱۲ر	۱۰ر
گلدستہ عطارؒ کامل ..	عہ	۱۲ر
انوار سہیلی	۱۴ر	۱۲ر
مولود شریف	۴ر	۳ر
وسیلہ شفاعت	عہ	۱۲ر
جام کوثر یا غنچہ نظم	۳ر	۲ر
محبوب الفقہ	۱۲ر	۱۱ر
قرۃ الواعظین	عگر	عہ ۱۲
کمالات حسینی	۸ر	۷ر
ترجمہ مطلع العلوم ..	للعہ	ہے ۸
شعلہ دل سوز	۲ر	۲ر
چراغ رسالت	عہ	۱۴ر
مقناطیس القلوب	۳ر	۲ر
دیوان ضامن	۴ر	۳ر
دارمی شریف	عگ ۸	عگر
محفل گیارھویں	۵ر	۴ر
انسان کامل حصہ اول دوم	ہے ۸	ہے
تحفۃ الابرار	۶ر	۵ر
جواہر خمسہ	عہ	۱۴ر
کشف المحجوب	عہ ۸	عہ ۴
لسان الغیب جلد دوم	عگر	عہ ۱۲
نصیحۃ المسلمین	۲ر	۱ر
حیات باقیہ	۱۲ر	۱۰ر
سعادت الکونین	۱۴ر	عہ
ہدیً للمتقین	عہ ۴	عہ
نسب نامہ رسول مقبولؐ	۳ر	۲ر
آفتاب داغ	عہ	۱۴ر
شعر و شاعری	عگ ۸	عگر
القول الجمیل	۸ر	۶ر

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
محمود اور فردوسی	۴ر	۳ر
چراغ ہدایت	۴ر	۳ر
صنمخانہ عشق	عگر	عہ ۲
تاریخ فلسفہ اسلام ..	ہے ۸	ہے
کنز الدقائق	عہ	۱۲ر
انوار العاشقین	عگ ۸	عگر
نافع العباد	۳ر	۲ر
بیربل نامہ	عہ ۸	عہ ۲
دیوان داغ	۸ر	۶ر
ریاض الفیض	عگ ۸	عگر
مکمل مجموعہ لغت	۳ر	۲ر
محبوب الاذکار	عہ ۸	عہ ۲
رموز حیات	۱ر	[illegible]
قیامت نامہ	۲ر	۱۰ر
الحقیقۃ الباہرہ	۹ر	۷ر
بحر الاسرار مترجم	۸ر	۷ر
منہاج العشقیہ	۱۲ر	۱۰ر
گلستان مترجم مجلد	عہ	۱۴ر
دیوان غالب	عگ ۸	عگر
کثرت ازدواج	۸ر	۶ر
فارسی بول چال	عہ ۸	عہ ۲
مشاہیر مشائخ ہند ..	۸ر	۶ر
گلزار داغ	عگر	عہ ۸
عقائد صوفیہ	۸ر	۶ر
دیوان بدیع البیان	عہ ۸	عہ ۲
اردو شعر و شاعری ..	عہ	۱۴ر
نگارستان	عگ ۸	عگر
دیوان ذوق	۸ر	۷ر
طریق السالکین	۴ر	۳ر

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین - پنجاب

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
ممتاز بیگم	۴ر	۳ر	ہندو اور عیسائیوں کیلئے ایک کتاب	عہ	۱۴ر	خزینۂ عملیات	۴ر	۳ر
عارفات سلطانی	عہ	۱۴ر	طریق النجاۃ کامل	عہ ۱۲ر	عار	طلسمات بے نظیر	۲ر	۰۱ر
سترھویں نامہ	۳ر	۲ر	سرگذشت وید	۸ر	۶ر	بچہ کا کرتہ	۴ر	۰۳ر
آئینۂ الفت	۲ر	۱ر	اسرار شریانیہ	سے	عار ۸ر	بچوں کی کہانیاں با تصویر	۸ر	۷ر
سیر ایران	عہ ۸ر	عہ ۲ر	ویدوں کی بہشت	۸ر	۶ر	دین کی باتیں	۸ر	۷ر
عقائد انور	۰۱ر	۱ر	حسنات اعظم	۱۱ر	۸ر	قرآن کے سبق	۶ر	۵ر
قند پارسی	۱۰ر	۸ر	مخزن ادب	عار	عہ ۸ر	پریوں کی کہانیاں	۶ر	۵ر
سرچشمۂ رحمت	عہ	۱۲ر	فخر کائنات	۴ر	۳ر	سگھڑ بیٹی	۱۳ر	۱۱ر
تحائف محفل	۴ر	۳ر	تحفۂ دستگیر	سے ۴ر	سے	سوکن کا جلاپا	۶ر	۵ر
نظام حیات انسانی	۸ر	۶ر	خواب نامہ صدیقی	عہ ۸ر	عہ ۴ر	تذکرۃ الانبیا	عہ ۸ر	عہ ۶ر
نظم آزاد	۸ر	۶ر	مجموعہ فالنامہ صدیقی ..	۸ر	۶ر	دربار اکبری	صر	للعہ ۸ر
اردو کی تیسری	۶ر	۵ر	مفتاح العلوم	عہ ۸ر	عہ ۴ر	یادگار غالب	سے	عار ۱۲ر
محمد علی	۱۲ر	۹ر	حجۃ الاسلام	۱ر	ـر	معلومات تجارت	عار	عہ ۸ر
غیور مسلمان	۳ر	۰۲ر	قاعدہ مفتاح القرآن ..	۲ر	۰۱ر	مذہبی معلومات	عہ	۱۴ر
فلسفۂ عبادت	۸ر	۶ر	انیس الواعظین	۸ر	۶ر	تمغۂ شیطانی	۱۲ر	۰۱۰ر
مجربات سلف	عہ	۱۲ر	مجربات بو علی سینا ..	عہ ۸ر	عہ ۴ر	شب زندگی حصہ اول ..	عہ	۱۴ر
سوار السبیل کلیمی	عہ	۱۲ر	تعلیم النساء کا قاعدہ ..	۱ر	ـر	تفسیر عصمت	۶ر	۵ر
تحفۂ احباب	عہ ۲ر	۱۴ر	تعلیم النساء کی پہلی کتاب	۳ر	۰۲ر	عصمتی دستر خوان	عار	عہ ۱۲ر
درس معاشرت	۸ر	۶ر	" " دوسری "	۶ر	۵ر	شہنشاہی کوک شاستر	عہ ۸ر	عہ ۴ر
قرآنی دعائیں	۸ر	۶ر	" " تیسری "	۹ر	۷ر	لذت شباب	عہ	۱۴ر
اندلس کی شہزادی	۸ر	۶ر	" " چوتھی "	۱۲ر	۱۰ر	برتھ کنٹرول	عہ	۱۴ر
عطائے قدسی	۸ر	۶ر	" " پانچویں "	۱۵ر	۱۲ر	عورت	عار	[illegible]
پیغمبری دعائیں	۸ر	۶ر	" " چھٹی "	عہ ۲ر	۱۵ر	عروس و نوشاہ	عہ ۴ر	عہ
تسخیر القلوب	۸ر	۶ر	دیوان حافظ حصہ اول	عہ ۸ر	عہ ۲ر	شب نامچہ عروسی	عہ	۱۴ر
جنگ انگورہ	۸ر	۶ر	" حصہ سوم	عہ ۸ر	عہ ۲ر	لطف شباب	عہ	۱۴ر
نواب امیر خاں	۰۵ر	۵ر	مثنوی مولانا روم	۸ر	۶ر	شاہی کوک شاستر ..	عہ ۸ر	عہ ۴ر
مسلمان اندلس	۰۳ر	۳ر	وکیل عشق	۱۰ر	۸ر	ایرانی کوک شاستر ..	عہ	۱۴ر
اسلامی پردہ	۵ر	۴ر	دیوان حافظ	عہ ۸ر	عار	عربی کوک شاستر ..	عہ	۱۴ر
تقسیم میراث	۴ر	۳ر	راہ نجات	۱ر	ـر	فرانسیسی کوک شاستر ..	سے	عار ۴ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین - پنجاب

عالمگیر پریس سید مٹھا بازار لاہور میں باہتمام ایم عبدالرحمٰن پرنٹر چھپکر پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب سے شائع ہوا